

بریلو پٹ حقائق کے آئینے میں

جس میں تقریباً ۱۰۰ (۱۰۰) بریلی کتب اور رسائل سے مستند مکمل
حوالہ جات اور مکمل صفحات کے فوٹو کسوں کے ذریعے اپنے
حقائق پیش کیے گئے ہیں۔ جس سے کٹر بریلی علماء بھی راضی نہیں۔
اور

جس کا دفاع کسی درجہ انتہا پر بریلی حقائق کے لیے بھی مشکل ہی ہوگا۔

مصنف

پروفیسر جلیل غلام محمد یحیٰ

پیشہ فاضل، دینی و سائنسی تعلیمات

حضرت مولانا محمد ابراہیم حیدری صاحب

الذی صنفہ فی العلم والادب۔ جامعہ اسلامیہ پاکستان

بریلویت کے سب اہم
پیشواں پر مبنی جامع کتاب

بریلویت خانگائے میں

موسسہ انگریزہ، ۱۹۰۰ء اور جہاں کی سب سے بڑی کتاب خانہ
موسسہ انگریزہ، ۱۹۰۰ء میں اساتذہ نے انہیں لکھا، یہاں
خانگائے کے لیے اس میں سے لکھ کر لکھا، یہاں
اس میں سے لکھا، یہاں
اس میں سے لکھا، یہاں

مستط پر ویسٹر خانہ غلام محمد حسین

نہایت عمدہ اور قیمتی کتاب خانہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نوٹ: اس کتاب کی تمام سے بے حقوقی مصنف کی طرف سے ذاتی طور پر محفوظ رکھی گئی ہے۔
 کوہ سہیل چیں۔ کوئی شخص یہ دہرائے یا کسی اور سے بے حق سے اپنے اس کتاب کو شائع کرنے کا ہوا نہیں۔

کتاب	برصغیر۔ حقائق کے آئینے میں
مصنف	پروفیسر مولانا امجد علی صاحب
کاغذی مشیر	آفتاب پبلشرز (ایڈمکس)
	مولانا چاند علی احمد گلشن پبلی کیشنز، آف سندھ
صفحات	482
تعداد نمونہ	54
جملہ صفحات	508

طبع:	مولانا امجد علی صاحب
	سکس پیر 287044، ممبئی، بھارتی۔
	نواکوری کتب خانہ پیر (سندھ)
دفتر:	کتب خانہ گلشن پیر (سندھ)
پرنٹنگ کے چھ:	اقبال پبلی کیشنز، کراچی
	نور احمد خان، کتب خانہ، کراچی
	قلمی کتب خانہ، کراچی
	کتب خانہ، قلمی پبلی کیشنز، کراچی
	سارہ مسکین پبلی کیشنز، کراچی
	پرنٹنگ کے چھ: کتب خانہ، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين - والعاقبة للمتقين - والصلاة والسلام على
سيد المرسلين وعلیہم السلام وعلی آلہ واصحابہ واعدائہم اجمعین۔
پہلی ایک صدی، یعنی تین سلوں تک پہلے سے پہلے کی سب حکومتوں اور گورنروں
کے اتحاد سے قری چلی جاتی تھیں جنہوں میں ہندوؤں کے دھرم کا ایک ہی مٹ نہیں، اور
مسلمانوں کے خلاف جذبات غری طور پر ہر ایک جماعت کے باشندوں میں برکت موجود
رہتے آئے ہیں۔ اسی طور پر، نفسی طور بھی، جب یہ ہر پہلی ملک کی تاریخ کا باب ہیں، تو
ان کا لا شعوری طور پر اثر چلتے رہتا ہے غری ہے۔ یہ حقیقت پہلے صرف چار سے لکھتے اور
بارہ کی اور سیاسی شعور رکھنے والوں کے علم میں تھی، کہ گزشتہ دو صدیوں میں اپنی کمزوریوں کی
وجہ سے جب پہلی دنیا کے اتحاد چھوٹے ہوئے تاکہ مغرب کی کامیابیوں میں، تو غصہ
مسلم آبادی کو سیاسی، سماجی، معاشرتی، تہذیبی اور دینی امور میں پیچھے رکھنے اور کرنے کے
خصوصی حربے کیوں اختیار ہوتے رہے اور آج کل تو آبادیاتی حکام کے خاتمے اور عام
لہ آزاد ہیں کے بعد بھی یہ ہم کیوں جاری ہے۔

لیکن اب تو ۱۱۹۱ کے واقعے کی کسی شخصیت کے بغیر ہی فوراً صورتحال کی طرف سے
نقل کر اس کو صلیبی جنگ کا نام دینے اور بعد کے اقدام سے ساری دنیا اس سے آگاہ
رہی ہے۔ اور مسلم دنیا کا بھی ہر ایک ان چاروں میں مراد سے آگاہ ہو چکا ہے۔
میں نے اس کے لیے درجہ اولیٰ نے اس ہم کو اور تجویز دی ہے۔ دینی اور تہذیبی لحاظ سے
دیکھیں، تو اسلام کے بنیادی عقائد، بنیادی قرائن، حاکمیت، تہذیب و مکتبہ، ہندوؤں
حوالہ کرنے کے لئے، ریلوے، ٹی وی، گیس کا کلاس، انٹرنیٹ، انقلابات کے کالوں اور
حکومت، سیکرٹریوں کے ذریعے ایک ہر پہلے ہم جاری ہے۔ اب تو مسلمانوں کے عادی
کی تعداد، خلیوں کے اعلیٰ آخری کے موضوعات تک کا انتظام عالمی ماحول کی
جہازات کے تحت لانے کی کئی باتیں جاری ہیں، اور ہر جگہ برہم کا رونا چہرہ اور ناخوشی ہے۔
اس طرح ہر جگہ سیاسی فوراً دینی لحاظ سے سلوں کے لئے اپنے اندر کی جہاز کا

اہم قرین مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ نکتہ یہاں تک ہے کہ اگر دھواشم نہ ہو، تب بھی کم از کم دوسرے غاصب کی طرح اسلام بھی صرف چند رسوم اور عبادتوں تک محدود ہو جائے۔ ایسے حالات میں ہر جگہ قوم کے سب لوگوں اور سب طبقوں کو اپنے دوسرے سارے سامنے ایک دوسرے کی کمزوریوں اور اختلافات کو بھانک کر، باہمی طور پر الگ دیکھ کر مکمل اتحاد اور حلف کے مقابلے میں ایک پیسے کی دیوار بن جانے کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ لیکن اس بد قسمتی اور شیطانی کی اس بد قرین خطرناک حال کو کیا کہا جائے۔ کہ عملی طور پر ہر جگہ ہر ایک کو حالف نظر آ رہا ہے کہ وہ یہ وہن اشتکار بدھ رہا ہے۔ جس سے لیبروں میں بے لگتی بدعتی ہادی ہے، حلف توڑوں کے جوہلے بدھ رہے ہیں، کج کام کرنے والوں کی توہمی کمزور اور کم اثر ہو رہی ہیں، قوم کا اشتکار حوڑل ہو رہا ہے اور حالات اگر گئی ہوتے بدھ رہے ہیں۔

بریلوی ہی اشتکار پھیلا رہے ہیں

برصغیر پاک و ہند کے حالے سے دیکھا جائے تو وہاں لوگوں میں ایسے اشتکار اور باہمی نفرتیں پھیلاتے ہیں بریلوی حضرات ہی گندیشوئیں بخشیں سال سے بڑی فتنی نظر آ رہے ہیں، ان کی طرف سے چھوٹے چھوٹے چار ہوئی، آٹھ ہوئی اور سولہیں ہوئی رسالے، اشتکار اور پمفلٹ چھپوا کر شہروں، قصبوں اور چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں پھیلاتے چارے ہیں، جن میں طعناں، دغا بندہ پن، اور دغا بندی کا نام پر غلط اور رسول کے گستاخی کے تمام ہوتے ہیں۔ اکثر یہ الزامات ایک ایک طری سے ہوتے ہیں، جن کا ہر ایک بطلان قدرت سے گہرا ہوا ہوتا ہے۔

بھلا کسی "سنی تحریک پاکستان" کی طرف سے شائع کیا ہوا، ایک پاسٹرز پر نہیں چھپوا ہوا کی طرف سے شائع ہو کر، خبر کے کونے میں داغ بادی پھولی ہی سہہ جن میں کچھ، جس میں دغا بندہ پن کے ساتھ ساتھ گھٹے گھے ہیں۔ بلکہ کی بھٹک آپ بھی دیکھ لیں۔
(۲) خدا تعالیٰ دھوکہ باز اور دغا باز ہے۔ (۳) حضور کریم پدار سے زیادہ نہ سے ہیں (۴) حضور کو آفری لی کہنے والے سب جاہل ہیں۔ (۵) حضور کا علم پاکوں، عیسائیوں، یحییٰ جیسا ہے۔ (۶) شیطان کا علم حضور سے زیادہ ہے (۷) حضور کی عظیم بت سے بھائی بھی ہے۔

آخر میں اٹھتا ہے، کہ کیا یہ لوگ کاغذ مراد نہیں۔ اور میں نے کچھ لڑ کر نہیں؟
 ایک مثال ایسے رسالہ کی بھی دیکھ لیجئے: نام ہے ”انعام واپسیت“۔ مصنف: ابو رضا
 خاں، نافذ از نقادانی دہلیویہ۔ سوال کرنے والے نے خود اسلم زکاء جن میں خود میں
 عبدالوہاب، سید اسماعیل شہید، سارے دہلیوی، سرسید ابو خاں، نظام ابو کارپائی لکھا
 ہے۔ میں کہتا ہوں کہ، کہہ کر، کہہ کر، کتاب کے ساتھ، بلکہ کہہ کر، انکسارات کے بعد میں نے
 غم پر چھا ہے، جواب میں دہلیوی اپنی حضرت نے سوال کے انکسارات کو ہی اپنا جواب
 اسباب قرار دے کر، میں لوگوں کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ انہوں نے کے لئے یہ شرعی انکسار ہفتہ
 کے ہیں۔

”میں نے کچھ لڑا پھل حاصل ہے، میں نے کتابوں کا مطالعہ حرام ہے (نہایت) میں
 سے عام حکم حرام ہے۔ میں نے سب مل کر حاصل حرام ہے۔ میں نے اس کے پاس خیرات اور میں نے
 پاس خطا حرام، یاد ہے تو میں نے عبادت حرام۔ مگر چاہی تو مسلمانوں جیسا حاصل اور
 نہیں دیا حرام۔ میں کا جواز، خطا حرام۔ جواز، نماز چاہتا حرام۔ مسلمانوں کے قیام جن
 میں مل کر حرام۔ قمر پر جانا حرام۔ ایسا ہی جواب حرام۔“ آگے یہ بھی ہے کہ وہ جتنا
 جتنی، اور جہنم کے لئے ہیں۔ انہیں عادی اور دہلیویوں کی طرح کہنا، خود عادی اور دہلیوی
 پر غم ہوگا۔ یہ وہ ہیں جن کو کاغذ ہائے دہلیوی کہتے ہیں، جن کا کاغذ ہائے دہلیوی اور دہلیوی

اس قسم کے قوسے پھرتے پھرتے رسالوں کی شکل میں عام پھیلائے جا رہے ہیں۔
 جب کہ دہلیوی اپنی حضرت کے ایسے پیروں کو قوسے اس کی تکلف کتابوں اور نقادانی دہلیوی
 میں انتہائی لکھ زبان میں سمجھ رہے ہیں۔ جن کی زبان، اور سواد کے سونے کے لئے ہم نے
 صرف یہ قوسے اس کتاب کی فصل ختم میں دیئے ہیں۔ وہیں غلط لڑا کر دیا دی۔

اس کے ساتھ ہاتھ لوگوں کی حد سے سادہ پر ہند کر کے کہن کو پاک کرنے کی ہم
 بھی زہروں پر ہے۔ یہ بھی اپنی حضرت کا قومی تھا، کہ ہاتھ لوگوں پر میں نے ہر قول ایسے
 ساتھ دے لوگوں کو اپنی سادہ میں آنے سے روکا، اور سادہ کو ایسے لوگوں سے پاک
 رکھا، ہر ایک پر ایسے ہاتھ اور سادہ اور حیثیت کے مطابق فرض ہے۔ ایسے قوسے عادی لوگوں
 ہائی فصل میں دیکھیں، جتنی عبادت کو اور اسام کا مگر قرار دے کر میں کو کافی گویا دے کر

(نہایت) ایسے ہی پر ہونے پر ہوا، کہہ دے تو ثابت دیتے ہیں کہ دہلیویوں کو بھی چاہ کر لکھی
 کہ۔ یہیں اس طرح اپنی سے دیکھا جا رہا ہے۔ کہ کہیں کچھ بات نہ انہیں میں دیکھ جائے۔

سادہ سے لگانے کی اسکی ہم بھی جلدی ہے۔ حالانکہ تعلیمی نصاب کی کتابوں میں مثال کتاب ”نصاب دہود“ بھی ایسا ہی غریب کتاب اور نصاب کالج میں اب زیادہ سے زیادہ تھیں کتاب بریل کی لکڑی میں ابھی تک شائع نہیں ہوئی ہے۔

نوبت یہاں تک پہنچی ہے

اب تو نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ یہ بھائی کھن کی طرف سے اپنی حضرت کا قرآن پاک کا ترجمہ کٹر علما میں منع اور اعتراض شائع ہوتا ہے، تو اس میں بھی حرم اور طہر کے خلاف کے بعد ایک دو مسئلہ پر دوح بندی طائفہ اور کئی طائفہ کے مضمون کے تحت دوح بندوں پر لکھتے ہوئے جو نے اجماعی طائفہ ایسے ہی ایک جملہ کے تحت شائع کئے جاتے ہیں، جیسے ہم نے ان پر سز کے اشادات دکھائے ہیں۔ اسی طرح ہر ایک اہم بریل کی مصنف کی کتاب میں اسی طرح ایک دو صفحات میں یہ مضمون ہوا ہی کرتا ہے۔

تاکثر یہ ہے، کہ وہ ہر حوالہ دیتے ہوئے اشتہاری قسم کے چھوٹے دھانے میں، اور اکثر ایسے حوالوں میں کتابوں میں اپنی فراخ دلی دکھانے کے لئے یہ بھی لکھتا ہوتا ہے، کہ اگر دوح بندی وہ اپنی اپنے میں طائفہ سے تو چاہے اب جو نے اجماعی طائفہ کا اعلان کریں، تو طائفہ اعلان ہے، کہ وہ اس سے بھائی ہیں۔

دوح بندی دیکھو

حالانکہ تقریری دیکھو ہے، کہ بریل کی اپنی حضرات کے ایسے اعلانات کے فوراً بعد طہم طہا نے بذات خود تقریری اعلان کیا تھا، کہ ”یہ اس سے سچے خاص اہرام ہے، طہا ہرگز ایسا حقیدہ نہیں۔ ایسے طائفہ دلوں کو ہم خود بھی کا فر سرتہ مانتے ہیں۔“

کئی بار دوسرے دوح بندی حضرات نے بھی اس کو غلط ثابت کیا ہے۔ دوح بندی طائفہ کو خارج کیا ہے۔ اور اپنی حضرت کی ہماروں کو غلط ثابت کیا ہے، اور خود اس کتابوں سے اس کی تردید دہانے لگاتے کی نکال دی کی ہے۔ ہم نے بھی اسی فیما بے بحث پر اس کتاب کی پانچویں اور گیارہویں فصل میں پوری تفصیل سے نو نو تھکوں کے حوالوں سے غلط ثابت کیا ہے۔ لیکن بریل کی حضرات کی طرف سے وہی ”میں نہ مانوں“ کی رٹ چلتی ہے۔ اب کہ اپنے اپنی حضرت کی طرف سے اس چند اعلانات کے علاوہ پوری مکمل صدی میں

دعوتِ بندگی کی ہزاروں کتابوں سے وہ صرف ایک چار سطری ایلام بھی نہیں جانتے ہیں۔ یہ کہ ان کے کسی عہدِ قسم کے ہی کرم جٹا، چھپے کاٹی عدا بھی کئی طرح لکھ چکے ہیں، کہ اسلام اور کفر کا عدا بننے والے پہلی عدا کو بھی اختلاف نہیں۔ اس کتاب میں گیارہویں فصل میں ڈاکٹرس کے ساتھ ہی کرم جٹا، مرحوم کا عدا دیکھ لیتے، کہ کسی طرح سو لاکھ کام کی کتاب ”تقدیرِ خاص“ کو انہیں انفراد نکات سے ہمراہ کتاب قرار دیا ہے۔ جس سے ہی اپنی حضرت اور بعد والے بریلی حضرات اس کو اور سب دعوتِ بندگی کو غمِ نبوت کا منکر ثابت کرتے ہیں۔ ہم نے یہ بھی حوالے دیئے ہیں، کہ اسی کتاب میں سو لاکھ کام ہزاروں نے کم از کم سات جگہ حضور ﷺ کی غمِ نبوت ثابت کر کے اس عقیدے کے منکر کا ہاتھ کیا ہے۔ اب اس منکر ایجاب پر صرف کیا کیا جاتا ہے!

صرف یہ نام دیکھ لیں

اس نام مجھے کو سمجھنے ہوئے ہم جازہ اور میں، لیکن ہوتی بکے کتابوں کے صرف نام دیتے ہیں۔ ان ناموں سے ہی آپ اندازہ لگا لیں، کہ ان میں کیا زہر بھرا ہوا ہے:

علاءِ دعوت کی نگارہاں، طائفِ دعوت، مدخلِ بابیہ، آئینہِ دعوت، اچھی کے دانے، دعوتِ بندگی امام کے پیچھے نماز، تبلیغِ جماعت کے کارنامے، تبلیغِ جماعت کا اعلانِ ادبیت، دعوتِ بندگی و حرم (سنو گی، ادبیت کے ان کے ایجاز (سنو گی)، تحریفِ علماءِ دعوت، دعوتِ بڑوں و مذہبوں سے رشتے، کیا کار (اچھی کار) نہ کہیں، قرآنِ پاک کے علاوہ ترجموں کی کتابوری، ادبِ عظیم، سببِ شکوری، احکامِ ادبیت، دعوتِ بندگی ماسور، میرا اکی بریلوی و حرم کے دعوتِ بندگی بھارتیہ فیروزہ و غیرہ۔

آپ کسی بھی بریلی نکتہ پر جائیں، لہذاں طور پر ہمارے لکائی ہوئی دیکھ ہی کتابیں نظر آئیں گی۔ جو خوب بیک رہی ہیں، اور بار بار شاخ بھری ہیں۔ دوسرے نمبر پر سوئم کا طریق، فاتحہ کا طریق، گیارہویں کے فضائل، محمد بنِ خدا سے استغاثہ، طبعِ فیہ کا عقیدہ، کراماتِ اولیاء، فضائلِ سیارہ و غیرہ بھی کتابوں کی بہتات ملے گی۔ جن میں ہر ایک میں بھی کسی نہ کسی طرح دعوتِ بندگی کی مذہبِ ضرور ملے گی، اور وہ یہ جاس کے ہوئے پھلتے والے عدا کو بھی انکو میں نہیں گے۔

ابعد حضور کریم ﷺ کی سیرت، صحابہ کرام کی سیرت، فضائلِ نبوی، فضائلِ نماز

مجموعات، نفاذ کی دہائیوں، مسنون دہائیوں۔ جیسے عام موضوعات پر کسی کتاب کے لئے بھی آپ کوگی دکائیں اور کوئی چیز بھی کی۔ پھر بھی کامیابی مشکل ہی ہوگی!

ہمارے اپنی ماجرا

اس مصنف نے حیدرآباد سندھ کے شمال میں ۱۵۰ کلومیٹر دور، قومی شاہراہ پر واقع قصبہ نیہاری میں ۱۹۳۰ء میں جنم لیا اور پیدائش پائی۔ برطانیہ کا نام لگی ۱۹۵۶ء میں شادی۔ پادریوں نے جو پرکھیا، تو ان کے ساتھ دیکھنے کے اکثر موضوعات، انتہائی غیر مہذب طبقہ میں اسیروں پر اعتراضات، نئے خانے قصبہ کھانوں سے بھانڈے بھانڈے، خود غرض میں سوجھ بوجھ دینی کام کرنے والوں سے مخالفت کے وجود ان سے لئے اور پھر اسی طرح کی مثالیں ان پر ان پر اعتراضات کرنے اور لڑنے کے لئے اور بگڑنے لگا۔ بر اعظم میں دینے والوں پر کنگس اور ان کے خلاف اور غرض، دلچسپی ہے۔ یہ جی ٹی جی کام، کچھ کر رہی ہیں، کہ ان کو حرج بھجے، چھنے سے طبیعت نفسی اپنا ہے۔

دعوتی کتب کا مطالعہ

کتاب میں علامت ملنے کے بعد ۱۹۶۴ء سے مگر بار، سمیت حیدرآباد میں رہائش اختیار کی، اکتھڑ کتابیں خریدنے اور مطالعے کا خاصا ذوق تھا۔ برطانیہ کی ایک آدم کتاب نے ہی پھر دوسرا کرنے سے ہی ۱۰ کے دیکھا، ۱۹۸۰ء کے سڑے کے آخر میں ایک دوست نے مرشد قادری کی کتاب "زور" دکھائی، کہ اس میں بدی علیہ کی اور فکارتی کے ساتھ دینے والوں کے ساتھ اور اہل میں جو تعلقات دکھائے گئے ہیں، ان کا آپ کا جواب دیں گے! ابھی برطانیہ کے مطالعہ کا محرک تھا، دینے والوں نے فراموش نہیں کیا۔ حیرت انگیز انکشاف ہوتے رہے۔ اور ان حوالوں والی کتابوں کی تلاش، پھر ان کے حوالوں کی تلاش کا ایک سلسلہ چل چلا۔ دینے والوں کی تو کئی کتابیں پہلے سوجھ بوجھ، اور اپنی سب آسانی سے مل گئیں۔ جسے برطانیہ کی اصل کتابیں ہاتھ کر فرما، دینے والوں کی کتاب

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰) (۱۰۰۱) (۱۰۰۲) (۱۰۰۳) (۱۰۰۴) (۱۰۰۵) (۱۰۰۶) (۱۰۰۷) (۱۰۰۸) (۱۰۰۹) (۱۰۱۰) (۱۰۱۱) (۱۰۱۲) (۱۰۱۳) (۱۰۱۴) (۱۰۱۵) (۱۰۱۶) (۱۰۱۷) (۱۰۱۸) (۱۰۱۹) (۱۰۲۰) (۱۰۲۱) (۱۰۲۲) (۱۰۲۳) (۱۰۲۴) (۱۰۲۵) (۱۰۲۶) (۱۰۲۷) (۱۰۲۸) (۱۰۲۹) (۱۰۳۰) (۱۰۳۱) (۱۰۳۲) (۱۰۳۳) (۱۰۳۴) (۱۰۳۵) (۱۰۳۶) (۱۰۳۷) (۱۰۳۸) (۱۰۳۹) (۱۰۴۰) (۱۰۴۱) (۱۰۴۲) (۱۰۴۳) (۱۰۴۴) (۱۰۴۵) (۱۰۴۶) (۱۰۴۷) (۱۰۴۸) (۱۰۴۹) (۱۰۵۰) (۱۰۵۱) (۱۰۵۲) (۱۰۵۳) (۱۰۵۴) (۱۰۵۵) (۱۰۵۶) (۱۰۵۷) (۱۰۵۸) (۱۰۵۹) (۱۰۶۰) (۱۰۶۱) (۱۰۶۲) (۱۰۶۳) (۱۰۶۴) (۱۰۶۵) (۱۰۶۶) (۱۰۶۷) (۱۰۶۸) (۱۰۶۹) (۱۰۷۰) (۱۰۷۱) (۱۰۷۲) (۱۰۷۳) (۱۰۷۴) (۱۰۷۵) (۱۰۷۶) (۱۰۷۷) (۱۰۷۸) (۱۰۷۹) (۱۰۸۰) (۱۰۸۱) (۱۰۸۲) (۱۰۸۳) (۱۰۸۴) (۱۰۸۵) (۱۰۸۶) (۱۰۸۷) (۱۰۸۸) (۱۰۸۹) (۱۰۹۰) (۱۰۹۱) (۱۰۹۲) (۱۰۹۳) (۱۰۹۴) (۱۰۹۵) (۱۰۹۶) (۱۰۹۷) (۱۰۹۸) (۱۰۹۹) (۱۱۰۰) (۱۱۰۱) (۱۱۰۲) (۱۱۰۳) (۱۱۰۴) (۱۱۰۵) (۱۱۰۶) (۱۱۰۷) (۱۱۰۸) (۱۱۰۹) (۱۱۱۰) (۱۱۱۱) (۱۱۱۲) (۱۱۱۳) (۱۱۱۴) (۱۱۱۵) (۱۱۱۶) (۱۱۱۷) (۱۱۱۸) (۱۱۱۹) (۱۱۲۰) (۱۱۲۱) (۱۱۲۲) (۱۱۲۳) (۱۱۲۴) (۱۱۲۵) (۱۱۲۶) (۱۱۲۷) (۱۱۲۸) (۱۱۲۹) (۱۱۳۰) (۱۱۳۱) (۱۱۳۲) (۱۱۳۳) (۱۱۳۴) (۱۱۳۵) (۱۱۳۶) (۱۱۳۷) (۱۱۳۸) (۱۱۳۹) (۱۱۴۰) (۱۱۴۱) (۱۱۴۲) (۱۱۴۳) (۱۱۴۴) (۱۱۴۵) (۱۱۴۶) (۱۱۴۷) (۱۱۴۸) (۱۱۴۹) (۱۱۵۰) (۱۱۵۱) (۱۱۵۲) (۱۱۵۳) (۱۱۵۴) (۱۱۵۵) (۱۱۵۶) (۱۱۵۷) (۱۱۵۸) (۱۱۵۹) (۱۱۶۰) (۱۱۶۱) (۱۱۶۲) (۱۱۶۳) (۱۱۶۴) (۱۱۶۵) (۱۱۶۶) (۱۱۶۷) (۱۱۶۸) (۱۱۶۹) (۱۱۷۰) (۱۱۷۱) (۱۱۷۲) (۱۱۷۳) (۱۱۷۴) (۱۱۷۵) (۱۱۷۶) (۱۱۷۷) (۱۱۷۸) (۱۱۷۹) (۱۱۸۰) (۱۱۸۱) (۱۱۸۲) (۱۱۸۳) (۱۱۸۴) (۱۱۸۵) (۱۱۸۶) (۱۱۸۷) (۱۱۸۸) (۱۱۸۹) (۱۱۹۰) (۱۱۹۱) (۱۱۹۲) (۱۱۹۳) (۱۱۹۴) (۱۱۹۵) (۱۱۹۶) (۱۱۹۷) (۱۱۹۸) (۱۱۹۹) (۱۲۰۰) (۱۲۰۱) (۱۲۰۲) (۱۲۰۳) (۱۲۰۴) (۱۲۰۵) (۱۲۰۶) (۱۲۰۷) (۱۲۰۸) (۱۲۰۹) (۱۲۱۰) (۱۲۱۱) (۱۲۱۲) (۱۲۱۳) (۱۲۱۴) (۱۲۱۵) (۱۲۱۶) (۱۲۱۷) (۱۲۱۸) (۱۲۱۹) (۱۲۲۰) (۱۲۲۱) (۱۲۲۲) (۱۲۲۳) (۱۲۲۴) (۱۲۲۵) (۱۲۲۶) (۱۲۲۷) (۱۲۲۸) (۱۲۲۹) (۱۲۳۰) (۱۲۳۱) (۱۲۳۲) (۱۲۳۳) (۱۲۳۴) (۱۲۳۵) (۱۲۳۶) (۱۲۳۷) (۱۲۳۸) (۱۲۳۹) (۱۲۴۰) (۱۲۴۱) (۱۲۴۲) (۱۲۴۳) (۱۲۴۴) (۱۲۴۵) (۱۲۴۶) (۱۲۴۷) (۱۲۴۸) (۱۲۴۹) (۱۲۵۰) (۱۲۵۱) (۱۲۵۲) (۱۲۵۳) (۱۲۵۴) (۱۲۵۵) (۱۲۵۶) (۱۲۵۷) (۱۲۵۸) (۱۲۵۹) (۱۲۶۰) (۱۲۶۱) (۱۲۶۲) (۱۲۶۳) (۱۲۶۴) (۱۲۶۵) (۱۲۶۶) (۱۲۶۷) (۱۲۶۸) (۱۲۶۹) (۱۲۷۰) (۱۲۷۱) (۱۲۷۲) (۱۲۷۳) (۱۲۷۴) (۱۲۷۵) (۱۲۷۶) (۱۲۷۷) (۱۲۷۸) (۱۲۷۹) (۱۲۸۰) (۱۲۸۱) (۱۲۸۲) (۱۲۸۳) (۱۲۸۴) (۱۲۸۵) (۱۲۸۶) (۱۲۸۷) (۱۲۸۸) (۱۲۸۹) (۱۲۹۰) (۱۲۹۱) (۱۲۹۲) (۱۲۹۳) (۱۲۹۴) (۱۲۹۵) (۱۲۹۶) (۱۲۹۷) (۱۲۹۸) (۱۲۹۹) (۱۳۰۰) (۱۳۰۱) (۱۳۰۲) (۱۳۰۳) (۱۳۰۴) (۱۳۰۵) (۱۳۰۶) (۱۳۰۷) (۱۳۰۸) (۱۳۰۹) (۱۳۱۰) (۱۳۱۱) (۱۳۱۲) (۱۳۱۳) (۱۳۱۴) (۱۳۱۵) (۱۳۱۶) (۱۳۱۷) (۱۳۱۸) (۱۳۱۹) (۱۳۲۰) (۱۳۲۱) (۱۳۲۲) (۱۳۲۳) (۱۳۲۴) (۱۳۲۵) (۱۳۲۶) (۱۳۲۷) (۱۳۲۸) (۱۳۲۹) (۱۳۳۰) (۱۳۳۱) (۱۳۳۲) (۱۳۳۳) (۱۳۳۴) (۱۳۳۵) (۱۳۳۶) (۱۳۳۷) (۱۳۳۸) (۱۳۳۹) (۱۳۴۰) (۱۳۴۱) (۱۳۴۲) (۱۳۴۳) (۱۳۴۴) (۱۳۴۵) (۱۳۴۶) (۱۳۴۷) (۱۳۴۸) (۱۳۴۹) (۱۳۵۰) (۱۳۵۱) (۱۳۵۲) (۱۳۵۳) (۱۳۵۴) (۱۳۵۵) (۱۳۵۶) (۱۳۵۷) (۱۳۵۸) (۱۳۵۹) (۱۳۶۰) (۱۳۶۱) (۱۳۶۲) (۱۳۶۳) (۱۳۶۴) (۱۳۶۵) (۱۳۶۶) (۱۳۶۷) (۱۳۶۸) (۱۳۶۹) (۱۳۷۰) (۱۳۷۱) (۱۳۷۲) (۱۳۷۳) (۱۳

ہوئی۔ میرا پاپ، کراچی، لاہور تک کی دکانوں کے علاوہ پوروں دوستوں اور لاہور تک کی محرمین سے مکمل کتابوں کے گھس تک حاصل کرنے چاہئے۔ جو کتابیں ہاتھ کر کے غلط طور پر جنت کی ذلتی خریدنے کے لئے بھروسہ کرتی ہیں، ان کی کمرست اس کتاب کے آخر میں "مراجعہ مباحثہ" کے عنوان کے تحت شامل ہے۔ کوئی بھی صاحب منظرہ مصلحت یا پرانی کتابوں کے فروغ کوئی گھس بھگتا سکتا ہے۔

کلی کتب، خصوصاً اہل حضرت، ان کے خلاف، اور خصوصاً شاگرد مشقت علی خاں کی کتابوں کا مطالعہ کافی سے زیادہ گولت اور کرب کا باعث بنا جن کو جہوت سے ہار ہار چھوڑنا چاہئے۔ ان کی زبان اور جزا و جزا ٹکری تھیں، ان کے دکان، انھوں نے جہاں سے لے لیا وہ زبان پر ہار ہار دکان، عقل کی کلیت کو روکا اور اشتہار پر صاف چار۔

طبی دنیا کی قطب ترین زبان

ہیں سب میں زبان انکی انتہائی کی گئی ہے کہ۔۔۔ پتلے پھوڑے، اس کو ہر دورانے کا حوصلہ کوئی کہاں سے لاتے! ہم نے اس کے کئی نمونے، ۱۰ مکمل صفحات کے ٹکڑے، ٹکڑوں کے ساتھ اس کتاب کی آٹھویں فصل میں دیتے ہیں، آپ ہی ذمہ کر کے دیکھیں۔ ہم کہیں کے قصہ سے بھی تنگی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، یہاں ہم صرف ایک ہم صبر، جو دہائی نہیں ہے، بلکہ خیر آبادی حلقے کے جید عالم ہے۔ جس کو برطانوی رسالہ "ایکویون" نے بھی اپنے ۱۶ جولائی، ۱۹۷۷ء کے شمارہ نمبر میں "الکاب علم" کے لقب سے نوازا ہے۔ یعنی مولانا سکین الدین الدجیری (حرفی ۱۹۳۸ء) کا حوالہ دیتے ہیں۔ جو اپنی کتاب "تجلیات المورائیس" میں اہل مغربی زبان کے کافی حوالے دیتے کے بعد ص ۳۳ پر لکھتے ہیں کہ:

”یہ باتیں ہمارے سرورِ نبوی کی گلی ہیں۔ جن کو اگلے کے ساتھ گھرے کی نسبت ہے۔ جن کے لئے غفلت کافی ہے کہ سرِ مائت فاش ہے۔ ایسے شخص کو انجی کا اصل دھبہ بھی نہیں رہا چاہے، نہ کہ اس کو وقت کا شیخ اور ہمدِ حلیم نہ۔ اس شخص ہزاری زبان پر بھی اگر کوئی عبارت اس کو اعتقادِ حلیم کرتی ہے۔ تو یہ وہ ہزاری ہیں اور پاکِ عیبوں کی کیوں نہیں سمجھ سکتے۔“

”اس آدابِ علم“ کو کیا معلوم تھا کہ اس کی دھلت کے نہیں ہری جھڑپ جلدی

طرف سے ایسے غصے کو صرف مختارِ حلیم نہیں کیا جاتا گا، بلکہ اسی کو شائستگی و تہذیب کے
 سربراہانیت دے کر ”سجدہ مکہ حاضرہ، حضور پر نور رضی اللہ عنہ“ تسلیم کر کے، اسلامی دنیا کی
 سب سے لمبی دور ہے مغل بھاری غصیت حلیم کرنے اور کرانے کے لئے ایک امر و نہی
 چلے گی، کہ وہ انبیاء کی طرح مسوم نہ بنیں۔ لیکن سلاطین کی طرح مخلوقِ ضرورہ تھے، ہر
 کے ہجے حضور ﷺ کا تھے، جو دور اور رضاء لیتے تھے، ان کے غم کو اٹھانے سے مخلوقِ ضرورہ
 کیا تھا، پہلے باج کے موقع پر (۳۳ سال کی عمر میں) اس کو تنگی کی سہ جہت میں حضرت کی
 انکی چینی بدلتی رہی تھی، کہ بعد میں اس نے غل جہات اور اور دغا تک ضروری
 نہیں کیے۔ وہ ظلم و تقویٰ کے اس نظام پر تھے، کہ اس کی کسی دلیل کے بعد کسی حریف و دلیل
 کی ضرورت نہیں۔ یہ سب حکم نے اس کتاب کی تیسری فصل میں عمل جہاتوں کے ساتھ
 دکھایا ہے، کہ کبھی غصیت اس طرح ہوتی رہے کہ سب جہت چھا کر ایک غصیتی اور جہاتی
 کردہ رہا ہے۔

کھڑی قوموں کی جہاد کے بارے میں بھی سب مسجود تھیں سے یہ جہت انجیز
 انکشاف اور کہ ہم نہ صرف اور بدلیں کو ہی نکالتے تھے، لیکن اس حضرت اور اس
 کی ذہنیت نے تو اپنے دور کو لے کے ساری کو تسلیم نہیں دیتے وہ۔ یہ بدلیں جہتی مسلمانوں
 کی دیکھ کر چارہ کام نہ تھیں اور فعل اور تھا۔ جس میں مسلمانوں نے جہت انجیز تو اس اور
 ملا جہتوں کا مظاہرہ کیا۔ اور وہی تعلیم کے طور پر دینی تعلیم، سنی، سنی، سنی، سنی اور
 سیاسی سہارا میں جہت انجیز کار کردہ کی دکھائی۔ جہت ہے، کہ اس دور کو لے کی جہت اور
 کھڑی قوموں سے کوئی کردہ اور کوئی اہم غصیت نہیں نکالے گی۔ یہ جہاد انکا سچ تھا، کہ آج
 کے بریل کی محنتوں کے سامنے بھی مرض کی چا سکتی ہے، کہ اہل حضرت کے کام پر مغل
 و غیر مغل ہر دور نہیں سے ہم فیل اور پی انکا لای کی اگر ہیں کی جہاد کے جس دور میں کسی
 حق کو یہ عنوان دیا نہیں، کہ وہ حقیقت اور عمل جہاتوں کے ساتھ دکھائے، کہ اس دور کی اہم
 غصیت اور جہادیں تھی کہ باقی دور کی انجیزوں میں سے کوئی ایسی ہیں، کہ بریلی
 جہاد کی اڑ سے نکالیں۔

ایک مسئلہ ۶۳۵ - اور ۲۰۲۵ تک یہ الزام!

ابا تو یہ ہے، کہ اخیر سالوں میں زندگی ہر حال کو ہم میں ہم مسلک ہوئی۔

میں ہم سرحد، حاجیوں اور ماہجروں کی پہلی ہفتی گزارنے کے بعد ہی صرف ایک ٹریڈنگ کمپنی کے طلبہ کی طرف سے اس سہ کے اعداد و ابرو دینے پر اختلاف ظاہر کیا، تو دکان کی لین دین میں حاجیوں پر ۶۶۵، اور ماہجروں پر پہلی ہفتہ دکانوں پر ۱۰۰ روپے کی گریڈنگ کا ہی ادا کیا۔ یہ تجارت انگریزوں کے دکانوں کی ایک ایک فصل ہضم ہوا۔

اس لحاظ سے تو وہ بڑی خوش قسمت ہی نظر آتے ہیں۔ کہ ان پر صرف ایک ہی گریڈنگ اور ایک ایک گریڈنگ کی گنتی، جس کو ان کی گنتی ہی کہا جاتا ہے۔ کہ گریڈنگ اور ایک ایک گنتی کا یہاں ہر فصل ہی صرف چار ہی گریڈنگ گنتی ہوتا ہے۔ ان گنتی کی گنتی اور خاص گنتی اور ہفتہ کی ہفتہ سے ہم نے ان کا فصل ہوتا، کیا دکانوں فصل میں گنتی کیا ہے۔

اہل حضرت کا فطری انجام۔ پچاس سالہ طویل دورِ فترت

اس تفصیلی مطالعے سے یہ ہم کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل حضرت کا پچاس سالہ کام صرف حتیٰ ہی حتیٰ تو کسی قبیلہ اور شہر کام میں کوئی دلچسپی نہیں لی۔ یہ دور برصغیر کے مسلمانوں کے لئے اپنے وجود کی جاذبہ ہونے کا دور اور انہوں نے نہ صرف بی کر دکھایا، بلکہ سیاسی میدان میں بھی تحریک و سحر کے دور تک ہی چمکانے رہے۔ گاہی گاہی نے بھی اسی تحریک میں شامل ہو کر یہ سیاسی مقام حاصل کیا۔ جو دھارم نے دینی علوم، دینی علوم، مختلف معاشرتی اور سماجی تنظیموں، قومی پیروی پیدا کرنے والی تنظیمات، اور انہوں نے ہر ایک کی طرح، طاقت کی۔ ہر ایک کو ان کی عقلوں سے نوازا۔ جس کا فطری انجام یہ ہوا کہ اس کا افعال اس حال میں ہوا کہ غالب مروجہ کے یہ قول: "میرا دگر مر جائے تو تو غم نہیں کوئی نہ ہو"۔ اور واقعی بھی ہوا۔

آج کل کی بریلینٹ کی ایجاد نے ان کی ہم کے سب سے لڑاؤں اور اپنے کام کی وجہ سے اس حلقے میں بہرہ و فواید قلب پانے والے ڈاکٹر مسعود صاحب کو بھی اپنی شروعات اور کی کتابوں "کامل بریلینٹ" اور "میرا اہل حضرت" میں یہ بہرہ و فواید کہ چار کہ اہل حضرت نے ۱۸۸۱ء میں دھرتی کی، تو اس سے اپنے بھی خاتمے۔ فصلِ خطبہ صدی تک جمہور انہوں کی طرف سے کرتے ہیں۔ میرا اہل حضرت کی خطبہ صدی

تک اس کی سوانح مری تک نہیں لکھی جا سکی تھی۔ کچھ نہیں لکھا جاسکا۔ اور جسے انسانی مرکز میں ۱۹۶۶ء تک صرف ایک پھلتی سی دکان "سورسی بک ڈپ" پھلتی پھلتی کتابیں شائع کر رہی تھی۔ پنجاب یونیورسٹی نے ۲۳ جلدوں کا ضخیم "اسلامی دائرہ معارف" تیار کرنا شروع کیا، تو اس میں نام تک نہیں آ سکا تھا۔ دوسری طرف دیکھیں، تو قادیانی کی بارہا میں سے دوسری جلد بھی رحلت کے بھی چالیس برس بعد، اور وہ بھی دس شہروں سے چندوں کی مدد سے شائع ہوئی، حرہ میں سال میں ۱۹۸۳ء تک بھی پانچ ہی جلدیں چھپ سکیں۔ "اسلامی دائرہ معارف" کی پہلی جلد ۳۵ برسوں میں بھی نور احمد رضا کی کوئی اہم قسم کی حرہ ۳۵ کتابیں بھی ہم کو نظر نہیں آئی ہیں۔

ایہوں نے بھی سب کچھ بٹھائے رکھنے میں ہی عافیت تھی

ڈاکٹر صاحب کے یہ قول یہ ساری فیروں کی سوانحیں تھیں۔ کسی طرح تو وہ بھی نہیں بٹھائے تھے ہیں۔ لیکن اس اہم کچھ کو کوئی نہیں بٹھارہ کہ اس کے اپنے ہائیڈرو، اور اچھے خاصے مالدار دلوں عالم بنیں، اور ساتھیوں نے انکی مہتری قضیت، انکا نام اور خاص بیچیں، ہاں شان، ہاں دولت سب کچھ دے دے والے مالدار اور سود کے ساتھ یہ انجیر کیوں کیا، کہ نہ ان کی سوانح لکھی، نہ ایک مطلع ہونے کے بارے میں اس کی کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ جاری رکھا۔ حتیٰ کہ ان کی سب کتابوں کی لبرسٹ بھی چار نہیں کر دلی، اور ان کے سودے اور غلطے تک سنبھال کر نہیں رکھے۔ جب کہ اپنا دور سر بھی تھا، ضروری بھی تھی۔ صرف کچھ مالدار ہیں ہی خصوصی کرتی تھیں۔ بچے اور عورت کے عظیم معینین رضا نے کچھ سوانحی نوٹ لکھے بھی، تو ان کو بھی اپنی زندگی میں شائع کرنا ضروری یا مناسب نہیں سمجھا۔ یہ کام بھی ۱۹۸۳ء میں کراچی میں ڈاکٹر مسعود صاحب کو کرنا پڑا۔ صرف کچھ نام لہر اٹرائی اور مٹا دی دے والے ہی شروع سے آج تک چھپ رہے ہیں۔ اس سے حال سامنے ہے، کہ باقی سب بٹھانے کی بجائے بٹھانے اور کیڑوں کے حوالے کرنے جیسا ہی مال تھا۔ کردہ ویرت کا کا کوئی قابل ذکر ثبت پہلو تھا ہی نہیں، تو کیا لکھتے بٹھواتے اور شائع کرنا کہ سوچو جتنی کتابوں کو حرہ و رضا کی دانت دیتے، اور اچھا بھی اپنے رضا جیسا ہی مٹر کر داتے، جن کا انجیر اور کا مٹر اور گس پیری دیکھی بھی تھی، اور کی قدر بھلتا بھی ہے۔

(۵۰) اس پر حرہ تحصیل ملدی اس کتاب کی چوتھی فصل میں دیکھیں۔

تھے۔ یہ کام تو آئندہ نسل پر بھارت نے جیسا کہ جس میں کوئی بھی گمراہ نہ ہو۔

مدینہ پاک کے علماء کے امور رضا کے لئے القاب

یہ تہذیب پہلے ہی طویل ہو چکی ہے۔ لیکن ایک کچھ اور بھی، کہ تمام امر میں، عربی کے علماء کی صرف ۱۳۱۲ ہجری قمری چھت پر فکر کرنے والے بریلوی، اس کا ذکر نہیں، کہ اسی کم میں امور رضا کو چھن لیا چھٹن بھی نصیب ہو گیا۔ علماء کے ایک جید طبقے کی طرف سے اس کے علم فیہ کے عقیدہ کے بارے میں ایک تفصیلی کتاب لکھی گئی۔ جس میں اس کو ان القاب سے نوازا گیا۔ جلیل، فضی، اپنی بات پہاڑ جانے والا، تعمیر کے علم سے عہدہ اپنے دلائل گزرتے والا، مرتبہ جہول سے جہول کو دیکھ جانے والا، ہولی گج سے جہول میں تفریق کرنے والا، دلیر و دلیر۔ یہ کتاب تمام امر میں کے بارے میں ۱۳۱۲ ہجری قمری کے ساتھ شائع ہوئی، اسی سے تمام امر میں کے علماء کی ہوا گئی۔ اپنی حضرت کی سادہ گمراہی چھت چھٹی۔ لیکن کوئی دستاویز بریلوی محض اس کا ذکر نہیں کرتا، اس کی حیرت انگیز تحصیل ہم نے اس کتاب کی کاپی میں حاصل کی ہے۔

ہم نے ان حقائق کو سامنے لانا ضروری سمجھا

ہم کو یقین ہے، کہ یہ سب ایسے حقائق ہیں، کہ دونوں طبقوں کے مہم تو کیا، لیکن علماء کی بھی بہت بڑی اکثریت کو معلوم نہیں۔ اس لئے اچھی محنت سے حاصل ہونے والے ان حقیقتوں کو کتابی صورت میں ناکر سب کے سامنے رکھنا فرضی سمجھی سمجھا۔ یہ احساس بھی تھا، کہ کسی کے لئے بھی اس پر یقین کرنا آسان نہیں تھا، اس لئے آج کی ذوق السلیط سے مدد لینا ہی ضروری ہے۔ اٹھ کا نام لے کر کتاب لکھنی شروع کی، تو سہرا پہچان ہی گیا، آخر میں بڑی محنت کی ۱۳۱۲ صفحات کی کتاب بن گئی۔ حیرت انگیز عمل صفحات کے گیس مثال کیے۔ یہ کتاب سندھی زبان میں ”بریلوی کیوں نہیں داتا“ کے نام سے ۱۳۱۲ء میں شائع ہوئی۔ طارہ انداز و گج تھا، کہ اس کے علاوہ کچھ بھی اس کی حقائق و کشفات ہی ثابت ہوئے۔ کسی نے لکھا کہ اس حقائق پر ذوق گیس کے علاوہ ہرگز یقین نہیں کرتے۔

یہی حال بریلوی علماء کو بھی ”غیر اٹھ سے استغاثت، علم فیہ، حاضر حاضر، نور و جہول“ کے علاوہ سہرا، عام و کشفات کا بھی ہے۔ ان کے بارے میں بھی بریلوی دلائل اور حوالہ

چاند کا حال وہی ہے، جیسا کہ عید شریف کے ملحق حضرات نے لکھا ہے۔ اس لئے ان پر بھی غم اٹھائی۔ اس طرح ۳۳ صفحات پر ۳۳ فقرات لکھ کر ایک اور کتاب ”اسلامی عقائد میں بریلوی تحریف“ کے نام سے ۲۰۰۲ء میں سامنے لائی گئی۔ اس کو خصوصاً ملحق طبقوں میں اس لئے سراہا گیا، کہ سب اہم عقائد کا ذکر ہر سطر دشمن سے ایک ہی جگہ آ گیا ہے۔ اور کی اہم فقرات لکھ کر ہی اہمیت کے حامل ہیں۔

اس کے بعد امداد تھا، کہ عام مروجہ بدعات اور رسوم میں بھی یہ دکھایا جائے، کہ سب لغوی کتب اور کئی مسائل میں خود بریلوی حضرت بھی ان کے خلاف ہیں۔

یہ کتاب کیوں لکھی

چلیں ہم حضرات کا خیال تھا، اور امداد کے ساتھ سامنے لائی، کہ یہ مولد امداد زبان میں لایا جائے۔ ان کی بھی دلیل تھی۔ اور ہم کو بھی یہ کچھ سمجھ آ گیا، کہ اگرچہ امداد لکھا ہے سب کچھ سچ ہے، اور ہم نے بھی یہ سب کچھ وہیں سے حاصل کیا ہے، لیکن وہ بہت سی کتابوں میں گھرا ہوا ہے۔ اس لئے ان کو اختصار کے ساتھ ایک جگہ پر لانے سے اپنے اپنے اہم کاموں میں مشغول حضرات کے لئے ایک جگہ سے واقف ہونے کا ذریعہ بن جائے گا۔ جن کے لئے سب کتابوں کا حاصل کرنا اور پڑھنا بہت ہی مشکل ہے۔

ان کتابوں نے اس تصنیف کو ممکن بنایا

صاف اس کو اپنی غلط فہمی سمجھا ہے، کہ بریلویت پر کتابوں کی تلاش کے شروع ہی دور میں ڈاکٹر خالد محمود صاحب کی کتاب ”مسائل بریلویت“ کی پہلی تین جلدیں اکتھے ہم کو مل گئیں۔ ان کے حوالوں نے ہم میں تحریف پیدا کی، کہ ان کے حوالوں والی کتابیں حاصل کر کے اصل مکمل متن دیکھا جائے، اور اسی سے عربی فقہین اور فقہان اور حوالہ دہ والی کتابوں کی جستجو کا سلسلہ چل لگا۔ ڈاکٹر صاحب کی کتاب کی ساتویں جلد آنے تک ہر ایک جلد نے ہماری بھرپور رہنمائی کی۔

اس طرح ہم اس کو بھی اپنی غلط فہمی سمجھتے ہیں، کہ ہماری جستجو سے تو خود ہی پہلے ہماری مہارشد مرحوم (لکھی نام ہزار اور) نے ”سائنس اور مذاہن اُستسبیں ۱۹۹۰ء“ نام کر کے اس کی وسعت سے نہایت وسیع اضافہ کام کیا۔ اپنے دور میں ملحق حضرات کے حوالوں کا

چھا کرتے کرتے ان کو دھار کے آخری کونے تک پہنچانے والے سید مرتضیٰ حسن
 چاند پوری کے باب ہو جانے والے تھیں، رسالہ کی ”رسالہ چاند پوری“ کے نام سے ۱۰
 جلدوں میں نکل کر اہم کیا۔ برطانوی کی بھی کی باب ہو جانے والے اہم کتب رسالہ کی
 اپنے مسودہ اداریوں کے ساتھ شائع کر دیا۔ سوچنا اچانک نوکی برطانوی کم کا بھی ہم
 اور مل چکا کیا۔ آخر میں اسی مرحوم کی عمری سے ہم کو کچھ اچھائی اہم باب برطانوی
 رسالہ کی فوٹو اسٹیٹ کا پیس لیں۔ میں کم کے عروج کے دور میں اس کی صرف ۴۸
 کی عمر میں ناگہانی رحلت نے اس کم کو روک دیا، دونوں کم جیسوں کو کسی کام کی ضرورت ہی
 نہیں رہتی اہم مرحوم کو برہنہ دھاتی حفاظت اور شکریہ کے احساس سے یاد کرتے ہیں۔

مسودہ شکریہ نمائی سے ہم اپنے شروع علمی دور (۱۹۳۸ء) سے ہی جڑ رہے
 آئے ہیں۔ وہ بھی ۱۹۴۰ء چاند پوری ہی کے ساتھ اپنی مصروفی ذریعہ کا چھپا کرنے میں
 کافی دقت آگے آگے رہے۔ اس موضوع پر ان کی ان کتابوں نے بھی مدد دی اور ان کی
 رہنمائی کی، جن کے نام ہم نے مواقع دیا تھا دلی سٹ میں دیکھ لیں۔

ان تین حضرات کی یہ کتابیں نہ تھیں ۴۰ ہم ہرگز ہرگز کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اس
 لئے ہم اپنے کو ان تین حضرات کا خوش بھی ہی سمجھتے ہیں اس کے ساتھ کچھ نہیں۔ ہماری
 دونوں مذہبی کتابوں اور زیر فکر کتاب میں اور صرف خوش تھی، جلیف، ترتیب
 - مضامین کا انتخاب اور اپنا انداز بیان ہے جو ہر شخص کا اپنا ہی ہوتا ہے۔

اس کام کا اصل محرک ”برطانوی فتنے کا نیا روپ“

اس موضوع پر نکل کر تھنے کا خصوصیت مرک اور، آخر کار فتنہ کی شائع شدہ، مسودہ
 محمد عارف سنبھلی کی کتاب ”ڈرول کا پست پارلم صرف برطانوی فتنے کا نیا روپ“ ہی تھی
 موصول کی دکان سے جس نے برطانیہ کی ایسا، نوکی کم کی پہلی ہی کتاب ”ڈرول“ سے پہلے
 لیا، کہ پارلیم اب کی بار اپنے پچھلے دکان کا تجزیہ کر کے، نئی طرز بیان اور دکان کے ساتھ
 میدان میں آئے ہیں، کہ ہادیہت دلی زبان اور نگرانی فتنوں کی جہانے، اپنے اپنی
 حضرت کو عقلم بنا کر لائی تھا جہانے، اور اسی انداز کی ہادیہت اور خود کو برطانوی کو ہادیہ
 کرنے والا ثابت کیا جہانے، اس نے حضرت مسودہ شکریہ نمائی کو بھی یہ احساس دلا کہ
 جواب لکھنے کی درخواست کی۔ مسودہ نمائی نے اپنی ہادیہت کی وجہ سے جواب نہ نہیں لکھا۔

نہیں اس کی وجہ سے کہ وہ سب سے پہلے اس کی طرف سے پہنچا جائے۔

بڑے بڑے فضلاء بھی اصل حقائق سے ناواقف ہیں

سودا سنبھلی ہی نے کتاب کے دوسرے ایڈیشن کے مقدمہ کے آخر میں یہ بھی لکھا، کہ ”سودا ذاتی تجربہ ہے کہ عام اور عام علماء ایک طرف، بڑے بڑے علماء کے اکثر فضلاء بھی اصل حقائق اور بریل کی تاریخ سے ناواقف نہیں ہیں، اور جب غریب اور سادہ ہی کسی مرض سے ناواقف نہ ہو تو اس کا صحیح علاج کیسے کرے گا۔“

کتاب کے آخر میں لکھتے ہیں کہ ”مدرسہ علماء و فضلاء کو اپنی مسلسل مشغولیت کی وجہ سے فرصت بھی نہیں، اور طویل دور کی بریلیت کی مسلسل غاسپی سے اس قدر کہ باطل مردہ کچے پٹے تھے، (بریلیت کے بارہ ایوارڈ کی گرامری سے ناواقف ہی نہیں، ہر توجہ میں بڑے بڑے علماء اور اساتذہ تک اس نئے کی حقیقت و اہمیت اور امت کے حق میں اس کی زبردستی اور شوق و محنت سے بالکل ناواقف ہیں، تو پھر اس مرض کا علاج کیسے ہو گا۔۔۔۔۔۔ یہ بھی تجربہ ہے کہ بریل کی تاریخ کی حقیقت اور اس کی زبان و کردار کی کچھ ہی تحصیل اس کی کتابوں کے حوالوں سے سامنے آتی ہے، تو معمولی و بڑی مشورہ اور بھی اصل حقیقت تک پہنچ جاتا ہے، کہ یہ لوگ کس قسم کے دینی دور میں سب کچھ کر رہے ہیں (مظاہر)“

ہمارا اپنا مشاہدہ

اس کی ایک مثال اس صوف کے بھی سامنے ہے۔ دہلی میں اسی قسم کی فکری سے جڑ کر رہا تھا جیسا جہانگیر اور بریلیت سے بھی کسی حد تک ناواقف تھیں، اس نے اپنے رسالہ ”حق“ (دعوت میں دہلی کے حق میں ایک سہولت جہانگیر لکھ چکا۔ جس میں اپنے اساتذہ تک کی بھی خوب ٹہری۔ سودا سنبھلی کی پہلی کتاب دیکھ کر اس نے سنا ہی اس طرح کی، کہ اسی رسالہ ”حق“ میں طویل جہانگیر لکھا۔ جس میں یہی تک لکھا کہ ”میں نے اپنے سے دیکھا، کہ اسے غور و اہمیت دہلی پر جہانگیر کرتے ہوئے، اس کے قلب میں بریل کی کچھ فکر کے بارے میں حقیقتوں کا فحش من پھوٹا ہوا تھا، اس کے لئے یہی مثال کہنے“ تو اس کے لکھتے ہیں، کہ ”جو لوگ اس کتاب کا صرف فیصلہ نہ لیں گے، وہ اس

تجربہ پہ پہلے بھروسہ نہ رہی گئی کہ بریلوی علم کلام کے جسم میں کوئی بہت سی صیبت اصطلاح روحانی ہوتی ہے جس کو نہ شرافت کی حس ہے نہ حیا کا پاس، نہ شرم دہانہ خوب اُٹھتا۔

اس کا آخری جلد ہے۔ ”کہ اس کتاب کو پڑھنے والے یہ دہراک کر سکیں گے کہ بریلوی کا فیر کسی مٹی سے اٹھا ہے۔“ اس صنف کی سب لوگوں، علماء اور اہل فہم سے گزرا ہوا ہے کہ کتاب ”زولہ“ اور اس کا یہ جواب ضرور پڑھیں۔

اور پاکستان میں کیسے کیسے پھیلنے سے استعمال کے ہمارے ہیں۔ اس کی کوئی تحصیل ہم نے اپنی اس کتاب میں جگہ جگہ جان کی ہے۔ جو امید ہے کہ برونیک سمجھدار سمجھوتہ کے لئے کوئی ثابت ہوگی۔

ہماری اس کتاب کا بنیادی محرک بھی سوانح جنمیل کے ہی ایسے ہی احساسات تھے۔ جو اس کی تحریک اور قلم اٹھانے کا باعث بنے۔ اور ماحولانی کا اصل حالات سے آگاہی پر تجربہ اور آگاہی کے بعد والے تجربہ نے مزید لازم پورا کیا۔ اسی لئے ہم نے کتاب کی مختصر کا فیصلہ نہ کرتے ہوئے، کوئی معلومات کو ہمارے میں لے آنے کی کوشش ہے اور زیادہ سے زیادہ عمل معلومات کے غم سے اپنے کی کوشش کی ہے۔

تصنیف و تالیف نہ اس کم علم صنف کا پیشہ نہ کوئی بالی حضرت اس کی فرض ہماری مزید جاننے اور پڑھنے میں ہی گذری۔ اور اس ماحولانی کی گہرائیوں سے ایک جامعہ انجمن اور پہلے سنی میں اور پھر اور میں یہ کتاب لکھی گئی۔ کہتے ہیں کہ ”بال سے ہوا آواز اُٹھتی ہے، اور دھنسی ہے۔“ خدا کرے کہ یہ کم مایہ کوشش کسی بڑی علمی اور تحقیقی مکتبی کے لئے کسی جامع اور پڑا تصنیف کا محرک بن جائے۔ جب تک اسی پر گزارہ کرتے رہتے ہیں کہ شاید بھروسہ کا بھلا ہو جائے!

ہمارا ارادہ تھا کہ کتاب کو ماحولانہ رنگ سے بھی پاک دیکھیں گے۔ اور نتیجہ سے بھی حتیٰ امکان احراز رہتی گئی۔ لیکن سوانح ہی ہمیں اس قسم کا ہے اور ہمارے کے کارنامے ہی ہمیں ایسے ہیں کہ ہم اس ارادہ کو بدلہ نہیں سکتے۔ لیکن ہم اس پر کسی مصنف کی بھی ضرورت نہیں سمجھتے۔ فرحت جانی پھر بھی ہم کو اس سوانح میں اپنے سے بڑی اس کی صدی کی حد کے اندر ہی پائے گی۔

اہل زبان نہ مرنے کی وجہ سے، مگر جگہ اہل زبان اور وسیع اہل حضرات کی ذہن

غرضی اور ہر غرضی بھی ہوگی۔ لیکن ایک نووارد، کم علم معصی اس پارے میں اس انکھار کے
 طور پر کیا کر سکتا ہے
 میں سب کچھ ہیں کے ہمارے کسی چھٹے ہالے کہ ایک اسلامی کھیل جائیں یا کسی
 ن پٹی ہمارے ہمارے، تو میں سے ہمارے ہے، کہ ہمارے سے دعا کریں، کہ یہ اس کم علم معصی
 کے لئے آخری توشیحیں ہمارے۔ جس کے پاس کئی توشیحیں ہی کم ہے
 رہتی ہیں کہ جب کی گزرا چکے، اگر حریف بہت لی، اور حالات اور صحت نے
 بھی دیا کی، تو اپنی دوسری زندگی کتاب "اسلامی حکماء میں بریل کی تحریف" کے اردو ترجمہ کا
 اردو، ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ - وہو المستعان - وما علیہ الا اعقابہ .

۳۳ نومبر ۲۰۰۵ء
 پروفیسر (رٹائرڈ) حافظ نظام محمد یحیٰ
 297014-3 ممبئی کالونی حیدر آباد سندھ

{Telegram} <https://t.me/pasbanehaq1>

۵۳	بھیت۔	۳۲	نہی کیا۔
۵۴	شریعت الگ۔ اور احمد رضا کا دین و	۳۳	اور طہ، زکوٰۃ، صوم، خیر و احسان بھی قرار
۵۵	ذہب الگ۔	۳۴	داد کیا۔
۵۶	بڑی بڑی حدوں کا منکر۔	۳۵	زمین کھائی آہیں کھینے کہتے۔
۵۷	اس اندھی تھکد کی جڑیج میں مٹا	۳۶	مداغہ عمل کر رہوں کی جہ سے ۱۱
۵۸	نہیں تھی۔	۳۷	عام شرفی ہیں۔
۵۹	اس طرح آج اگر بھی ساتھ رکھا	۳۸	سچہ بھی اس طرح کلمہ اور طہ
۶۰	ہے نہ کا۔	۳۹	ہاتھ لگے۔
۶۱	اہل حضرت کی مشیت کے بعد مقرر	۴۰	ایک نکل مٹا۔ یہ کسی کو جان کرنے
۶۲	کرتے۔	۴۱	کی طرف ہے۔
۶۳	پہ شریعت ہے، باکلی جہالت۔	۴۲	مرد و عورت سے اصلاح کی ایک
۶۴	اہل حضرت کو عالم مانتے ہیں، باحاضر	۴۳	مثال۔
۶۵	نہیں۔	۴۴	پہلی اہم ترین شخصیت کو مردم مانتے
۶۶	لہم کلمہ ہانے کی آفیشیں۔	۴۵	رکنا پانچے۔
فصل سوم		فصل دوم	
۶۷	احمد رضا خان کے لئے طہرانی	۴۶	اس معاملے میں سخت احتیاط کی
درج بالا کی گزارش		ضرورت۔	
۶۸	احمد رضا خان کے دور کا ماحول۔	۴۷	پہ گھنٹی کی سونگھیں
۶۹	اپنے وجود اور جہ کے لئے مسلمانوں	۴۸	خیر و احسان کے دور کی چھ مثالیں۔
۷۰	کی ہے مثال ہوا بعد۔	۴۹	بہر کے دور کی چھ مثالیں۔
۷۱	احمد رضا خان کی طرف اس پر مجبور	۵۰	کئی نے اپنی مانتے جہ زور لگیں دیں۔
۷۲	تھریں۔	۵۱	یہ شرف صرف کتاب حق کو حاصل
۷۳	لوگوں کی مابقی۔	۵۲	ہے۔
۷۴	انکا جہ انہی تھریں آہ۔	۵۳	نام مثال کی اہم ترین دلیل۔
۷۵	بہرہ دہی ہے کی جگہ تھری۔	۵۴	پہ نہ سال تاریخ میں ایک طرف کی

۷۵	اکتوبر ۱۹۳۰ء تک سبھی سوئے رہے۔	۷۵	ان کو یاد ہے
۷۶	ایک سچے کے بعد ایک دم سولے۔	۷۶	بڑے بڑے کی گزرتی
۷۶	ایک دم تری گھر کا جواب ہی نہیں دیا۔	۷۶	اس رچے کو کوئی نہیں سمجھتا۔
۷۶	تجربہ بدو کے پاس سے سبھی	۷۶	لوگوں اور غلاموں سے گھرا۔
۷۶	فعلی بدل دیا۔	۷۶	پادے کے پیچھے غصہ نکالتے تھے۔
۷۶	کام مشترک ہی بنو کا سب اصل ہی۔	۷۶	سو گھر تو کر بات کہیں تک پہنچتا
۷۸	یہاں کی کارخانے کو ایک دیا گیا	۷۸	ہر طرح سب سے آگے سب سے
۷۸	آپ کو سو گھر۔	۷۸	نہ تھا۔
۷۹	کلی اس کی خرابی تو کرے!	۷۸	سب بچوں کے گھر سے ہی
۷۹	کبھی ہی صوبہ بدلے۔	۷۹	زور دیا کہانی کہے۔
۷۹	نور میں کوئی نہ ہو۔	۷۹	کارستانی سے آگے نکل گئے۔
۷۹	پچاس سالہ غریب و غریب کا وقت	۷۹	پچھو ۳۰ برس کی سب کتابیں یاد
۷۹	خلف صوبہ تک سونا بھی نہیں لگھی	۷۹	تھیں۔
۷۹	چاہی۔	۸۰	بہتر اور جماعت کے دو پہاڑ وقت
۷۹	بکہ اور کہیں۔	۸۰	تھی۔
۷۹	پچاس سال تک بکہ بھی کام نہیں	۸۰	دعا اور علاج پادہ اور آن حکایت
۷۹	ہوا۔	۸۱	ڈاکٹر نیپا اور پی کا الیہا ہوا سوسائٹ
۷۹	دوسروں نے سب بکہ کیا اور آپ	۸۱	کہا دیا۔
۷۹	نے۔	۸۱	ڈاکٹر نیپا اور پی نے یہ کیا اور کہا۔
۷۹	سودے پر بکہ نہیں لگتا۔	۸۲	اصل حقیقت کا انکشاف
۷۹	دائرہ انصاف میں ہم نہیں آ سکتے۔	۸۲	نوشہ پناہ کے سختی ہے۔ سمجھتی
۷۹	ایک اہم سولے۔ آخر یہ سب بکہ	۸۲	تھیں۔
۷۹	کیوں تھا؟	۸۳	سختی پناہ سے کی اور پناہ سے یہ علم
۷۹	آخر یہ لکھا گیا ہے۔	۸۳	نکھار دیا جانے لگا۔
۷۹	جزو خواہج نہ تھے دالے اچھے	۸۳	آپ سو گھر۔ کہ کوئی کیا کہہ رہا ہے۔
۷۹		۸۳	بالوں میں غلام ابھائی نہیں تھا۔

۱۱۹	ہمدرد نے کاغذ چھوٹا۔	۱۰۶	جانید کے چھوٹے۔
۱۲۰	سچاپ کی زیارت کا شوق کم ہو گیا۔	۱۰۷	بناں نے اکیس سو روپے سے بکلی کہا۔
۱۲۱	دھڑک کا ٹھٹھکا جلم ٹھٹھا۔	۱۰۸	مٹھن کا ٹھٹھکا ٹھٹھا۔
۱۲۲	یہ کھانے کیچڑ رچنے کی وجہ سے۔	۱۰۹	پہلے سے نہ نہ تھے۔
۱۲۳	کی اہم سہول۔	۱۱۰	اگرچہ سے خانہ دانی اٹھ کر سام ہے۔
۱۲۴	ہر لے فرار سے کوئی نکل نہیں۔	۱۱۱	قصیل غم صرف دلو سے۔
۱۲۵	عجب دہائی کہ یہ طرح پر دہائی تھی	۱۱۲	مدارس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔
۱۲۶	اصل بھڑک میں عید انکار دہائی نہیں	۱۱۳	دور دور دیکھیں۔
۱۲۷	<u>طوم اور قصا طوم کے ادا ہونے</u>	۱۱۴	ظہر کی قصہ دلو پا سون۔
۱۲۸	ہمدرد کے کام میں ہر کھاکا اصل سہول۔	۱۱۵	میں نے دیکھا کہ میں نے صرف انہوں
۱۲۹	دھڑک طوم ضروری نہیں۔	۱۱۶	لکھے ہیں۔
۱۳۰	زیادہ تر بات اکیس ضروری نہیں۔	۱۱۷	اٹھ کر ضرور اکیس نہیں تھے۔
۱۳۱	یہ خاص جہان نہ سچ ہے۔	۱۱۸	قصیل سے اکیس دلچسپی نہیں تھی۔
۱۳۲	کوئی کوئی اور دلو دلویت مشکل تری	۱۱۹	قصیل میں ہمدرد سے اور دلویت کی
۱۳۳	نہیں ہے دلویت خالی دلویت۔	۱۲۰	ابیت۔
۱۳۴	دلویت دلویت ہمدرد کے کام کے نہیں۔	۱۲۱	مطہر کی بھارت کا ادا۔
۱۳۵	اپنی کڑا تری نہ کو سب کی کڑا	۱۲۲	یہ بھارت تھی۔ ایشیائی لرب۔
۱۳۶	سے مالی کھما۔	۱۲۳	مکھڑا آپ کو کریں۔
۱۳۷	بیکہ ممد دلویت پر کوئی اکیس کتاب نہیں۔	۱۲۴	مکھڑا آپ کو کریں۔
۱۳۸	بزار کھانہ کی ٹھٹھا دلویت۔	۱۲۵	کیا کھانا کیا ادا!
۱۳۹	یہ کھانہ آخر تک میں کے پاس نہیں	۱۲۶	ہا کھانا دلویت۔
۱۴۰	ہی نہیں۔	۱۲۷	مکھڑا ادا تھی۔
۱۴۱	میں میں سے کوئی اکیس تک ممد ہی	۱۲۸	مکھڑا ادا تھی۔
۱۴۲	نہیں ہوگی ہے۔	۱۲۹	مکھڑا ادا تھی۔
۱۴۳	اس طرح تو ہم اکیس سے کھانا اور	۱۳۰	ہمدرد نے کھانا بھارت کی
	کھانا نہیں پتہ ہیں۔	۱۳۱	اچھا۔

۱۷۱	آپ سے مل گیا تھا۔	۱۵۱	آپ اس بار سے مل گیا تھا۔
۱۷۲	ایک ہی طرح، ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۰ء	۱۵۲	پروگرام، کیسے اور کی حالت میں تھا
۱۷۳	بگڑ کر۔	۱۵۳	کاش امور دفاتر پر نہ لگتے؟
۱۷۴	خود امور دفاتر کیا کہتے ہیں۔	۱۵۴	یہ بھی ہو سکتا۔
۱۷۵	کڑکھا رہا ہے اور اظہار کر رہا ہے۔	۱۵۵	اسی کتاب کا کتب خانہ ہے۔
۱۷۶	جڑو سنبھالی ہو۔	۱۵۶	باجع ایمان اپنی مہارت سے کمر
۱۷۷	جڑو کتاب "ظہورِ رضا" میں تحریر	۱۵۷	جوت نہ لکھا۔
۱۷۸	انجیز رہا۔	۱۵۸	ہاں، مختلف مقامات کے نام سے
۱۷۹	دہے ہیں اور یہ باز نہ لکھا۔	۱۵۹	نکلتے اور ایک مہارت کر دی۔
۱۸۰	اس برأت کی ضرورت ہے۔	۱۶۰	اس طرح قرآن پاک سے مل گیا یہ
۱۸۱	ان کا احوال، پورا موب و فلم ماحول۔	۱۶۱	جوت ہو سکتا۔
۱۸۲	ٹھیکری بہاں سے کافی پہنچتی۔	۱۶۲	اور کسی کی بھی کسی مہارت، کرک
۱۸۳	ہوئے ہوئے سنبھالی ہوئے ہیں؟	۱۶۳	تھا ہے۔
۱۸۴	کاش اپنا ہے؟	۱۶۴	جینی کرنے کے لئے عمر دیکھیں۔
۱۸۵	فصل ششم	۱۶۵	بھلا یہ کہہ رہا ہے۔
۱۸۶	اپنی صورتی لکھوں کے بکے	۱۶۶	کیا آپ نے یہ کتاب دیکھی ہے؟
۱۸۷	کولے۔	۱۶۷	کوئی برائی بھی ان کا ذکر نہیں
۱۸۸	فصل ہفتم کے تھے کرنے کی	۱۶۸	کر۔
۱۸۹	ضرورت کہاں ہوئی آئی۔	۱۶۹	ایک خاص کامداری ملو۔
۱۹۰	پرکھا اور کہ ہے۔	۱۷۰	پہنایا ماسی کی سوجھی تھی۔
۱۹۱	اس کی بدترین مثال۔	۱۷۱	ایسے مقامات پر بھی کرکات سے نہیں
۱۹۲	ان ہفتوں پر یہ علم نہیں ہے۔	۱۷۲	ہے۔
۱۹۳	اصل وہاں "ہفت" ہے؟ آپ کی	۱۷۳	کیا ملتی کہ یہ اختیار حاصل ہے؟
۱۹۴	بجھیں گے؟	۱۷۴	کاش کوئی برائی اضافہ کرے۔
۱۹۵	کاش کوئی برائی اضافہ کرے۔	۱۷۵	ایسے اور اسے کر رہی ہو سکتی ہے؟
۱۹۶	کاش کوئی برائی اضافہ کرے۔	۱۷۶	یہ نہیں لگتے گے۔

۱۸۶	راج بندہوں کا کفار سے بیگانگی تھی۔	۱۸۸	ان کی مدد سے (راج بندہوں پر) چڑھ گئیں۔
۱۸۶	یہ دعویٰ ہے، اصرار کی؟	۱۸۸	ہاں، ان کا سہوہش، اطلاع نہ کرائی۔
۱۸۷	میر، یونہی کے دین پیدا ہوئے	۱۸۹	ایک آدم کو، دیکھو، ہم میں فرق۔
	وہ اپنے بچے کو خدائی کی گالی۔	۱۸۹	خود عام روٹھوں کے سچے کی باتیں۔
۱۸۷	گالی کے شوق میں فقہ "مفت" کے	۱۹۰	بزدل (پرتی) جنہوں کے بچے
	مفتوں کی پادشاهی۔		تھے۔
۱۸۸	ایک گندے شخص کو چرا، اپنی نسل کا	۱۹۰	ان سے لڑنا اپنی اہمیت رکھنے کے
	بہت بڑا۔		کے لیے ناگوار۔
۱۸۸	<u>مسلماں کو کلمہ کی نسل کی گالی۔</u>	۱۹۰	یہ کہ، مسلمانوں کے لئے، بچے
۱۸۸	ان کی تحصیل۔		کے بچے پختہ کی غیبت تریں گالی۔
۱۸۹	کچھ مذہب سچ نہ ہونے کی دلیل	۱۹۱	یہ بگڑا اس طرف سے دشمن سے جوت
	دیکھئے!		کیا گیا ہے۔
۱۹۰	ہاتھ کی مضبوطی ایسے ہی، جنگ گالی	۱۹۲	یہ بگڑا کہاں بھی چمکا ہے۔
	ہے، مسلمانوں کو ہم جیتیں۔	۱۹۲	عس کے بچے کو بھینس کرے۔
۱۹۱	اپنی حضرت کا بائبل مذہب اور	۱۹۳	افغانی تہذیب سے بدروہی۔
	میرت۔	۱۹۳	کئی بھی مذہب کے تحت ازادی
۱۹۲	مسلم اکثریت کے خلاف دیکھو		رہتے تھے، یہ ہے۔
	لوگوں کی ایک جگہ۔	۱۹۳	یہ مسیحا آپ کو ہدایت، لیکن۔
۱۹۲	مسلمانوں کا سب سے حق، مسلمان	۱۹۳	سورہ تھانی کی ہے سب نسل کی گالی
	ہے۔	۱۹۴	اپنی کچھ گالی کی کچھ؟
۱۹۳	ان کی جگہ، لازم نہیں چمکی چاہئے		سچہ سچہ گالی۔
	گی۔	۱۹۵	ان طرف سے ایک راج بندہ کی
۱۹۳	یہ خطرناک تو ہے!		جوت، ہوا۔
۱۹۳	سب کا ترس سے نہ سکا۔		
۱۹۵	اچھے مردوں کو سبھ نہیں، لازم لازم		
	نہیں۔		

۲۰۶	ہم مسک چاہی لیکن اور ماچھری کا۔	۱۹۵	وہ کرنا فہم ہے۔
۲۰۷	یہ بھی کمری ملاقات سے نہ نکلتے۔	۱۹۶	اسلام میں یہ دوسری شہر کا مسک لگی
۲۰۸	طلبہ کی دامن کا مسک۔		سے نہ۔
۲۰۹	اصل مسک کی ذمیت۔	۱۹۷	عزت کا حربہ یہ تھا۔
۲۱۰	اس پر صواب کرنا کا اعتبار ہوا۔	۱۹۸	عام روایتوں کے لئے تہہ کا کئی کتب
۲۱۱	پہلی سلمہ دینا کا دعویٰ مل۔	۱۹۹	انہیں کے ساتھ ہوا۔
۲۱۲	ملاقات کا لحاظ لگی بھی تھا۔	۲۰۰	یہ پختل کا اسے ہار ہے۔
۲۱۳	صرف جو رضا خاں نے انکشاف کیا۔	۲۰۱	فہم کا بھی اعتبار نہ کر۔
۲۱۴	اس سے کئی استیوں پر حرج آیا۔	۲۰۲	دعویٰ کتابی و کتاب پانے
۲۱۵	کتاب احکام شریعت میں تفصیلی بحث۔		سے زیادہ نہیں ہیں۔
۲۱۶	یہاں ہی لفظ چاہی پر لگی۔	۲۰۳	من کو یکن چھ صاف جام ہے۔
۲۱۷	خیر حجت۔ سب صحابہ اور سب اصحاب	۲۰۴	بزرگوں کا فہم سے لگی ذی حجت۔
۲۱۸	پہلی بات میں رحمت کا فہم۔	۲۰۵	تاریخ میں کی کوئی نہیں چلی۔
۲۱۹	نہ فہم میں کا جواب لکھا ہے۔	۲۰۶	من کے کوئی کا پہلی نہ۔
۲۲۰	کتاب احکام کی پہلی دفعہ میں کے	۲۰۷	من کے فہم کی ذمیت کرنا فہم ہے۔
۲۲۱	حوالے طلبہ کی دامن کے لئے۔	۲۰۸	یہ بزرگی پر ہار سے چھیں۔
۲۲۲	یہ ایک لڑکی مسک ہے۔	۲۰۹	سز سے لگی ذمیں کے لئے۔
۲۲۳	یہ زور کا کیا ہوا؟	۲۱۰	دین کا عالم، پاک سے دلی بھرا
۲۲۴	رضا خاں کے حوالہ کا تجویز کریں۔		موت۔
۲۲۵	اپنے ہی صوبہ دلی میں لکھی کی یہ	۲۱۱	اپنی غیر و صبر دین سہی ملے۔
۲۲۶	درگت تھی۔	۲۱۲	کے پہلوں صرام و صرام۔
۲۲۷	اس پر تھیل و صرام۔		فصل طبع
۲۲۸	بغداد و غیرہ ملاقات لگائے۔	۲۱۳	اک ذمائی بات یہ
۲۲۹	کیا یہ پہلے دلی میں لکھی تھی؟	۲۱۴	۱۳۵-۱۳۶ ہجری قمریات کے
۲۳۰	اس فہم مسک پر ہم مسک طار پر		طرح دو ملے، جو اپنے ہی تھے۔
	کمر کے لئے۔		

۱۳۳	ہیں۔ میں، سچی کی بیوہ ہے "دفن فی سبیل اللہ" کا پروگرام سیدوں میں پھرا، عطا، کا مہیج۔	۱۳۵	کھاپی ایسے ایسے فنسٹروں سے منور ہے۔
۱۳۶	آپ سوچنا آپ کا کام۔	۱۳۵	ایسے بندوں نے سوچ لی دیا،
۱۳۶	تاری اپنی جان۔	۱۳۶	نام ..
۱۳۷	ایک غیر جانبدار خبر آ رہی عالم کی	۱۳۶	بندوں میں۔
	غیر جانبدار دے۔	۱۳۶	کوتہہ لکھنا تھا
	فصل نم	۱۳۷	میں پاک کے لئے گزرتے ہوئے
	ایک اور مکر صبر	۱۳۷	نیلی فنسٹروں۔
۱۳۸	پاکستان برائے اس نے پایا۔	۱۳۸	گالی باز، جھوٹا دوست کا کردار۔
	ہر سنے اس کی گفت۔	۱۳۸	مذہب اللہ کے ہر جگہ عالم نظر
۱۳۸	ایک نام تک		آئی کے۔
۱۳۸	نوری دیکھنا کے ہر جگہ دے۔	۱۳۹	غمزدہ کو کر چھو کر لے
۱۳۹	ڈاکٹر مسعود صاحب کا ذکر کیا رہی۔	۱۳۹	تہذیب و اشاعت کے لئے مسودہ۔
۱۳۹	پڑھنا، جہاں پہلی نے مگ اس	۱۳۹	مظہور کو اس قدر سے بھاپ کا حق
۱۴۰	سے رہا ہوا۔		ہوا کرتا ہے۔
۱۴۱	یہ طبع دیکھا کا ہے۔	۱۴۱	اس سے بہتر دے رہے ہیں کے
۱۴۱	آپ اصل حقائق دیکھیں۔	۱۴۱	لئے رہتی۔
۱۴۱	دوڑتی نظر نے ۱۹۵۵ء کے بعد ہم	۱۴۱	ہر ایک کھانسی تک یہ ہمارا آج
	تھا۔		بہ کیا۔
۱۴۲	برصغیر دنیا کا مکر اور خیر و شر کا۔	۱۴۲	ایک عالم کی یہ گالی تو دیکھا
۱۴۲	مکرماتی کے اصول بدل رہے تھے۔	۱۴۲	ایک مذہبی ترویج کتاب۔
۱۴۲	بیچنے کا واحد اور یہ بیچنا مسلم احمد کو۔	۱۴۲	اس کو اپنا دستور اصل جانے کی
۱۴۲	سب احمد کے حوالے ہو رہی تھے۔		دوست۔
۱۴۲	احمد کو لے سے حالت بدلے۔	۱۴۲	سرخ کے ہیں آپ نے
		۱۴۲	رہتی دے یہ کام اور اللہ
			دیکھیں۔

۲۶۷	بریلوی، جناب علی گیسو، اس طرح ہاتھ	۲۵۲	سورج بولی۔
۲۶۸	ہوئی۔	۲۵۳	نور، چہرہ نے یہ قسمت اٹائی۔
۲۶۹	ظاہر کرام کو ایک کانٹا لگا کر چاہتے۔	۲۵۵	یہ کسی کے خواب، خیال میں بھی نہیں
۲۶۸	ہلکے میں حرکت کا گریس سے زیادہ		تھا۔
	زور کا ہے۔	۲۵۵	امیر رضا خان نے سیاست میں کوئی
۲۶۹	کاغذ اعظم و ولیدین کا تھا۔		حصہ نہ لیا۔
۲۷۰	جس کو کاغذ اعظم کہنے سے پہلے	۲۵۶	اس کی سیاست پر نام نہاد نکلتے۔
	تیار سے نکل جاتے تھے۔	۲۵۶	ان چورسائی کا اصل سود۔
۲۷۱	ہاں ایک پڑا بھی دیا تھا۔	۲۷۷	ان میں سیاسی مسائل کا کوئی پتہ
۲۷۱	ڈاکٹر مسعود صاحب کی حیرت انگیز		نہیں۔
	تھوڑی تھی۔	۲۷۸	انگریز لٹریچر کا اہرام۔
۲۷۲	چورسائی کے سرے کی بھی چوڑی۔	۲۷۸	نام، اپنی سے امیر رضا کی صاحب۔
۲۷۳	اس شخص کے کیا کہنا	۲۷۸	یہ صاحب قلمی ہے جڑ ہے۔
۲۷۳	دوسرے شخص بھی میں ہی دھاک تک	۲۷۹	نام صاحب کا ہر گز نام۔
	تھوڑا ہے۔	۲۷۹	مجید احمد، بدھ بھی لگی انگور۔
۲۷۳	سب سالے ۱۹۳۶ء کے بعد کے	۲۷۹	دور انگلینڈ۔
	ہیں۔	۲۷۳	انٹرنیٹ کے ساتھ انٹرفیس کاپی
۲۷۵	ہم ہی حائمی کے دور میں ہی خیر		خدمت نہیں ہو۔
	کریں گے۔	۲۷۳	مسلم لیگ کو اصل حاکم۔
۲۷۵	پاکستان صرف بریل میں نے پایا۔	۲۷۳	بریل کی کئی طاقت میں۔
۲۷۵	یہ حیا ایشیاء پر چھائی ہوئی۔	۲۷۳	اس طاقت کا کھانا تو یہی ہے۔
۲۷۶	یہ مسئلہ نہ بھلا دیا جتنا اچھا تھا۔	۲۷۵	دسمبر ۱۹۳۵ء تک بریلی ہفت لکھی رہا۔
۲۷۶	کتاب گیارہ ہے گائی: یہاں تو	۲۷۵	تھوڑے تھوڑے
	ایک گیارہ۔	۲۷۶	ان کتابوں کے کچھ سالے۔
۲۷۸	سورج چتر، شریاک اہرام۔	۲۷۶	لیک دالے حیا کا زور، مروتہ ہیں۔
۲۷۹	یہ دوسرے یہ کہنا	۲۷۶	یہ سب اس طرح تمام ہیں۔

۳۷۹	یہ توں ادا کی خبر ہے	۳۷۹	میں سے ہے۔
۳۸۰	<u>فصل دوم</u>	۳۸۰	اور اپنے درم میں سب سے غلط
۳۸۰	زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے۔	۳۸۰	تھے۔
۳۸۰	اور رضا خاں نے بھی سچیں کو یاد۔	۳۸۰	سب کئی کاموں کی جانے لگی ہیں۔
۳۸۰	اصل طاقت وہاں کے قلعے کا تھی۔	۳۸۰	ایک بکرے کا کٹورا کیا کیا ہوا کیا۔
۳۸۱	آؤ کہ مسعود صاحب نے کے بعد	۳۸۵	چوبیس اور مہرت حاصل کر دی۔
۳۸۲	ایچا ہے۔	۳۸۹	اہلی حضرت نے بھڑا ٹکڑا جلی سے
۳۸۲	اور رضا کو ہر ایک دولت کا مالک عالم	۳۹۰	نہ پورا کام کیا۔
۳۸۲	سے دلی کدورت تھی۔	۳۹۰	کھانی کی بھی نہ۔۔۔۔۔
۳۸۲	محل کے طور پر۔	۳۹۰	جس پر تجویز پر غم کر گئے۔
۳۸۲	بڑا سال بھڑکا برس کیر کام۔	۳۹۱	<u>پہلے سے دل انہی خاندانوں کو لگا ہوا</u>
۳۸۲	اور رضا خاں کی ایک مہارت۔	۳۹۱	کھانے
۳۸۲	<u>نام رہا پٹنہ پٹنہ پٹنہ پٹنہ</u>	۳۹۱	تیکہ دہلی خاندان کا سلوک ہوا ہے۔
۳۸۲	غور و فکر پٹنہ کی اور کتب کا اثر۔	۳۹۱	پٹنہ کی اور خاندان اور خبر نہیں۔
۳۸۲	نام صاحب کے بارے کام کی ج	۳۹۲	میں تمام کو کھن غلطی سے تو یاد۔
۳۸۲	انکا زوی۔	۳۹۲	میں غلطی سے انکا کو اس طرح دیکھا
۳۸۵	بوسے تک گئے گئے سب کو پھر	۳۹۲	چ۔
۳۸۵	کی حالت میں گئے۔	۳۹۲	بوسے کے چوٹیں آؤپ دے دے
۳۸۵	کوئی بھڑکی ہی میں سے استعمال	۳۹۲	گئے۔
۳۸۶	میں استعمال اصل کا کام نہ ہوا۔	۳۹۲	ایک قدر آؤ، علی غصہ سے لڑا میں
۳۸۶	نام ہیں کے پٹنہ کے بارے میں	۳۹۲	اور رضا کی کھانا کھانے۔
۳۸۶	تھے۔	۳۹۲	اہلی حضرت نے جو داخل ہوا کیا۔
۳۸۶	<u>پٹنہ کی اصل طاقت وہاں کے قلعے کے تھی</u>	۳۹۵	بڑا بڑا صاحب دہا
		۳۹۵	اس کا نظریہ تھی۔
		۳۹۶	اپنے لئے بھی اچھا نہیں کیا۔
		۳۹۷	ملا سا قتل کی دہا کا کر ہے۔

۳۷	ہر ہفتی زمین کی گردش مانتے ہیں۔	۳۷	محب ہے۔
	کافر نہیں۔		<u>سلا الزام</u>
۳۸	برائی تو اس کے سپرد۔	۳۸	وہ بڑی فتح نبوت کے مگر ہیں۔
۳۹	ایک صفائی عقل کے اعتبار کی مثال۔	۳۹	کتاب قدر اناس اور فتح نبوت کا
۴۰	ایسے شہر کی تھوڑی سی تحصیل۔	۴۰	مستند۔
	باقی کہیں اور رکھے ہیں؟		سلا: ہاتھ کی یہ ہانگی عورت کبھی
	<u>فصل بازار دوم</u>		میراثی۔
	<u>اہل حضرت کے</u>	۴۱	اس سے نہیں مبارک سات کی
	<u>دعوت اول پر الزامات</u>		برپا ہے۔
	عرف، ایک اور کئی اشیاء	۴۲	اصل اہل نبوت صرف بتا رہے ہیں
	کہیں انکسیرت۔		کی ہے۔
	برکت ایک اثراتی ملک ہے۔	۴۳	خاتم النبیوں کے وہ سلیم۔
	سلا: میرا کھڑی ہاتھوں کے	۴۴	اس لئے کہ بھانے کے لئے تحصیل
	معاذ بتاتے ہیں۔		تہید۔
	باقی لوگ اپنی بدعات اس طرح	۴۵	مقام اور اہل فہم کی سوچ کا فرق۔
	جوت کرتے ہیں۔	۴۵	اول عام فہم عقیدہ فتح نبوت کی
	مظاہر پاک بھڑکے ہوئے۔	۴۶	تہد ہیں۔
	اس لئے سچے کے میرا ہو گی تھے۔	۴۶	اس طرح دونوں طرح کی غائبہ
	جس اہل حضرت سے نفسی تعلق	۴۷	جوت ہوتی ہے۔
	تھے۔		اس کے بعد فتح اہل نبوت کی عقلی
	قوی حد سے بھی مکی شامل ہے۔	۴۸	مستند۔
	اور دنیا کا سب کچھ نفسی تعلق تھا۔	۴۸	برکتوں کی کئی علامات اور لہجہ۔
	وہ بتاتے ہیں کے خلاف ہم یہ ہم کہ	۴۹	ہم نے پہلی پہلی کھول دی ہے۔
	محب نہیں۔		ہر کم شہرہ عام کہ یہ کتاب اس طرح
	بہر ہاتھوں کی اس کی تہہ بہ تہہ	۴۹	نظر آئی۔

۳۲۰	یہ صاحبِ مروت کا آفری سونف۔	۳۲۱	دینی چاہئے تھی۔
۳۲۱	جہم خیمت کا اظہار نہیں آیا۔	۳۲۲	سودا گھٹیل ہوئی مہل ہو رہی۔
۳۲۲	انیم نکات کے آفریخ ہنگل ہے۔	۳۲۳	اس طرح تو ہر مسلمان بھی ہر جگہ
۳۲۳	دعوتِ نبوی کی فتح نبوت میں نصرت کا اعتراف۔	۳۲۴	ماضی ہوا چاہئے۔
۳۲۴	یہ ریلوے کے گمر کی گھنٹی ہے۔	۳۲۵	مکانہ صرف نہیں، ان کی سے عبادت ہو
۳۲۵	ہندوؤں کا حریہ اذہر۔	۳۲۶	کرتے ہیں، مٹاؤں سے نہیں۔
۳۲۶	آنی کی طرح بیباک ہم پر دیکھو۔	۳۲۷	خضوع کے لئے شیطان کی مٹیل۔
۳۲۷	گاہلی قسین برأت۔	۳۲۸	زیرِ جہت سکتے ہیں ظلم کا ذکر ہی نہیں۔
۳۲۸	کاشی اور صاحبِ یہاں کر چاہئے۔	۳۲۹	سودا کی خیر و امان سے مٹا نہیں۔
۳۲۹	ایک گاہلی فوراً چلیں۔	۳۳۰	اس طرح سوجھ بوجھ کا مسئلہ نکال
۳۳۰	اس کتاب کی طرح ۱۰ مہارتوں میں	۳۳۱	نفس ہے۔
۳۳۱	بدیہ کی طبیعت۔	۳۳۲	باقی معذرتی کا رستہ ملی۔
۳۳۲	باقی گھٹیل میں ۱۰ دہانے ہیں۔	۳۳۳	ہندوؤں کی طرح کارہائیاں۔
۳۳۳	شیطان کا ظلم خضوع سے زیادہ ہے۔	۳۳۴	مہبت کے نام پر چاہئے گستاخیاں۔
۳۳۴	نہ سے انعام کے نہ سے عطا۔	۳۳۵	ماچھری کی طرح گستاخیاں۔
۳۳۵	خیر کا تصور خیر۔	۳۳۶	شیطان کے کراؤ پر یہ کراؤں کا علم کیا، نور
۳۳۶	آپ سوچیں کہ یہ ممکن ہے؟	۳۳۷	گستاخی ہے۔
۳۳۷	اصلی علوم جہاں سے سیکھا چھوڑی تھے۔	۳۳۸	گستاخی کی وجہ، انہیں کو زیادہ ظلم ہے۔
۳۳۸	سودا گھٹیل اور کاشی جواب۔	۳۳۹	سودا مروت کی ترقی۔
۳۳۹	ماچھری کا خطرہ نکال۔	۳۴۰	تیسرا انعام
۳۴۰	شیطان اور ملکِ امانت کی سوجھ بوجھ	۳۴۱	خضوع کر کے چٹکا جیسا ظلم ہیں۔
۳۴۱	کے لئے نفسِ داناں، بچے ہیں۔	۳۴۲	ہانگیں، ہانڈوں کا بھی ہے۔
۳۴۲	تو ہر یہیں بھی انکی ہی نفسِ داناں	۳۴۳	سودا خیر و امان کی مٹی ہے۔
۳۴۳		۳۴۴	ان کی طرف منسوب مہارتیں۔
۳۴۴		۳۴۵	کہاں مہارتی مہارت بھی نہیں ملتی۔

۳۵۶	اصل سوالی دوسرا ہے۔	۳۵۶	فصل دوم از دہم
۳۵۷	سورہ کے احکامات سے اصول طور پر	۳۵۷	یہی مفسر کا عقائد اور فاضل مفسر
۳۵۸	اور دینا کو بھی اتفاق ہے۔	۳۵۸	مکمل فصول کے پندرہم باب ہے۔
۳۵۹	یہی سورہ: حق تعالیٰ اس طرف سے جان	۳۵۹	آخری جہتی ہم ترین سورہ ہے۔
۳۶۰	نہ لے کر۔	۳۶۰	ایک پندہاں کے کام کی حیثیت۔
۳۶۱	نہ سے مسلم نہتہ آپ کو حاصل ہے۔	۳۶۱	اور دینا جان کی طرف سے اصل
۳۶۲	تمام اور بھی اتفاق نہیں ہے۔	۳۶۲	بنا ہے۔
۳۶۳	یہ ایک عقلی دلیل ہے۔	۳۶۳	اور یہ ایک کامیابی ہے۔
۳۶۴	علم فیہ کی مقدار نہ ثابت کی	۳۶۴	اپنی طرف سے یہاں تک پہنچا۔
۳۶۵	نہیں۔	۳۶۵	نہ شیعہ کے خلاف اگر صرف ایک
۳۶۶	اور دینا جان بھی دوسری طرف کے	۳۶۶	شعبہ کی۔
۳۶۷	علم فیہ کے قائل ہیں۔	۳۶۷	نہ شیعہ کی حکمت کے اے ہے ہی۔
۳۶۸	گوہے کے خلاف کے قائل ہیں۔	۳۶۸	اختلاف کرنے دینے کی حکمت کے
۳۶۹	بنا ہے کہ یہاں سے کو بھی لب	۳۶۹	قائل ہے۔
۳۷۰	حاصل ہے۔	۳۷۰	وہم خبر کی کوئی۔
۳۷۱	ان کا حکم کا عقائد۔	۳۷۱	اس سورہ کا عام حوالہ۔
۳۷۲	پھر سورہ: حق تعالیٰ کا یہ قصہ ہے؟	۳۷۲	اگرچہ یہاں کی حکایات۔
۳۷۳	اور دینا بھی اصل فیہ کے ہی قائل	۳۷۳	اپنی طرف سے کی یہ ہم نہ مل سکی۔
۳۷۴	تہا۔	۳۷۴	لیکن اس نے ہر ایک مانا۔
۳۷۵	عقلی دلائل اصل حوالہ نہیں ہوا	۳۷۵	کسی ایک نے جانے نہیں سکی۔
۳۷۶	کرتے۔	۳۷۶	ترسی شریعتیں سے جانچہ حاصل کرنے
۳۷۷	سورہ: حق تعالیٰ کی احکامات۔	۳۷۷	کا منصوبہ۔
۳۷۸	اگر دینا ہوا	۳۷۸	جانچہ نہ لینے کی کوشش۔
۳۷۹	چچا الزام	۳۷۹	صرف سورہ: حق تعالیٰ کی حکمت۔
۳۸۰	لوہی ہوا ہے۔	۳۸۰	شریعہ جانچہ ہی کہ اگر یہاں تک

۳۷۸	کھڑی کھڑی۔	۳۷۹	ہو جائے۔
۳۷۹	زمین میں وہاں لیاچے۔	۳۸۰	نیا ہی تھا۔
۳۸۰	اس واقعے کی مکمل تحصیل	۳۸۱	ظہری کے آثار سے یہ سب قسم
۳۸۱	جواب میں "کھڑی کھڑی" لکھی۔	۳۸۲	ہو جائے۔
۳۸۲	وہ اپنے دکاندار سے۔	۳۸۳	ظاہر ہے کہ اس سے حالات اور ان کے
۳۸۳	وہ اپنے کا ہاتھ لٹا رہی تھی۔	۳۸۴	عرب سے ملنے کی قسم تھی۔
۳۸۴	ہاتھ اور دھڑکی پھوڑ رہی۔	۳۸۵	پھر وہی کی شری عدالت میں تھی
۳۸۵	کہ شریہ کا ہاتھ لگا دیا پھوڑ رہا۔	۳۸۶	عدالت کے چیمبر میں۔
۳۸۶	برائے کر کے کھڑے ہوئے تو اچھا ہوا۔	۳۸۷	راجہ نے اسے دیکھ کر بھی تو غم ہے۔
۳۸۷	یہ چھٹی سیڑھا	۳۸۸	وہ کرم کی سزا اور کام کی تاج۔
۳۸۸	اصل مکمل ہو گئی۔	۳۸۹	اس نے یہ دیکھ کر کہنے۔
۳۸۹	اس سے تمام امر میں زکائی ہو گئی۔	۳۹۰	اپنے دہرے کی آئی تو سپرد ہو گیا۔
۳۹۰	یہ تصدیقات کی طرف زکائی ہو گئی۔	۳۹۱	کہ عرب سے کوئی اس طرح لیا
۳۹۱	اکا اکم سدا زکوہ واقعہ اور برائی	۳۹۲	چاہئے تھا۔
۳۹۲	روایت۔	۳۹۳	خدا پاک نے حق بات ظاہر
۳۹۳	پوری کتاب اور رضا کے رد کی عقل	۳۹۴	کر دی۔
۳۹۴	لکھی گئی ہے۔	۳۹۵	پھر بھی رہتا ہے خوب نہیں ہوا۔
۳۹۵	اور رضا خان، ختم ہوا۔	۳۹۶	لیکن عام مسلمان سہے کہ
۳۹۶	اور رضا خان کے لئے عدلی خطاب۔	۳۹۷	انکی ہی ایک اور مثال۔
۳۹۷	برائیوں کے لئے عبرت کا نظام۔	۳۹۸	عدلی قلم کی پٹاری۔
۳۹۸	کاپی لکھا سوال سے بکواسم دھڑکتا۔	۳۹۹	حقیقی دکان میں اصل ملتا نہیں ہوا
۳۹۹	اکا اکم واقعہ صرف ایک نے دیا	۴۰۰	کہتے۔
۴۰۰	نیا اور دھڑکی۔	۴۰۱	اور رضا خان کا آثار کے سبب
۴۰۱	دکان صاحب کا حقیقی کے لئے ہے	۴۰۲	جواب دے دے دکان میں اصل ملتا نہیں
۴۰۲	مرا ہے۔	۴۰۳	ہوا کرتے۔
۴۰۳	سودا جیوا دا خج بھوت۔	۴۰۴	پھر بھی ساری انکی ہی مثالوں ہے

۳۷۷	چند خود بخوبی اکل کر گئے۔	۳۷۸	کاش! کہ پرندہ تھا۔
۳۷۹	بہر مقام اگر بھی ایک ذاتی رائے	۳۸۰	بکھڑے خراب۔
۳۸۱	کیوں نہیں؟	۳۸۲	ان چہرہ کو اکل کر اٹھے۔
۳۸۳	ڈاکٹر صاحب! ذرا سیار قائم	۳۸۴	تہذیب و ناگہی کے اچھوتے سیار۔
۳۸۵	رہیں۔	۳۸۶	خود کرنے کی بھی خود کردی۔
۳۸۷	ایک دھڑا دھڑا ہوا ہوا ہوا۔	۳۸۸	حقائق کے لئے راستے فرماتے تھے۔
۳۸۹	پر خود چھٹ چٹک چٹک ہیں۔	۳۹۰	پر فعلی قضا ہے۔
۳۹۱	خدا پاک حق کو کافر کہتا ہے۔	۳۹۲	صرف ایک ہزار سے کر پورا طبع
۳۹۳	پانچ سال بعد بھی صرف غور و تحسین	۳۹۴	بدلتا ہوا۔
۳۹۵	کما گیا۔	۳۹۶	پانچ سال میں صرف میں بھاری۔
۳۹۷	پانچ سال میں صرف میں بھاری۔	۳۹۸	انہیں نہیں بھاری، بھاری جڑ تھیں۔
۳۹۹	اس سیار کے کیا کچھ	۴۰۰	اس سیار کے کیا کچھ
۴۰۱	یہاں سے سیار بھی آئے، وہاں سے بھی نہیں۔	۴۰۲	یہاں سے سیار بھی آئے، وہاں سے بھی نہیں۔
۴۰۳	بہت بڑا ہو گیا، ۷۰ چوک کر گئی	۴۰۴	کیا۔
۴۰۵	ڈاکٹر مسعود کے دیانت کے لیے	۴۰۶	ڈاکٹر صاحب نے عظیم طرح اچھا۔
۴۰۷	چھڑا دے۔	۴۰۸	دوسری طرف میں بھی بھاری۔
۴۰۹	تھیں یہ خراب سی حالت ہیں۔	۴۱۰	پر تو خود دھڑا دھڑا ہیں۔
۴۱۱	اصل حقائق کا صرف ایک ہی سیار۔	۴۱۲	ہم اچھا برا بھلا کرتے رہتے ہیں۔
۴۱۳	آئے تھے، لائے گئے ہیں۔	۴۱۴	مخاطباتہ الکلام
۴۱۵	بہر بھی حقائق نہ دکھائے۔	۴۱۶	بہر گزشتہات۔ بہر طرف تھا۔
۴۱۷	اسی دور میں حالات میں یہ تھا۔	۴۱۸	چلو، یہاں نہیں، لیکن۔
۴۱۹	کتاب "کڑوا" کا نام۔	۴۲۰	ہم سرطانی فکر میں کیا تھے
۴۲۱	اس سے پہلے میں کہ ایک بڑا ہی	۴۲۲	کس نے بھرا، حقیقت کیا۔
۴۲۳	لی، لیکن۔۔۔۔۔	۴۲۴	آسمان، زمات کے کچھ، زمین کے

۴۳۳	بھرنی مند ہے تو یہ بتائیں۔	۴۳۱	غلاف کیا تھا۔
۴۳۳	ہفتی ہم ہی نہیں، اہل حضرت بھی کہتے ہیں۔	۴۳۱	نورہ حبیبہ، کس طرح پیدا ہوئی تھی۔
۴۳۳	غلاف آخر۔	۴۳۲	ک۔
۴۳۵	ماخذ و مراجع	۴۳۲	نورہ بانہیت ۶ زیادہ کام کیوں نہیں کیا۔
۴۳۶	انعام	۴۳۲	یہ سازش تھی، واقعیت۔
		۴۳۳	اسی طرح وہ میں اپنا طبعی کام کرتا تھا۔
		۴۳۴	کیا طعم پہنچا رہا ہے۔
		۴۳۴	طاہر کرام سے گفتگو۔
		۴۳۴	زندہ سناں پر بھی تو ہونگے۔
		۴۳۴	امت کے پیغمبر کی کرپشن کریں۔
		۴۳۵	اپنے اہل حضرت کی جانچ لیں۔
		۴۳۵	اہل حضرت کی بھی جانی جانی کھج ہدایت و مہر بات۔
		۴۳۶	خواب کے ساتھ قلعہ دارم ہے۔
		۴۳۶	ایسے قریں دارم ہیں۔
		۴۳۷	راز و مخفیوں پر مسلط ہوتے۔
		۴۳۷	غلاف اور مجھے نہ پاؤں
		۴۳۷	تو ایک ہفتہ ہو۔
		۴۳۸	سید کا کھانا صرف سائیکس کھا تھا۔
		۴۳۸	سوم کرنا (فریاد) ہے۔
		۴۳۹	یہ سب دیکھ لیں، دیکھ لیں۔
		۴۳۹	اہل حضرت کی جلی دانہ۔
		۴۴۰	کیا یہ مناسب نہیں تھا۔

فصل اول

صفحہ ۲۷-۲۸

کفر کے فتوے کا مسئلہ بڑا نازک
مسئلہ ہے

لیکن ایسے اقرار کے باوجود، بریلوی اعلیٰ حضرت کے
ہاں سب سے سستا اور عام جام فتویٰ بھی تھا۔

کفر کا مسئلہ بڑا نازک بھی اور بہت سنگین بھی

باظریں کرام

کسی کلمہ مسلمان یا کلمہ کفر کا اہرام نکالنا، اور اس کے لئے کافر کے کلمہ کے استعمال کا مسئلہ شرعی لحاظ سے بڑا نازک مسئلہ ہے۔ اور اگر بطور سچا سمجھا جائے تو دینی لحاظ سے بھی بڑا سنگین اور خطرناک مسئلہ ہے۔ ایمان اور مسلمانی ہی ایک مسلمان کی سب سے بڑی کنکلی بھی ہے۔ اور سب سے عزیز اور قیمتی دولت بھی۔ اور اسی کو وہ خاص جہالتکار بھی سمجھتا ہے۔ کتنا ہی گناہ گار ہونے کے باوجود وہ اس کو بڑا اہم سمجھتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ اس کو ایمان کی دولت نصیب ہے۔ اسی جہ سے وہ اللہ کی رحمت کا اور فیض الہی بھی ﷺ کی شفاعت کا اور جنت کا امیدوار رہتا ہے۔

ہر مسلمان کو ایمان سب سے عزیز ہوتا ہے

اس لئے لغوی طور پر وہ اپنے ایمان اور اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت اور پاسی کے اہرام کے بارے میں سب سے زیادہ حساس ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ لغوی اصول ہے کہ جو جس چیز کو قیمتی اور عزیز سمجھتا ہے اس کے گھن جانے اور چھینکے والے کے بارے میں اتنا ہی حساس اور حساس بھی ہوا کرتا ہے۔ اس لئے ایک انتہائی گناہ گار اور بے عمل مسلمان بھی اپنے اوپر سب سے بڑا حملہ سب سے بڑی برائی، سب سے بڑی بدگمانی بلکہ سب سے بڑی گالی بھی سمجھتا ہے کہ اس کو کافر کیا جائے۔

کفر کے بعد اس پر یہ حکم لگیں گے:-

بہر حال خطا نظر سے بھی دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہے کہ اگر کسی کو کافر قرار دیا جائے اور اس کو جیلو، کھوکھلی طور پر اس پر عمل کیا جائے تو معاملہ بہت دور تک خود پہ خود بھیج جائے گا۔ جب وہ مسلم معاشرے کا فرد نہیں رہے گا۔ اس کی جی وی اس کے گھناؤ سے ٹھک جائے گی۔ جب تک کہ اپنے اس عمل سے توبہ نہ کرے، تب تک کہ اسے سرے سے کفر چھوڑ کر مسلمان نہ ہو

اور جی سے لے کر کلاخ نہ کرنے، جب تک وہ جی سے لی کر حرام ہی کرے، ہے گا، اور اس کی اور وہ اثر نہ کھائے گی۔

کسی مسلمان عورت سے اس کا نکاح نہیں ہو سکے گا

اس کا بیچہ حامل نہیں رہے گا، اس کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی۔ اس کی جنازہ نماز نہیں پڑھی جائے گی، اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا۔ اس کو اسلام بنیم کے الفاظ سے سلام نہیں کیا جائے گا، اس کے سلام کا جواب دینیم اسلام کے بارگاہ سے نہیں دیا جائے گا۔ اس کی کوئی شری کوئی نہیں مانی جائے گی، واپس دہرے۔ سوئیں تو کیا سے کیا ہو جائے گا۔ وہ چرے اسلامی معاشرے سے کٹ جائے گا۔

پوری عاقبت تباہ و برباد رہے گی

دوسری طرف شری لحاظ سے دیکھا جائے، تو اس الزام سے اس سے اخذ کی رحمت اور جنت ہمیشہ کے لئے ہمیں لی گئی۔ کیونکہ کافر کی سزا دہائی جہنم ہے۔ اخذ نے اس پر جنت حرام کر رکھی ہے، چاہے اس نے کتنی ہی نیکیاں کی ہوں، اس کے لئے سوت کے بعد کوئی سعادت نہیں، کسی نبی کی کوئی شکست نہیں۔ جب کہ ایمان رکھنے والا اگرچہ کتنا ہی برا نکارہ کار ہو پھر بھی اس کے لئے جنت کے دروازے ہمہ حال کھلے ہیں۔ گناہ تو بے سے صاف ہوں۔ یا اخذ پاک کی خاص رحمت ہے، یا شکست ہے، یہ سب یکو نصیب نہیں ہوا، تو بھی گناہوں کی سزا بھگت کر آخر جنت میں جائے گا۔ دہائی جہنم صرف کفار کے لئے ہے۔

حکیم الزام میں ثبوت کے شرائط بھی سخت ہوتے ہیں

سوائی اصل کی بات ہے، کہ اتنی ہی سزا دے کر جرم کا الزام لگانے کے لئے ثبوت بھی اتنی ہی واضح ہونا چاہئے، شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ اگر کوئی کسی پر کوئی الزام لگاتا ہے، تو الزام والے جرم کی معنی اور سزا بھی سخت ہوتے ہیں۔ الزام لگانے والے کے پاس ثبوت اور شہادتیں بھی اتنی ہی مضبوط اور واضح ہونی چاہئیں۔ حکم زنا کی سزا سنگسار اور وہ بھی برسر عام کھلے میدان میں آگے آگے لوگوں کے سامنے سنگسار کرنا ہے، تو الزام لگانے والے کے لئے بھی لازم ہے، کہ وہ کم از کم سوچ کے چار بھی گناہ لائے، جو مستحکم ہیں۔ ایسے ثبوت کے بغیر خود الزام

لگانے والے کے لئے کڑی کی سزا ہے۔ چاہے وہ بزار ہاد کچا اور قسبیں کھاتا رہے، کہ وہ خود بھی شاپہ ہے۔ اس احتیاط کی فرض یہ ہے کہ یہ نہ ہو، کہ ہر ایک خود کو کھائی فوجدار کچھ کر لوگوں کو رسوا کرتا ہو۔ مسلمان تو ہر ایک مسلمان ہے، شریعت مطہرہ میں تو غیر مسلموں کی بھی جہنم ملی اور عزت کی بڑی وقعت ہے۔ معاشرہ میں کج عہدہ کے عہدہ رہتے ہوئے، ہر ایک کو عزت اور سلامتی کے ساتھ رہنے کا حق آج کل کے نام نہاد معاشرہ نے بھی اسلام کی تعلیم سے ہی سیکھا ہے۔ عبادین ہر ایک فرد کو یہ کیسے پہانت دے سکتا ہے، کہ وہ کون سا کچھ دھرم میں لے رہا ہے، کز جیسا علیین اور انتہائی سزا دلا جرم لوگوں پر لگاتا، ان کو اللہ کی رحمت اور دین اللعالمین ﷺ کی رحمت سے باہر لگاتا، ان کے لئے دائمی جہنم کی سزا کا حکم لگاتا ہو رہا۔

شریعت میں کسی مسلمان کو کافر کہنے کی سخت ممانعت

کسی مسلمان کی عیبری، ان خواتین اور عیبری کی وجہ سے اسلامی شریعت میں اس بارے میں بڑی احتیاط کی تاکید کی گئی ہے، اور علم اور فہم کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ہر دور میں کسی مسلمان فرقہ یا نظریاتی طور پر کسی مسلم پر کفر کے طعنے کی مثالیں مل جاتی ہیں۔ لیکن ہر ایک کو کفر کا فتوا کرام نے انکشاف کیا، اور اس کا تھپیڑی مسئلہ کچھ کر خود انک سے ہے۔ مجتہد فقہاء کرام نے اس کے بارے میں بہت سخت احتیاطی اصول وضع کیے اور ان کی تکلیف کی۔ اس بارے میں متعدد ذیلی نکات اور عملی مثالیں کو خوب کچھ کہ برکت دہن میں رکھنا ضروری ہے۔

اس بارے میں کچھ کج احادیث

(الف) حضور کریم ﷺ کی صحیح احادیث میں اس پر بہت سخت دہم دہی آئی ہیں۔ کج بخاری اور مسلم میں حضرت عہدہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضور کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہے تو یہ کفر ان دونوں میں سے ایک پر لگ کر رہتا ہے۔“ یعنی دوسرا کافر ہے تو اس پر، اگر نہیں تو اسی کہنے والے پر (یہ علم لگ گیا)۔

(ب) امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے دوسری حدیث نقل کی ہے کہ ”جب کوئی شخص کسی شخص پر فسق یا کفر کی جہت لگاتا ہے تو وہ فسق یا کفر کہنے والے پر لگتا ہے، مگر دوسرا شخص جیسا نہیں ہے۔“

(ج) بخاری و مسلم دونوں نے حضرت ابو ذر غفاری سے یہ روایت بھی لکھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جو شخص کسی کافر کے کلمہ کے ساتھ پکارے، یا خدا کا دشمن کہے، اور وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کلمہ (یعنی ”کافر“ یا ”خدا کا دشمن“) اسی کہنے والے کی طرف لوٹتا ہے۔“ (یعنی وہ خود کافر یا خدا کا دشمن ہو جاتا ہے۔)

(د) ایک حدیث جس کو بخاری نے مسند روایت کیا ہے، اس کے الفاظ ہیں کہ ”تم میں جو شخص ایسی چیز (زیادہ برائے اللہ) ہے، وہ آگ میں جاتے پر (اس سے زیادہ) برائے اللہ ہے۔“

اس حدیث شریف کا حوالہ ابو رضا خان نے بھی اپنی کتاب تلخیص مسودہ کے شروع میں کیا ہے، حاشیہ میں دیا ہے کہ ”حدیث شریف میں ہے کہ ”سبحر اکرم علی الصلیا اجر اکرم علی الصلوٰۃ اور بخاری ہی بخاری اور ابی داؤد میں اس نے بھی مختلف مقامات پر لکھا ہے۔ یہ حدیث میں اس روایت کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ ”جو مسلمانوں پر ایسی جھڑپیں ہوتی ہیں اور منافق اور کافر کے الفاظ دیکھ کر ہر ایک مسلمان کا کھجور کا پتہ چلتا ہے۔ اور کسی پر کلمہ نکر یا اللہ اور رسول کے دشمن یا کفار کے الفاظ کو ہی اپنی ملت سے نکال دینا چاہتے۔ ہر ایک اپنے ایمان کی فکر کرے۔ دوسرے کا معاملہ اس خدا کے سپرد کرے، جو انہیں کا بچھ جائے گا، اور انہیں کا بھی جائے گا ہے، اور جس کو ہی اللہ کا حساب کتاب لینا ہے۔ بخاری اپنی ہی خبر سے گزر جائے تو اس غور و درجہ کے کڑواں اور بڑا مسلمان۔“

مسلمان کہلانے والے کو مسلمان ہی رہنے دیا جائے

ساتھ ہی یہ لکھ بھی لایا کہ مسلمان اور ایمان کا معاملہ زیادہ تر اللہ اور بندے کے درمیان میں رہتا ہے۔ اس لئے شریعت میں جی دھت سے کام لیا گیا ہے۔ اور رسول پر دیکھا گیا ہے کہ جو شخص کلمہ چن کر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، اور کلمہ علی طور پر مسلم معاشرے کا فرد بن کر رہتا ہے، اور نبی اللہ ﷺ میں اس کا ایسا کلاما غور سے سامنے نہیں آتا، تب تک اس کو مسلمان ہی رہنے دینا چاہئے۔ مگر وہ شریف میں شروع میں ہی باب ایمان میں نمبر ۱۰ پر بخاری شریف کی حدیث کے الفاظ ہیں کہ حضرت انس سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ من صلی صلوٰۃ و استطیل قیلتا و اکل ذیبتا ذالک

المسلم اللہی۔۔۔ الحق اصر۔ یعنی ”جو کوئی ہماری بھی نماز نہ ہے (یا ہمارے ساتھ نماز نہ ہے) اور ہمارے قلعے کی طرف رخ کرے، اور نماز ادا کیا ہوا نکالے، وہ مسلمان ہے اور وہ خطہ اور اس کے دھول کے مہد و لہان (اورادہ ہادی) میں ہے۔ تو پھر جس کو اٹھنے نے اپنے لہان میں لیا ہے، تم اس کے مہد کو نہ توڑو۔“

شاہ آغا سرہندی کی ایک عملی مثال

ہمارے علامہ مصلحؒ نے شروع سے ہی اس حدیث کی رحمت کو مد نظر رکھا ہے۔ اور کل کو اور اپنے کو مسلمان کہنے والے مسلمان کی کشادہ دلی سے رعایت کی ہے۔ اس کی ایک جازہ مثال قریش کی ہوتی ہے۔

سندھ میں عید آباد سے تقریباً تیس کلو میٹر جنوب میں شہر ہندی مصلحؒ کی ایک درگاہ غزوہ سائیں دار کے نام سے مشہور ہے، جو شروع سے بڑے صوفی مصلحؒ کا مرکز رہی ہے۔ ۱۹۳۸ء میں اس درگاہ کے شیخ، ولایت کے عید عالم حضرت شاہ عید اللہ چاہن سرہندی عرف شاہ آغا نے اپنے دوسرے بیٹے کے واقعات اور حالات اور مسائل پر مشتمل ایک کتاب ”ہدایت الہی“ کے نام سے سندھ میں لکھی۔ کتاب ۳۷۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ جو صاحب نے پہلا بیچ ۱۹۱۸ء میں کیا تھا۔ جب شریف کی حکومت تھی۔ سب مطبوعہ قائم تھے۔ وہ خود سطر ۳۳ پر لکھ رہا تھا کہ زبانیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہی دہرہ ہزاروں کے مقبروں کی شناخت کی وجہ سے اولیاء اور مصلحؒ کی زیارت سے خاص لگتی ہوئی ہو۔ اس واقعہ سعودی حکومت کی طرف سے سب مطبوعہ زبانیوں میں دیکھے۔ علامہ مصلحؒ کی قبروں پر شناخت کے نشان ختم و غیرہ بھی نہ تھے۔ اس پر اپنی دلی کوفت کا بھی اظہار کرتے ہیں۔ اور اپنے اختلاف کا بھی۔ لیکن سعودی اہل حق کے پیچھے نماز کے بارے میں سطر ۳۷ پر لکھا ہے ”اور کلاماً عالمانہ رد یہ بچاتے ہیں، یہ ان کے احوال میں دیکھئے۔“

”کہ لوگ نہ ہی قریشی امام کے پیچھے نماز نہ پڑھتے تھے کہ وہ اپنی ہیں۔ بلکہ یہ بات پختہ نہیں آتی تھی۔ اور میں کہتا تھا کہ ایک تو خاص اس امام، جو اگرچہ نہ ہی ہے، لیکن اس کے کمر پر اعتقاد کی لڑیل ہمارے پاس شرعاً ثابت نہیں ہے۔ ہر ایک کا ضمیر اور اعتقاد اپنا ہے۔ اگرچہ وہ کسی ملک اور کسی قوم سے ہیں۔ ہم کو سن مصلیٰ صلوٰۃ کا مستقل قہقہہ نبوؤا من“ (کی حدیث اور غم) پر عمل کرنا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے سنی یہ ہیں

تھے کہ سب کو کریم چیلنج کے اسلئے مسلمانوں کی نماز کو ناجائز قرار دیا جائے۔ انہی غلوں کی نمازوں پر ایسا غم تھا کہ صرف اپنی نماز کو جائز اور صحیح سمجھتا تھی جی جرات اور گستاخی ہے۔ مسلمانوں کی نماز اور حج کو خراب کہنا، مسلمانوں پر بدگویی کرنا، جماعت کے خواب سے محروم رہنا، اور مسجد الحرام کی ایک لاکھ نماز بھی فضیلت والی نماز سمجھ کر اپنے گمراہوں پر نماز پڑھنا، اپنے غم کو الغل اکمل اور آگنی جانتا، خود کو کہ ایک شبہ کی وجہ سے کئے جتنی گناہوں کا مرتکب کرنا پڑ رہا ہے، اور کئے ہوئے خواب سے محروم ہونا چاہتا ہے۔

سعودی اقدام سے ہر طرف عام بیگان

قاری محمد کرام کو ہم یاد دلاریں، کہ سلطان مہدالغز میں سعود کا عربی شریعتیں پر ۱۹۵۳ء میں قہر ہوا تو انہوں نے سب عقبرے گارے کئے۔ جس پر پورے عالم اسلام میں ایک عام بیگان پیدا ہوا تھا۔ برصغیر پاک و ہند میں اس کے خلاف سب سے زیادہ طوفان پیدا ہوا۔

علماء و دیندہ کا بھی عدم اطمینان

اس احتجاج میں سب مسلمان شامل رہے۔ سعودی حکومت کے اس اور دوسرے جگہ سخت اقدام کو بد صبر کے تقریباً سب طبقوں نے مایہ نہ کیا۔ حتیٰ کہ حکومت کے انتظام کے بعد سب مسلمان مہدالغز نے ایک بین الاقوامی اسلامی وفد کو حج کے موقع پر بلا دیا تو اس میں ہندوستان کی طرف سے وفد میں شامل دیندہ عالم مولانا شبیر احمد عثمانی نے اپنے وفد کی لائحہ عمل کی طرف سے ہونے والے سب کے سامنے مسلمان سے اپنے اختلافات کا رونا اکھڑا کیا، جس میں ستارے کے انہدام، ٹھکانے، مقامات مقدسہ کے ٹکڑوں کے پارے میں ان کے گم ہونے اور نیکیاں دلیرانہ پر عمل کرنا اکھڑا کیا۔ یہ سب جگہ کار پر موجود ہے۔

لیکن کہیں بھی اس کو کفر نہیں مانا گیا

دنیا بھر کے دوسرے سماج میں بھی ان اقدام پر احتجاج ہوا، اور اختلافات کا رونا اکھڑا بھی۔ لیکن کسی نے بھی ان اقدامات یا ان کے منتظمی مسئلے کے اختلاف کی وجہ سے انہیں کو کفر کہا، نہ حج کے غم کے ساتھ ہونے والی قوتوں کو دیا، اور نہ ان کے پیچھے نماز نہ ہونے کا کوئی دہا۔ کیونکہ ان اجمالی اقدام کے لئے جو شرائط اور بنیادی مسائل میں اختلاف کے واضح ثبوت چاہئے، انہیں ان کے کسی قدم یا عمل یا کتاب سے ثابت نہیں ہوا تھا، اور نہ کوئی بریل ہی بھی

اس وقت سے آج تک یہ گھومنا ہے کہ ان لہجہ میں کی غلاں غلاں کتابوں کی غلاں غلاں مہارتوں سے ان کے جو غلاں غلاں مہارتوں کا صحیح طور پر ثابت ہوتے ہیں۔ ان کی ہا ہا اسلام سے خارج ہیں۔ ان کا حرمین شریفین پر لہجہ کفار کا لہجہ بکھا جائے گا۔ اور ان کے ہوتے ہوئے جی کا فرض بھی ساتھ رہے گا۔ اور ان کے پیچھے نماز بھی ادا نہیں ہوگی۔

جج کو ساتھ رکھنے کا انوکھا بریلوی فتویٰ

اس بارے میں بریلی میں موجود احمد رضا خان (متوفی ۱۹۴۱ء) کے بیٹے اور جانشین جانا، نے دنیا جیسی سے الگ تنگ ایک زوردار ہم شروع کی، کہ نبوی دہلی رسولی علیہ السلام صحابہ کرام اور اولیاء کرام کے متعلق اور ان اور سرخا کاڑ ہیں۔ جتنا ان کے قتل کے بعد ان جج کا فرض ساتھ رہے گا۔ سب مسلمانوں کو چاہئے کہ ہر ممکن طریق سے ان کے قتل کو قتل کرنے کی سہجی۔ جج کا قصی نہ جائی، کیونکہ اس طرح ان کی بالی دہ ہوتی ہے جس کو ہم روکیں گے تو وہ وحرام سے گرجائیں گے۔ اس طرح جج پر ہانا کر یہ حکمت کی حد کرنا ہے۔ دوسرے یہ کہ ان کے خلاف دنیا ہمیشہ زوردار ہم چلائی جائے۔ ان کے مخالفوں کے ہاتھ مضبوط کیے جائیں تو یہ اس وقت ہر ایک مسلمان کی سب سے اہم اور دہری ضروری ضرورت مکی جائے گی۔ یہ کتاب مسعود الحجة والحدود الحجة کے نام سے شائع ہوئی۔ جس کے اوپر کے سطر کا فوٹو کس ہم چلی کر ہے ہیں۔ اسی سے اس کے مضمون کا اندازہ ہو جائے گا۔ اندر دیکھیں گے تو پوری کتاب میں ان کے عقائد کے فساد کے بارے میں کوئی چھوڑنا بھی حوالہ نہیں۔ صرف اہل علم اور اہل فہم ہیں۔

تاریخ کا مطالعہ ۲۵ ہے کہ یہ ہم ان کے مزید رسالے، اخبارات، مضامین، خط و کتابت وغیرہ میں انتہائی شدت کے ساتھ کافی عرصہ جاری رہی۔ لیکن دلائل وہی اہل علم ہی رہے۔

حرمین میں باجماعت نماز ادا نہ ہونے کا فتویٰ

مذہب یہ ہے کہ ان کا ملک بھی وہ یہ آج تک جاری ہے۔ جنوری ۱۹۸۵ء میں ایک صاحب نے پاکستان ہجر کے مختلف اہم بریلی سرکار کو خطا کے ذریعہ یہ سہل بھلا کر جج اور مزہ ہ جانے والے مسلمان سعودی ممالک کے پیچھے نماز چھیں یا نہیں۔ تو اہل علم اور اہل حق سے ۴ نے جواب میں لکھا کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہوگی۔ اگر چہ سختی چہ نہ

اس کو لایا جائے۔ اسے اہم تلاوتی میں بھی امن میں سے کسی نے کسی حوالہ سے یہ نہیں لکھا کہ
 اس حوالہ پر اپنی صفات کے اختلاف اور اس حوالہ پر واضح طور پر ہماروں کی وجہ سے لازم نہیں
 ہوگی۔ بلکہ ہر ایک نے اہم علم فہم کہانوں اور اہل اہل کے حوالہ سے کرنا ہوا اہم فہم دیا
 ہے۔

مثلاً یہ کہ اہل حضرت نے امن کو کافر مقرر کیا ہے، سرور احمد کالج دی نے مانا کر کہا ہے۔
 اور اہل کائنات سے امن نے کہا ہے کہ امن کے علاوہ قاسم ہیں، اور دنیا کو مشرک سمجھتے ہیں، اور حضرت
 کریم ﷺ کے گستاخ ہیں اور وہ غیرہ۔ قہر یہ ہے کہ اکثر نے صرف یہ دلیل دی ہے کہ
 اہل حضرت کی تعلیمات کی روشنی میں مسعودی بدعتیہ ہیں۔ اور امن کی اقتداء، چاہا نہیں۔ صرف
 ایک مطلق رہنما خانہ دہری، مسعودی مسجد کا سرگے نے یہ دلیل دی ہے کہ ”باب حق سرطانی
 شہداء آف کلا، شریف کے صاحبزادہ، دہری صاحب سے کسی نے یہ مسئلہ چھپا تو آپ نے
 فرمایا کہ ”حضرت جن کی شہادت کے بعد مسجد نبوی میں امامت مرنے کو مانا تھا، اور امام
 مسیحیوں کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ یہ لکھی مرنے سے بڑے نہیں، اور ہم امام مسیحی سے زیادہ
 پرہیزگار نہیں۔“ دہری صاحب نے انہیں بچ سکے۔ اور لازم پادعامت ہوا کرتے تھے۔

یہ فتوے اصل کے نکسوں سمیت کتابی شکل میں

یہ سارے فتوے مکتبہ حنیفہ کو برائوں کی طرف سے کتابی شکل میں ”رہنما خانیہ اور
 نکسوں حنیفہ“ کے نام سے اصل سہول اور جوہلی تلاوت کے اصل کے نو اہلیت نکسوں کی شکل
 میں شائع ہو چکے ہیں۔ جن کو چند کراٹوں بھی ہوتا ہے، اور قہر بھی۔ جب کہ کتاب اور ذمہ
 دار عالم کی اس بارے میں کیا اور دہری اور وہ ہونا چاہتے، اس کی ایک بہترین مثال ہم فقہاء
 پہلے حضرت حق آقا شہداء کے حوالے سے لے کر چکے ہیں۔ جو اس دور کا تلاوت تھا، جب کہ ابھی
 امام بیہان بھی تھا۔ مسعودی کتابیں بھی ابھی سطر عام پر نہیں آئی تھیں۔ بلکہ بھی مسیحیوں کا
 کیا۔

حقانی علماء و فقہاء کا احتیاط

یہ احتیاطی کی امن چند مثالوں کے بعد پھر آئے کہ اصل مسئلہ کی طرف چلیں اور
 دیکھیں، کہ کفر دہلے مسئلہ کی گنجی کی وجہ سے ہی علماء کرام و فقہاء، حکام نے کس قدر احتیاط کی

تاکید کی ہے اور بار بار کی ہے۔ بنیادی تاکید تو یہ ہے کہ جب باطل داغ عہد پر ایک کتاب کی طرح روشن حد تک بنیادی حکم میں سے کسی عقیدہ کا کلمہ ہونا ثابت نہ ہو جائے، جب تک اس شخص یا گروہ کو مسلمان سمجھا جائے، اور باقی کا معاملہ اور بد سے کے درمیان رہنے دیا جائے، اور ہر ایک شہ کا قاعدہ لازماً ظہور کو ہی دیا جائے۔ اس بارے میں میں نے یہ اہم بنیادی اصول ہر ایک کو برہمتہ ذہن میں رکھنے چاہئیں۔ جن کو شکوک طبعی یا عاقلانہ ہے، حتیٰ کہ کلمہ کے لغوی میں انتہائی بے باک بریل کی اہل معرفت بھی کہتے رہتے ہیں سب حالات سے کوئی اختلاف نہیں دکھاتے۔

(الف) جب تک کسی کی کسی قریر یا کلام میں سے ایسے طہیم کلمے کا امکان ہو، یا اس کے کلمہ ہونے کے بارے میں اختلاف ہو، یا اس میں کی پہلو کلمہ کے نظر آتے ہیں، لیکن ایک پہلو یہ بھی نظر آئے، جو اس کے ایمان کو ظاہر کرتا ہو تو سنی کو کلمہ کا لغوی نہیں دیا جاتا۔

(ب) طہیم، عقلی عقیدہ عالم غلطی عاری "شرعاً نقیض" میں اس شخص کی ضمانت اس طرح کرتے ہیں کہ "ہمارے علماء کا فیصلہ یہ ہے، کہ کسی کے لئے کلمہ کا لغوی دینے والے اسباب میں ایک یا اسباب میں سے اگر ثانوی اسباب یا امکان کلمہ کی طرف جاتے ہوئے ہیں، لیکن صرف ایک احتمال کلمہ سے رکھنے کی طرف جارہا ہو تو سنی یا عاقلانہ کو چاہئے کہ اس ایک احتمال کو بد نظر ہو کہ کلمہ کے لغوی سے اپنے کو دور رکھے۔ کیونکہ ہزار کلموں کے کلمہ کے باقی رہ جانے کی خطا ایک مسلمان کو (کلمہ کے لغوی کے ادرے کے ادرے) کا کرنے کی خطا سے بگلی ہے۔" اس بحث پر فاضل بریلوی کو بھی عمل اتفاق ہے آگے اس کے معاملے آئیں گے۔

(ج) علماء صاحب قہر آ آ کے چل کر لیتے ہیں، کہ "یہ بات باطل مہارت سے نہیں میں رکھی ہے۔ کہ جس شخص کی جس مہارت پر لغوی دیا جا رہا ہو اس کا اپنی مہارت کے بارے میں ہر ایک عادل یا ضمانت اور تحریک قبول کرنی ہوگی۔ (کار نہیں کہم یہ کلمہ خصوصاً طور پر ایمان میں رکھیں)۔"

ظہور کی اپنی تحریک قبول کرنی ہوگی

(د) کسی مہارت یا کلام پر کلمہ کا فیصلہ کرتے وقت اگر وہ شخص موجود ہے تو سب سے پہلے اس سے اس کے اس قول کا طہیم اور تحریک پر بھی جانے کی۔ اور وہ برہان میں قبول کی جانے کی، اور اس کی نیت پر شہ نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ دل اور نیت کا معاملہ ان کے ہیہ

ہاتھ دالے عظیم الدیس کے حوالے کیا جائے گا۔

مطلق خود کوئی اچھا ممکن مفہوم و معنی ہے گا

(۱) اگر وہ شخص سوچو نہیں، تو خود مطلق کو ان شکاات پر غور کرنا چاہئے، جن سے اس شخص کی مسلمانی کو کام رکھا جائے۔

اس قسم کے شکاات اور حیرات کی کئی مثالیں مختلف علماء کی کتابوں میں موجود ہیں۔ بریلوی اہل حضرت نے بھی اپنی کتاب ”تہیۃ الایمان“ میں اس کچھ سے اتفاق کرتے ہوئے، سطور ۳ پر ایک مثال دی ہے، جو ہم قیود آ کے پیش کریں گے۔

احمد رضا خان کا بھی ان نکات سے مکمل اتفاق ہے

ان سب نکات پر اصل کتابوں کے حوالہ جات کے ساتھ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ بریلوی اہل حضرت کے ہی حوالے سے ان کو پیش کر رہی۔ تاکہ ان نکات کی اس طرف توجہ دینی ہو جائے، کہ کل طور پر فکری آپ کا نہ ہر وقت کھولے رکھنے والے بھی غلط طور پر اس کچھ سے اتفاق کرنے پر مجبور ہوں۔ اصل بات اس طرح ہوئی کہ احمد رضا خان بریلوی نے جب اہم علماء و ائمہ، اہل حدیث غیر متعلقہ، اور دوسرے سب غیر بریلوی علماء کے خلاف اعتراضات و اعتراضات کو اس کے جواب میں لکھے، تو اعتراضات کے جواب میں، اس نے اپنی مسلمانی کے طور پر ۱۳۳۶ھ میں ایک کتاب ”عام“ ”تہیۃ الایمان“ لکھی۔ جس میں یہ بتایا کہ واقعی فکری کے لئے اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے، اور میں نے یہ احتیاط برتی ہے (یہ احتیاط کہیں تک رہی ہے، اس کا تفصیلی ذکر آگے آئے گا)۔

یہاں ہم اس کتاب سے ۱۰۰ حوالہ جات درج کرتے ہیں، جن میں ۱۰۰ سے زائد جہاں کچھ شکاات اور حوالہ جات کی داخل بریلوی نے حرف بہ حرف تائید کی ہے۔ خود اپنی طرف سے بھی تصدیق کرنے والوں کی سہولت کے لئے ہم بتا رہی کہ ۱۰۰ سے پاس اس کتاب کا نکتہ یہ کہ جس شخص ۱۰۰۰۰۰ کا پھانسا ہوا ہو، اس کا پھانسا ہوا ہو، جس میں ۱۰۰۰۰۰ کے ساتھ چھپا دیا گیا ہے۔

(۱) اس کتاب میں سطور ۳ پر مہارت کے الفاظ یہ ہیں:-

”کہ فقہاء کرام نے یہ فرمایا ہے کہ مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو، جس میں نہ پہلو

نہیں تھیں۔ میں میں ۹۹ پہلو کفر کی طرف جاتے ہیں، اور ایک اسلام کی طرف، تو وہ بیک ہے
 ثابت نہ ہو جائے، کہ اس نے کوئی خاص پہلو کفر کا ہی سہا د رکھا ہے، ہم اس کو کاٹ کر نہ لیں گے۔
 کہہ کر آفریقا پہلو اسلام کا بھی تو ہے۔ کیا معلوم شاید اس نے بھی پہلو سہا د رکھا ہے۔ اور ساتھ
 ہی (یہ لپٹا)، فرماتے ہیں، کہ اگر واقع میں اس کی مراد کوئی کفر کا پہلو ہے تو ہماری (مسلمان
 کی) جہاد، یہ اسے (حقائق کوئی) قائم نہ ہوگا۔ (کیونکہ) اس کے پاس تو وہ کاٹری ہوگا۔
 (۴) آگے چل کر صفحہ ۳۹ پر علامہ حلی قادری کی کتاب شرح غزالیہ کا وہ حوالہ دیا
 ہے جو ہم نے بیان کیا کہ اس محفل کے مسئلہ میں اگر کانوے احوال کفر کے ہیں، اور ایک
 احوال کفر کی ٹہنی میں ہو، تو مطلقاً اور قاضی اس ٹہنی والے احوال پر عمل کرے (اور کفر کا ثبوت نہ
 دے)۔

(۳) اس کے فوراً بعد صفحہ ۴۰ پر قادری علامہ، جامع المسائل میں، مہذبہ اور فتاویٰ مائیکروی
 کی عربی مہارت دیتے ہیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ ”اگر کسی مسئلہ میں کفر واجب کرنے والے
 اسباب بھی ہیں، اور ایک سبب کفر کی ٹہنی کرنے والا بھی ہو، تو ہر مطلق اور قاضی کی یہ مہداری
 ہے کہ اس (ٹہنی والے) سبب کو سہا د ٹھکرانے اور کفر کے اسباب (کو ٹھکرانہ کرتے ہوئے) اس
 کی جہاد (کفر کا ثبوت نہ دے۔ اور مسلمان کے لئے مسکن امن رکھے۔ اس حالت میں اگر کہنے
 والے کی نیت بھی اسی طرف ہوگی۔ جس میں کفر نہیں ہے تو وہ ہر حال مسلمان ہے ہی، اور اگر
 اس کے خلاف ہوگی، تو بھی مطلق کی ثبوتی سے اس کو حقیقی قائم نہ ہوگا (بلکہ پاک کے
 پاس)۔“

(۴) اسی کے ساتھ اسی صفحہ پر فتاویٰ برکات، مجمع ماہنامہ، ص ۴۴ پر علامہ
 صاحب محلہ اسماء، ص ۱۵۵ پر دلیہا کی عربی مہارت لکھی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ”احوال
 ہوتے ہوئے کفر نہ لگایا جائے گا۔ کیونکہ کفر سزا کی انتہا ہے، جس کا خلاف یہ ہے کہ جرم بھی انتہا
 کا ہو اور (کسی مانگی) احوال کے ہوتے ہوئے انتہائی سزا نہیں دی جا سکتی۔“

(۵) اسی سے حتمل فتاویٰ کی مشہور سبب برکات، ص ۱۵۵ پر علامہ صاحب محلہ اسماء
 ص ۱۵۵ پر دلیہا کی عربی مہارت لکھی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ”جس کام میں کسی
 اچھے احوال کرنے کی کوئی گنجائش ہو سکتی ہے، اس میں کسی مسلمان کے لئے کفر کا ثبوت نہیں دیا
 جائے گا۔“

تھوڑا ہی آگے صفحہ ۴۱ کے آخر میں ”مہذبہ“ کی عربی مہارت لکھ کر اس کا ترجمہ بھی

احمد رضا خان کی اپنے لئے ایسی مثال

احمد رضا خان نے جن امکانات کو اعتراف کیے تاکہ کے ساتھ ساتھ اسی کتاب تہذیب
الادب میں ص ۲۷۷ سے اپنی طرف سے اپنی ایک ایسی مثال بھی بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ
”مثلاً ایک شخص نے اپنے لئے قطعی جینی طم لب جانے کا دعویٰ کیا تو سنی سوچے گا کہ اس
دعا سے کیا کیا سنی اور پہلو ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اپنے آپ کو لب دہن لکھتا ہے کہ
اس کو لب کا طم دیا گیا ہے۔ تو یہ قطعی کفر ہے، کیونکہ لب دہن کی ہی صلت ہے۔

لیکن سنی کو کفر کے لئے اپنے سے پہلے دوسرے اعلیٰ معلوم کے امکانات پر بھی
سوچنے پڑے، یہ بھی سوچنا ہو گا کہ ممکن ہے کہ اس کا یہ مطلب ہو کہ اس کو یہ علم جنوں کے
قائے سے انجمن کے حساب سے، یا ناسر بچھنے سے، یا قائل ٹالنے سے یا حضرات سے
یا..... تو یہ سب پہلو کفر یہ ہوئے۔ لیکن ایک یہ امکان بھی ہے کہ اس کا یہ مطلب ہو کہ
اس کو رسول اللہ ﷺ کی تعلیم سے کچھ نیچی باتوں کا قطعی جینی طم ہے۔ جیسے طاغوت جن،
تھامس، قبر کی زندگی، ترپ تھامس کے حالات، وغیرہ تو انہیں میں سے ہیں امکانات تو واقعی
کفر یہ ہیں۔ لیکن ان کے باوجود ایک اچھل یا پہلو جائز اسلامی بھی نکلا جاسکتا ہے یا یہ پہلو
نکلا نہیں ہے تو سنی کو فیصلہ دیجئے کہ اس اعلیٰ امکان یا پہلو کو نہ نظر رکھا جائے گا، اور اس پر
کفر کے لئے سے یہ نیز لازم ہو جائے گا۔

دوسری مثال

اپنی حضرت نے سنہ ۱۳۶۶ھ میں ایک کتاب ”برکات اللہ علیہ“ کے نام سے لکھی۔ اس
میں بھی اس نے دل کھولی کر وہاں دے کر یہ کلمات لکھے ہیں، کہ وہ بندہ میں کی طرف سے
اولیاء اللہ سے حاجتیں مانگتے، کفر کے لازم ٹالنے جاتے ہیں۔ اس پر دعویٰ میں آ کر پھر سے
ایک ص ۱۷۷ سے اس طرح جبراً شروع کرتے ہیں کہ کفر کا حال نہ ہونے والوں پر بدگمانی حرام
اور اس کے کام کو خلافِ اسلام قرار دینے کے سنی کی طرف اچھل لے جانا قطعاً کبیرہ گناہ
ہے۔ اور یہ تمام کلام کا خرمیٰ ہے، کہ ایک کفر گو کے کام میں غلطی سے سنی کفر کے
ظہیر اور ایک جاہل اسلام کی لکھی، تو وہاب ہے، کہ اس جاہل کو اختیار کریں، اور اسے
مسلمان نہ بنے دیں۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ”اسلام یہ علواً ولا یصلیٰ“ اسلام

غالب رہتا ہے، مطلوب نہیں ہے۔ اپنی طرف سے ایک عہد، مصنوع۔ احوال کھڑے، اور اپنے کو علم غیب اور دلوں کا حال جاننے والا کچھ کر زبردستی ۱۱۰ پاک مسلم مسلمانوں سے سر نکالیں، کیا قیامت نہیں آئے گی؟ اور اس کا حساب نہ ہو گا؟" (نوٹ: اہل حضرت کی اپنے بارے میں تحریک کے یہ احوال دیکھیں اور خود اپنا عمل آنکھوں پر لکھیں گے)۔

تیسری مثال

اس بارے میں خود کی مشہور کتابوں میں مکتبہ اہل فکر میں "اب المرتہ" میں ہے، کہ "ایک طلب علم کے سامنے نبی اکرم ﷺ کی حدیث پہنچ گئی، اس پر طلب علم نے کہا کہ کیا سب احادیث پہنچ چکی ہیں کہ ان پر عمل کیا جائے۔ طلب علم کے اس جملہ کا ایک اچھا احوال یہ بھی لیا جاسکتا ہے۔ کہ اس کی مراد یہ ہو، کہ کسی علم کے ثبوت میں کچھ دامن حدیث پر ہی عمل کیا جاتا ہے، ضعیف پر نہیں۔ یا یہ مطلب ہو کہ منسوخ حدیث پر عمل نہیں کیا جاتا اور اس نئی نبوی حدیث کو وہ ضعیف دامنسوخ سمجھتا ہے۔" (اس لئے اس پر کفر کا علم نہیں لگے گا)۔

دعا رہے کہ یہ دلوں بچک مسلمہ یا جاہل خود مطلق کی طرف سے نکالنے کی بات ہو رہی ہے۔ اس طالب علم کی طرف ہی مطلق کی کوئی بات نہیں ہو رہی۔ یعنی سادہ بات میں بھی ملایہ کرام کو خود اچھے جاہل سوچ کر مسلمانوں کو کفر سے بچانے کی برہنہ کوشش کرنی چاہئے۔

حرم کی سب تحریریں کو پرکھنا اور دھوڑھٹا لازم ہوا

قارئین کرام خوب اچھی طرح یہ سمجھ لیں، کہ خود اہل حضرت بریلوی کے قول کے مطابق بھی کسی پر کفر کا علم دینے میں یہاں تک احتیاط لازمی ہے، کہ مطلق خود بھی اس معاملے کے اچھے امکانات اصول سے، من عقل رکھے۔ وہ کھائی سے بیٹے۔ غامبی سے ایک احوال بھی اسلام کی طرف جاتا ہو، جو تاہذا اسی کو اختیار کرے، اور اگلے شخص کو مسلمان ہی رہنے دے۔ جب غالب حرم کے بارے میں مطلق کو اسے احتیاط رکھنے لازم ہیں، تو کسی صاحب قریہ عالم کی کسی عبادت کا فیصلہ کرتے ہوئے، یہ بات خود یہ خود بددعا لازم ہو جاتی ہے، کہ اس شخص کی دوسری قریبات میں اس مفہوم کو خوب تلاش کیا جائے، اور دیکھا جائے، کہ اس معاملے میں اس کی دوسری جگہوں پر تحریرات، عام مکتبہ اور مجموعی کردار اور عام شہرت کیا

اب اس جہالت اور اس پر لگی جرأت کو کیا کہا جائے؟ واضح رہے کہ اسی کتاب میں اس طرح کچھ مہدوتوں پر سورۃ الاحکام آ کر، خواجہ حسن نظامی، سورۃ مہملہ بعد از آیہ ہادی، علامہ حضرت خط مشرقی، سر سید احمد، سورۃ اختلاف میں سیاح، سورۃ اشقی غرضی، سورۃ مہملہ المکور، عسکری، رحیم خط طیبم پر اس قسم کے الفاظ میں انتہائی کار بیا اور گریب اثرات سے ابھی فیروز ہندپ الفاظ اور انتخاب استعمال کیے گئے ہیں۔ اس کی ایک مثال صلوٰۃ ۳۷ء حاشیہ میں دیکھیں، کہ حضرت سورۃ مہملہ المکور عسکری کے بارے میں لکھا ہے کہ ”خود گفتہ میں خود بیت کی تخلیق کے لیے پیدا، جسیرہ کا سردار، ادیت کا مبلغ، بی بندیت کا پراگ، دنیا پاک و دنیا دار“ آئمہ کا ایلی فرمودہ، مہملہ المکور کا کردار لی سورۃ میں، مجاہد و دانش کے پردے میں حضرات اعلیٰ بیت کو خمرے اور گالیاں مارتا ہے۔“ ہم آپ کو کیا بتائیں۔ کہ اس دور کے کسی کن مبلغ، مبلغ قوم کو پیدا کرنے والوں اور ان کی تجیز قاصدوں اور علم و عرفان کے گنبد آفتابوں پر نیسے کیسے توڑنے کی کوشش کر کے اپنے چرے کو اس طرح کندہ کیا گیا ہے۔

حالانکہ مکمل مضمون کی رو سے علامہ مرحوم شاہر مشرقی ہی ہیں

بات طویل ہو رہی ہے، لیکن ایک بنیادی نکتہ اور بھی ذہن میں رکھنے کے لائق ہے۔ کہ کسی بات کا مجموعی تاثر یا کلچر خیر یا شر ہے مضمون، اس کے سیاق و سباق، یہی عنصر، پیش نظر، اور پچھلے نظر (آخر کا نام) نگاہ میں رکھنے کے بعد ہی ظاہر ہو سکتا ہے۔ خطہ علامہ واپس کے دور پر دائے علاقہ میں دیکھیں تو اول نہیں نظر دیکھیں، کہ کسی حالت میں کن خیالات و افکار حالات کو ذہن میں رکھ کر اول فکروں کو لکھا گیا۔ بعد میں ان سب سوالوں سے انجمن نے دالے سوالات، شبہات، فکروں و خیالات کا ایک مجموعہ راجد، مکمل جواب ”جواب فکروں“ میں آ گیا۔ یہ دونوں دور ان کے بھی سب شعروں، بیچ اپنے اندر جانے ہوئے بلکہ نکتوں اور دلیلوں کے ایک انتخاب تاثر اور انتہائی دل نشیں بیانے میں آج کے مسلمانوں کے لئے ایک پیغام بن گیا۔ جب کہ صرف فکروں دالے حد کے کافی شعرا تک کریں تو بیجا فخر یہ ہے۔

سر سید بھی اسی طرح کا فرد اور طرز بتائے گئے

اسی طرح سر سید احمد خان پر نظر ڈالیں۔ خاص مسلمان، مسلمانوں کا دلی دوست، علامہ کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کی وردنک چہریں پر خیر و برکتیں اور نیکوئی اس کے بعد انگریز، بعد دلی محنت سے سیاسی سماجی چہی کی طرف تشکیل دیے جانے پر مردم پر پیش اور اس کی غیر خواہی میں مات دیں سوچنے والا، ایک نیک صفت نیک کردار مسلمان، یہ اس مرد نکتہ کا مجموعی تاثر ہے، حصول مقصد کے طریقوں میں اس سے غلطیاں بھی ہوئیں۔ مسلمانوں کی انگریز کے پس و نکات کرتے، اسباب بددلتے بددلتے وقت، مسلمانوں کے لئے دلی طور کا انتظام کرتے وقت، علی گڑھ کالج کا انتظام اور نصاب دیتے وقت اس سے غلطیاں بھی ہوئیں۔ جن پر تنقید بھی ہوئی۔ اور آج بھی کافی بلکہ کہا جا سکتا ہے، بعد وچن کی حالت اور مغرب کی تہذیب بذاتہ طور دیکھنے کے بعد وہ اپنی سادہ لوحی سے جدی طور اور چٹان لوی اور سطرلی لکھ سے بلکہ زیادہ ہی مرعوب ہو گئے۔ جس میں آ کر قرآن پاک کے خصوصاً تجربات کے نمونہ امت کی تحریکات میں اس سے کافی غلطیاں ہوئیں۔ جن کی بنیادی حکمت سے انفرادی بلکہ سماجی تہذیب کہا گیا۔ کافی سطروں نے اپنے حواجز اور طرز فکر کے تحت اس پر انگریز تنقیدیں لکھیں۔ اس کو کمر پر حید، کا بھی کہا گیا۔ لیکن یہ صرف قوم کی حد تک رہا۔ سید

کہ سزا یافتہ سے غالب امکان ہے ہاکی اور عبادت کا۔

مخبر و گزند سے اصلاح کی ایک مثال

علامہ اور فقہاء کے لئے سب مسلمان اس کے کہہ کے افراد کی طرح ہونے چاہئیں۔ جن کی ہر حال میں خیر خواہی اور اس کی تعلیموں پر حضور و گزند اور اپنے ساتھ رکھنے اور گنج وقت پر گنج لہذا اس اور اصلاح کی کوشش اس کا فرض محسوس ہونا چاہئے۔ اس صفت کی دینی تربیت کے اور اس کی ایک مثال نے یہ کہنے کی طور پر اس میں یقین کر لیا۔ ایک نوجوان جہد تعلیم یافتہ نہایت ذہین و دینی کتابوں کے مطالعہ کا بے حد محقق بلکہ کتابوں کا گیارہ مطالعہ کرتے کرتے نیاز فتح پوری کے رسالہ ”نار“ اور دوسری کتابوں کا ردیا بن گیا۔ جو عہد اور کئی کھار دوستوں کے ساتھ نماز بھی پڑھے۔ اپنی مسلمانی پر فخر کرے کہ کم بہت عبادتوں اور بخود اس کا بھی کوئی رعب ہے۔ لیکن اپنے قبول اپنے طاہر کے اندر مری بھی شکایت کرے جو یہ قول اس کے اس سائنسی اور عقل کی دنیا میں بھی مجاہدوں کا مطہم بھی نہیں سمجھ سکے۔ قیر کا مذاق بھی سامنے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

دوستوں پر برتری دکھانے کے لئے اس کی عینیں بھی خوب چڑھ چڑھ کر کرے۔ قرآن پاک کو اوجھاب کی کتاب مانے، لیکن اس کی عام تحریک کو اس کی تکذیبیت کہے۔ جس نے اپنے مرئی سولانا سے یاد کر لیا۔ اور کہا کہ یہ شخص غیباوی حکام میں اسے قتل کرنے کے اور مسلمان کہے رہا؟ حضرت مولانا نے کہا کہ جب قرآن کے ساتھ عقیدت ہے اس کی عبادت کرنا ہے، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کہہ رہا ہے، کبھی کبھی ہی سی، لیکن لازمی قہاری مساجد میں تہجد سے ساتھ چڑھ رہا ہے تو اس کو اپنے ساتھ رہنے دو۔ اس سے بحث نہ کرو۔ یہ کہ پاک اور قرآن اس کو خود راہ راست پر لے آئے گا۔ یہ بھی فرمایا کہ مولانا اور مسلمان کو اپنے ساتھ رکھنے میں جو ہے عقل اور وہ گزند کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس میں وہاں و رحم ہادی ﷺ دلی شفقت کو نہیں بھولا چاہئے، وغیرہ وغیرہ۔ مجھے یاد ہے، حضرت مولانا نے خصوصی تاکیدی تھی، کہ اس کو بھی کارنہ کہنا اور نہ کہنا، مسلمانی جی جی ہے۔ اور اس کی غیرت پر قطعاً کسی برداشت نہیں کر سکے گی۔ غلام کام یہ کہ وہ شخص آگے بل کر بہت اچھا سمجھا، دوسروں کو سمجھانے والا مسلمان تھا۔ اور اچھوں اچھوں کے لئے جملہ دیکھ مسلمان تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میرا کہنا یا اپنے خواہش پوری ہوتی، اور حضرت مولانا بھی اس پر کھڑا

لانی کار۔ دوستوں کو اس کے خلاف اور انگ کر دیتے، تو نہ معلوم اس کے کیا اثرات ہوتے! ان کے خلاف اور فقہاء خصوصاً بریلوی حضرات نہ معلوم یہ کچھ کیوں بھولے ہوئے ہیں، کہ وہ اپنے علم اور تبلیغ میں ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کے وارث ہیں، اسی کی سند سنبھالے ہوئے ہیں، تو ان کو اسی نظارہ والی، محمودہ شفقت و رحمت کی بھی وارفتہ سنبھالنی چاہئے۔

ہادی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت کو ہر وقت سامنے رکھنا چاہئے

جن کی رحمت رحمۃ اللہ علیہ ذات مہدک کے بارے میں قرآن پاک کا واضح فرمان ہے، کہ ”وایہ الذین یحکم بالانصاف ذلک ربکم۔“ (جن پر تہداری تکلیف بہت بھاری تھی ہے۔ بھائی پر رحمتیں ہے اور انہیں دلوں پر نہایت فضیلت اور مہربان ہیں)۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسلمانوں کے ساتھ وہ یہ کے بارے میں سورۃ آل عمران دکرنا خبر عا میں گواہی ہے کہ ”لقد اوحیٰ من اللہ لک لکھم ولو کنت لظفاً علیہم لظلم لک لکھم“ (۱۰) یہ اللہ کی رحمت ہی ہے، کہ تو زم دل لی کیا ان کو، اور اگر تو ہوتا خود غرضتہ، ان تو حشری نہ جاتے تیرے پاس سے، سو تو ان کو سبالت کر، اور ان کے واسطے بخشش مانگ، اور ان سے ظورہ لے کام میں، اس رواف رحیم ذات نے تو کھیلے مانتوں کو بھی برداشت کیا، اور ان کو باہر مسلمان ہی رہنے دیا، اور اپنے پاس سے نہیں ہٹایا۔ جب تک اور جن کے لئے وہی کا صاف حکم نہیں آیا، کہ اس پر جواز نہیں چڑھا، اس سبب میں نہیں ظورہ دلیبرہ۔ آپ ہی نے مسلمان کو مسلمان ہی رہنے دینے کے لئے وہ واضح حکم اور ہدایات دیں، جو ہم اس فصل میں شروعا میں بیان کرتے ہیں۔ جن کی رحمت پر بریلویں کو بھی عمل اٹھانی ہے۔

سب سے اچھا اھلب ذات مہدک کو سب سے بھر طور پر شفقت کے اثرات معلوم تھے، کہ انہیں کو اپنے ساتھ جواز دکر، تو وقت اور حالات کی لائی بولی کی پیشی سے اس کے سحر نے کے امکانات قائم رکھے ہیں۔ اس لئے گج حدیث کے تحت آپ نے مسلمان کا دائرہ یہاں تک وسیع کر رکھا، کہ جو ادارے ساتھ ہادی طرح لازمی چڑھتا ہے، اور ادارے کہلہ کہلہ مانا ہے، اور ادارہ اچھ کھاتا ہے، تو وہ مسلمان کے دائرہ کے اندر ہے۔ مطلب واضح ہے کہ گھوے رہنے سے وقت و حالات یا سببوں کے اثرات سے برائوں کے داکل کرنے کے امکانات رکھتے ہیں۔ دھکر کر کمال دینے سے تو کوئی بھی اسبب ہائی نہیں رہتی۔ اذہ پاک ہر ایک کو گج چھوڑے۔ آمین۔

فصل دوم

صفحہ ۳۸-۵۹

کفر کے فتوے میں سخت احتیاط کی
ضرورت ہے، یہ مسئلہ تقلیدی نہیں

جب کہ سب بریلویوں کے پاس اہم اختلافی مسائل
میں اعلیٰ حضرت کی تقلید کے علاوہ کوئی دلیل نہیں۔ امام معصوم کا
کردار دینے کی کوشش۔

اس معاملے میں سخت احتیاط کی ضرورت

قرآن مجید کرام!

بھلی فصل میں کٹر کے ٹوے کے خلاف پہلو اس پر کافی تفصیل سے لکھے کے بعد اب ہم کو اطمینان ہے، کہ ایک درمیان چھا کھسا کھسہ وغیرہ جانبدار آدمی کی یہ غلطی کچھ چکا ہوگا، کہ ریل کی اپنی حضرت کو بھی سب قدم ملاد اور فقہاء سے اس کھسے پر (غور ہی طور پر ہی کی) لیکن (انتہائی کڑی چڑا ہے، کہ کسی مسلمان پر کٹر کے ٹوے لگانے میں کھسے ملاد اور خوب بھونک بھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سارے ہونے گروہ فرقوں عداوتیں اور محزوں کے خلاف بھی قدم بھونک ملاد اور فقہاء نے سن بیٹا لکھ کر کٹر کا فتویٰ جاری نہیں کیا۔ اور اسلامی جہاد میں ہم کو کٹر کا فتویٰ خالی خالی ہی ملتا ہے۔ اور کہیں بھی کوئی جاری ہوا بھی تو اس سے اختلاف کرنے والوں کی فہرست بھی کافی طویل نظر آتی ہے۔

یہ تھیدی مسئلہ نہیں

اس مسئلہ کا دوسرا اہم پہلو بھی خاص طور پر دامن میں رکھنے کے لائق ہے، کہ کسی کٹر اور اپنے کو مسلمان سمجھنے اور کہانے والے پر کٹر کے ٹوے لگانے کا مسئلہ تھیدی نہیں ہے، کہ کسی نے کسی ملحق نے جاری کیا تو دوسروں پر اس کی تھیدی ضروری ہوگی، بلکہ عام اصول یہ تھا ہے، اور اس پر عمل ہوتا آیا ہے کہ یہ کسی کا اس بارے میں اپنا اصرار اور اگر ہوتا ہے۔ کسی کو کوئی قول یا مہارت کسی ایک مہم کی طرف ہوتی ہوئی نظر آتی، تو اس نے اپنا فیصلہ یا فتویٰ یا رائے دے دیا۔ دوسرے یا دوسروں کو وہ مہم نظر نہ آتا تو قول نہیں کیا۔ اس میں ہر دین کے ساتھ جو جس مہم پر قائم رہا۔ وہ اپنی جگہ صاحب اور کچھ ملتا ہے گا۔ کسی کے لئے نہ کوئی مہارت کی بات ہے، اور نہ اس کی تھیدی نہ کرنے والوں پر کوئی حرف گیری۔

غیر اقران کے دور مہار کی چند مثالیں

اسلامی ملحق جہاد میں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں مثلاً:

غیر اقران میں دیکھیں کہ حضرت مہدی بن مسعود رضی اللہ عنہما وراثت بنی کے بعد سب سے

جسے فقہ ہیں۔ جن کو خود حضور کریم ﷺ نے علم کی تعلیم فرمادیا۔ وہ مسائل شریعہ کے بعد اجماع میں اسلام ایک ایسا اجماعی کے خطائی الفاظ کی بہانے اب اسلام علی اجماعی چھٹا حساب سمجھتے ہیں۔ جب کہ دوسرے خطائی الفاظ کو جزل شدہ الفاظ سمجھ کر ان الفاظ پر قائم رہتے ہیں۔ کسی نے کسی پر حرف گیری نہیں کی۔ اہل ائمہ اربعین سیدہ عائشہ کا ضرور ان کے سامنے اور کچھ دوسرے مسائل میں اختلاف رہا۔ ہر ایک اپنی رائے پر قائم رہا اور کسی پر کوئی حرف گیری نہیں کی گئی۔ بلکہ ہماری زندگی پر مادی اور قیامت تک ہماری دنیا کی رہنمائی کرنے والے اس دین کی یہ ایک نظری دعوت کچھ کر دین میں اس قسم کے اختلافات کو درست ہی قرار دیا گیا۔ اور آج تک یہی اصل ہر ایک کھتا رہتا ہے۔

بعد کے دور کی کچھ مثالیں

خیر المذہب کے بعد کی بھی کچھ مثالیں دیجئے:

حضور جناح کے سکر میں واقعہ اہل حق کے الفاظ کے معنیوں پر کٹر کا فتویٰ دینے والے چارہ عوام میں شدید بددعا تھی، اور ایسا کٹر فتویٰ جیسے قاضیوں کے درجہ والی سرحد بزرگ بھی شامل تھے۔ لیکن یہ فتویٰ عام طور پر مقبول نہ ہوا۔ حتیٰ کہ ان کے سرحد مادی سیدہ خاتون اعظم جیلانی نے بھی اپنے سرحد بزرگوں کی اس معاملہ میں تھکد ضروری نہیں تھی۔ امام ابن عربی پر وعدہ اللہ کے نظریہ کی بناء پر کٹر جیلانی کے بناء کی طرف سے کٹر کے فتوے لکھے۔ حتیٰ کہ ماضی کا فتویٰ جیسے مانے ہوئے عالم اور فقہ نے ”شرح فقہاء“ میں اس کو اسلام کے لئے قرآنی جیلانی اور قصا میں سے زیادہ لکھے دینے والا کھیل لیکن اکثریت نے اس سے اتفاق نہیں کیا۔ اور ماضی کا فتویٰ کے درجہ اور حیثیت میں بھی اس وجہ سے کسی کے پاس کوئی قرآن نہیں آیا۔ امام خزانہ کو جو اسلام کا جیلانی ہے۔ اس کو مانے ہوئے ماضی رسول قاضی ماضی نے سحر اور کربہ کے الفاظ سے لڑا اور امام جیلانی نے اس کی تنقید کی۔ لیکن ان دونوں فتووں کو بھی قبول عام حاصل نہ ہوا۔ اور امت اس کو جو اسلام اور امام خزانہ کے نام سے یاد کرتی آ رہی ہے۔ یہ صرف چند مثالیں ہیں۔ ان پر نظر ڈالیں، تو جن کے خلاف فتوے دینے لگے، اور جنہوں نے فتوے دینے، وہ سب کچھ بڑی ہستیاں ہیں، اور ان کے ساتھ جنہوں نے اختلاف کیا، ان کی طبعی قدر و قیمت بھی دیکھیں۔ دونوں طرف ہر ایک نے بھی سمجھا اور مانا، کہ قرآن پاک اور حج احادیث کے

مجموعوں کے علاوہ اور کوئی کتاب یا تحریر ایسی نہیں تھی جس کی پائیس چاہتی ہے، جس میں غلطی کا کوئی احتمال نہ ہو سکا ہو، اور صاف وہی سچائی کی ادا ہے، سہار کے علاوہ اور کوئی غصبت ایسی نہیں، جس سے اختلاف کی گنجائش نہ مل سکتی ہو۔

کسی نے اپنی رائے پر زور نہیں دیا

یہ احساس اچھا اہم اور ضروری تھا، کہ امت میں بھی کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا، کہ قرآن و حدیث اور شریعت کے احکام کے بارے میں، اس کا اجتہاد اور اس کا سمجھا ہوا عقیدہ صرف آخر ہے۔ بلکہ ہر ایک نے یہی تاکید کی، کہ اس کی رائے کو اس کی اپنی ایماندارانہ رائے سمجھا جائے۔ اگر اس کے خلاف کوئی اور عقیدہ یا دلیل مل جائے، تو اس کو قبول کئے جانے میں کوئی تردد نہیں، کسی پر کوئی طاقت نہیں۔ دنیا کے اجتہاد کے ماننے والے نام اعظم ابو حنیفہؒ کی قرینہ صاف وصیت تھی، کہ ہمارا یہ اجتہاد قرآن اور حدیث کی تشریح کی مدد میں اجتہاد ہے۔ پھر اگر کسی مسئلہ یا مسئلہ میں وہ بیادوی مائدہ سے کوئی دوسری سچی بات ظہور آجائے، تو اسی پر عمل کرنا چاہئے۔ تقریباً اسی قسم کی باتیں اور چاہتیں ہماروں مجتہد ناموں، اور عقیدہ جید علماء کی کتابوں میں ملتی ہیں۔

یاد رہے امت کے کسی بڑے بڑے علماء و فقہاء نے بہت بڑی کتابیں تصنیف فرمائیں، جن میں سے کسی کو چھری اسلامی دنیا میں عام مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی، لیکن خود مصنف نے یا اس کے کسی جید شاگرد نے بھی نہیں کہا، کہ اس کتاب کا ہر ہر حکم اور ہر ایک جملہ قطعی قطعی حق ہے، اور تمام مسلمانوں کے لئے واجب اور لازم ہے، اور جو اس میں غلط کرے گا، وہ مسلمان نہیں رہے گا۔ یہ نشان صریح کلام اللہ کو حاصل ہے، کسی دوسری کتاب کو یہ درجہ دینا، یہ ایک طعنہ ہے اس کو قرآن پاک کی صف میں لانا ہے۔ جو کبھی کسی نے نہیں کیا۔ (۱)

(۱) اسلامی طبع جریڈ شاپ ہے، کہ حدیث و فقہ کی بنی ہوئی ستر کتابیں ہر کسی کی حوائج تھیں تھیں۔ جن میں مزید اضافہ ہے، چنانچہ یہ کتاب بھی اپنے کئے، اور کی کتاب ہے، اختلاف بھی ظاہر کیا گیا۔ کی کتاب میں ہے، جس سے ہر سچی کی۔ جن چالیس کتابوں میں اصل کتاب کے مصنف کے شاگرد بھی ملے ہیں، اور ان بھی، لیکن اختلافی نوٹ سے کسی نے بھی کسی کی کتاب نہیں لکھی۔ یہ ہے بات سچ ہے، والے اسکا دین حق میں طلاق کا حق ہے سچی کردہ۔ خود اہل معرفت کے لئے ہر سے کھانا دینا ہے، کہ کسی کتاب کی کتابیں ہر جامع حوائج تھیں۔

خصوصاً آج کل کے افکار و مسائل میں اس صدی کے مجدد بریلوی اہل حضرت کا قول، فیصلہ کن اور اس کی وضاحت آخری معیار ہے۔ اور جہاں جس مسئلہ میں یہ دلیل آگئی، کہ اس بارے میں اہل حضرت نے یہ لکھا ہے تو یہ آخری دلیل ہے۔ اس بارے میں ان کی یہ وحدہ منہاں خاص طریقہ ملاحظہ فرمائیں۔

چودہ سال تاریخ میں ایک انوکھی وصیت

اہل حضرت نے اپنی رحلت سے ۱۰ گئے حجاز منہ پہلے، جو وصیت نامہ تحریر کر دیا کہ اس پر ہوش کی سلامتی کے واسطے کے ساتھ بقلم خود دھتکہ فرمائے، اس کے آخری الفاظ یہ ہیں: ”رضا حسین اور حسین اور تم سب محبت اور اتحاد سے رہو۔ اور حق الامکان شریعت کا اطلاق نہ چھوڑو۔ اور میرا دین و مذہب جو میری کتابوں سے ظاہر ہے، اس پر مضبوطی سے قائم رہنا۔“ فرخندہ سے ایم فرخندہ ہے۔ اور فرخندہ سے ایم فرخندہ ہے۔ اسلام

۱۵ صفر ۱۳۳۳ بروز جمعہ ۱۲ رجب ۱۴ صفر پر یہ وصیت نامہ لکھ دیا۔ دھتکہ بقلم خود بحالت صحت و عاقلانہ ذہن شہید الہامی۔

اسلامی علمی تاریخ کی آج تک پہلی وصیت ہے۔ جو لکھانے والے نے تو لکھا ہی۔ لیکن کسی بریلوی مقتدی کو بھی اس کی عقلی کامیابی نظر نہیں آئی۔ اور ہر ایک سوانح نگار اس کو خصوصی اہمیت کے ساتھ سوانح میں شامل کرنا آیا ہے۔ اور کئی کتابوں کی قیود میں تلف قیود نگاروں نے اس کو اہل حضرت کی خصوصی طرفی کر کے لکھا ہے کہ ”اہل حضرت اور شریعت کی گرفت و یکجہی۔ کہ آخری لمحوں میں بھی کئی تاکید کے ساتھ اس کے اقرار اور اس پر پختہ رہنے کی تاکید کی چارٹی تھی۔“

اب اس کو کیا کہا جائے، کہ کسی کو یہ قیود نہیں ہو رہی ہے، کہ شریعت، جو کہ ساری اسلامی تعلیم اور احکام کے لئے ایک جامع اسلامی فقہ ہے، اس کے لئے تو وصیت ہے کہ حق الامکان، یعنی جہاں تک جو سکے، اس کا اطلاق نہ چھوڑو۔ اور اپنی کتابوں میں یہاں کے ہونے سے اس کی کو الگ ”میرا دین و مذہب“ کے الفاظ لکھے کہ اس کے لئے وصیت ہے کہ ”اس دین و مذہب پر مضبوطی سے قائم رہنا۔ اور میرا دین و مذہب سے ایم فرخندہ ہے۔“ جو ایم فرخندہ سے ایم فرخندہ ہے

اتحاد کی طرف سے کسی برائی نے خود کو محسوس نہیں کیا۔ اب اس پر اعتراض وارد ہوئے تو کہیں بیانی کہا ہوئے "کی طرف یہ حرکت کی تھی، کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کتابوں میں اہل حضرت نے جو دین و مذہب پیش کیا ہے، وہ میں اسلامی شریعت ہی تو ہے۔ اس لئے اس ایک جملے کا شریعت سے کوئی تکرار نہیں، بلکہ یہ ساری تاکید شریعت کے لئے ہی ہوئی۔

شریعت الگ، احمد رضا کا دین و مذہب الگ

اس کا کام آزمائش پر بجا طور پر اعتراض تھا ہے، کہ ہر شریعت کو الگ اور میرا دین مذہب الگ کیوں کہا گیا۔ صرف یہ اتحاد کافی ہے، کہ میری کتابوں میں جو شریعت کے احکام بیان ہیں، ان پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض سمجھا، اگرچہ اس پر بھی ایک کج اعتراض وارد ہوتا ہے، کہ اپنی ہی کتابوں میں جان کی بیٹی شریعت کو کسب سے زیادہ درست و ساری پر ہی ملے کسب (فرضوں سے اہم فرض قرار دینا، کیسے کج تھا۔ کیا چودہ دہائی میں کسی عالم، فقیہ، محدث، مجتہد نے یہ لکھا ہے، کہ میری کتابوں پر چٹائی میں شریعت ہے اور اہم ترین فرض ہے۔ امام اعظم، امام شافعی، اور علامہ شافعی کی اپنی کتابوں کے حلقہ دہائے ہم لوہے جان کر آئے ہیں، کہ ہر ایک نے اپنی طرف سے خطا کا امکان میں نہیں سمجھا۔ ہمارے اس کی بھی کیا ضرورت تھی، کہ شریعت کے لئے کم از کم دہائے اتحاد کی بصیرت ہو، کہ "حتیٰ ما مکان اہلہا کرہ" بلکہ اسلامی علماء و فقہاء کے اصرار کے تحت شریعت ہی سب فرضوں سے اہم فرض ہے، کیونکہ وہ ہم ہے "قرآن و حدیث کی قائم کردہ زندگی کے طریقہ کار اور زندگی کے لئے احکام کا"۔ ہاں سب اس کے شارح اور تحصیل بیان کرنے والے ہیں، جو صاحب بھی ہو سکتے ہیں، اور خطا ہو بھی۔ تو جس میں خطا کا بہت امکان ہے، یعنی کسی کی حرکت اور لکھی ہوئی کتابیں، ان کے لئے تو تاکید ہے، کہ ان کو اپنا دین و مذہب سمجھ کر، سب فرضوں سے اہم فرض سمجھ کر عمل کرنا، اور شریعت جو بنیاد ہے۔ جس کی ہی اہمیت اور حرکت کے لئے سب ہو گیا ہوتا ہے، اس کے لئے بہت نگہبان، کئے دہائے یہ اتحاد، کہ "جہاں تک ہو سکے، اس کا اتحاد کرنا"۔

کوئی برائی صرف کوئی ایک ہی حوالہ دے، کہ چودہ دہائی کی تاریخ میں کسی مجتہد، کسی مدرسہ، محدث، فقیہ، کسی مجدد، کسی غوث، کسی قطب نے اپنی تقریریں، تقریریں، مواضع، مہرنگات، یا کسی بھی قسم کی تقریر کے لئے یہ اتحاد لکھے ہیں، کہ یہی شریعت ہے اور اسی پر چٹنا

ی سب فرضوں سے اہم ترین فرض ہے۔ ہمارے علم کے مطابق یہ کسی حد تک امامیہ فقیہوں کا عقیدہ یا معمول ہے، کہ ہجرت کے امام کی تاریخِ حاضرہ کے لئے ہجرت ہوتی ہے۔ اور اس کی فیسوں کے لئے یہ دلیل دیا ہے کہ حاضر امام کا یہ حکم، مجس خدائی حکم اور سب فرضوں سے اہم فرض ہے۔

باقی اہل سنت مسلمانوں میں یہ کچھ اور رضا خاں کا کارنامہ ہے، کہ اس نے اپنی تعلیم کو ایک حد تک قطع کر دیا اور فرمایا: ”مجی دانا باقی کتابوں کو قطع کر دیا اور خطائے میرا بھی قرار دیا اور قرآن پر عمل کو سب فرضوں سے اہم فرض قرار دیا۔“

بریلوی مدارس کا مشہور

حرفِ حاشہ یہ ہے، کہ اس کلی جہالت پر اگر عمل نہیں، تو کم از کم اسی نوے بعد قبل بھی ہو رہا ہے۔ آج بھی پاک و ہند میں کی بریلوی مدارس ایسے ہیں، جو کہتے ہیں، کہ امامِ مشہور ”حامد الحرمین“ ہے۔ اب اس کو جہالت کے کس درجہ پر دکھا جائے، کہ مشہور جیسا وسیع دائرے والا اور وسیع العلوم مشہور، صرف ایک بار، صفحات کی کتاب، جس کا مکمل مواد صرف اس اختلاف پر ہے کہ ”ہندوستان میں اسماعیلیہ، احمدیہ، امیریہ، نوریہ، ندویہ، قاسمیہ، رشیدیہ، غلیبیہ، قحطانیہ، بختیہ ایسے ہیں، جن کی کفر پر مہارتیں واضح ہیں، لہذا ان کو جیسا کافر قرار دے کر یہ خصوصی تاکید ہے، کہ ان کے کفر میں شک کرنے والا خود بھی کافر ہو جاتا ہے۔“ ایک ایسی کی تعلیم دینے والے ادارہ کا مشہور ہی جب اس ایک کلمے تک محدود رکھا جائے، تو اس کو کم از کم جہالت کے علاوہ اور کیا لفظ دیا جائے! اب کہ یہ بھی حقیقت ہے، کہ اہلِ حضرت کے اس کفر سے یہ اس کی زندگی کے باقی سزا و طویل سالوں میں تک کے کسی ایک عالم نے بھی اس کی تصدیق نہیں کی۔ اب جب مشہور ہی یہ ہو، کہ بریلویہ کے علاوہ باقی سب لوگ کافر اور مرتد ہیں، تو ظاہر ہے کہ ساری تعلیم کا مرکزی نقطہ بھی فطری طور پر یہی ہوگا، جس کے قضاے سب دیکھ رہے ہیں، کہ ہر ایک دو حصہ نہ مانگی، دوسروں پر کفر ایسے لگا رہا ہے، جیسے دانی کھا رہا ہے۔

اس اندھی تقلید کی تاریخ میں مثال نہیں

تیسرا حاشہ یہ ہے، کہ اہلِ حضرت کی اس ”صیت مبارکہ“ پر آج تک اپنی کچھ عام

حاصل ہو رہی تھیں۔ سب سے پہلی علامت کی اکثریت مکمل طور پر اس طرف مائل ہو چکی ہے کہ عربین
 شرقیوں میں باجماعت نماز جیسے مقدس سوتلے پر بھی لوگوں کو اس سعادت سے محروم اس دیکھ کر
 محروم کیا جا رہا ہے، کہ اپنی حضرت نے ان کے عقائد کو عائد قرار دیا تھا، لہذا ان کے پیچھے
 نمازی نہیں ہوں گی۔ حالانکہ کئی حقیقت ہے کہ یہ گمراہوں کے خلاف مذہب پر دیکھنا تھا۔ جو
 ان کی کتابوں کے حوالوں کے بغیر صرف سنی حلقے باتوں کو پھیل کر ایک ہم کے طور پر چلا گیا
 تھا۔ کیونکہ اگرچہ ترکی کی عقائد کو تو ذکر، شرقی، وسطی کا جو سیاسی عقیدہ قائم کرنا چاہتا تھا، لہجہ
 اس میں رکھتے تھے۔ آج کل مغربی میڈیا کی سازشیں کھیلنے کے بعد، یہ بات سمجھنا آسان
 ہے کہ ان عقائدوں نے میڈیا سے کس طرح کام لیا ہے، اور گزشتہ اچھڑے صدی سے قوموں کو
 ہانکنے اور کھڑے کرنے میں میڈیا کا کتنا اہم کردار ادا رہتا آیا ہے۔ یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ وہاں
 کہ مدینہ شریف میں رہنے کے دوران خود سولہ مہینے احمدی بھی گھر میں کو نہ معلوم کیا کیا
 کچھ بیٹھا، جن کا ذکر اس کی کتاب ”الغیاب الخائب“ میں پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ یہ
 عربستان پر شریف کی حکومت کا دور تھا جس سے اگرچہ وہاں نے ترکی حکومت کے خلاف
 بیعت کر رکھی تھی۔ بعد میں جب گھر میں کا خود عرب اور عربی، قصہ اور حکومت قائم ہوئی،
 اور ان کے عقائد و اعمال سامنے آئے، تو ان کی بعض باتوں اور کاموں پر تو اعتراض ہوئے،
 اور وہ بدعہ میں نے بھی ظاہر کئے اور آج بھی ہیں۔ لیکن غلامی عقائد اور عقائدوں کا نقل و
 اور ان کا کافر کہنا دلچسپ ہے۔ یہ سب کچھ صرف دیکھنا و سمجھنا تھا، اسی لئے سولہ مہینے اپنی
 عبادتوں میں بعد میں ترمیم کی۔ یہی دیکھنا عقائد شامی تک بھی پہنچا، اور اس نے اپنی
 کتاب ”دلائل عرب شامی“ میں ان کی خدمت کی۔ یہی عقائد زنی و ہاں اور دوسرے عقائد
 سے ہیں۔ فرض ہے کہ سب کا معلومات کا ارجہ صرف عام مشہور کیا ہوا دیکھنا تھا۔ ظاہر ہے
 کہ وہ بھی ذمہ دہتے تو ترمیم ہی کرتے۔ کیونکہ سب کے پاس ان کے عقائد اور اعمال ان کی
 کتابوں کے حوالوں سے نہیں، بلکہ سنی حلقے باتوں پر ہیں۔ پہلی عقائد شامی کی اسی عبارت
 اور اپنی حضرت کی بات کو ہی گواہی دیتے ہوئے ہیں۔ اور کسی کی دلیل دیتے رہتے ہیں۔
 کہ اپنی حضرت نے گھر میں کے عقائد عائد بتائے ہیں، اور بعض اوقات عقائد شامی کا عقائد
 زنی و ہاں کا بھی حوالہ دیتے ہیں۔ حالانکہ حق یہ ہے کہ اب جب کہ خود کو حق مہدوی اب
 اور اس کے پیروں، حتیٰ کہ تار و تریں سمجھتی ہیں کی سب اصل کتابیں بھی ہمارے پاس ہیں اور

زبان کے زبرد کے ساتھ بھی آجگی ہیں، جواب تو یہ میں فرض ہو گیا ہے، کہ ہر دے ٹھہری جلتے کی سب ٹھوس کی روشنی میں مکمل حوالوں کے ساتھ، اس کی کتابوں سے مکمل حوالے دے کر پھر کہا جانے کہ ان عقیدوں کی وجہ سے وہ مسلمان نہیں ہیں۔ لہذا ان کے پیچھے لٹاؤ نہیں دانا نہیں ہوں گی۔ پھر میں مہارتوں کے لئے یہ بھی واضح کھٹا جانا چاہئے، کہ ان میں اس بدیہی روشنی اللہ کی وجہ سے کسی ایسے احوال کرنے کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہو سکتی، جس سے ان کی مسلمانی قائم رکھی جاسکے۔ اور غور و خوض میں ایسی کوئی وضاحت اور مسلمان بنائی کرنے سے قاصر ہیں۔ لہذا وہ مسلمان نہیں۔ اور لٹاؤ نہیں ہوگی۔

اس سے یہ بھی ظاہر اور ثابت ہو گیا ہے، کہ اگر علماء شامی بھی زندہ ہوتے، تو وہ اپنے اس چاہی اور توڑے کو اس روشنی میں دیکھتے۔ کیونکہ اصل کتابوں اور عملی حقائق کے سامنے آنے کے بعد وہ اپنی حالی باتیں غلط ثابت ہو گئیں۔ جو ان ٹھوس یا آزاد کی بنیاد پر تھیں۔ جیسے سولہا صصین احمد دہلی نے بھی اپنی کتاب مصلح ابوالقاسم دہلی مہاراجات کو لکھا۔ یہ کسی بھی لٹری کا عام اصول ہے، کہ گواہیاں لکھا ثابت ہونے سے ان پر اپنی لٹری غور و خوض دہل جاتا ہے۔

اس طرح توحج کو بھی ساقط رکھنا پڑے گا

اگر آپ یہاں نہیں کریں گے، تو پھر تو اس فتوے پر بھی عمل کرنا چاہئے، جو اہل حضرت کی رحلت کے چار سال بعد لکھا گیا ہے کہ سعودی عرب پر قبضہ ہو جانے پر اہل حضرت کے جائز دارقوں اور جائزینوں نے جاری کیا تھا، کہ حرمین اور مقامات مقدسہ پر کافروں کے تسلط قائم رہنے تک حج کا فرض ساقط رہے گا۔ جس کا ذکر ہم نے پہلی فصل میں کیا ہے۔ یہ بھی صاف بتا چاہئے، کہ پہلی مسلم دنیا میں کئی ملکوں کے کئی علماء نے سعودی علماء اور حضام کے لئے اس قسم کے فتوے جاری کئے ہیں۔ اور کون سے ممالک کے حالی اور دائرہ میں لٹاؤ وضاحت نہیں پڑھتے۔ آخر ان ملکوں مسلمانوں کی لٹاؤں اور حج کے امکان کا معاملہ ہے۔ اور ان میں صرف بر مسلم کے حالی نہیں ہوتے۔

اہل حضرت کی حیثیت کے حدود مقرر کرنے چاہئیں

یہ بھی سوچنے کی بات ہے، کہ کچھ علماء و محدثین لکھا ہے کہ ہر دے میں اہل حضرت

نے جو رائے قائم کی اور حقے صادر کئے، کیا اس میں کسی اختلاف کی گنجائش ہی نہیں ہو سکتی۔ جب کہ اس کی زندگی تک اسے جو بے شک کے کسی عالم نے اس پر تصدیق نہیں کی۔ خاصہ معاملہ جسے مانے ہوئے مطلق رسول کی رائے سے تو اختلاف کی گنجائش ہو سکتی تھی، امام ہیں عربی کے حقیقہ مطلق ہوتی تھی علمی ہستی کی رائے سے اختلاف کی گنجائش تھی، اور بڑی اکثریت نے ان اختلافات کو ان کی اپنی رائے کچھ کر نظر انداز کر دیا۔ مانے ہوئے صورت، شیخ مہدائت دہلوی سے تو برصغیر کی اکثریت نے امام رہائی کے بارے میں کفریہ حقے کو ان کی اپنی رائے اور حقیقہ کچھ کر نظر انداز کر دیا، لیکن ایک اور رضا خان بریلوی ہی ایسی ہستی پیدا ہوئی، جس کا کچھ سطروں کی مباحثوں کا سمجھا ہوا مضمون، اور ان کی بنا پر صادر کیا ہوا کفریہ فتویٰ ایسی اہل حقیقت ہے، اور بنائے خود ایسی دلیل ہے، کہ اس کے خلاف کچھ سوچا ہی نہیں پاسکتا۔ اب اس مسئلہ میں یہ دلیل کافی اور ثبوتی ہے، کہ اہل حضرت نے یہ کہا تھا، اس کا یہ مضمون تلا تھا۔ یہ کوئی بریلوی تھا نہ گا، کہ پوری امت میں کسی نے یہ اعتراض صاحب دینی رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت و اہمیت کے علاوہ کسی اور عالم، صورت، مجتہد فقیر کو دیا ہے، کہ اس کا مقرر کردہ مضمون یا استخراج شرعی حجت کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور وہ غلط آخر ہے۔

یہ شریعت ہے یا کھلی جہالت

یہ شریعت ہے، یا کھلی جہالت ایک عام ڈالوہ چھا آدی اگر اس قسم کی دلیل دے، یا کہے کہ ۱۱۱۱ ہم تو اسے چھ گھنٹے نہیں۔ ایسی تو کسی سے پوچھتے اور اس پر اصرار کر کے اس کی تخلیق کے سچا ہونے کو، باقی ہر جو اس کے سر پر۔ لیکن کیا کراچی کے سب سے بڑے بریلوی مدرسے کے عالم اور مفتی سید شہامت علی قادری کو بھی زیب دیتا ہے، کہ یہ دلیل دے "مختصر تذکرہ اہل حضرت فاضل بریلوی اور جملہ علماء اہل سنت والجماعت کے نزدیک و احادیث، و دلائل، و فقہ ہیں، و مفسرین و مجتہدین کو مسلمان سمجھتے اور ان کی اہمیت کو ماننے والا (لہذا چھ گھنٹے والا) یا امتیاز کافر و مرتد ہے، چاہے وہ بڑا اور یا چھوٹا۔ (فتویٰ نمبر ۱۰، رضا خانیت اور نظریہ توحید ص ۵۳)۔ (شاخ رہے کہ اس حقے والے سوال میں یہ چھایا گیا تھا کہ خیار، اپنی، خود، خان، و پکار، و پور، و تھو، الہی و مجتہد جو سے جو سے لہذا جو دلائل ہیں، و دلائل اور سموری عرب کے فقہ ہیں کو مسلمان سمجھتے اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں، ان کے لئے کیا

علم ہے اسی لئے جواب کے آخر میں لکھا ہے کہ محمد اور جلالہ۔

اہل حضرت کو عالم مانتے ہو، یا حاضر امام

خود کیا جانتے، کہ کون سے مسلمان یعنی دوج بند ہیں، غیر مقلد اہل حدیث اور نجد ہیں
کوسرہ اور کافر ٹایا جہاد ہے اور اپنے کو بریلوی لکھتے دے ان کا کہیں مسلمانوں کو بھی کافر
اور مرتد ٹایا جہاد ہے۔ جو عمرہ اور حج پر جا کر باعصامت لٹا دیں جتے ہیں، اور اس کے لئے
دادہ مختصر دلیل صرف یہ ہے، کہ فاضل بریلوی کے نزدیک وہ کافر ہیں۔ اس اعتراض کا حقہ درو
صرف صاحب شریعت اور صاحب دینی نظیری ہو سکتا ہے۔ اس امت میں کسی نے کسی مجتہد امام
کو بھی یہ مقام نہیں دیا، کہ اس کی رائے کو آخری دلیل اور حجت سمجھا جائے۔ بلکہ حائیس ہم لوہ
ہاں بھی کرتے ہیں۔ خود امام اعظم ابوحنیفہ کو بھی ایسی ہی اصولوں میں قوام امام مانا گیا، لیکن کسی
مسک میں ان کی رائے اور تحقیق کے ساتھ اختلاف خود ان کے شاگردوں نے بھی کئی مقامات
پر کیا۔ سچتا چاہئے کہ آخر یہ کیا معاملہ ہے۔ بریلوی علماء آخر اپنے اہل حضرت ذہن کے
جہاں اپنے امام مجتہد کو کیا مشیت دینا چاہتے ہیں، اور اس مشیت دینے میں وہ کس شریعت اور
اسلاف میں سے کس امام کے تابع ہیں!

ذہ ہے کہ ان کے لئے دینی علوم کی ساری پہلی صرف احمد رضا کی کتابیں ہیں، اور
ان کی سوچ کا مرکزی نواہ اجماعی کو صرف بھی تک محدود ہے، اور اس سے آگے نہیں دے
بلکہ سوچنا ضروری ہی نہیں لکھتے۔ جیسے اسلامی شعبوں کے لئے ہر ایک معاملہ میں دلیل اور
آیت و سنت کے حاضر امام کی تحریر اور رائے ہے۔ دوسری کسی چیز سے ان کو نہ کوئی فرض
ہے نہ حربہ ظلم کی ضرورت نہ نہ حربہ دلیل کی حاجت۔

امام محفوظ بنانے کی کوششیں

اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہلانے والے ہر سے جلد پر ہم یہ الزام تو نہیں لگائیں
گے۔ لیکن لوہ کی سچا بریلویت کے لئے کام کرنے والوں نے ۱۹۷۰ء کے بعد کا ایک
بریلویت کی ایجاد نوکی ہم میں جس طرح تجویز اختیار کی ہے، اور اس کا جو طریقہ اختیار کیا ہے،
غیر ما اپنے اہل حضرت کے لئے جو فلسفاتی یا کہائی نہیں، بلکہ دینی حتم کے کردار کی ہر

تکڑی سے اثاثت شروع کر دی ہے، اس سے یہ شہر یقین کی طرف بڑھتا جا رہا ہے، کہ ہمارے لوگ اسی راہ پر رواں دواں ہیں، کہ امام رضا خان کو نہ صرف صدی کا امام اور مجدد ملت کیا جائے، بلکہ امام مظلوم بھی۔ جس پر اعلیٰ پاک کا یہ خصوصی کرم تھا، کہ بچپن میں حضور کریم نے ”سیر احمد رضا“ کہہ کر اعلیٰ رضا کی نند دی۔ عن کی ہر بات کی اصلی حیثیت صرف غم کی تھی، سلطانین اور باجوہ حضور کو ہمہ تن کاہتا تھا۔ حضور ﷺ پیچھے سے تاتے تھے اور احمد رضا خان بولتے تھے: ”وایمروا لیمرہ۔“

ظاہر ہے کہ اس قسم کے کردار یا حیثیت کے نتیجے سے کے بعد سہول و جواب اور غور و فکر اور دلیل کی بجائے صرف اصرار اور تکیہ رہا جائے گی۔ اور یہی آج کل نہ صرف عام بریلی، بلکہ علماء کی بھی اکثریت میں لاپرواہی نظر آنے لگا ہے۔

اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ اس مضمون کو یہاں روک کر، پہلے اس کو کواہ مخ کیا جائے۔ اگرچہ یہ یہاں مصلحتاً مستحسن ہی لگے گا۔

فصل سوم

صفحہ ۶۰-۱۰۲

چھوٹا قد - لمبا سایہ

احمد رضا خان اپنی زندگی میں کوئی قمیصری کام نہ کر سکے۔
ہر ایک قمیصری قوی کام کی بھرپور مخالفت میں سب سے
آگے رہے۔ جس کے نتیجے میں رحلت کے بعد بھی پچاس برس
تک انہوں میں بھی کوئی خاص مقام حاصل نہیں کر سکے۔
۱۹۷۰ء سے احیاء نوکی مہم شروع ہوئی، تو ایک فلسفاتی
دیوبالائی کردار میں سامنے لایا جا رہا ہے۔

تیسری فصل احمد رضا خان کے لئے طلسمانی یادِ یو مالائی کردار

قارئینِ کرام میں سے کی حدیثِ مستند کو یہ طعن شاید اچھا نہ لگے۔ لیکن خود اپنی حضرت کی بکھرے ہوئے سے، اور گزشتہ تیس سال میں برطانیہ کے امپیریلزم کے لئے پہلی مئی بم میں اکلوتے قریب پانچ سو قتل ہوئے تھے، تو یہ بکھرے جس طرح چٹنی کیا جا رہا ہے اس کے لئے ہم کو یہی الفاظ مناسب نظر آتے ہیں۔ آپ بھی اپنے فیصلہ ہم کو سننے تک ملتے رہیں۔

احمد رضا خان کے دور کا ماحول

آپ نے چھٹوں کی دنیا پر نظر ڈالیں۔ برطانیہ اپنی حضرت نے ۱۸۵۶ء میں یعنی برصغیر میں ایک سو سال خاندانِ انگریزی تسلط کے خلاف ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے ایک سال پہلے جنم لیا۔ اس جنگ میں ہاکائی نے برصغیر کے مسلمانوں کے لئے وجود کی جگہ کا سبک چھوڑا اور قتل۔ جنگ میں اہم ترین حصہ مسلمانوں کا تھا۔ ہاکائی میں اس ہی کا سبب بکھڑا اور مٹا۔ فاکھوں جا بھی گئیں۔ جڑواں عالم مارے گئے، اور پھانسی پر چھانے گئے۔ سولہ فیصل اپنی خیر آبادی جیسا صلہ پسند عالم بھی، مکمل طور پر بھول ہوئے اور مہارانی وکتوریہ کے عام سہانی کے اعلان کے بعد ہی دہلی سے باہر لگے، لیکن اپنے گھر جاتے ہوئے راستے میں بکڑے گئے، اور خاص جھوٹی شہادتوں کی بناء پر کالے پانی میں دھنسی سزا کے مستحق گردانے گئے۔ مسلمانوں کی کا آٹھ سو سالہ اقتدار کیا۔ ان کی جاگیریں ضبط ہوئیں، ہل و سواہل لوٹے گئے، شرافتیں اور عزتیں مٹا دی گئیں۔ ان کے دینی ادارے اجڑے، ان کی صنعتیں اور حرفتیں چھو ہوئیں۔ آئندہ دور میں ان کے دین اور دنیا کا ردِ پارہ سیاست اور معیشت کو ختم کرنے کے لئے مضبوط منصوبہ بنائے گئے۔ بعد کو معیشت اور جدید تعلیم اور عورتوں میں آگے جو حال کیا۔ جڑواں سارے ان مذہبی ماحول اور اس دہشت گردانے ملک میں عورتوں کو ختم دیا گیا۔ بعد میں کی شادی خریک، آریہ سماج اور فیکٹنگ سٹیک بھی خریکیں کو ختم دیا گیا۔ اور سرکاری سرپرستی میں وہ

تجربہ سے جڑے تھے۔ یہ سائنس کی تخلیق کے لئے سرکاری سرپرستی میں پارہوں کا ایک بے
قلام سیلاب منتظر آیا۔ سرکاری ادارے یہ سائنس کے چہار کے ذریعے بن گئے۔ لیبر و لیبر۔

ان مقام کی دستانوں کی ایک جھلک تو مرزا غالب کے پتو خطوط میں ملتی ہے۔ جن
سے بھی کوئی نئے کی، کردہلی دور کردہ انواع میں چھ ماہ تک کیا بریت ہوتی رہی۔ سوانہ افضل
لیکن خیر آبادی نے کالے پانی کی ٹیل میں "انٹروالینڈ" لکھی۔ جو اردو ترجمہ کے ساتھ
"پانی جھڑکان" کے نام سے ممتاز دہلی کینٹن لائبر نے جزو ۱۹۹ء میں شائع کی ہے۔

مسلمانوں پر کیا گزری؟ یہ کتاب چھ مہینے تک آئندہ پھر رہی نہیں تھی۔

سائنس اور سیاسی ٹوٹ کھوٹ کی داستان دیکھنی ہو تو ایک جگہ سب سے زیادہ تحصیل
کے ساتھ سوانہ حسین احمد دہلی کی اپنی سوانہ "عقل و حیا" میں اعلیٰ مقامات میں نسخہ
حوالہ جات اور اعداد و شمار کے ساتھ ملیں گے۔ جن میں اکثر حوالے منسلک حوالہ ہیں اور
اگرچہ معنفوں کی مختلف کتابوں اور سرکاری اداروں کے اعداد و شمار سے حاصل کیے ہوئے
ہیں۔ دوسری بھی کئی کتابیں موجود ہیں۔

اپنے وجود اور جہاد کے لئے مسلمانوں کی بے مثال جدوجہد

ہر طرف اور ہر قسم کے ان نامساعد حالات میں برصغیر کے مسلمانوں نے جس حزم،
جوش و خروش کا مظاہرہ کیا، اس کی دوسرے کسی مسلم ملک میں مثال کم از کم اس صفحہ پر
ظہور میں نہیں۔ قوموں میں افراتفری سے بچنے والے ملک ہوتے ہیں۔ میں میں خفی بھی ہوتی ہیں۔
لیکن برصغیر کے اس آزمائشی دور میں یہ ہند پاک کا خصوصی کرم ظہور آتا ہے، کہ خفی سوانہ والے
افراد ابھی نہیں تھے۔ ہر ایک مثبت سوانہ والے باصلاحیت فرد نے قوم کے وجود کی جہاد کے
لئے جو حساب بچھا، وہ کیا اور خوب کیا۔ ہر ایک نے حق میں کی بازی لگائی۔ دینی
ادارے، تعلیمی ادارے، دینی اتحاد کے مختلف ادارے، سرکار سے حکومت میں لڑائی کے
مقابلے، فریڈک میں سے جہاد میں جہاد، جس کو جو میدان خالی ظہور پایا، اور جس کو جو ضرورتی جہاد
میں آیا، وہ کیا اور اپنی جگہ پر خوب کیا۔ کسی کو کہیں کسی کے کام میں غائبیاں ظہور کی آئیں، تو
اصلاح کارانہ بھی کیا، اور عمل و برداشت کارانہ اختیار کیا۔ اس طرح دنیا حاصل و جہاد میں
آگاہی کا اختلاف برائے اختلاف رکھے دلوں کی چل چل سے پائی۔ کم از کم خلافت فریڈک اور

ذکر سادات کی تحریک کے اور تک بھی سادات رہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اہل سنت، سادات، حکومت اور نکل بھائی بندوں کے چھانکے ہوئے سب قتلوں سے پار ہو کر سلطان نہ سب اب
 ائمہ، بلکہ ایسا ائمہ، کہ نکل آزادی کی تحریکوں میں بھی ایک پار بھر رہنمائی کی بانگ ڈور انہیں
 کے ہاتھوں میں نظر آتی ہے، اور بندہ اس کو رہنمائی بھی انہیں سے لی۔ گامی اور سہرا خانہ میں
 سے پہلے جو بربر اور بدین، ائمہ اسلام آئے، شیخ الہند سولہ نامہ اور الحسن، سولہ نامہ میں، حکیم اجل اور
 کی خط، لہذا، چھانے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تفصیل کے لئے ایک ضخیم کتابیں موجود ہیں۔

امیر رضا کی طرف امید بھری نظریں

ایسے ہی فضل اور میں ملک کے طبعی اور سماجی میدان میں جا کیردار گھرانے سے ایک
 نوجوان اہل علم جس نے اپنے جا کیردار عالم سے ہی گھر، دینی تعلیم حاصل کی۔ اور یہ قول خود
 اس کے، تیرہ سال، اس سمجھنے اور پانچ دن کی عمر میں سکھ لڑا اہل حاصل کی، مادی دن وہ اہل
 کو پہنچے۔ جس سے آئی دن اس پر فخری نامہ دہریاں یعنی لہذا روزہ وغیرہ بھی فرض ہوئے، اور
 اسی دن پیدا ہوئی بھی لکھ کر طبعی دنیا میں قدم رکھا۔ (۱)
 ورنہ اور اپنے دور گھر کی وجہ سے لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا۔ لیکن وقت گزرتے رہنے کے
 ساتھ ساتھ لوگوں کی اس طرف سے ماحی بھی بڑھنے لگی۔

لوگوں کی ماحی

تیسرے اس فضل اور کا عام حوالہ یہ بن گیا تھا، کہ تنہا برداشت کرتی ہے، لیکن وہ
 ٹھانسی پہنچی ہو، جس سے دوسرے کی اصلاح لگتی ہو۔ اور یہ نظر آنے لگا، کہ کوئی فضل
 ہر گرام نہیں۔ بلکہ کسی فضل مسئلے پر اس کی نظر کی ہی نہیں، (اور آج بھی یہ سہل کام ہے، کہ
 آفرامہ رضا کا کام کیا ہے؟) اگرچہ کے سوجھنے، بندہ لازم کی ایسا نو کی فتنہ انگیز بہم،

(۱) یہ خط خود امیر رضا خان کے خط چار اہل علم میں ملتا ہے۔

اور نئی کراہ، دیکھیں کہ اس طرح خود اہل حضرت نے اپنے کردار کو عیسائی جانے کی کوشش
 کی ہے، کہ سب کیا کھا پارتی ہو، اس قسم کا بلا گزشتہ تیرہ صدیوں میں نہ کی عالم نے کہا، نہ کسی
 نے کسی کے ساتھ دہشت کیا۔ لیکن یہیں ہر ایک سولہ نامہ مصنف اس بلا کو بڑے غریب انداز میں
 غور فرمائی کرے گا۔ (کہ طبعی باتیں، اور کیا حوالہ اور سہرا ہیں؟)

باد میں کا سحاب اور پہاڑی پر چار، اپنے بچپن میں دیکھے ہر جنگ آزادی کے بعد مگر مگر میں
 بیان کرتے رہنے والی انگریزی محاکم کی داستانیں، بلکہ بھی نظر نہ آیا۔ اس میں سے کسی
 موضوع پر اس کا کوئی چار ہوتی رسالہ یا فتویٰ آج تک بھی کوئی بھی سامنے نہیں لاسکا ہے۔
 البتہ اس کو مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا خطرہ و دھمک کا عدسہ، سرحد کی مسلم علی گڑھ کا کج،
 ایجوکیشنل کاؤنسل اور اس کے تحت قائم ہونے والے ادارے، عداوت، افسانہ، قصہ اور دارالاحسن
 اعظم گڑھ جیسے ادارے نظر آنے، آدمی صوبہ کیلی والی ایک اور جنگ آزادی یعنی سید احمد
 شہید اور سید اسماعیل شہید کی تحریک جہاد بھی اس کو مسلمانوں کے لئے خطرناک ترین نظر آئی۔
 سرحد کو، صرف گمراہ یا کافر تھیں، بلکہ "تھیٹ مرتہ" کے لفظ سے ہی ہر وقت یاد کرتے اور
 سمجھتے تھے۔ دہلی ہندی جزو راکھی سے ایک دوسرے سے ابھر کر ایک تحریک اور دنیا بھر میں دینی
 کی تعلیم کا اعلیٰ مرکز بن رہا تھا۔ جس سے انتہا قاتل کے ہمارے لوگوں کو فخری خیر پہنچا نظر آ رہا
 تھا۔ لیکن احمد رضا خان کا بنیادی کھنچ جیٹی کا مرکز وہی بن گیا۔ ہر طبقہ کے علماء کے اعتماد سے
 ایک ملی سطحی مرکز یعنی عداوت، افسانہ کے خلاف جو ہم شروع کی، تو خود احمد رضا خان کے بقول
 اس کے خلاف پچاس دہائی تھیں اور بعد والے اس کو ایک سواتے ہیں۔ قادیانیت نے اس
 دور میں ہی پر لالے اور پڑھن چمکی، لیکن اس کے خلاف اس مفتی رسول کے دعوے اور اس
 کے بیڑوں کی طرف سے صرف چار چھوٹے دہائی تھیں گئے۔ جس کی جڑ و اساسیت میں چھوٹی
 حلقہ پر جلا غلامت ۱۹۳۷ مسلمات ہیں۔ لیکن کامیاب آزادی مسلمانوں کی طرف سے مسلم وچہ کیشنل
 کاظمی کی تحریک پر علی گڑھ کی طرز پر ملی سوسائٹی اور ادارے قائم کرنے کے خلاف ۱۹۵۵
 مسلمات کا طرزی فتویٰ "الہ داکل الکاہرہ" کے نام سے لکھ کر اس کو نکالا کفر قرار دیا گیا۔

انتخابِ اقصیٰ بھی نظر نہیں آیا

انگریز نے اسی دور میں مسیحیوں کو کٹرہ کرانے کے لئے سلطنت میں شامل ہونے
 مذاقوں میں بنوائی کرنا گئی۔ جو ۱۸۹۰ء کے بعد مکمل کر سامنے آئیں۔ مسیحیوں کی تعلیم،
 اہلانیہ کی جنگات، بلقان کی جنگ وغیرہ میں ہونے لگی سازشیں اور مسلمانوں پر محاکم کی داستانیں
 برصغیر میں گونجنے لگیں۔ احمد رضا خان غامدی رہے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران ترک
 خلافت کے خاتمہ پر مکمل ہر گرام ہا۔ عراق، جہاد وغیرہ میں شریک خانہ دہانوں سے بیکار تھیں
 کرہائی تھیں۔ جڑ و اصرب کے اہم مقامات جہاد اور دین مکمل انگریز کے قبضہ میں آئے۔

بیت المقدس، مگر بن کے خارجی قبضہ میں آیا۔ خلافت کو راجہ راجہ کرنے کے پرہیزگار نہ تھا۔ کیا تحمل ہوتے پھر آنے لگے۔ مقامی بیسائی، باشندوں کی مدد سے سرنا اور قمر میں مسلمانوں پر مقام کے پھاڑ کر آنے جانے لگے۔ وہ اپنے گمراہ اور زمینوں سے زبردستی دھکیلے گئے۔ ان کی مساجد پر قبضہ کر کے سہار کی جانے لگیں۔ برطانیہ کے وزیر اعظم نے پارلیمنٹ میں ملی الامان بیان دیا کہ ”ہم نے جو یہ لڑائی مرقع اور عرب میں لڑی ہے، وہ مذہبی (مصلحتی) جنگ تھی۔ ہم نے بیت المقدس کو ان (مسلمانوں) کی گودگی سے پاک کر دیا ہے۔“ ان سب ٹیڈوں سے برصغیر کا طبرت مند مسلمان مل رہا ہے۔ مگر بن پر خلافت اسلامی اور مسلمانوں کے خلاف منصوبوں پر دھاوا بھارت ہے۔

میں اس دور میں احمد رضا خان بریلوی نے کتاب ”دہم البصیل“ لکھی، اور یہ انکشاف فرمایا کہ ”شریت میں خلافت صرف قریشی خاندان کے لئے ہے، ورنہ اس کے جائز وارث اور خلافت کے قضا کے قضا نہیں تھے۔ دوسرے مسلمان حکمرانوں اور حکومتوں کی طرح اس کو سلطان اور سلطنت کہنا چاہئے۔“ (آخر مسلم سلطنت ہی کے خلاف بھی یہ کہیں ہیں، اس پر کچھ نہیں لکھا)۔ آج تک کوئی نہیں کھڑا، کہ اپنی مر کے آخری رساوں میں اور خلافت کے بھی آخری ظفر آنے والے دور میں آخر اس انوکھے انکشاف یا قبول ان کے ایک ”ملی شری حقیقی“ کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ (اور اس حقیقہ کو کڑھ سوراں کو یہ رنگ دیتے ہیں) (۱)۔

خلافت قریش کے بانی سوانہ مہد ہدی پر ایک سوا یک کمر دہشت کر کے مسلسل لڑائی

(۱) ایک خاص اکیس نکات

تقریباً ہی دنوں میں خود میں خرمسور کے مولوی فیض حکیم سے بھی وقت کے مسند کھنڈن میں بہار کی کھنڈن میں اور وہ ہے ایک رسالہ ”قضا اللہ“ کے نام سے مصنفہ میں میں بھی احمد رضا خان کی ”دہم البصیل“ کی طرح تقریباً ہی قسم کے دہان سے بھی جوت کیا گیا، کہ ورنہ خلافت شری تھی، اور شریعت لکھی میں سے بھارت کی جانہ کی گئی تھی۔ اس رسالہ پر وقت کے اعلیٰ افسروں کے دہا میں آ کر کچھ مضمون دے چھوٹ گئے۔ میں، اور کچھ کہنے سے سنہ بھی میں، اور طاء سے چاہی ہی لکھا کہ سرکار کی طرف سے یہ کام میں تنظیم کیا گیا، اس پر مہدا او کے عام جہل ملہ ”کامیابی“ میں بہت سخت طرہ تنقید ہوئی۔ میں سے اور صاحبان برائش بھی ہوئے۔ خود جی کرنے والے طاء پر کافی کام چری ہو گئی۔ آخر جواب کے طور پر ۱۹۲۷ء میں مولوی کی جانب سے مولوی محمد رفیق نے ایک رسالہ ”تقدیر بکارت“ لکھا، جو کہ ۱۹۲۸ء میں مولانا کی خلافت کا طرہ سے بہت نام میں تنظیم کیا گیا۔

یہ خود کی اور اعلیٰ سطر حقیقت ہے۔ اس کی مدد میں اعلیٰ حضرت کا ”دہم البصیل“ دہا کہہ رہا خاص مگر بہ سرکار کے ہی کھاتے میں چاہئے۔

جادی رنگی۔ جو کتاب ”السطوری العلوی علی علومات العلوی“ کے نام سے تھی ہندوؤں میں چڑ، چھو، غلغلی ہوئی ہے۔ کیا کچھ ۳۵ سالوں کی طرح کم از کم اس وقت کے ۱۱ میں خاموشی ابھر نہیں تھی؟ بہر حال اور رضا خان ایسے بزرگ حالات میں، ان اہم مسائل پر پہلے خاموش رہے۔ اور بعد میں کئی طور پر اگرچہ بہادر کی مدد کی۔ اس کا حرج ثبوت اس طرح آیا۔

ہندوؤں کی ہے

اگرچہ کہ ۱۱ چار عہدوں کا تھا۔ شروع ۱۱ میں ہی ۱۸۸۸ء میں اس نے ایک رسالہ لکھا، جس کا نام ہی رکھا، ”مصلحہ الاموال بان ہندوستان دار السلام“۔ دوسری جگہوں پر بھی اسے لکھے کہ ہندوستان الحمد للہ دار السلام ہے۔ جہاں اسلامی احکام کو مکمل آزادی حاصل ہے۔

اسی کتاب میں، مارچ ۱۹۸۹ء میں، اور ”تحریر الاموال“ میں، لادائی دوسرے میں لکھتے ہیں کہ یہ مارچ ۱۹۳۰ء میں اہم آخری کتاب ”الحجۃ المکرمۃ“ کے پہلے حصے میں ملک کی ہندو برادری کے بارے میں یہ واضح لکھا کہ دینی معاملات، معاشرت اور ذاتی حقوق میں ۱۱ دوسروں کے ذریعے میں آتے ہیں۔ جس کے لئے فقہاء کا اجماع ہے، کہ ”الہم مسائلہ و علیہم ماعلیہ“۔ یعنی ان کے لئے بھی وہی حقوق ہیں، جو دوسرے لئے ہیں، ان کی بھی وہی ذمہ داریاں ہیں، جو دوسرے کے لئے ہیں۔

اکتوبر ۱۹۲۰ء تک اپنی موقف رہا

۱۳ ستمبر ۱۳۳۹ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۰ء میں (یعنی اپنی معرفت کی دولت سے لیکر ایک سال پہلے) ۱۱ سے سوال کے جواب میں بھی اسی موقف پر قائم رہے، کہ کافروں، نصاریٰ، یہود سے عداوت یعنی محبت صحیح ہے۔ ذاتی معاملات جانچیں، اور اگرچہ سے کالوں میں گمان جانچ ہے۔ دینی معاملات سوائے مرتدین شریک دیاہیہ دیندہ یہ دلائل کے کسی سے صحیح نہیں (۱) اور طریقہ دینی میں ضرورت ہے۔ (۲) (ہندو) تو معاملات میں شریک مسلم کے ہے۔ غیر (۱) سے طریقہ اور دولت، اہلکار، یہ دیکھ کر رکھتا، اس کی فکری کہ، یہ دیندار قبول کرنا، معاملات

(۱) قارئین کرام، دیکھیں، کہ کیا معرفت کا یہ چارہ کہ معاملات میں اپنی رحمت کے ہندو دینداروں کا کمال دیکھا۔

کرنے، معاہدہ کرنا اور بھلاؤ وغیرہ چاہتا ہے، بشرطیکہ اسلام کی اہانت نہ ہو۔ اہت عداوت اور
توہین مذہب سمیت پر کافی غصہ بھی دکھایا، جو یہ بھی طور پر ہے جب ٹھکرا تا ہے۔ کیونکہ سوال
میں اس کے بارے میں کچھ بھی چھای نہیں کیا تھا۔

ایک صبیحے بعد

اس جواب کے فوراً بعد ۱۲ مارچ ۱۹۷۱ء کو پھر دوسری طرح انگریزوں نے اٹکھار سے گلہ بھرا۔
”کوئٹہ میں آپ کی کا حقیقت مند ہیں، لیکن آپ کا یہ ٹوٹی قہب سے چھٹا کر ایسے زمانے میں
بپ کر انگریز بنی، دنیا میں مسلمانوں کو چھوڑ دیا کرنے کے لئے یہ یہ کہہ رہا ہے (اس دور کی
ساری تحصیل ٹھیک ہے) اور اس کے منصوبے یہ یہ ہیں۔ ایسے میں آپ جیسے بڑے لوگ کیوں
خوش رہتے۔ کیوں ایسے تو اسے نہیں شائع کر رہے ہیں، کہ انگریز کی فوج میں لکھتی ہو کہ اس
کے ٹھکانے، نہ کہ شرق وسطی چار مسلمانوں کو اس کے ٹھکانے سے نکالنے میں مدد کرنا، ہر طرح
چاہتا ہے۔ یہ اہت اندلی طاقت سے ادا کر رہا، کچھ جان کر مسلم دشمن کا رخ سے قطع رکھنے، اور
اس کی امانت کو چاہتا چاہت کرنے کا نہیں، بلکہ چند پرہیزگار ہے طوفان خطر ہو کر لوگوں کو صراحتاً
مستحقہ بنانے کا ہے۔ انگریز کی گرانٹ کو آپ نے چاہا تھا ہے، حالانکہ اس عداوت کے خلاف
کوئی غیر اسلامی کاموں اور تعلیمی نصاب کے ساتھ شرط ہے۔

اس حالات میں گورنمنٹ سے ترک سہولیات (حرم قہارین) اسلامی علم ہے یا نہیں۔
(یہ نئی سہولیات کے سوال کا خلاصہ ہے)۔

اہل حضرت نے شدید طاقت کے باوجود اس کا فوراً ۱۲ سہولیات پر متعلق تفصیلی جواب
تیار کیا جس کو فوراً اس کے پیچھے حسین رضا نے سطح قسطنطنیہ بریلی سے ”آج کے اہل علم“ کے نام سے
شائع کر دیا۔ اسی میں پہلا ۱۲ سہولیات اور جواب بھی پہلے شامل رکھا۔

اہم ترین نکتہ کا جواب ہی نہ دیا

دوسرے سوال کا اہم ترین حصہ یعنی پہلی تفصیل سے انگریز کی طاقت کے خلاف
سازشوں، شام، عراق، فلسطین اور عرب میں سازشوں، قہروں، ہتھیاروں، قہر میں سربراہان وغیرہ سے
مسلمانوں کے خلاف، اور ان کی زمینوں پر قبضے، مساجد کو سہار کرنے، اور ہندوؤں سے مسلم

فوج لے جا کر من سے اس کام میں مدد لینے، وزیر اعظم برطانیہ کی کئی تقریریں اس کو مذہبی مسئلے پر جگہ قرار دینے، وغیرہ مسائل میں کھل کر کھینچے اور ہارے میں ہے۔ لیکن ہم ابھی اس کے بارے میں پوری کتاب میں ایک جملہ بھی لکھنا مناسب نہیں سمجھا۔ اس طرح یہ کتاب اصل سہل کے جواب کے طور پر لکھی نہیں جانی چاہئے۔

صرف ہندو کے بارے میں موقف بدل لیا

پچھلے بار کے تبصرہ والے سہل کے جواب میں بھی، جو ہندو کو ذی قرار دے کر مسلمانوں میں مسلمانوں کے برابر حقوق دینے تھے۔ لیکن اب بغیر کسی سبب بتائے، من کو حریف قرار دے کر، یہ واضح لکھا گیا، کہ حریف سے استثناءات قطعی حرام ہے۔ اور حریف میں سے بھی صرف اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سے ہی استثناءات ہائے شرک سے قصاص حرام ہے۔ اس طرح پوری کتاب کا مرکزی نکتہ صرف وقت کے ہندو مسلم اتحاد کی ترویج، مذہب کی حرمت اور خدمت میں گیا، جس نے انگریزوں کو ایسا پریشان کر رکھا تھا، کہ وہ عہدہ کی جنگ آزادی کے بعد اتحاد پریشان اور حائل بھی نہیں ہوا۔

شروع میں اسکولوں کی گرانٹ کے لئے یہ لکھا، کہ جن اسکولوں میں اسلام کو خیر سمجھانے والے شرع کے ساتھ امداد ملے ہو، اس کو ایک قبول ذکر ہے۔ اس کے اگلے صفحے سے ہی ہندو مسلم اتحاد اور ترویج کے مسلم لیڈروں کی خدمت شروع ہو جاتی ہے۔ فورس سے لکھا اہم سر نہیں آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

لیڈر امداد پھراتے ہیں اور عرب دینے میں بھی نہیں پھرتے۔ لیڈر نصاب کی لاجوری لگائی پھراتے، اور مشرکین کی پوری لگائی دیتے ہیں۔ (مسلم) لیڈروں کو اسلام و حب و عقیدہ، اور ناپ ہے۔

یہی مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہیں۔ اس کی طرف ہارنے والے شریعت پر مغزی اور مسلمانوں کے بغیر ہیں۔ یہاں جہاد کو ہارنے میں لگایا ہے۔

تمام مشرکین ہندو عداوت کا اہل ہیں

استثناءات ہائے شرک سے صرف اہل کتاب سے قطعاً حرام ہے۔ کتب (یہود و

نہایتی) سے استنات جواز ہے، مشرک سے مطلقاً حرام ہے۔ کافروں سے اجتناب کرنے والے
عظم قرآن کافریں۔

کافروں کا حلیف ناجائز ہے۔

اصل قصہ یہ کہ سنت ہے، مقدس مقامات اور ترکوں کا نام صرف یہی ہے۔

یہاں کسی کافر فقیر کو بھیک دینا بھی حرام ہے

کار کو کچے کی طرح مطلوب ہا کر استنات جواز ہے، جب کہ وہ بتارے ہاتھ میں
کچے کی طرح مس ہو۔

ذلیل و جلیل کافروں سے، استنات کی اجازت ہوگی، نہ کہ انہما بکثر سے۔ کار کو
رازدار ہونا مطلقاً حرام ہے۔

کار (کفری) پر اگر دیکھنے کی ممانعت ہے۔ کار کی نصیب، ہا سے کوئی نصیب والی کو کفری دینا
حرام ہے۔

اے مولات میں اس قسم کی بحثیں اور دلائل جان کر کے، ہاتھ نہیں مولات میں تحریک
خوفت اور ترک مولات کے لیندوں کو کفری کفری مانتے، یہ طویل حجاب فتح کر دیتے
ہیں۔ ان مسلم لیندوں میں اپنے پاس مسک جامع نہیں کو بھی دگڑا ہے، جو تحریک میں دل و جان
سے شریک تھے۔ جن میں سواۓ عبداللہ جامع فی اور سواۓ عبداللہ جامع فی لیاہیں تھے۔

آپ خود سوچیں

اب آپ خود سوچیں کہ سہل کیا تھا، اور طویل جواب کیا تھا کیا ایسے ایک بیان ہا کر
اپنے ضمن انگریز کی حد کرنے کی کوشش کی گئی، کہ کسی طرح وہ اپنے اقتدار کی جبریت کے اس
نازک ترین دور سے بچا گئے۔ جس دلائل اور سواۓ اس قسم کا تھا، کہ کسی پر کسی قسم کا اثر نہ ہو اور
نظری طور پر ہونا چاہئے تھا۔ مدت شدت پند بعد تحریکوں کو اس سے یہ سواۓ ضروری مسکا تھا:
کہ انکو اصل میں مسلمان کی تعلیم اور اذیت کیا ہے۔ اور اسی اذیت کے ہوتے ہوئے اس
نے اپنے بڑا سالہ اور اقتدار میں بعد اس کے ساتھ کیا کیا ہوگا جس کا ہم مدعا دہا رہے ہیں،
وہی حسب پند کہا جا رہا ہے۔

کوئی اس کی تشریح تو کرے!

برصغیر ہندو پاک جیسے کثیر القومی ملک میں جہاں مسلمان آبادی نہیں چار دہائی صد فی صد تھی۔
 کہیں بارہویہ، کہیں گجراتی، کہیں ۵۰ فی صد، اور اکثر صوبوں میں مسلمان بہر حال اقلیت میں ہی
 تھے۔ وہاں ہر اس قسم کی تقسیم کے تحت کیسے گزارا ممکن تھا؟ مل کر گزارا کی کوئی راہ نکالنی ہی تھی
 نئے مصلحتی غور و انداز اور مسعود صاحب اس کتاب کو ”وفاقی نظریہ“ کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ تو
 اب سب یہ نظریہ عمل میں آیا ہے تو ڈاکٹر صاحب ہی تائیں، کہ اس کے بعد بھارت کے
 مسلمان اور غور و انداز حشرات کے ہاشمیں، بھارت میں مسلمانوں کی رہائش میں اپنے مجدد و مہد
 کی اس تقسیم پر کتنا حسد عمل کر سکے ہیں۔ یا اس پر عمل کر کے وہاں کا مسلمان کیسے اور کبھی زندگی
 گزار سکتا ہے، اس کا جواب اپنی جدید تحقیق کا دوسرا حصہ سمجھ کر ڈاکٹر صاحب کو لکھنا چاہئے، یا
 کوئی اور، بلکہ ایسی مصلحت تائیں، کہ ان کے اپنی حضرت کا یہ منصوبہ کس قدر چھٹی مصلحت تھا، کس قدر
 مصلحتی ہی تھا، یا نہ، یا ہو سکتا ہے؟ ابھی اور بھی کئی سوال اٹھ سکتے ہیں، جو کسی ایک کتاب
 میں ہی بیان کئے جاسکتے ہیں۔

کسمپرسی ہی نصیب ہوئی

چنگلوں کی دنیا یہ ہے، کہ اگرچہ کے غور اس ملک میں مظالم، سلاشوں، اپنے اقتدار کو
 طول دینے کی کوششوں، بیداری کی تحریکوں کو دبانے اور ساتھ ہی مسلم دنیا کے خلاف منصوبوں
 اور ان پر عمل کے نتیجے میں یہاں کی پوری آبادی، خصوصاً مسلمان انکا بھی کر، جڑ و ہر کر بیکار
 ہو چکا تھا کہ اپنی حضرت کے چند قریب ترین راہی سے نام پانے اور اسی سہارے چھینے والے
 مصلیٰ ہر لوگوں کے سوا، باقی سب طاقت سب لڑتے، سب طبقے خلافت تحریک اور اس کی
 جڑوں تحریک ترک سہولت میں ایسے ایک ہی کر سامنے آ گئے، اور یہ ایک ہیسا ہر گیز اور
 یہاں غیر طوائف ہر کر اٹھا کر اس کے خلاف کوئی نہ ظہر کیا۔ اس مصنف کی پوری ۱۹۳۸ء سے
 شروع ہوتی ہیں۔ ہم نے ان چند لوگوں کی مصلحتوں میں بھی اکثر اس تحریک کے قہرے اس کے
 جوش و خروش کے واقعات کے قہرے برنگہ تھے۔ ہر ہوئی اور دکان پر غور مصلیٰ جو ہر اور کمال

۱۹۳۸ تک کوئی قابل ذکر چیز سامنے نہیں آئی۔ ۱۹۳۸ء میں مولانا ظفر اللہ خان بہادر نے حیاتِ اہلِ حضرت کا آغاز کیا، جو ۱۹۵۰ء میں چار جلدوں میں مکمل ہوئی۔ جوڑ بکلی جلد شائع ہوئی۔ (باقی تین آج ۲۰۰۲ تک سامنے نہیں آئیں)۔ یہ کتاب ترتیبِ فتویٰ کے لحاظ سے غلطی کے سامنے پیش کرنے لگی تھی۔ شاہ محمد دانا شاہ کی ”سوانحِ اہلِ حضرت بریلوی“ مطبوعہ ۱۹۷۰ء اور سید حامد علی قادری کی حیاتِ حبیبہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۹ء بھی قابل ذکر ہیں۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۶۸ء تک فاضل بریلوی پر کوئی (دوسری) قابل ذکر کتاب عالم کی نظر سے نہیں گذری۔ اس کے بعد مرکزی مجلسِ رضا فاؤنڈیشن پاکستان، دہلی، دکن کے دوسرے (بار) انباروں اور قاضیوں کی طرف سے گزشتہ دس سالوں میں سوانحِ بریلوی پر جو کام ہوا ہے، اس کو سمجھنے کے لئے ایک علیحدہ مقالہ کی ضرورت ہے۔“

نصف صدی تک صرف سوانح بھی نہیں لکھی گئی

ڈاکٹر صاحب کی اس مہارت میں اہلِ حضرت کی کبھی کا قصہ واضح ہے۔ ان کی دوسری کتاب ”فاضل بریلوی طارِ نماز کی نظر میں“ مطبوعہ ۱۹۷۲ء میں صلوٰۃ پر یہ الفاظ بھی دیکھیں ”نصف صدی گزر جانے کے بعد کسی محقق نے اس طرف توجہ نہیں کی، اور کوئی ایسا کام نہ ہو سکا، جو طبعی دلچسپی پیش کیا جاسکے۔“ اس کتاب کے صلوٰۃ ۱۲ پر ڈاکٹر صاحب کو یہ اعتراف ہے کہ سوانح دوسروں کی ہر ایک اہم نادرہ صحت کرنے والی نصیحت پر بھی قابل ذکر کتابیں ہے۔ غور نہیں کی۔ جو سوانح قادری کے لکھنے لگی ہو کر آتی ہیں۔ اس کے برخلاف فاضل بریلوی کی سوانح پر جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ حقیقت کا منکھول اور مائل مادی کے ذیل میں قوتِ ۲۲ ہے۔ لیکن اس پر سوانح کا اطلاق ممکن ہی سے ہو سکتا ہے۔“

کچھ اور گواہیاں

اس قسم کی کتابیں ”الاسلام والحق“ مطبوعہ ۱۹۸۰ء کے حرفِ آغاز میں، سیرتِ امیرِ رضا از اختر شاہ جہاں پوری میں، ”اہلِ حضرت کا فقهی مقام“ مطبوعہ ۱۹۸۶ء میں، امیرِ رضا خان پر مبنی ۱۱۲ اور ”سوانحِ اہلِ حضرت“ مطبوعہ ۱۹۷۶ء کے تلفِ مضامین میں، اور کی جگہ لکھی ہیں۔ حتیٰ کہ ”اہلِ حضرت کے فقهی مقام“ مطبوعہ ۱۹۸۶ء میں صلوٰۃ ۷ پر یہ تک لکھتے ہیں: ”اعتراف ہے کہ“ باب کے دلِ لاہور، جسے شریعت میں بھی سال پہلے (۱۹۶۶ء تک) صرف نو، نو

میں رہے ہیں؟ (اصلی حضرت کا فقہی مقام، صفحہ ۶۹-۷۰)

حدیث پر کچھ نہیں لکھا!

(۳) ”ہذہ پ (خیر بریلوی) تقریباً ایک صدی سے امدادیث کی کتابوں کے اردو ترجمے (مختلف علامات کے تحت) پہنچاتے رہے ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں یہ کتابیں پاک و ہند کے گوشے گوشے میں پہنچیں۔ اہل سنت (بریلوی) کی طرف سے صرف ایک مصنف مطلق پر خان گبرانی کی شرح مشکوٰۃ شریف بازار میں دستیاب ہے۔ اس کے علاوہ کوئی کتاب ہماری چودھری صدیقی میں اردو شرح کے ساتھ بازار میں نہیں آئی۔“ (بیچنا صفحہ ۷۳)

(۴) ”۳۲۰۰۰ اشیا میں جتنے بھی تفصیلی حوالے سے ہیں، وہاں احمد رضا کا کام تو دور کا، ہم بھی نہیں لے سکتے۔“ (احمد رضا، صفحہ ۷۵)

دائرة المعارف میں نام نہ آ سکا

(۵) جناب یونس خاں لاہور نے بڑے اہتمام کے ساتھ باہرین کا ایک بڑا بڑا کار ”دائرة المعارف اسلام“ شائع کرنا شروع کیا۔ چھوٹی چھوٹی جلدوں میں مکمل جہاں میں احمد رضا خاں کا نام بھی نہ آ سکا۔ کیونکہ اس وقت تک اس پر کوئی سیرت کی سبوری تصنیف نہیں سمجھی نہ تھی۔ اپنے بڑوں اور چالیسوں کا بھی کوئی تحریری کام نہ تھا۔ ۱۹۷۱ء کے بعد سے بنے ہوئے بریلوی دائرۃ المعارف صاحب نے اپنی طرف سے مطالعہ کر لیا، جو بعد میں دوسری جلد میں چلتے ہوئے حرف ”ز“ کے سلسلے میں ”رضا خاں“ کے عنوان سے شامل ہو سکا۔ حالانکہ احمد رضا خاں کی جگہ سے الگ میں آنا چاہئے تھا۔ (ہم کو بھی الگ کے سلسلے میں نہ لے کر کی جگہ سے باہر ہی ہوئی۔ بعد میں سلیم نے دوسری جلد میں دیکھا)۔

ایک اہم سوال، آخر یہ سب کیوں ہوا؟

اجیر میں سے صرف ان کچھ حوالوں کے بعد بریلوی حضرات سے ایک اہم سوال کیا جا سکتا ہے، کہ آخر آپ کے نام کی اس سمجھی کی وجہ کیا ہے؟ وہ لاوارث تو نہیں تھا۔ آثارِ ائمہ دو عالم بنے چھوڑے، جن میں ایک اس درجہ کا عالم تھا، کہ آپ اس کو مطلقاً اعظم ہند کہا کرتے ہیں۔ مالی وسعت بھی اچھی تھی۔ مستند اور عارف بھی تھے۔ آپ کے جہول بریلوی کا دورہ حضرت الاسلام بھی طوبہ مل رہا ہے۔ خاندان کے بھی لوگ عالم ہیں۔ آپ کے جہول

انہوں نے بریلی میں تھی اہم ادارے مثلاً صبحہ تحقیقات، رضا، رضا لائبریری اور رضا اکیڈمی بھی قائم کئے ہوئے ہیں۔ جو اسوہ رضا خاں کی ہی امانت کے لئے وقف ہونے چاہئیں۔ صاحب بھی تھے۔ شاکر بھی تھے۔ سر یہ بھی تھے۔ کتابیں بھی جڑ بکھری ہوئی اس وقت موجود ہوئی چاہئیں تھیں۔ زندگی کے نقشے کے بغیر گواہی موجود تھی، جن کا پورا پورا ایک حجم مستحق سوانح کو ملتا تھا۔ جیسے آج کل مستحق سوانح کسی کی رحلت کے فوراً بعد آ جاتی ہے۔ مگر بھی پچاس سال تک یہ کسمپرسی کا شکار کیوں قائم رہ سکا۔ کہ صرف پیرت پر بھی کوئی معیاری کتاب نہ چھپ سکی۔ ہر ایک ٹوبہ دو رہا ہے، کوئی سب نہیں ملتا کہ ہر سب کیوں ہوا، ہر سب کس نے بنایا اور کیوں؟ اگر کبھی ہوئی کتابوں کی فہرست بھی اب ہی دی ہے، عالم بٹن نے لکھ رکھی۔

۱۹۷۶ء تک بھی ”اسوہ رضا“ میں ہزار کتابوں کے ناموں کے علاوہ صرف ۵۴۸ کتابوں کی ہی فہرست آئی تھی، جن میں مطلوبہ صرف ۱۰۶ دکھائی گئی ہیں۔ رحلت کے بعد ۳۳ برس تک یعنی ۱۹۸۳ء میں بھی آپ کے جنرل قادیانی کی ۱۲ جلدوں میں سے صرف ۵ جلدیں ہی چھپ سکیں۔ جب کہ یہ اس قسم کا کام ہے، کہ ایک جلد مکمل ہوتے ہی چھپ جایا کرتی ہے اور دوسری کا انتظار شروع ہوتا ہے۔ کیونکہ لوگوں کو اپنے روزمرہ مطالعات میں مسائل کے حل کی تلاش رہتی ہے۔ نئے مضمین کے کام کے ساتھ ساتھ ۱۹۸۳ء تک تو اس میں خیر ہو کر قادیانی، بالکھیری کی بھی سب جلدیں آچکی تھیں۔ اسی طرح میر تقی میر کی کتب خانوں پر چلے جائیں، سوانح سے لے کر حدیث، سیرت، صحابہ، ائمہ، جدید مسائل، جدید معاشیات کے اسلامی حل، جدید ذہن کے تشویش و فتنات، دلیر و دلیر و امیر ساری کتابیں مل جائیں گی۔ یہ بھی اچھے خاصے ہیں، لیکن ایٹن پرائیٹن شائع ہو رہے ہیں۔ اب تو قدیم کتب کے اور تراجم کا بھی ادنیٰ بچا ہوا چکا ہے۔ آزاد دور کے سوانح اشرف علی تھانوی کی سب کتب، سوانح، لطائف، ان کی تحفیں، تخریج ہر جگہ موجود نہیں کی۔ انہیں علی ندوی کی پچاس کی پچاس کتب کے ایٹن پرائیٹن شائع ہو رہے ہیں۔ کچھ مضمون اور کچھ کتابوں کے نام لئے جائیں۔ گزشتہ ۲۰ برس میں اردو میں اسلام پر کیا ہوا اور برہمت شائع ہوتے رہنے والے کام شیخ کرنے کے لئے آپ کی جیب ساتھ دے، تو ایک دو ہفتہ میں جلی صوری تیار کر سکتے ہیں۔

لیکن اپنی حضرت کی کتابیں حاصل کرنے کے لئے فرہاد و عسل چاہئے۔ مگر بھی الماری کا ایک ہی خانہ بھرا جاسکتا ہے۔

آخر یہ ماجرا کیا ہے؟

آخر بریلوی اہل حضرت کے ساتھ ہی یہ ماجرا کیوں ہے، کہ امیر سارے کام کی بجائے امیر بھانے ہیں، کہ اس وجہ سے یہ نہ ہو سکا، لیبروں نے سازشیں کیں اور صورت سچ کی، تاثر لاپی ہو گئے ہیں، انہوں نے توہم نہیں دی، وغیرہ وغیرہ دیا، لوگ بہت دھڑی پھوڑی اور حقیقت پسند نہیں، قریباً سات سال سامنے چلی ہے، کہ جہاں زعمہ کلی مساکی پر باغداد موجود ہے، اس کو نہ پہنچل روک سکی ہے نہ طاقتوں کی ہمیں۔ آخر آپ نے بھی تو دج بندہ ہیں کی صورت سچ کرنے کی کتنی کوششیں کی ہیں، بلکہ کیا روک سکے! اسٹک کی غرضوں کو بھی کوئی چھپا سکا ہے۔ کچھ کام ہیں اور کام کا جو سامنے آئے، ڈالا جا جائے۔ باقی سب دھانے ہیں۔

خود نہ چل سکے والے کو کیسے اڑایا جا رہا ہے

بہر حال اصل بات یہ آئے، کہ پچاس سال کی اس شکل خاموشی کے بعد اچانک یہ بریلوی اہل حضرت اور بریلویت میں نئی جان ڈالنے کی ہم شروع کی، اس کیس سے شروع کر دہی گئی، تو وہ بھی دھانک کے زور پر بریلوی قیادت اور احمد رضا کے کردار کو گنگ دھڑکی پہنچی صورت آئے، بجائے، صرف اس کے لئے ایک قسم کے طعنائی، کرنا تھی لکھ، دج مائی قسم کے ی کردار ثابت کرنے کے کہ گمراہی ہے۔ چھ خط، چھ کوششیں ہی ہر جگہ مختلف طریقوں سے لکھیں گے۔ خود اہل حضرت کی لکھی ہوئی ایک جڑ میں سے پہلے شائع شدہ تقریر ایک ماہناموں، کتابوں کے علاوہ اس امیدوار کے دور میں ان طاقتوں کے ہاں جو بھی لکھیں سالوں میں باقی ہی کتابیں بھی سامنے نہیں لائی جا سکی ہیں۔ جس سے یہ شہرہ چین میں بدنام چارہ ہے کہ وہ کتابیں اتنی چھدر، باضحد اور چھاپنے کے قابل ہیں ہی نہیں۔ اسی لئے ابھی خاصی مایہ پوزیشن کے ہاں جو اپنے عالم جیتے اور خاندان والوں نے بھی باہر لانے کی بجائے الماریوں میں چھپی اور لکھوں کے ساتھ میں رہتے دیں۔ اس کی حرجے تحصیل ہم انک فصل میں دیں گے۔

دج مائی کردار

یہاں آئے دیکھیں، کہ تازہ دور میں اہل حضرت، جو خود اپنے دور میں اپنے پاؤں پر

نہ مل سکے، اس کو کیسے ملا کر کہیں پہچانے کی کوششیں کر طرح بدی ہیں۔

اس وجہ کو کوئی نہیں بخشتا

اہلِ حضرت کی کتاب احکام شریعت کو تادمِ دینہ پہنچ گئی کراچی نے شائع کر دیا ہے۔ اس کی تصحیح اور ترجمہ مولانا سعید احمد صاحب، امام مسجد دارالاحقاب نے کیا ہے۔ شروع میں ہی یہ افلاک ہیں کہ "مطبوعہ اسلامیہ کو اس کا اعتراف ہے، کہ اس فضل و کمال کی گہرائی اور اس علمِ راسخ کے کوہِ بلند کو آج تک کوئی نہ پاسکتا۔"

یہاں مصنف نے پہلی مطبوعہ اسلامیہ کا حوالہ دیا ہے، اور کسی اور کی شکایت ہی بھی نہیں کی، تو صاحبِ مطبع ہوا کہ پہلی اسٹ میں شروع سے لے کر آج تک کے علماء میں آج تک احمد رضا کے علمی، رسوخ اور گہرائی کی بلندی کو کوئی نہیں بخشتا۔ یہ اعتراف بھی پہلی مطبوعہ اسلامیہ کو ہے، صرف یہ علماء کی بات نہیں۔

لغزشوں اور خطاؤں سے محفوظ!

(۲) اسی کتاب کے ص ۱۹ پر ملاحظہ ہے "اہلِ حضرت کا طعنوں سے محفوظ رہنا۔" اور وہ طعنوں میں اس عنوان کی تشریح اس طرح شروع ہوئی ہے کہ "طوائفِ دین کے اہلِ کارنامے پر وہ صدیوں سے چلے آ رہے ہیں۔ مگر لغزشیِ علم اور فتنہٴ زبان سے بھی محفوظ رہنا اپنے بس کی بات نہیں۔۔۔ اہلِ حضرت کی زبان اور قلم کا یہ حال دیکھا کہ سولی قتیل نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے۔ اور زبان اور قلم تخت کے برابر بھی نکلا کر ہے، اس کو مانگن فرما دیا ہے۔"

(۳) یہ مہارت بھی خود سے چڑھیں: "سولی صاحب (پھولنے والے احمد رضا) قرآنِ پاک چہ دار ہے ہیں، ایک جگہ کتاب کی لفظی سے زیر کی جگہ زیر آگئی۔ پھولنے والے احمد رضا کی زبان سے زیر وہاں لکھی گئی تھیں۔ بار بار ذہن پر چڑھیں۔ اگر تصدیق سے معلوم ہوا کہ نئے یہاں گئی ہیں۔ قرآنِ پاک میں کتابت کی لفظی تھی۔ (اس سے معلوم ہوا کہ) لفظ "چھین" سے زبانِ مبارک پر نہیں آنے والا کیا۔ جسمِ دہانِ کتاب کے مالک مولانا خلی نے آپ کو "چھین" سے لغزش سے محفوظ رکھا۔" (سیرتِ اہلِ حضرت، درمستبین رضا، ص ۱۶۶) لہذا یہ امام رضا ازاد گاہی (ص ۱۴۳)

پردے کے پیچھے حضور بتاتے تھے، احمد رضا بولتے تھے

(۴) کتاب ”عراقین شریعت“ مطبوعہ سنی دارالکتابت لیبیل آباد کے دیوانہ میں موصوفی کا ردی صاحب لکھتے ہیں، کہ ”حضرت یہاں شریعتی نے نوٹ اعظم کو خواب میں دیکھا، تو چمکا کہ اس وقت آپ کا ناب کون ہے۔ فرمایا کہ بریلی میں احمد رضا۔ بریلی آ کر زیارت کی۔ بعد میں فرمایا کہ ”میں نے دیکھا کہ پردے کے پیچھے حضور کریم ﷺ تھے۔“

(۵) ”اس زمانہ میں (آنحضرت کی عمر میں) خواب میں دیکھا کہ حضور کریم ﷺ اپنی والدہ سیدہ آمنہ کی گود مبارکہ میں اپنی شانِ حق میں والدہ ماجدہ کا درود نوش فرما رہے ہیں۔ اپنے اس مقام خاص کو دیکھ کر اپنے والدہ محترمہ سے فرمایا کہ میرا احمد رضا آگیا۔“ (گرامات امام احمد رضا، ص ۲۵)

(۶) ”در حقیقت اعلیٰ حضرت، نوٹ پاک (سیدہ بیلائی) کے ہاتھ میں ایسے تھے، جیسے کاتب کے ہاتھ میں قلم (اور) نوٹ پاک سرورِ عالم ﷺ کے ہاتھ میں ایسے تھے، جیسے کاتب کے ہاتھ میں قلم، اور کون نہیں جانتا کہ رسول پاک ﷺ رب پاک کی درگاہ میں ایسے تھے کہ قرآن پاک نے فرمایا تو ماہی عن الہوی ان هو الا وحی یوحی“ (۱۰) اپنی مرضی سے نہیں کہتے، ان کا سب بکھوٹ پاک کی طرف سے دیا ہوا ہے۔ (سیرت امام احمد رضا، از اختر شاہ، جہاں پوری، ص ۲۳)

سوچیں تو، کہ بات کہاں تک پہنچی!

ہر نیچے کرام خود سوچیں، کہ اختر صاحب نے بات کہاں تک پہنچادی۔ مطلب صاف ظاہر ہے، کہ حضور کریم ﷺ کی بات یعنی قرآن، حدیث و سیرت تو مکمل دی گئی۔ اور اعلیٰ حضرت کی ہر بات بھی آپ ہی کی طرح تھی، کہ وہ تو صرف اس کے قلم سے نکل گئی، ہاتھ تو حضور کریم ﷺ کا تھا، اور پردے کے پیچھے تھے والے بھی آپ ﷺ ہی تھے۔

نمبر ۵۷۵ حوالہ دیکھیں، کہ حضور نے ۸ سال عمر میں ہی آپ کو ”میر احمد رضا آگیا“ کے خطاب سے نوازا۔ نمبر ۲ اور ۳ میں کلام دیا ہے، کہ بچپن سے لے کر کوئی لفظ آپ کی زبان پر آنے ہی نہیں دیا گیا۔ اور قلم اور زبان کو سوا پاک کی طرف سے ظاہر ہونے سے منع

کر دیا گیا تھا۔ اس طرح ”تمام مصوم“ ہونے میں کوئی بات رہی نہیں تھی، لیکن امتیازِ عالم مصوم کی بجائے لفظ ”عالم محفوظ“ دیا گیا۔ اس پر مزید سرفہرہ ۱۲ والے حوالے میں دیکھیں، کہ ”پردے کے پیچھے منہ پر کرم چٹکتے تاج تھے، اور احمد رضا برائے تھے۔“

اسی حوالوں کے بعد بریلوی ملار، پر اس سوال کا جواب دینا لازم ہو جاتا ہے کہ حدود ۶ سال تاریخ میں کسی دوسرے امام، عالم، ولی، فاضل، مجدد کے لئے کبھی کسی نے اس قسم کا نہیں ایک جملہ لکھا ہے۔ دوسرے فرقوں کے لئے جلتے ہم کو نہ معلوم ہے نہ دلچسپی ہے، کہ وہ اپنے اماموں کے مصوم ہونے کے لئے کیا دلائل دیتے ہیں۔ یہ بھی دیکھیں، کہ طور احمد رضا کا بھی دعویٰ ہے، کہ مجھے قطعیوں سے محفوظ رکھا گیا، کی طوم مجھے الہامی طور پر سکھائے گئے۔ بارگاہ رسالت سے سکھانے کا بھی دعویٰ ہے۔ یہ ہمارے تہذیبِ آ کے آ رہی ہیں۔

ہر طرح سب سے آگے اور اونچے

دوسری طرف دیکھیں، کہ آج کل کے بریلوی حضرات مسلسل اس ہم میں لگے ہوئے ہیں کہ یہ ثابت کیا جائے، کہ اس معیار کا عالم، اور انکا وسیع طبعی کام کرنے والا آج تک دوسرا پیدا ہی نہیں ہوا۔ اوپر پہلے سرفہرہ پر داتا گنج بخش کے جیسی امام کا حوالہ دے جا، کہ سبب اسلام کے اعتراف ہے، کہ طوم کے اس فضل و کمال و کمالات اور دوسرے کی بلندی کو کوئی نہیں چٹکتا سکا۔ بلکہ دوسری ہمارے بھی گورے دیکھیں۔

سب پچھلوں کے مجموعے سے بھی زیادہ فتوے لکھے

- (۱) ”عالم اسلام کی تاریخ میں کوئی شخصیت اسے طوم میں جاسے پیدا نہیں ہوئی۔“ (فتیہ کوثر، از کاشف رب، ص ۲۸)
- (۲) ”ایک لادنی رضویہ کو دیکھ لیجئے، جس کی غلطی عالم اسلام میں نہیں کر سکتا۔“ (میرت اہلی حضرت ص ۱۵۲ ص ۱۵۳)

(۳) ”آپ کے لادنی غم اور تحقیق میں ملار، ساجد کے مجموعی لادنی سے کہیں زیادہ ہیں۔“ (اہلی حضرت کا لفظی عالم ص ۹) واضح رہے کہ ۱۹۸۳ء تک بھی ان کی صرف پانچ جلدیں چھپ چکی تھیں۔

یہ دو جملے دیکھ کر بریلوی حضرات جواب دیے، کہ ان کو اسلامی تاریخ کی بریلوئی کی کتابیں معلوم ہیں، کیا وہ واقعی سب مل کر بھی حجم اور تحقیق میں لٹوئی دضویہ کی بارہ جلدوں سے کم ہیں؟ عام بریلوی بھی سوچیں، کہ یہ خالص انگلیسی ہیں، یا کسی عالم کے دوسرے نام، اور کس معیار کے علماء اور محققوں سے ان کا پانا چڑا ہے؟

علامہ شامی سے آگے نکل گئے

(۳) ”آپ کی علامہ شامی کی کتاب ”الفتاویٰ (شامی) پر لکھی ہوئی شرح دیکھ کر کوئی صاحب انصاف یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا، کہ نام احمد رضا واقعی فتویٰ علامہ شامی سے آگے نکل چکے ہیں۔“ (سیرت اہل حضرت ص ۶۳) (یہ شرح ایک صدی گزرنے کے باوجود ابھی تک لکھی ہی نہیں، تو انصاف والے کیسے انصاف کریں۔ مصنف)

(۵) ”علامہ شامی اور صاحب فتح القدیر فتویٰ علامہ بریلوی کے شاگرد کہتے ہیں۔ یہ تمام حیلہ جاتی معلوم ہوتے ہیں۔“ (فاضل بریلوی علامہ ہزار کی نظر میں۔ از ڈاکٹر سید سلو ۲۰) ڈاکٹر صاحب نے یہ دہاؤں کتابیں چمکی ہی نہیں ہیں۔ بلکہ ابھی یہ کچھ پہلے۔

تاریخ میں کچھ نوگوں کی بلند ملا جلتوں کے اعتراف میں ان کے لئے نعمان جاتی، جنہیں جاتی جیسے فطرت ملے ہیں۔ لیکن کچھ کے ساتھ مقابلہ کر کے اس طرح قریب نہیں جھکی جاتی، اس سے معلوم ہی دوسرا ہوتا ہے۔

(۶) ”آپ نے تعمیر مسجد، اصولی حدیث، فتاویٰ اور تصوف کے ذریعہ عظیم کتابوں پر حواشی لکھے۔ علامہ کائناتی تعداد اور حجم میں بڑی کتابوں پر کوئی پہری جماعت ابھی حواشی نہیں لکھی تھی۔“ (دوسری دضویہ اول کا مقدمہ از عبداللہ عارف، سلو ۱۰)۔ قارئین کرام یہ ابھی انہی میں رہیں کہ ان میں سے کوئی ایک کتاب ابھی ابھی تک نہیں چھپ چکی ہے۔ مگر نہ معلوم کھینے والے نے یہ پہلو کیسے کیا، کہ پہری جماعت ابھی اسے حواشی نہیں لکھی تھی۔ حواشی کی اس داستان کی حقیقت ہم حیات اہل حضرت میں ابھی جان کر رہے۔

چودہ سو برس کی سب کتابیں یاد نہیں

(۷) ”انعام شریعت کے دیباچہ میں سلو ۲ پر ابھی حیرت انگیز مدعا سر ملایا ہے کہ

”اہلِ حضرت کو ۱۴۰ برس میں لکھی ہوئی ساری کتابیں اس طرح یاد تھیں کہ پوچھتے تو کسی بھی مہارت کے لئے فوراً یہ بتا دیتے تھے، انہوں نے کتاب کے ہر لفظ اور ہر حرف پر غور کیا ہے۔ اس طرح ساری کتابیں یاد تھیں۔ جبکہ کوئی بھی حافظ روزانہ پڑھتے رہے اور ذہن میں نقشہ ہونے کے باوجود قرآن پاک کا سطر اور سطر نہیں بتا سکتا۔“

اس حیرت انگیز حلقے کے بارے میں یہ کہانی بھی سنئے:

مفسر اور جماعت کے درمیان وقت میں روزانہ ڈیڑھ پارہ قرآن حفظ کیا!

(۸) ہماری امانت رسول کتاب ”تجلیاتِ امام احمد رضا“ میں سطر ۵۹ پر اہلِ حضرت کے ایک ماہر قرآن پاک حفظ کرنے کا واقعہ لکھتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ”کسی نے آپ کو حافظہ لکھوایا۔ اس کی حاجت رکھنے کے لئے حفظ قرآن کا قسم لراہا کیا۔ وقت نہیں تھا۔ قیامت پر تھی کہ رمضان مہرگ میں مشاء و قہار کے حضور فرمانے اور جماعت ہونے کے درمیان وقت میں سلاۃ احمد علی عطاوت فرماتے تھے، اور اہلِ حضرت اس سے سن کر حلقے پر وہی تراویح میں سنا دیتے تھے۔ اس طرح سب تکس تراویح کو حفظ قرآن کا عظیم کام پورا کر دیا۔ اس کہانی کو مکمل کر کے آخر میں اپنا یہ شعر لکھتے ہیں۔ آپ کا دور حاضر میں جلی نہیں سیدی۔

نوٹ: یہ دونوں واقعات دلچسپ اور حقائق کی دنیا میں دیکھیں، کہ مخلوقات کی جلد و دم کے شروع میں اپنے دوسرے جگ کے اہم ترین واقعات بیان کر رہے ہیں۔ جن میں ہی حاتم المکرینی، دولت الکیہ اور ان پر تصدیقات کے اہم واقعات ہوئے۔ لیکن سلسلے کے اور ان کی جگہ خود دیکھتے ہیں کہ یہ بھول گیا، یہ یاد نہیں، کچھ یاد نہیں، لکھ دیا جاتا تو اچھا ہوتا۔ الخیرہ الخیرہ، کلی طور پر یہ حالت ہے، کہ ہر سہ واقعات ہی بھول گئے، لیکن کہا جاتا ہے کہ جو وہ صدیوں میں لکھی گئی سب کتابیں، اس طرح یاد تھیں، کہ ہر ایک مہارت کا سطر اور سطر برابر یاد دیتے تھے آپ انکی باتوں سے غور فیصلہ کریں، کہ کیا یہ سب کچھ منصوبہ نہیں تھا؟

ڈاکٹر ضیاء الدین کا اچھا ہوا مسئلہ حل کر دیا

ڈاکٹر ضیاء اللہ علی مرحوم، راضی میں امت کے اہل ترین اور نیکو ماننے جانتے تھے، اور اہلِ کرم و غفرانی کے دامن میں نظر آئے۔ اس کی اہلِ حضرت سے ایک عداوت ہوئی، اس عداوت

کی فرض اور اصل محکمہ یا مسئلہ کی صحیح خبر تو آج تک کوئی بھی بریلوی سوانح نگار اور محقق نہیں لکھا ہے۔ لیکن ہر ایک بریلوی، چھوٹا یا بڑا سوانح نگار یا مقالہ نگار اس کا ذکر اپنے اپنے ظرف کے مطابق حادی کے الفاظ کے ساتھ ضرور کرتا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو ایک وجہ و سبب کے ساتھ میں ایسا حال پیش آیا کہ اس کے دل کے لئے جڑی جاتے تک کا سہاگہ لگے۔ یہ سلیمن اشرف کے طور سے سے جڑی جاتے سے پہلے اہل حضرت سے اس بارے میں ملاقات کی۔ اہل حضرت نے مسئلہ سختی اور اعلیٰ کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب حیران رہ گئے اور پوچھا کہ اس وجہ و علم میں ایسی مہارت آپ نے کہاں سے حاصل کی۔ اہل حضرت نے فرمایا کہ والد ماجد سے صرف پنج قرنیٰ ضرب تقسیم کے چار قاعدے نکلتے تھے، مزید چھ مٹا چلا، تو والد ماجد نے فرمایا کہ اپنا وقت اس پر کیوں صرف کرتے ہو۔ مصطفیٰ پیارے ﷺ کی بارگاہ سے یہ علم تمہیں کدو نکھا دینے ہائیں گے۔

دور مصطفیٰ ﷺ سے خاص دینی علم سکھانے اور حاصل ہونے کا ذکر ہم بعد میں کریں گے۔ پہلے اس ملاقات اور اس سے پیدا ہونے والی ماحول کو دیکھ لیجئے۔ جس طرح اس مسئلہ کو پیش کیا جا رہا ہے، اس کو دیکھ کر ایک سمجھدار آدمی بھی کہہ اٹھے گا کہ اس پر ڈاکٹر صاحب مرحوم کی روح مبارک بھی کچھتا کر کہہ رہی ہوگی کہ ”یہ جانتا اگر تو۔ یہ ہم اس لئے کہہ رہے ہیں کہ اس ملاقات کی اصل فرض کیا تھی، کوئی مسئلہ نہ بحث آیا۔ یہ کسی کو معلوم نہیں۔ نہ کوئی سوانح نگار لکھا ہے، اور نہ کوئی حیدر کارا ہے۔ بس ایک جڑے کی ملاقات سے ہر ایک کو حادی کے لئے ایک سونچ لیا۔

ڈاکٹر ضیاء نے یہ کہا، وہ کہا!

اس بارے میں سب سے طویل بیان لمبے سات صفحات پر پہلے سوانح نگار اور طویل ساتھ والے نظر انداز بیہادی کا ”حیات اہل حضرت“ جلد اول میں صلوٰۃ ۱۵۰ سے ۱۵۷ تک ہے۔ جس سے ہی اہم قرنیٰ اہم سات ڈاکٹر مسعود صاحب نے بھی ”حیات امام احمد رضا“ میں تین صفحات میں ص ۱۷۷ سے ص ۱۸۹ تک دینے ہیں۔ اس لئے یہ کہا، اس نے یہ کہا، ڈاکٹر صاحب اس طرح آئے۔ ایسے مشکل مسئلے کا فوری جواب سن کر حیران ہو گئے۔ فرمایا کہ میں نے ہادی مرطوب کے سطر کے، علم سکھا۔ لیکن ایسی مہارت نظر نہیں آئی۔ جڑی کے جانے

سے نکال دیا۔ دوسرے دوسرے۔ لیکن سطور ۱۵۵ پر طرہ مسعود صاحب بھی لکھتے ہیں، کہ ”ڈاکٹر صاحب نے آتے آتے ہر طاقت میں قرین نہیں البتہ کب آئے اور مسئلہ کیا تھا، اس کو کسی نے مان لیا۔“ اب ہمارے کرام ہی قائم کی کہ یہ بات اس طرح نہیں ہوئی، کہ بہت شور مچتے تھے چنے میں دل کا۔ ہر چیز اتنی ایک قطرا قطرا (بھی نہ) نکلا۔ مسئلہ کیا تھا، نہ کہیں ڈاکٹر کیا دہریہ نے حوالہ دیا ہے، نہ کہیں اہل حضرت کا بیان ہے، نہ کسی دکاندار ہے۔ نہ کسی اخبار اور رسالہ میں پہلا۔ آج تک اہل حضرت کی ریاضی دہریہ پر ٹھکی کوئی کتاب شائع بھی نہیں ہوئی ہے۔ لیکن ہر جگہ دہریوں کے طرہ ملے گئے ہیں۔ (قرآن پر نہ کہا جائے کہ ڈاکٹر صاحب کی روح اس طاقت پر بچھا رہی ہوگی)۔

اصل حقیقت کا انکشاف

ایڈیٹر ایوار رسالہ ”قادران“ کراچی، جناب امیر القادری نے جولائی ۱۹۷۶ء کے قادران میں لکھا، کہ اس نے اس مشہور داستان کے بارے میں ڈاکٹر ضیاء الدین مرحوم کے شاگرد، رفیق اور علی گڑھ میں ریاضی کے استاد پروفیسر عبدالجید قریشی سے پوچھا۔ وہ حیران ہوئے، اور بھر خیال ظاہر کیا کہ ڈاکٹر صاحب ریاضی کی قدیم کتاب ”قانون المسعودی“ کا ترجمہ ہاتھ تھے۔ شاید اس لئے گھے ہوں! اپنی کسی قدیم ریاضی دان سے تازہ سانس پر مشورہ و اخلاص کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جدید ریاضی نہ معلوم کہاں تک پہنچ گئی ہے۔ اس بحث سے ہی یہ ابھی ہوئی تھی کسی قدر سلجھ جاتی ہے۔ کیونکہ پہلے دہریہ ظہیر الدین بہادی صاحب بھی سطور ۱۵۵ پر یہ بھی لکھتے ہیں، کہ ”ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ میری عمر یہی میں ایک ایاب کتاب لکھ رہی میں ہے، جس کے دنیا بھر میں صرف چند نسخے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ اس کا ترجمہ ہو جائے۔“ تھی سلجھ گئی۔ دوسرا کوئی مسئلہ قادی نہیں، تو کسی بھی دکاندار پر کیسے غر آئے۔ البتہ وہ جن اس کی طاقت نے جہاں کو دہریہ کے گیب گیب بہانے دے دیے۔

نوٹل پرائیز کے مستحق تھے۔ مسعودی تحقیق

(۱۰) ان میں قجب صرف ڈاکٹر مسعود صاحب ہے۔ اپنی ۱۹۹۶ء میں لکھی ہوئی کتاب ”امام احمد رضا، مہم طرہ و قدیم“ میں سطور پر فرماتے ہیں کہ ”سید طیب علی شرف استاد

دیجات علی گڑھ سے ڈاکٹر فیاض الدین نے فرمایا کہ ”کچھ سطروں میں یہ سنی لوٹل پرائز کی منتظر ہے۔“

اسے چارے واسے کے دلائی ڈاکٹر مسعود صاحب کو ٹیٹل پرائز کا معیار بھی معلوم ہوگا، اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ ریاضی کے سطحوں پر ان کے صروح اہل حضرت کی ایک پھولی سی رطیا بھی ابھی تک نہیں چھپ گئی ہے، بلکہ بھی ڈاکٹر صاحب نے یہ سب بکھڑکھڑ بھی دیا، اور جابلہ ماہین کو ایک اور جملہ یا مضمون دے دیا۔ اس معیار کے کیا کہنے!!
کوئی شکاوت ہے کہ۔۔۔۔۔

اسی بارے میں مامیوں میں یہ بھی ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے یہ مہارت دیکھ کر اہل حضرت کے لہنی علم کے کاکل ہو گئے۔ بریلی سے لوٹنے پر ڈاکٹر بھی دکھ لی اور لٹاز کے بھی پابند ہو گئے۔

اپنا تجربہ یہ ہے کہ اپنی یا کسی کی بھی مامی کے وقت خود اور رضا خان بھی اور بعد والے اس کو لڑانے والے بھی محل سے بالکل بیزار ہو جاتے ہیں۔ اور یہی کچھ مائیں بیچ ڈاکٹر مسعود کے، اس کی مائیں مائیں ہیں۔

مصطفیٰ پیارے کی اور بار سے یہ علم سکھا دیا جائے گا

(۱۱) اب اہل حضرت کے اس غلط پر آئے، جو نہ قول برلیوں کے اس نے ڈاکٹر فیاض الدین کو کہا تھا کہ والد صاحب نے اس علم کے لئے فرمایا تھا کہ اس پر اپنا وقت نہیں صرف کر رہے ہیں۔ یہ علوم تمہیں مصطفیٰ پیارے کی بارگاہ سے خود سکھا دینے جائیں گے۔

آپ ذرا غور فرمائیں، کہ کون کیا کیا کہہ رہا ہے

والد صاحب عقلی عالم ہیں۔ وہ اپنے بھنڈا بننے کو دینی علوم چاہتے ہیں۔ اور علم ہندو اور ریاضی کے بارے میں کہہ رہے ہیں، کہ ان پر اپنا (یہ جتنی) وقت صرف نہ کرو، یہ تمہیں مصطفیٰ پیارے کی اور بار سے سکھائے جائیں گے۔ یعنی دینی علوم ہم سے حاصل کرو۔ دینی علوم پیارے مصطفیٰ کے سکھانے کے لئے افکار کھولا جس واسطے مہار کے لئے زندگی میں کسی سماجی کو کسی دینی علم فلسفہ، صحت، مطلق، ریاضی، کلیات، صحت وغیرہ کی کوئی تعلیم نہیں دی جا

اور نہ ضروری تھی۔ مجھ کی فضل کے بارے میں کہا کہ یہ دنیوی معاملات تم خود جانو۔ آپ سے چاند کے متعلق سوال ہوا تو آج سہارک ہازل ہوئی، کہ انسان اس سے اپنے اوقات اور تاریخیں معلوم کیا کرتے ہیں۔ یہاں ضرورت سے زیادہ کچھ نہ بتانے کی وجہ ظاہر ہے، کہ نبی کا یہ منصب ہی نہیں، کہ وہ لوگوں کو سرے ظلمات کی تعلیم دیں۔ یعنی یہ دنیوی علوم انسان خود اپنی کمزوری اور عقل سے معلوم کرتا رہے گا۔ یہ ضرورت اس کی اجابت میں رکھ دی گئی ہے۔ نبی کا کام خدا کی معرفت، خود بخود، روحانیت کی بلندی، اخلاق کی پاکیزگی کی تعلیم اور تربیت ہے۔ قرآن میں آپ کی بعثت کی وجہ بھی خدائی احکام اور ان کی نکتہ بتاتا اور حکم عکس بتاتی تھی ہے۔

یہ بھی کئی حقیقت ہے، کہ امت میں کسی نے ایک چارہ دینی علم بھی صحیحی پیار سے سمجھنے سے حاصل کرنے یا اپنے علوم کے وہی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ البتہ یہ معلوم ہے، کہ کسی بلند درجہ بزرگ عالم نے کبھی کسی خاص مسئلہ میں روح سہارک کی طرف توجہ فرمائی، اور اس کی روحانی طور پر رہنمائی ہوئی۔ طبی دنیا میں عمل لدنی اور وہی علوم کا دعویٰ گمراہ مفلکوں کی طرف اشارت ہی ملتی جاتی ہیں۔ جن میں اب بریلوی حضرات باجماعت شریک ہو کر اپنے اہل معرفت کے لئے جبراً آواز خروے کانے لگے ہیں۔ وہ بھی دنیوی علوم کے بارے میں دنیا لکھتے۔

انٹرنیشنل علوم الہامی فیض سے

(۱۲) سونے پہ سہارک یہ ہے، کہ خود اہل معرفت نے ایک دہائیوں کے بارے میں انٹرنیشنل علوم کے لئے خود دعویٰ کیا ہے، کہ وہ اسے الہامی فیض سے حاصل ہوئے۔

اہل معرفت کی ایک کتاب ہے ”کلا جہات الصمد“ جس کو ۱۹۷۶ء میں کتبہ حامد یہ لاہور نے ”رسائل و مضامین“ جلد دوم میں شائع کیا ہے۔ اس میں خود اہل معرفت نے اپنی مہارت والے بیان (۵۵۰) علوم گنوائے ہیں۔ اس مجموعہ رسائل میں ترتیب کے سلسلہ میں یہ رسائل صولہ ۱۳ سے ۲۰۴ تک اصل عربی ۱۴ اور اردو ترجمہ کے ساتھ ہے۔ اس میں صولہ ۲۰۱ پر اہل معرفت نے ان انٹرنیشنل علوم کی فہرست دی ہے، جو اس نے اپنے والد مرحوم سے حاصل کئے۔ یہ سب تقریباً وہ علوم ہیں، جو عام دینی مراکز میں سکھائے جاتے ہیں۔ پھر ۲۰۲ پر اس علوم کے نام دے کر لکھا ہے، کہ میں نے یہ اس علوم کسی استاد سے بالکل نہیں سیکھے، لیکن

اس کے مسلک اس کے اپنے الفاظ میں ان کے دین و مذہب والے مساکل قرآن وحدیث سے حل نہیں ہوتے، اس لئے زعمیر تھیں۔ نہ حدیث کی شرح یا انتخاب کئی ابھی تک سامنے آئی ہے۔ امر مزج کے آخری طرزے میں ماضیوں کے امور پر غاندہی کے لئے ایک ترجمہ لکھا۔ جس کے لئے بھی دقت اور قہر کے بارے میں سامان نکلا، بد اللہ یہ نے سامان اہل حضرت میں لکھا ہے کہ ”آپ کے پاس دقت نہیں نہ تھا۔ اس لئے وہ پھر کو بارگاہ سرتے دقت سامان اہل سامنے دینے کو آیات بتاتے تھے، اور آپ نے اُنہی پر ترجمہ بتاتے داتے تھے۔“

ایک ناخوشگوار فریضہ انجام دیا

قہر ہے کہ دیکھا جیس کے عظم کے لئے دقت تھا اور غریب دیا لیکن قرآنی زیر زعمیر اور حدیث و سیرت کے لئے نہیں تھا۔ لپٹے لپٹے تھے ایک ناخوشگوار فرض عدا کردیا۔ اصل وجہ وہی ہے کہ بریل کی مساکل اور حکا کہ قرآن وحدیث اور سیرت پاک سے حل نہیں ہوتے۔ اس لئے اس پر سے جلد کی اور قہر نہیں رہی۔ اب بھی یہی حال ہے۔ آپ خود مکتوب شریف کا مطالعہ دیکھا اب اور خود کھڑا لایا یہی چاہتے اور یہ بکھوت کرتے جائیں۔ کہ کہاں کہاں ہوا ہوا خط کے تصرفات، باتوں اور ان سے حاجتیں مانگنے کے اور حکا کہ لپٹے ہیں۔ جن کی ابھی حضرت اور بر ایک بریل کی ہر ایک خط میں لکھا لگاتے ہوئے نظر آتا ہے اب ہر حال اس زیر کو امتیاز نو کی تازہ دم سے پہلے چھاس سال اور میں قبول حاضر حاصل نہ ہو سکا۔ جس کی دائرہ مسودہ صاحب کو ”فائل بریل کی طرز و طرز کی نظر میں“ مکتوب ۲۲ پر اس طرح لکھتے ہے کہ ”ساتھ سال ہوئے (۱۹۸۱ء میں) فائل بریل نے قرآن کریم کا بیجا جانکا اور ترجمہ بھی کیا۔ ضرورت تھی، کہ اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جاتی، مگر نہ عظیم کہیں پر آتی سب۔ لکڑی سے چھ، کہ بعد والے آگے بڑھ گئے۔۔۔ خدا خدا کر کے چھ سال ہوئے، یہ پہلی طرح مقرر عام ہوا ہے۔“ اس مہارت سے حقو لیت کا مقرر سال نکال رہے۔

ایک ترجمہ سب قاضی پر بھاری

تازہ دم میں اس اکیلے ترجمہ کے لئے چاروں طرف سے یہ ہم جلی رہی ہے کہ قرآن

(الف) پاس علوم و فنون پر ایک ہزار کے تک جھک کتابیں تھیں۔ ان میں بعض علوم قریبے ہیں کہ آج کل کے نامور مہمدمختل ہفتے والے ان کی ادھر سے بھی ہاتھ نہیں۔
(اہل حضرت کا نفسی مقام ص ۵۹)

ب۔ ”چون علوم میں دوسرے حاصل کی، اور نہ صرف قصیل، بلکہ ہر ایک علم میں اپنی کوئی نہ کوئی یادگار چھوڑی۔ عالم اسلام میں مشکل سے کوئی ایسا عالم نظر آئے، جو اسے علوم میں دوسرے دیکھتا ہو۔“ (۵۸ ص ۵۸) (۵۸ ص ۵۸)

ج۔ ”آپ نے ستر علوم و فنون پر ایک ہزار کتابیں لکھیں۔ ہر ایک کتاب اپنے موضوع پر علم و فکر کے بخار کا سرخ ہے اور عظیم دلائل کا بحرِ ذخار ہے۔ (تحفہ کات کے آداب۔ ص ۵۳)

(د) اہل حضرت کی مہرلی ہوشیاری کی تصدیق اے سے چھوڑ ہے۔۔۔ اور یہ کہ کتابیں لکھی، جن کو طواغیت اور مرید نے اپنے دستخطوں سے حریم نہ کیا ہو۔ (سوانح مباحث اہل حضرت بریلوی، ذیل ۱۱۱ ص ۸)

ف۔ انہیں کرام خود بخود کریں۔ ہر ایک عقل ایک قسم کی روز کے مطالعہ میں خزانہ ہے، کہ کسی طرح دعائی، اور اعداد و شمار پر حاجت حاکم اور دوسرے سے لبریا ہے۔ خود اہل حضرت اپنے علوم کی تصدیق ان یا بچیں تھیں اور ایک عقل ان کو متحرک لے گیا۔ اور ان کو سوسا صاحب ان کو متحرک لے گئے ہیں۔

تصدیقات کا مجموعہ دہائی

کوئی ہزار کی ہزار کتابیں کے لئے تھے، کہ ہر ایک کتاب علم و دلائل کا بحرِ ذخار ہے۔ اور اہل تھے کہ ہر ایک کے صاحب کتابیں پر طواغیت و مرید کی تصدیقات ہیں۔ جبکہ سب عقلوں کو سب سے بڑی تصدیق تھی ہے، کہ انہیں سناں اور امتیازات میں اہل حضرت کو کسی اہل زمانہ عالم کی مانند حاصل نہیں۔ کسی پر اپنے ہم مسلک علماء نے بھی تصدیق نہیں تھی۔

یہ دہائے۔ اور موجود صرف یہ ہے

اور دینی زندگی کا یہ ہیں، کہ ہم کو اس سال کی سرگذشت کے بعد کہانی۔

میں نے یاد رکھا ہے کہ ہر ایک ہذا میں کی خاک چھانٹنے اور اس کی ذاتی تصویریں اور وہاں سے چھپاتے نام
 رضا کرانی کی تصویر چھانٹنے اور فوٹو اسٹینٹ کا پلاس حاصل کرنے کے بعد بھی فتویٰ دینا یہ
 کے علاوہ تقریباً "تنگڑے کے گنگہ" کی رسائی مل گئی ہے۔ بعد میں انہوں نے رضا میں بطور
 کتب کی تعداد ۱۰۶ دیکھ کر ہم کو قتل ہوئی، کہ اب تک ہمیں ہوئی سب اہم کتب ہمارے ہاتھ
 لگ چکی ہیں۔ جتنی ان کے پتہ تو مل بھی رہی تھی اب ہمیں میں کیڑوں کے حوالے ہیں۔ جس
 میں اکثر انتہائی مضمومات پر ہی ہیں۔ اس کتاب کے آخر میں ہاتھ و مراجع کے مضمون کے
 تحت ہم ان کی سست دے رہے ہیں۔ اس پر ابھی سے نظر ادا ملے، کہ یہ کئی صفحات کی خلاصہ
 والی ہیں۔ اور انہیں صفحات میں ترجمہ کی طرح علم و فکر کے تحت جو بہرہ ورانہ کا کتا عمر و اخلاص
 سکتا ہے!

ان دینی علوم کا معیار۔

زمین ساکن ہے، کشش ثقل باطل ہے

انہی باتوں کے سب دینی علوم میں سے جس سے ایک چوتھی سطح کا جہاد خارج کیا جا
 رسالہ بھی، جس کا نام ہی ہے "تذوق آیات لڑکان بہ سکون زمین و آسمان۔ عرف زمین
 ساکن ہے" اس میں ریاضی کے پروفیسر ماکملی نے جدید نظریہ کشش ثقل اور زمین کی گردش
 کے بارے میں سوال پوچھا اور دلائل سے ثابت کیا، کہ قرآن پاک کی آیات زمین کی گردش
 کے بارے میں مانع نہیں۔ اہل حضرت نے جواب میں مختلف قرآنی آیات اور احادیث سے
 اس کو ٹھکرا کر اپنا حسی فیصلہ دیا، کہ زمین قطعی ساکن ہے اور سورج گردش کر رہا ہے۔ یہ ایسا
 ثابت ہے، کہ اس کو نہ ماننے والا قرآن و حدیث کا منکر اور کافر ہو جائے گا۔ ساتھ ہی کشش
 ثقل کا بھی اظہار کیا ہے۔ اسی مضمون پر اہل حضرت کے دوسرے رسالہ "تنگڑے کے گنگہ" میں
 میں بھی شروع میں ہی یہ لکھا ہے، کہ فقیر نے جدید فلسفہ کے رد میں ایک تفصیلی کتاب "ہام
 "نو ذہنیں اور دو حجب زمین ۱۳۳۸ھ میں لکھی۔ جس میں ۱۵۰ دلائل سے زمین کی حرکت کا رد
 لکھا۔ اور چاندیوت (کشش ثقل) ثابت و غیر متاثرہ فلسفہ کی حرمات کے روش دلائل سے

راکھے۔ ”ایک تیسری کتاب کا بھی حوالہ دیا ہے۔ جس نام ہے ”بھین بھین بھیر ذور غمیں دھکھیا
 زمین“۔ یعنی سورج گردش کر رہا ہے اور زمین ساکن ہے۔

آیت میں اپنی جگہ سے نہ ہٹنے کا ذکر ہے، گردش کا نہیں

اس سوال و جواب کی اصل حقیقت یہ ہے، کہ قرآن پاک کی سورت فاطر کی آیت نمبر
 ۴۱ کے الفاظ ہیں کہ ”ہن انہ یک اسوات“۔ جس کا ترجمہ اہل حضرت نے بھی یہ دیا ہے،
 کہ ”وہ ایک خدا کے ہونے ہے آسمان اور زمین کو سرکھنے نہ پائیں۔ اگر وہ سرکیں تو اللہ کے
 سوا انکی کون روکے“۔ حاکم علی صاحب نے تفسیر جلالین اور تفسیر مشکوٰۃ کے حوالوں سے لکھا، کہ
 یہاں لفظ ان ضروراً سے مراد ہے کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹیں۔ یہ خالص اللہ پاک کی قدرتوں کے
 اعجاز کے لئے ہے، کہ اسی کی قدرت سے ہر ایک اپنی جگہ پر قائم ہے، اور نہ تھکاوٹ اس کی یہ
 باتیں نہیں۔ ان سے کسی بھی طرح زمین کی گردش کا انکار کیا نہیں جاسکتا۔ سرکھنے یا بٹنے یا سرپا
 نظر نہ ملنے سے یہاں مراد یہ ہے کہ اپنے ادا کی ضرورت میں جو چاہے جس جگہ جس حالت میں
 ساکن یا متحرک ہے، اس سے بال براء بھی نہ ہٹتی ہے، نہ سرکتی ہے۔

آج کل یہ قطعی مشاہدہ ہو چکا ہے

سائنس نے یہ بھی عرض کی، کہ یہ خلائی اب مشاہدہ ہی رہے ہیں۔ ان سے انکار
 سائنسدانوں کو اسلام سے دور لے جانے لگا۔ اس لئے ہر اکتھ بھ کر قبول کریں، تو سائنس اور
 سائنسدانوں کو مسلمان کیا جہا پائیں۔

اہل حضرت نے جو جواب دیا، اس کا خلاصہ ترجمہ نے بتا دیا۔ وہ کسی کھڑے جب
 اڑ جاتے ہیں تو دوسرا سر سے ہر بات اپنی ہی طرف نظر آتی ہے، دوسرا دکان کے ڈائریکٹ جاتے
 ہیں۔ یہ ان کا حوالہ ہے، کہ دکان کا ڈائریکٹ کر بیٹھوں کا ادائی کیا ہائے۔ اس بارے میں بھی
 وہ دکان دکھائی دے گا جو نہ تو ان کے قرآن وحدیث سے ہیں، اور اہل ہیں۔

اس ذور میں اسکی تاکیدیں!

اہل حضرت کو جاننے والے ہم جیسوں کے لئے تو اہل حضرت کا یہ جیل بھ قحب انجیز

نہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اہل حضرت کے بعد والے پچاس سالوں میں غلامی روز نے زمین کی گردش، کشش ثقل وغیرہ کو عام مشاہدہ اور ناقابل تردید حقیقت ثابت کر دیا ہے۔ پھر بھی اس دور کے رہنے والے دانش خیل عقل اپنے اہل حضرت کی کن الفاظ میں تائید کر رہے ہیں۔ یہ ہمارے کرام کے لئے بھی یقیناً حیران کن ہوں گے۔ آئیے دیکھ لیتے:-

اس میں سب سے آگے ڈاکٹر محمد مسعود صاحب جا رہے ہیں۔ جو شاید اس کے کمال میں پہلے ہیں۔ کہ احمد رضا خان کاظم الہابی ہے۔ اس لئے لفظی کا امکان نہیں۔ چاہے مشاہدہ کے خلاف مسلم ہو۔ آئیے دیکھیں، کہ اپنی کتاب ”حیات نام احمد رضا“ میں کیا رنگ دکھاتے ہیں۔ ص ۱۲ کے حاشیہ میں اہل حضرت کی اس کتاب ”توحید میں سانس ہے“ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ”یہ کتاب عداوت کے دور میں لکھی گئی۔ جب کہ اچھے بھینے کے بھی ہاتھ نہ تھے۔ انکو حالات بخیرہ حضور علی علیہ السلام کی محبت انگیز ہے۔“ (حضور علی علیہ السلام نے جو رنگ دکھایا، وہ آپ ہی دیکھیں، اور وہ ڈاکٹر کہیں!)

مقامات ائمہ و فکر

اہل حضرت نے اخیر میں لکھا ہے کہ ”سانس اس طرح مسلوں نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات قرآنی اور خصوصاً کمال میں (اپنی مرضی کے) تاویلات کے (دیہ سانس کے مطابق) کیا جائے۔ اس طرح تو سداً اذ اسلام نے سانس قبول کی، نہ کہ سانس نے اسلام قبول کیا۔“ اس پر ڈاکٹر صاحب کا ص ۱۲ پر ردِ مذکور ہے کہ ”قسط چوتھ و قسط پنجم پر اہل حضرت کا اجماع نظر مقلدانہ اور معجزانہ نہ تھا، بلکہ مقامات و اجتہادات تھا۔ قرآن وحدیث پر ان کا یقین ایسا غیر حائل تھا، کہ زمانہ کا کوئی انصاف اس کو سنا نہ کر سکا۔“ اسی بحث میں آگے ص ۱۳ پر یہ حیرت انگیز جملہ بھی مذکور ہے دیکھیں کہ ”مولانا بریلوی کے فکر کو اگر اپنا لیا جائے تو آج ہمارا جہاں دکھانا ہو جوں جوں اللہ سے انکار ہو رہا اور اسلامی فکر و خیال سے انکار ہے کہ نہ ہم اللہ کے دلائل میں اگر خود سانس دین بھی قرآن سے (اس طرح) روشنی حاصل کرتے تو وہ جہاں آج پہنچے ہیں، وہیں صدیوں قبل پہنچ چکے ہوتے۔“

اب یہ تو آج کے سانس سے معمولی واقعیت رکھنے والے ہی ہو سکتے ہیں، کہ اگر سانس دین اہل حضرت علی قرآن کی عکس پر ہم کہ یہ فیصلہ ہی کر چکے، کہ سورج گھوم رہا ہے، اور زمین

ساکن ہے، اور کشش قفس پر سچا بھی گمراہی ہے، تو وہ کہاں پہنچے اور نکلیں وہ کہاں ہوئی۔
 ہوئی جہاز اور راکٹ کیسے اڑتے ہوتے، وغیرہ۔ چاہیں، تو ابھی تک ذمہ واکنز صاحب سے
 بھی پوچھ لیں!

ان سب علوم پر صرف سترہ رسالے طبع شدہ ہیں

رضا خانیت پر ہی تحقیق پر گمراہی بخود ملی سے واکنزیت کرنے والے پر ایسے واکنز
 مجید علی قادری کی ۱۹۹۷ء میں شائع شدہ کتاب ”قرآن، سائنس اور لامحدود رضا“ میں ص ۱۸
 سے ۳۴ تک اہلی حضرت کی مختلف سائنسی علوم پر لکھے ہوئے عقائد اور رسالوں کی فہرست
 ہے۔ جس میں ۸۹ میں سے طبع شدہ صرف ۷۱ ہیں۔ باقی آج تک غیر مطبوعہ ہیں۔ ان میں
 صرف علم فیت پر ایکس رسالوں کے نام ہیں۔ جن میں سے ایک کے سوا کی ایک ابھک آپ
 نے اور دیکھی۔ یہ سب چھوٹے چھوٹے رسالے ہیں۔

اب یہ بھی تو دیکھنے والے طور ہی سلجھائیں، کہ سارے سائنسی علوم پر رسالوں کی تعداد
 صرف ۸۹ ہے۔ آج اہلی حضرت کی رحلت کے اسی سال بعد بھی ان میں سے طبع شدہ صرف
 سترہ ہی ہیں۔ جو چھوٹے چھوٹے ہی ہیں۔ لیکن اہلی حضرت کی سائنس میں سب قدیم علماء
 سے برتری، ان کی آج کے ماہرین پر برتری، حتیٰ کہ نوبل پرائز کے انمول کے دے پہلے سے
 ملے کر لئے گئے ہیں۔ بلکہ یہ سب اس وقت سے ملے ہو کر ہر ایک لکھنے لگا ہے، جب
 پچاس سال مکمل گئی کے بعد ۱۹۷۰ء کی ادبیات نو کی ہم شروع ہوئی ہے۔ اور رسالے صرف
 سترہ، دو بھی اس معیار کے!

مانے ہوئے سائنسدانوں میں کئی سے آگے ہیں

صلو ۱۶ اور ۱۷ پر تو سورج کھلانے والے واکنز نے حدی کر دی ہے۔ قرآن کریم نے
 علم انسانی کا رخ کائنات کی حقیقت کی طرف موڑ دیا اور توحید و علی میں مسلمان ہی سائنس
 علوم کے نام ہے، یہ ذکر کر کے آج تک پوری دنیا میں مانے ہوئے مفکر سائنسدانوں میں
 سے جن دن کے نام اور کام کرتے ہیں۔ جابر بن حیان، جن کو جدید کیمیا کا باپ کہا جاتا ہے،
 امام ربانی، مشہور ریاضی دان الخوارزمی، علامہ ابن الحسین، ابن ابی شامہ، ابن سینا، عمر

غلام، یعنی رضا، ابو بھری۔ اس کے بعد اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں کہ امام احمد رضا مطہر اسلام کے اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہیں۔ وہ ان مطاہر سے کسی طرح کم نہیں۔ اگر ان کے آثار جزدہ تحقیقات کی جائے، تو وہ بہت سے مطاہر سے آگے نظر آئیں گے۔" ڈاکٹر صاحب کی یہ تحقیق حقا قابلِ داد ہے۔ جن مسند انوں کی ضخیم کتابوں کی آج تک یورپ میں دھوم ہے۔ ہر جہاد و سائنس کے بانی مانے جاتے ہیں۔ جن کے جیسے باطنی قریب تک مغربی پندرہ شبوں میں نصب ہو کر وہ وصول کر رہے تھے۔ چند چھوٹے غیر مطہر دہانوں والے آپ کے اہل حضرت باطنی ان میں سے بہت سے آگے نظر آتے ہیں۔ وہ ڈاکٹر صاحب دہا دہائی کے لئے ہونے والے کو کھینچنے کے لئے اپنی کھلی ساکھ کو کھینچنے والا ہے اور کھانے کی کھینچ رہا ہے!

پہلی بیٹا پر جرح

سطح ۱۱-۱۲ ڈاکٹر صاحب نے احمد رضا کی ان عبارات کا بھی حوالہ دیا ہے، جن میں زمین کی گردش کے بارے میں "نہ زمین، نہ ذرا کچھ زمین" میں پہلی بیٹا پر سخت جرح اور داد لکھا ہے، اہل حضرت کے لحاظ سے یہ ہے:- "اور یہاں جو زمین بیٹا نے فرضیت کی ہو گزری ہے، وہ بالکل غلطی کی کہانی ہے۔" اور اس طرح ہے کہ "۱۵ اسی اہل اصل حاکم کو دیکھئے، اور اگر حق پاسے تو ان میں بیٹا اور اس کے ازباب کی بات نہ بدلتی دھانے کی ضرورت نہیں۔" ان جملوں نے ڈاکٹر صاحب کا بچار بھارک یہ ہے کہ "امام احمد رضا نے اپنے طبقات و نظریات کو جڑی جراثیم سے پیش کیا ہے، اگرچہ پرانے کاف کی حرم قضیت سے یہ۔" اور انہی کرام ان ۱۱ حوالوں کے لحاظ دیکھیں، کہ ان میں حرم قضیت اور احرام نہیں نظر آتا ہے اور مسعودی تحقیق کو داد دیں۔

یورپ والوں کو استدلال اصلاً نہیں آتا!

کتاب "زمین ساکن ہے" میں احمد رضا نے سطح ۱۳ پر مغربی مسند انوں پر سخت جرح کی۔ اور لکھا "کہ یورپ والوں کو استدلال اصلاً نہیں آتا۔ انہیں اپنے دھوے کا قہقہہ دینے کی کوئی تیز نہیں۔ ان کے دہم ان کے دھنک بڑے ہیں۔" ڈاکٹر مسعود صاحب نے اس

مبارک کا بھی صلہ ۱۱ پر صاف دے کر اپنے اہل حضرت کی تائید کی ہے۔

ڈاکٹر صاحب اہل حضرت کی صلہ پر ٹکسی گئی کتابوں میں سے فقیر الدین بہادری کی حیات اہل حضرت کو واقعات کی صحت کے لحاظ سے سب سے معتمد مانتے ہیں (کیونکہ وہ اہل حضرت کے اجمالی قریبی ساتھی تھے)۔ ذرا اسی ساتھی صلہ نگار کا مدعی کا حال بھی دیکھ لیجئے:-

کوئی حرف کامل گرفت نہیں

صلہ ۱۸۱ پر لکھتے ہیں کہ دارمضان مبارک کا ادعا ہے، لازماً کاغذ چار کے تصدیق کے لئے اندر بچھا گیا۔ اس چارہ صحت میں دالیں آیا۔ دیکھا کہ ایک جگہ ٹکس لگا تھا۔ چنانچہ جانٹی کرنے سے وہی ٹکس دور کیا گیا۔ جو ٹیکٹ کے جزاویں حصہ کا تھ۔ اس کے بعد اس اعتبار کے لئے قریبی الفاظ لکھتے ہیں کہ "نہ ملتا" یہ ہیں وہ پاک و حبرک و بے غش متلا سادات اہل غرض نہیں تھے۔ جن کی قور حیر اور قور ریلز کا کوئی بدلہ کوئی حق کوئی حرف نمودار نہ تھا۔
گرفت نہیں۔"

ٹیکٹ کے بھی جزاویں حصہ کا فرق

واقعہ میں قطعی ٹکٹ پر ایسی قریب کی کیا ضرورت تھی۔ یہ معیار بننے والے خود سوچیں۔ ہم تو صرف سب بریلوں سے یہ پوچھتے ہیں، کہ جھٹکوں کی دنیا میں اس کہانی کا کیا مقام ہوگا؟ کیا ایک ٹیکٹ کا بھی جزاویں حصہ حساب میں لگایا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ کیا اہل حضرت کے دور میں ادعا ہے، لازماً دوسری و بطور افروہ آفتاب کا جو نقش چار کیا جاتا تھا، اس میں آج کی طرح صرف محض ادعا کی بجائے ٹیکٹ بھی لکھے جاتے تھے۔ یعنی ہر ایک وقت کا کالم اس طرح ہوتا تھا، کہ ۳۰۶۸-۳۵-۴۰۔ جس میں جزاویں حصہ کی درجہ کی کر کے اس طرح لکھا گیا کہ ۳۰۶۷-۳۵-۴۰۔ جس سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے غرض کے لفظانہ کے ساتھ انہوں کا معاد صرف وہ چارہ صحت میں کرنے سے ایک جگہ ایسی ہر ایک قطعی سامنے بھی آگئی ایسے فلسفاتی دنیا کی کہانی بیان کی چاہی ہے، فرض کریں کہ اگر کہیں بھی ایک ہادی کا مالی مطالبہ ہو تو کوئی کہانی اس سے ہادی جیت سکتی ہے؟

اہل حضرت کی ہریت پر لکھی گئی یہ پہلی کتاب ہے۔ جو پہلی بار ۱۹۵۰ء میں یعنی رحلت کے تیس برس بعد شائع ہوئی۔ مصنف اہل حضرت کا طویل دور کا قریب ترین ساتھی تھا۔ اس لئے ہمدانوں کے لئے اکثر کامیابی یافتہ بھی کتاب ہے۔ اسی میں اکثر نیا مادہ بھی کی ملاقات کی داستان بھی طویل سات سات ملاقات میں بیان ہے۔ اور دوسرے بھی کی مشہور حیرت انگیز واقعات کرامات وغیرہ شامل ہیں، جن کی مستحضر اسی ایک وقت اہل مہارت سے پرکھی جاسکتی ہے۔ معیار بھی دیکھیں، کہ اس کہانی کے لئے مضمون ہے "اختیلاونی مدین"۔ یعنی بچھڑ کے جزاویں حصے کا بھی اختیلا کر کے تھے۔ پھر اللہ اللہ والے الفاظ سے اس اختیلا پر مداحی کا معیار پرکھیں۔

سورج ستارے دیکھ کر بالکل صحیح وقت بتاتا

اس کی دیکھا دیکھی، اہل حضرت کی ایسی مہارت کی ایک داستان اختر شاہ جہاں پوری نے بھی گزری۔ اپنی کتاب "سیرت امام احمد رضا" میں ص ۱۳ پر لکھتے ہیں کہ "قریب میں اہل حضرت کی مہارت کا یہ عالم تھا کہ رات میں ستاروں کو، اور دن میں سورج کا مقام دیکھ کر گزری کا وقت بتاتے تھے اور انکا صحیح ہوتا تھا کہ ایک مصلح کا بھی فرق نہ ہوتا تھا"۔ (مشرع ہے کہ یہ نہیں لکھا کہ بچھڑ کے جزاویں حصے کا بھی فرق نہیں ہوتا تھا)۔

اس پر حیرت سورج و جہاں پڑھنے والے خود کریں۔ ہم تو ایسی ایسی طبعاتی داستانیں پڑھ چکے ہیں کہ اب کوئی حیرت!۔۔۔ نہیں آتی۔ جہول غائب۔

آگے آتی تھی۔۔۔ پر اسی اب کی بات پر نہیں آتی

یہی سب کچھ دیکھ کر ناراض نہ بننا خواہی گے۔ ہر جزا و اکثر مسعود کے قلم سے بھی اپنے شروع کے دور میں یہ الفاظ نقل ہی گئے، کہ (اب تک) فاضل بریلوی پر جو کچھ لکھا گیا ہے، اسے منکسر و انتقادات اور مدلل مداحی کے ذیل میں آتا ہے۔ سورج کا مطالعہ اس پر خشک سے ہی کیا جاسکتا ہے۔ (فاضل بریلوی طواغوت کی نظر میں۔ مشہور ۱۹۷۲ء ص ۲۲)۔ یہ اور بات ہے، کہ بعد میں خود بھی ایسی ہی روز میں شامل ہوتا ہے!!

ظہریت کو اپنی بددلی میں استعمال کرتا رہے گا۔ تیسرے میں افلاک سے ۱۲۷۲ کا میل لگا ہے، جس میں صرف احمد رضا تو پیدا نہیں ہوا کی کا فر بھی پیدا ہوئے، جن کے ناموں کے حدود بھی نہیں ہوں گے۔

لیکن یہاں ہر ایک عالم سوانح نگار اس کو اپنے اہل حضرت کی اہل پاک کے ہیں خاص خصوصیت اور خصوصی مقام کے طور پر پیش کر رہا ہے۔ خلافتِ آخرت شاہ جہاں پہلی کی "سیرت امام احمد رضا" میں صلوٰۃ ۳ پر افلاک دیکھیں: "آپ کی حیات اور سیرت مقدسہ کا خاکہ دیکھتا ہوں تو اس آپ کریم کے سوائے مطالب پر غور کیا جائے۔ جو خدا قدرت نے اپنے بندہ کی تاریخِ احوال سے لے کر اس کی زبان مبارکہ سے جاری فرمائی۔ یہ الہامی تاریخِ دہلی آیت یہ ہے۔۔۔۔۔ "معصوم نے آیت کے مضمون کو احمد رضا کی کلی سیرت کے لئے ایک دلیل بنا دیا ہے۔

اس طرح تو کئی نیک بندے جہنمی مانے جائیں گے

اگر اس طرح ہر کے حساب سے قرآنی آیات کا افلاک کیا جائے لگے تو کئی خطاب دہلی آیات کا افلاک اہل کے ایک بندوں پر بھی ہو جائے گا۔ اہل حضرت کو یہ سب بکے معلوم بھی ہے۔ خلافتِ اپنی کتاب "اجازاتِ احمدیہ" میں بھی صلوٰۃ ۳۶۸ پر غور بیان کیا ہے اور فقیر الدین بہاری نے "حیاتِ اہل حضرت" میں صلوٰۃ ۱۳۹ پر یہ حوالہ دیا ہے کہ اہل حضرت کے سامنے سوال پیش کیا گیا کہ ایک راہبھی کہتا ہے کہ آیت "بعضا من الضعفاء من مضعفون" (یعنی ہم کمزوروں سے بعضا اضعاف میں گئے) کے صلوٰۃ ۱۳۹ میں اور بھی صلوٰۃ "ابوکر مراد" کے بنتے ہیں۔ جواب میں اہل حضرت نے (بہاری اور دہلی دہلی اور) کی مثالیں دے کر خطاب و خطاب دہلی آیتوں کے خلاف اور کج استعمال ہونے کے اسکاات مٹا کر ہیں۔ راہبھی کے دے کر دیا۔

لیکن حیرت ہے کہ اس کے باوجود نہ صرف اپنی پیدائش کے لئے نکالی ہوئی آیت کا نام دیا، بلکہ اپنی موت کو قرب دیکھ کر اس میل کے لئے بھی اپنی ہی طرف سے یہ آیت منتخب کر لی۔

"سبطان علیہم بابا من الفضل" (یعنی میں پر چاندی کے برتنوں اور گزروں کا اور ہنگ) جس کو بھی ایک الہامی بصورت کے طور پر ہر ایک بریلے لکھتا اپنا فریضہ سمجھتا ہے۔ اُن کی

نہیں سوچا کہ اس عہد کے ناموں والے اسی سال ہر ہر سال پیدا ہونے اور مرنے والے
مہابی شعراء اور علماء، سو، کو بھی شیطان اس طرح اللہ کرنا دے تو کتنے اور کیسے ”بشریں“ کی
کتنی طویل سست بن جائے گی۔ اور جتنی رہے گی۔ یہ بریلوی تو نہیں سوچتے، قادر نہیں کر رہی
سویں، اور بریلوی کے زمانے تک دیکھیں، کہ تقریباً ہر کتاب میں سیرت کے اعلیٰ خانے میں
یہ ۶۷ لے بھی لکھ گئے۔

اسلامی دنیا کا اکیلا ”اہل حضرت“

”اہل حضرت“ کا لقب احمد رضا خان کی خصوصی پہچان بن چکا ہے۔ یہ علماء اسلام میں
صرف احمد رضا خان کے لئے لکھا اور دیا جاتا ہے۔ اس کی اصل تاریخ یہ ہے، کہ انگریز سرکار
نے اپنے لئے عداوت کے صلہ میں حیدرآباد کے حکام کو ”بڑا مگر ضابطہ پالی ٹکس“ کا خطاب دیا۔
جس کا اردو میں ترجمہ اہل حضرت کیا گیا۔ پھر پھر پالی کے جواب کو بھی اہل حضرت کہا جانے
لگا۔ یہ سبھی القاب تھے۔ سیاست تک ہی محدود رہنے چاہئیں۔ وہیں ان القاب سے کوئی
روحانی مرتبہ یا منصب یا عقیدہ سامنے نہیں آتی۔ اس پر مگر بھی کیا ہاسکا ہے، دوسری طرف
دینی شخصیات کے لئے فقہ حضرت سے روحانی عقیدت اور ادب و احترام ظاہر ہوتا ہے۔

و معلوم کسی نے مگر کے طور پر یا عقیدت کے طور پر احمد رضا کے لئے بھی اہل حضرت کا
لقب لکھ دیا۔ دس سرائی کے دس احمد رضا خان نے بھی کچھ نہ سہا اور قبول کر لیا۔ اور یہ بدام
ایسی جلی، کہ اب اہل حضرت کے معنی ہی احمد رضا خان ہیں۔ کسی کو بھی یہ قبیل نہیں آتا کہ خود
اہل حضرت کا بھی اور سب بریلویوں کا بھی عام معمول ہے، اور پرانی امت کا یہ معمول رہا
ہے، کہ ہر ایک خطیب، مصلی، عالم، ولی کے نام کے ساتھ صرف حضرت کا فقہ لکھتے ہیں۔ یہ فقہ
صرف نام کو ہادب جانے کے لئے ہوتا ہے۔ اس سے کسی کے درجہ کا اعتبار اور وجہ تفسیر نہیں
ہوتا۔ اس کے لئے دوسرے الفاظ یا القاب ہوتے ہیں۔ اب یہ کیا فہم ہے کہ لکھا جانے کہ ہر
۶۷۔۔۔۔۔ اہل حضرت۔۔۔۔۔ نے فرمایا کہ حضرت یعنی علیہ السلام نے۔۔۔۔۔ لیکن کوئی اصل سے
چاہا وہی کوئی کچھ نہ سہا۔ اور اب بھی ہر ایک اس پر پھر نے نہیں سہا کہ ہمارے بریلوی حضرت
کو تو تم نے اہل حضرت کے لقب سے نواز دیا تھا۔ کوئی یہ بھی نہیں سوچا، کہ فقہ حضرت
میں پھر دینی و دانی کا اعتبار نہیں۔ صرف ادب کا اعتبار ہے۔ اہل کا فقہ لکھیں تو جواب میں

اس کے ساتھ دینی، دوسرا، پھر دنیویہ کے طائفے کی راہ بھی نکل آتی ہے۔ لیکن یہ سب علم، عمل اور فہم کی باتیں ہیں!

اسے بڑے نام - اتنا غیر معیاری کام

قاری کرام! اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے بھی کئی طوالت ہو گئی۔ لیکن پھر بھی ہم مٹنے اور زور دہی دکھائے ہیں۔ جمع کرنے نہیں، تو بجائے خود انہی خاصی عظیم کتاب ایسی مٹاؤں سے ہی تیار ہو جائے گی۔ جن کو معیاری علمی دنیا میں "تقاریر" یا بار بار احوال ہی کہا جائے گا۔ لیکن آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان کی تائید میں کس معیار کے کن کن محققین کے نام آتے ہیں۔ بات کو سمیٹنا بھی ہے، اس لئے ہم ان مٹاؤں پر انکشاف کرتے ہیں۔ قاری کرام! آپ خود فہم کر لیں، کہ یہ ایک مجدد عالم کی سوانح اور کام جان سکے جا رہے ہیں، ایک نئی فلسفاتی اور دینی عالمی شخصیت پیدا کی جا رہی ہے۔ جس کی پہلے مثال نہیں ملتی۔ یا یہ ایک ایسی شخصیت کو علم دیا جا رہا ہے، جس کی بدولت دین کے ہماری تعلیم پھر چوں چا کے قابل تجدید بنائی جائے گی۔

امام معصوم نہیں، تو امام مظلوم ضرور ہے

جہ اگر صاحب دینی نبی و امام معصوم نہیں مانا جاسکتا، کیونکہ یہ وہاں نہ کھوا نہیں جاسکتا، تو بھی امام مظلوم ضرور تھا، جس کو ظالموں سے مظلوم کر دیا گیا تھا، جو صرف دینی ہوتے تھے، نہ ہرے کے پیچھے سے حضور کریم ﷺ تاتے تھے، جس کا صرف قلم قراصل ہاتھ حضور کریم ﷺ کا تھا، جس کے قلم کے لئے کھو ہر لاکھ کو بھی سوائے پاک نے مانگنا فرمایا تھا، جس کے بیڑ ہمارے کو خود مسیحتی وادے ﷺ نے ایسی شبیں عمارا تھا، کہ کسی بھی ظلم کا سواں دلیل دیتے، اور چند صفت میں اس کا صحیح جواب حاصل کر لیتے، جس کی طبیعت ظالموں کے مظلوم سے مظلوم تھی، جس کو اکثر ظلم کسی نہیں، بلکہ وہی تھے، جس کو ہرے اٹھائیں ظلم مصطفیٰ وادے ﷺ کی دوبار سے اور آسانی نہیں سے حاصل ہوئے، ایسی شخصیت ہے، جس کی زندگی پاک و صاف اور دوزخ اللہ کی درخشاں میں گزرنے کی قرآنی بشارت بھی الہام کی گئی اور مرنے کے بعد کی مطہرت کی زندگی بھی اسی پر الہام کردی گئی، جس کو دینی ظلم بھی آسانی نہیں سے سکھائے گا، وغیرہ وغیرہ۔

بکھ نہ سچے خدا کرے کوئی

جا کر اس کو سامنے رکھا بھی یہ سوچ بھی نہ تھکے کہ اس کی کسی گزیر، بالائی، بالینیل، یا کسی حقیرے کی تشریح کو کیسے زبردست بحث لایا جاسکتا ہے، اور کیسے حریف دلیل و بحث کی چھانچھان نکال جاسکتی ہے۔ مٹی طور پر اب یہی جتنا ہوا نظر آ رہا ہے کہ امام احمد رضا اگر کہیں، کہ قرآن کی آیت میں زہل سے مطلب اپنے عار میں اپنے مفروضہ مقام سے سرکنا اور ہٹنا نہیں، بلکہ گردش نہ کرتا ہے، تو ابھی سارے مقابلہ سے کو پیچک کر آسمان صدقہا کہتا ہے، اور کسی نہ کسی طرح کی کوئی جھوٹیل مثال لیتی ہے، کہ جب امام وقت فرما رہے ہیں، تو زمین ضرور ساکن ہے، اور کشش ثقل ضرور سرور و نظریہ ہے، اور اگر ہمدرد امام لڑائیں، کہ ایک ایک مہارتوں کی وجہ سے امام چاروں جہتی انکار، علماء، ضرور کافر اور مرتد ہیں، اور ان کو کافر نہ ماننے والے سب ابھی مرتد و کافر ہوں گے، اگر بغیر دلیل کے کہتے ہیں کہ شیعہ، غیر مقلد، نجدی سب کافر ہیں، تو ابھی کہنے آسمان صدقہا، کہیں کہ امام مخلوقہ للآخرۃ سے ہی کہتے ہوں گے! جس کا قلم حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہو، اس میں شبہ کیا بحث کیسی!

یہ سب کچھ پچاس برس بعد ہوا ہے

کار نہیں کام یہ کچھ بھی ٹوٹ کر رہی، کہ یہ سب انکشافات رحلت کے پچاس برس شروع ہونے والی ایجادات کی زبردست کام کے دور میں ہی ہوا ہے ہیں۔ جب زندہ تھے، تو کسی نے نہیں دیکھے اور سمجھ گئے۔ کیونکہ کہ دارِ سامنے تھا۔ بعد کے قریبی دور میں ابھی سامنے نہیں لانے گئے، کیونکہ آنکھوں و کچھ گواہ موجود تھے۔ پچاس برس بعد کا ایک یہ سب کچھ جو سامنے آنے لگا ہے، تو نہ تھے روزِ ایسے بے انکشافات کی ہر طرف ایک قسم کی سوسلا و عمارتِ بارش شروع ہو گئی ہے، جن کو اس کے علماء و حضرات، جنہوں نے ابھی نہیں نہیں دیکھا، اور نہ سوانحی نگہیں۔ پچا غالب کی طرح یہ سوچ کر، اور یہ دیکھ کر، کہ:

ہاگ ہو تو اس کو ہم بھییں ۱۵

جب نہ ہو کچھ بھی، تو دھوکہ کھائیں کیا

معاصر ساقیوں کی حالت

ڈاکٹر محمد مسعود کو اس بلی ہوئی چادر بلی حقیقت کا مکمل عکاس ہے۔ کہ کسی بھی شخصیت کے حالات و افکار میں اس کی اپنی تصانیف کے بعد معاصرین کی یادداشتیں اور خطبات و بیانات اہمیت رکھتی ہیں۔ لیکن یہیں معاصرین کی یہ حالت ہے کہ خود اپنی حضرت کے منہجے، شاگرد اور انہیں سال سال ساتھ رہنے والے مسنین رضائے جو یادداشتیں لکھ رہے ہیں۔ وہ بھی اپنی زندگی میں شائع نہ کر رہے ہیں۔ ان کو اب کہیں سے نکال کر ۱۹۸۳ء میں ڈاکٹر صاحب کی اصطلاح سے پاکستان میں شائع کیا گیا ہے۔ یہ قول ڈاکٹر صاحب ایک اہم ساقی علیہ السلام پر ہیں اپنی عقل پر ہی کی یادداشتیں بھی ”اکرام احمد رضا“ کے حصوں سے ڈاکٹر صاحب نے ہی مرتب کیں۔ بعد مرکزی مجلس احمد رضا اور نے شائع کیں۔ نمبر ۷ ساقی علیہ السلام نے بھی رطلے کے نمبر میں بعد ہی ساقی لکھی۔ (سیرت اہل حضرت، از مسنین رضائے ابدانہ ص ۱۷۵)

دوسرے معاصرین نے کیا سمجھا

دوسرے معاصرین نے احمد رضا خان کو کیا سمجھا۔ اس کی زندگی میں اس کی رطلے پر کم از کم تھوڑی بڑھات میں ہی کیا لکھا۔ یہ اہم خانہ اس طرح خالی ہے کہ خود ڈاکٹر صاحب نے یہ خالی نہ کرنے کے لئے لکھ لکھا بھی، تو صرف علماء عرب کی وہ عبارتیں ہی وصول ہو سکے جو انہوں نے حرم الحرمین اور اہل بیت کے خطبہ میں لکھی تھیں۔ جن کو کسی بھی طرح معاصرین کی آراء نہیں مانا جاسکتا۔ کیونکہ وہ احمد رضا کے مکمل کام اور مقام اور وہ مسٹر کے خطبات سے واقف تھے۔ ایک عالم نے جو خطبات لکھے ہیں یہی اتحاد کر کے تصدیق بھی کی۔ اور ایک بہان عالم کے اسرار میں اس کو کچھ اجازتی خطابات سے نواز دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے ان ہی کو کثرت جان کر دیکھا کہ ”کافل بریلوی“ علماء مجاز کی نظر میں ”اور“ امام احمد رضا اور عالم اسلام ”گھڑ کر دیکھا وہ کہ ان کا اپنی حضرت معاصرین کی نگاہ میں کیا تھا۔ خود اپنے لکے کے معاصرین کے بارے میں ڈاکٹر صاحب کی تحقیق کا کچھ سال سے انتظار ہے۔ شاید ان کو بھی یہ لکھی جھڑی ہوگا

خود اپنوں نے یہ مناسب سمجھا

ساحرین تو درکار، خود اپنوں نے کیا کیا ہے؟ وہ عالم جاہلین بنوں نے سب قریہوں کے لئے مناسب جگہ بنو اٹھاواں گئی۔ خود حسین رضا اور مفتی برہان الدین نے اپنی بارہا شیخی خود شایع نہیں کروائی۔ ”دنیا جہاں کی گلوں سے بھی اہلی ثلثے“ خود اپنے بیٹے اور مفتی اعظم ہند نے اس طرح فکر اندازہ کئے (یا اسی لاکھ کئے) کہ اپنی طویل زندگی، یعنی ۱۹۸۳ء تک، یعنی اہلی معرفت کی رحلت کے ۶۲ برس بعد تک بھی جہول واکبر صاحب کے بھی بارہا میں سے صرف پانچ ہی جلدیں مہمپ نکلیں۔ حالانکہ یہ خاندان ہندو چاکیردار بھی تھا، اور جہول واکبروں کے امور رضا خان اکبر کی دلیرانہ ادارے اور دوسرے بھی جن کے ذریعہ سایہ پالی رہے ہیں۔

مزید کار نہیں خود سونگھی

اب یہ کار نہیں کر ام کے سوچنے کا کام ہے، کہ اہلی حضرت جیسے (جہول واکبر مسعود) ”مبقری شرق یعنی Genies of East“ کے ساتھ سب ساحرین، سب مانتھیں، سرچیں، تحقیقات معروض اور خود اپنے اہلی علم وراثوں کی طرف یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ نہ صرف اہلی تحقیقی کتابیں کو شایع نہ کیا گیا، بلکہ صرف سب قریہوں کی قبرست خاک سب مسودوں کو پہلی حفاظت کے ساتھ محفوظ کر رہے کا انتظام بھی نہ ہو سکا، اور یہ کام بھی اب تیسری نسل کو کن چاروا ہے، کہ کوئی اور کئی کتابیں لکھیں، اور وہ آج کہیں کہیں کس حالت میں کس کس کے پاس موجود ہیں۔ یہ اکثر شکایت بھی آج کل ہی ہورہے ہیں، کہ فلاں سے اتنے سوارے ملے ہیں، جن کی چھان بین ہودی ہے۔ فلاں جگہ یہ مکان ہے۔ دلیروہ دلیروہ چاندرا کام جادو سوار، جادوئی کی سب آٹھ سو سے بھی زیادہ کتابیں بیع قبرست اس کی زندگی ہی میں مہمپ نکلی تھیں۔ پانچ دساک ہندو دھن شایع کرتے رہے، جو سلسلہ برسوں بعد تک جاری رہا۔ رحلت فرماتے ہی مکمل سوانح سامنے آ گئی۔

قی قتل کے وقت کے معروضات ملنے سے پتہ چلا کہ کرام خواروں سب کچھ بر غیب ہو گئے، اور یہ ہادی قی قتل کی طرف ہی تھیں۔

فصل چہارم

صفحہ ۱۰۳-۱۴۱

حیاتِ اعلیٰ حضرت - اصل حقائق

(اپنے بھتیجے، شاگرد اور آخر تک ساتھ رہنے والے
رفیق، اور خاص الخاص شاگرد اور ساتھی کی سوانح کی روشنی
میں)

اصل حالات و حقائق اور تازہ احوالی کردار میں زمین و
آسمان کا فرق۔

حیات اعلیٰ حضرت

اصل حالات

ابھی تک کوئی مستبرِ احنک کی سوانح سامنے نہیں آئی

کارِ نبی کریم!

ہم نے کچھ کمال میں فاضل بریلوی کی زندگی اور کام کا وہ پہلو پیش کیا، جو ۱۹۷۰ء کے بعد کے بریلویت کی احیاء نو کی ہم کے دوران طاری کیا ہے، جس کو خالص "ایجاد بندہ" ہی کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اس کی تائید میں خود احمد رضا خان کی زندگی میں اس کی اپنی طرف سے اس کے اپنے غرض اور خاندان کی قربات سے، اور کسی معاصر کی کھس ہوئی مستبر سوانح سے، یا معاصر علماء کی قربات اور خود اعلیٰ حضرت کی اپنی اب تک بھی ہوئی کتابوں سے بہت ہی کم تصدیق ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ یہ سب کچھ کلی مذاہل نظر آتی ہے۔

پھر اس بارے میں اعلیٰ حضرت کی رحلت کے اسی برس بعد تک بھی یہ حالت رہی، کہ احیاء نو کی ہم کے آج کے خالص اعلیٰ صاحب کو بھی بریلویت پر اپنی دہری ہی کتاب "فاضل بریلوی علامہ ہماز کی نظر میں" (۱۹۷۲ء میں) سطور ۱۲ پر یہ اعتراف کرنا پڑا کہ "ہو یہ اور حوصلہ دور کی سوانح پر نظر اعلیٰ جائے، تو قابل ذکر کتابیں انہیں (غیر بریلوی) حضرات کے پاس نظر آتی ہیں۔ مثلاً یہ کتابیں..... (سترہ کتابوں کے نام دے کر) سمجھتے ہیں کہ "اعراض ہے شہر کتابیں ہیں، جن میں سے بیشتر سوانح علامہ کے خاصوں کو ہمارا کرتی ہیں۔ لیکن اس کے برخلاف فاضل بریلوی کی سوانح پر جو کچھ لکھا گیا ہے، وہ واقعات کے منظر اور اصل مدائی کے ذیل میں تو آتا ہے۔ (لیکن) سوانح کا اطلاق اس پر مشکل ہی سے کیا جاسکتا ہے۔"

اس تحریر کو آج مزید تیس برس گزر چکے ہیں، اور اس دور میں ڈاکٹر صاحب جیسے ذہن

ہوا۔ جس میں اکثر واقعات اور ان کے پیش کرنے کی طرز وی ہے۔ جن کو پہلے خود واقعات کا
تفصیل اور دل دہانی قرار دیا تھا اور مانفہ بھی زیادہ تر وی رہے۔

اس طرح حرحہ پنچس برس تقریباً اس حالت میں گزرا۔ اب دہلی کے ۸۳
سال بعد، اور احیاء نو کے انتہائی متحرک ۳۵ برس کے اور کے بعد بھی اگر یہی حالت ہے، تو
کوئی کیا اور کیسے امید رکھے، کہ کہیں یہ سواد ضرور سوجھ بوجھ لے گا، چھپے گا، اور ایک مکمل نسخہ
دلی، مطلق سیرت و مکتبی ضرور نصیب ہوگی۔ اسی لئے اب ایسے دھڑوں پر کم از کم ہمارے چھ
لوگوں کی تو حالت چچا غالب دلی ہی ہوگئی ہے کہ:

نہرے اہرے پر ہم بنے، تو یہ جان بھرت ہوا

کہ خوشی سے مراد نہ جائے، اگر اقبال ہوا

اسی مقالے میں ڈاکٹر صاحب نے پہلے لکھی ہوئی ان سات سوانح کے لئے بھی خود یہ
لکھا ہے کہ میں میں کوئی ایسی نہیں۔ مگر کوئی اقبال سے مکمل سوانح کہا جاسکتا۔ یعنی ظہیر الدین
بہاری، نسیم ہستری، بدر الدین قادری، شاہد علی شاہ، مانفہ انور قادری، قلام سرور قادری، مطلق
ظہانت علی قادری کی لکھی ہوئی سوانح، جری آج تک موجود ذخیرہ ہے۔

دوسرا سوانح نگار

اس طرح ابھی تک چھپے ہوئے موجود ذخیرے میں بریلوی اپنی حضرت کے اصل
حالات اور حقائق کے مسئلہ اور تاریخ صرف دو کتابیں ہی کی جاسکتی ہیں:

۱- "مہانت اپنی حضرت" صدر دلی، از ظہیر الدین بہاری، جس نے ۱۹۵۳ء
برس بعد بھی سامنے نہ آئیں۔ جس میں دلی دہانی کے باوجود، کچھ حقائق بھی ہیں۔

۲- "سیرت اپنی حضرت اور کرامات" از سیدنا حسین رضا خان۔

پہلی کتاب کے مصنف سیدنا ظہیر الدین بہاری احمد رضا خان کے شاگرد اور ولیفہ اور
الزعمہ ساتھ رہنے والے سیدنا ساقی اور رفیق تھے۔ جس کے بارے میں خود اپنی حضرت نے
۱۳۸۹ھ میں ولیفہ تاریخ الدین کو لکھا، کہ "سیدنا ظہیر الدین قادری سطر" نتیجے کے یہاں کے الزعم
۱۰۰۰ سے تیرا اور انہیں لڑا۔ یہی تفصیل ملو کی، اور اب کئی سال سے میرے مدرسہ
میں رہ رہے لیکن ہیں۔ (مہانت اپنی حضرت سطر ۲۳۳)

دوسری کتاب کے مصنف مولانا حسین رضا خان، خود اپنی حضرت کے گھر کے آدمی یعنی بیٹے بھی ہیں اور شاگرد بھی اور نہیں برس کا عمر اپنی حضرت کے دست راست ہو کر گذرا۔ ان کی اپنی سوانحی ایوان شہنشاہی کو قلمی مسودہ سے ۲۷ سلاطین کی سوانحی کتاب کا روپ بھی لا کر مولانا نے ۱۹۸۳ء میں دیا، جس کو منجانب اسطرح سے لاہور نے شائع کر دیا ہے۔ جس کو نہ معلوم موصول نے اپنی زندگی میں سرمد و گل دے کر شائع کر دیا مناسب کیوں نہیں سمجھا؟

والد ماجد بخیر دار تھے۔ چاند دار کے چھڑے

اسی مولانا حسین رضا کے مطابق اپنی حضرت کے والد ماجد مولانا قلی علی خان سات گاؤں کے چاند دار زمیندار تھے۔ وہ ۱۵ چھ قصبے کے پنہاں تھے۔ جو شہر کے دروازے میں شمار ہوتا تھا۔ اور رضا خان کے والدین کو ۱۵ بچے سن رضا خان اور مولانا رضا خان اور ۱۵ بیٹیاں تھیں۔ آخر عمر میں اس نے سات گاؤں میں سے ۱۵ گاؤں اپنی بیٹیوں کے نام کر کے، باقی سب پانچ گاؤں اور رضا خان کے نام لکھ کر، ان کی آمدنی سے پچاس پچاس روپے ہمارا باقی دلوں بیٹیوں کو ملنے رہنے کی وصیت تھیں۔ اور رضا خان نے اپنے دلوں بھائیوں کی نکاح کرتے ہوئے اس وصیت نامہ کو منظور نہ کیا۔ آخر میں آدمی چاندیار اور رضا خان کے نام اور باقی آدمی دوسرے دلوں بیٹیوں کے نام کر کے وصیت رہنم کر دالی، اور کچھ عمر بعد رحلت فرمائی۔ حسین رضا صاحب اپنے والد کی وصیت کے بغیر اس کو اپنے حرم چاہی حضرت کا انکار فرما رہے ہیں، کہ ان کے اس انکار سے ان کا باپ اور چچا بھی زمیندار بن گئے، ورنہ پچاس پچاس روپے سے دنیا کی کتنی بخشش میں ہی رہتے۔ (صفحہ ۸۵)

حالانکہ عام انصاف اور شرعی حکم ”کا دوسرا فتاویٰ“ کے تحت ہر ایک کو اپنا شرعی حصہ ہی ملنا اور لینا چاہئے تھا، حسین رضا نے یہ بھی لکھا ہے، کہ اپنی حضرت کے چاروں چچا (شاہ اپنی حضرت علی کے دادا رضا علی خان کی ایک بیٹی کسی وصیت کی وجہ سے) برسوں تک اپنی حضرت اور ان کے بھائیوں کے ساتھ چاندیار کی مقدرہ بازی میں مصروف رہے۔ کم چاندیار اور زیادہ خرچ اور بھر مقدرہ بازی کی وجہ سے وہ چاندیار کے کچھ حصے بیچنے پر مجبور ہو گئے رہے، اور اپنی حضرت کی والدہ ماجدہ اپنے بھائی اور رضا کی چاہت کے تحت خرچ میں کفایت کرتے ہوئے چاندیار کے وہ حصے بھی خرید لے رہیں۔ مقدمات کا یہ سلسلہ

سات آٹھ برس چلا رہا۔ (صفحہ ۸۵ اور ۸۶)۔

بیٹوں نے بھی احمد رضا سے سیکھا کیا

جانیوہ کے پچھترے شاخہ اس خاندان کے حراج کا حصہ بن چکے تھے۔ آخر میں اہل حضرت نے چاہا کہ بلکہ صریح کر چاکر مدینہ منورہ میں رہیں، لیکن بھائیوں نے شدید مخالفت کی۔ یہاں تک کہ اہل حضرت نے ۱۳۳۲ھ میں اپنے دادا دار دوست مولوی مرکان علی کو جو کھانا کھا، اس میں اس بارے میں شکایت کے اظہار یہ ہیں: "بہت مرگ قریب ہے اور میرا دل بدستور ہو گیا، کہ سطر میں بھی مرنے کو نہیں چاہتا۔ اپنی خواہش یہی ہے، کہ مدینہ طیبہ میں انیس کے ساتھ موت اور قبیح مبارک میں خیر کے ساتھ دلی نصیب ہو، مگر جانیوہ کی بددلی یہ لوگ کسی طرح نہ کرنے دیں گے، فریاد کو کچھ تک پہنچنے بھی نہیں دیں گے۔ کوئی حق و سچ نہیں، کہ ہمارے بیچ کر بیلام کردی جائے۔ بجیک پر گزار کرنے کے لئے جانا نہ خرابا جائے نہ دل کو گوارا، دعا کیجئے۔" (یہ خلا "حیات اہل حضرت" میں مولانا حفیظ الرحمن نے صفحہ ۳۶ پر دیا ہے)۔ اسے عظیم اللہ کے دونوں عالم بیٹوں کی یہ کوئی انجی شکایت نہیں۔

مشرق کا ثبوت نہیں دیا

آخر ہمد کھانے والے عالم نے بھی مشرق کا اچھا ثبوت نہ دیا۔ مشرق اسباب کی حدود نہیں دیکھتا۔ خود اپنے نہ قول بھی عرب کے علماء میں حدیث کی سب سے بلند نہ دیکھتے تھے (مطالعہات جلد دوم صفحہ ۷۷)۔ اپنے ہی نہ قول عرب کے علماء نے آپ سے بیعت اور اہانت حاصل کی تھی۔ آپ کے شاگردوں میں بھی سوانح نگار عرب علماء کے نام گھڑاتے ہیں۔ وہیں عقیدہ بھی اسے تھے، کہ سوانح نگار لکھتے ہیں کہ ۱۳۳۳ کے حج کے دوران مکہ مکرمہ میں یکوڑ پارہ رکنا پڑا تھا تو مدینہ پاک کے علماء نے غلی سے انکار کر رہے تھے۔

ایسی حیثیت دلی نصیبت اگر سب سے کام لیتی، تو دونوں کریم امتیوں (علیہ السلام) کا یہ کریم شہر اس سے سراسر بھی نہیں برتا۔ آخر اسی کی زندگی میں اور اس کے بعد بھی آپ اور ادارے سامنے کئی ایسی مشکلیں ہیں، کہ کسی عالم ایسے انتظام کے بغیر مدینہ طیبہ تک،

رہے اور پہنچ میں دفن ہوئے (جن میں اکثریت دج بخدی طہار کی ہے)۔ اور اسے اور محل کا یہ لڑائی بیکہ ابھی مثل مثل نہیں کر رہا۔ (۱)

یہ جھگڑے نہٹ نہ سکے

خود امیر رضا خان اپنے خاندان کے یہ جھگڑے اپنی زندگی میں بچا نہ سکے۔ رحلت سے دو کھلے سزا مند پہلے جو وصیت نامہ لکھا کر اس پر "بھگم خود بحالت صحت" کے الفاظ کے ساتھ دھکا کئے، جن کی تحصیل قضا پہ قضا حسین رضا خان نے وصایا شریف میں دی ہے۔ اس کے نمبر ۱۳ کے الفاظ دیکھیں: "تھے میں سطر کی نسبت جو خطبات حامد رضا خان کے ہیں، میں نے تحقیق کیا، سب لفظ ہیں۔ اور وہ احکام ہے اصل۔ یہ شرعی مسئلہ سے کہتا ہوں، نہ رو رعایت سے، ان کی قضا بھی ہے، ان پر ان کی اطاعت و محبت واجب ہے، اور ان پر حق سے محبت و شفقت لازم۔ جو اس کے خلاف کرے گا، اس سے میری روح ناراض ہوگی۔"

انگریز سے بہت اچھے مراسم تھے

ہم نے اس کتاب میں ملک سوانح پر تحصیل سے ذکر کیا ہے، کہ امیر رضا خان نے بھی کسی سوتے پر انگریز سرکار کی خلافت میں بیکہ ابھی نہیں لکھا۔ یہ اس کا خاموشی ورثہ تھا۔ اور صاحب سوانح ابھی ملی خاں کے بھی سرکار سے مراسم جاگیر و خانہ قسم کے، لیکن بہت اچھے رہے۔ عہد ہند کی جنگ آزادی میں بریلی ایک اہم مرکز تھا۔ جہاں بخت بہادر خان، اور سادات نور علی بریلی، اور کافی عوام سرحد کی بازی لگائے ہوئے تھے۔ سوانح ابھی ملی خاں اور ان کے داماد رضا علی خاں نے اس میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ جنگ کے خاتمے کے بعد انگریز نے مسلمانوں کی جان، مال و عزت کے ساتھ جو بیکہ کیا، وہ ہر ایک کو معلوم ہے۔ خصوصاً طہار کی تو جان پر نفا

(۱) ملی خاں کے پاس میں یہ بیکہ ابھی ان میں ہے:

شہادت اہل حضرت کے جلد دم کے فرما میں اپنے دوسرے جگہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتے ہیں، کہ سب سے بڑا شرط یہ تھا، کہ والدہ صاحبہ سے کچھ اجازت لی جائے، جس نے پہلے جگہ سے لڑنے کے بعد پہلا اور یہ لے لیا تھا، کہ جگہ کا فرض خدائے خدا کر رہا۔ اب میری زندگی بیکہ اور والدہ نہ کر رہا، اس سے مگر کوئی حالت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

ہوئی تھی۔ ہر ایک شیخ اہل ایمان اپنے مقام کو پہنچ کر دوسرے دوسرے جہان اور عزت پہنچا کر رہا تھا۔
 ایسے میں یہ چار خاندان مکمل سکون سے اپنے گھر، سوچو اور دوسرے دوسرے محکمہ پر رہا تھا۔ سوانح
 چار خاندان "سوانح اہل حضرت" میں ص ۱۰۲ پر لکھتے ہیں کہ "مسلمانوں کو گرفتار کر کے عین دار
 پر چڑھا جا رہا تھا، شہر کے ہاڑ بڑے بڑے لوگ گھروں کو پہنچ کر دیکھتوں میں جا کر
 رہائش ہو گئے تھے۔ مسلمانوں نے لوگوں کے اصرار کے باوجود بریلی نہ پہنچی تھی۔" سوانح چار خاندان کو
 بہت درجات اور ایمان و توکل پر کرامت قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں بتاتے کہ ایسے ایمان و
 کرامت والے ملک بھر میں کتنے لوگ کون تھے۔ اور ایسے وحشی ملت دشمنوں کے سامنے اس
 کی شرعی اجازت ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ اپنے مرام پر ہی مجبور رہا۔

تفصیل علم

علمی دنیا کا دستور ہے کہ ہر ایک کو اپنے تعلیمی ادارے اور اساتذہ کی علمی حیثیت پر نظر
 ہوا کرتا ہے۔ اور اسی سے اس کی علمی حیثیت اور ہر ایک علمی کا معیار پرکھا جاتا ہے۔ شرعی علوم
 میں تو ہر ایک علمی شخص کے مکمل سلسلہ کو خاص اہمیت دی جاتی ہے، کہ اس طرح اس کا روحانی
 تعلق حضور کریم ﷺ تک لگا جاتا ہے۔ جس کو خصوصاً برکت کا سبب مانا جاتا ہے۔

لیکن اہل حضرت کو یہ خبر ہے کہ وہ اپنے دینی علوم کے بارے میں اپنے والد کے علاوہ
 کسی کے سرچون مست نہیں۔ اور ان سے ہی یہ سارے علوم گھرے حاصل کئے۔ اپنی انھیں
 علوم کے لئے طرہ ان کا اپنا دینی ہے کہ وہ ان کو اپنی طور پر محض رب تعالیٰ سے الہامی فیض
 سے حاصل ہوئے۔ جن کا حوالہ اور تفصیل ہم اس کتاب کی تفصیل سوم میں لکھ آئے ہیں۔

دوسرے دوسرے علوم کے اساتذہ اور سند کی طرہ اہل حضرت سے ملے کہ آج تک کسی نے
 انھیں کوئی تفصیل نہیں دی ہے، بلکہ علمی سلسلہ جو بھی ہو، لیکن اس کو بہر حال ضمیرا ہوا پانی تو کہا
 ہی جاتا ہے۔ کیونکہ اپنی سات گاہوں، مختلف جاگیر کی مشغولیوں نے ان کو انھیں چھوڑنے کا
 موقع نہیں دیا۔ سوائے کائنات بھی کم ہی رہا۔

مدارس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی

چھوٹا تو انک جڑ ہے، اس خاندان کو اسلئے بڑے دیکھ اور اپنی خوشحالی اور عالم ہونے

کے باوجود اپنی تعلیم کے مدارس سے بھی کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اپنی حضرت کے والد مرحوم نے احمد رضا خان کی عمر ۷ تعلیم مکمل کرانے سے بھی تین سال بعد ۱۲۸۹ھ میں ایک مدرسہ "مصباح المجلد ہب" کے نام سے قائم کیا تو اس سے جلی دلچسپی اتنی رہی، کہ "حیات اہل حضرت" کے مصنف علیہ الدین بہادی کے یہ قول وہ متزلزل کرتا کرتا آخر غائبوں کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ اپنی حضرت نے بھی اس طرف کوئی توجہ نہ دی۔ آخر غائبہ بی کے لئے اپنی علمی فراغت کے ۳۵ ویں سال ۱۲۹۸ھ میں ۱۲۸۲ھ کے انچاسویں سال یعنی ۱۳۲۲ھ میں ایک مدرسہ "محرک الاسلام" قائم کیا۔ جس کی حالت بھی یہ رہی، کہ مدرسہ کے قیام کے ۱۲ سال بعد ۱۳۳۴ھ میں اپنے اس ساتھی اور مدرسہ کے کتا دھرتا کو جو عرصہ کہ وہ سولانا علیہ الدین نے "حیات اہل حضرت" میں مکتوب ۱۲۷ پر دیا ہے۔ اس میں خود اپنی حضرت کے الفاظ یہ ہیں کہ "پسوی احمد رضا، نہ دانتا، نہ است دالے بالدار، ایک علیہ الدین کہاں جائیں، اور ایک لال خان (گلگتہ کے بالدار ساتھی) کیا بتائیں"۔ یہ تھا اپنی حضرت کی رحلت سے صرف چوبیس پہلے کا ہے۔

ان مستحق حقائق کے باوجود ایسا غلو کے دور کے یہ جوشِ عقل و اکثر کم مسودہ میں ہی وہ کتب کے ان بنیادی حقائق کے متعلق میں بغیر کسی دوسرے حوالے کے اپنی طرف سے یہ اضافہ مناسب سمجھتے ہیں، کہ "دارالعلوم محرم الاسلام" میں بنگال بہار، پنجاب، سرحد، وغیرہ کے بیٹوں طلبہ تعلیمی علم کے لئے آتے تھے۔"

درس و تدریس

بچی وہاں ساتھی سوانح نگار اس پر بھی حلق ہیں کہ اپنی حضرت نے فراغت کے بعد چار سال پڑھایا۔ پھر مکمل طور پر تصنیف اور ترقی نویسی میں مشغول ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ یہ چار سال بھی اپنے گھر پر آنے والے طلباء کو ہی پڑھایا ہوگا، جیسے خود اپنے والد سے گھر پر پڑھا تھا۔ کیونکہ والد صاحب مرحوم نے جو پہلا مدرسہ مصباح العلوم قائم کیا، وہ احمد رضا کی فراغت کے تین سال بعد ہی شروع ہوا۔

طلبہ کی تعداد

طلبہ کی تعداد کے بارے میں بھی علیہ الدین مکتوب ۱۲۷ پر لکھتے ہیں کہ "اہل حضرت نے علم

چونکہ اپنا ہلکسی عدد سے میں نہیں چڑھایا، جو داخلہ دینے سے طلبہ کے نام منقطع کئے جائیں، اس لئے ان کے طلبہ میں جو مطمئن ہوئے، ان کے نام ۱۲۵۲ ہیں۔ پھر ۱۶ طلبہ کے نام لکھے گئے۔

امیر حسین رضا خان نے سطور ۱۳۰ پر صرف نو عدد نام لکھے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے بھی درسی و تدریسی کے معاملے میں اپنی کتاب "حیات احمد رضا خان" میں سطور ۱۱۹ پر دو حوالے دیئے ہیں: (۱) خود امیر رضا خان نے اپنی کتاب "تفکر البصیرۃ" میں سطور ۶ پر لکھا ہے کہ فقیر کا درسی کچھ... کی عمر میں ختم ہوا، اس کے بعد چند سال تک طلبہ کو چڑھایا۔ (۲) آپ کے صاحبزادے مولانا حامد رضا خان نے لکھا ہے کہ اہل حضرت نے زمانہ طالب علمی میں طلبہ کو چڑھایا۔ لیکن ساتھ ہی بچے حاشیہ میں اپنے اہل حضرت کی مدافعت کا حق ادا کرنے کے لئے یہ بھی لکھ ہی دیا، کہ مولانا سے بڑا درسی نہیں، بلکہ لاکھوں طلبہ مستفید ہوئے۔

اب تاریخی کرامی پر غور کریں کہ سب اس نکتے پر متفق ہیں، کہ صرف شروع میں چند سال چڑھایا۔ دونوں ساتھی سوانح نگار طلبہ کی تعداد ۱۶ یا نو لکھتے ہیں۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ خود اپنے لئے یہ لکھا، کہ فراغت کے بعد چند سال تک چڑھایا۔ پھر بھی ڈاکٹر مسعود صاحب نے لکھ دیا، کہ بڑا درسی نہیں، لاکھوں طلبہ تھے! حالانکہ لاکھوں کو تو آپ کا دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوا ہوگا!

ایسے مقرر بھی نہیں تھے

کیونکہ دونوں ساتھی سوانح نگاروں کی مذکورہ دونوں نسخہ سوانح کی کتابوں میں یہ کچھ بھی حلق طبع جان کیا ہوا ہے، کہ امیر رضا خان دیکھ و تکرار سے احتراز کرتے تھے، سال میں صرف تین دیکھ فرماتے تھے۔ ایک جلسہ دستار بندی، دوسرا میلاد النبی اور تیسرا مرضہ کے عرس پر۔ دیکھ و تبلیغ و چاہت کے جلسوں جلوس میں بھی بریلی سے شاذ و نادر ہی باہر نکلتے۔ پانچ وقت نماز کے علاوہ باقی وقت گھر ہی گزارتا تھا۔ البتہ مصر کے بعد باہر کے گھر میں آنے جانے کا کام کاج دلوں کی مصلحت جتنی تھی۔ جن کی خاطر قرضع تھے اور پان سے کی جاتی تھی۔ حوالہ تھوڑا آگے آنے گا۔ رشاد و چاہت کی کسی مجلس کا کسی نے کوئی ذکر نہیں لکھا۔

قصوف سے بھی دلچسپی نہیں تھی

پھر امر مشدی کو ہاکا اور مسند پر بیٹھ کر لوگوں کی رشاد و اصلاح اور تزکیہ نفس کے لئے ذکر و فکر و مراقبہ اور جاہلیت و حقین کا بھی کوئی انتظام کسی نے نہیں کیا۔

قصوف اور اس کے درجے اول اپنی اور پھر دوسروں کی بھی اصلاح سے بھی اس پر بے خاندان کی کسی دلچسپی اور مشغولیت کا نہیں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ خود والد صاحب مولانا علی علی نقی بھی ۴۸ برس کی عمر تک اظہر مرشد ہی رہے۔ آخر ۱۳۳۵ھ میں مولانا مہدھور بدایونی کی ایجاد پر اسی کے ساتھ خانہ بنی کے طور پر وہاں رہا اپنے بارہ ہفتے مکے، جب کہ خود رضا خان کی عمر ۴۸ برس تھی اور والد صاحب کی ۴۸ برس۔ وہاں وہاں کی شاہ آل رسول سے ایک ہی دن بیعت بھی ہوئی اور اسی دن وہاں کو اظہر کسی تعلیم و تربیت کے تمام سطحوں کی اجازت (دوسروں کو بیعت کرنے کی اجازت) بھی ملی۔ اور نہ خود بیعت بھی صاف فرمائی (۱)۔

حسین رضا صاحب کے نہ قول وہاں پر حاضر سرے میں نے عرض کی، کہ اس سچے پر کرم، کہ مرید ہوتے ہی تمام سلاسل کی اجازت و مخالفت مٹا ہوگی، نہ کسی ریاضت کا حکم ہوا نہ کوئی چارنگی اور پابندی کر دیا گیا۔ بجا اب میں حضرت سید آل رسول نے فرمایا کہ تم کیا چاہو، یہ بالکل چار آئے تھے۔ صرف نسبت کی ضرورت تھی، تو یہاں آ کر وہ ضرورت پوری ہو گئی۔ (صفحہ ۴۰)

دراخ رہے کہ مولانا مہدھور اور دوسرے بدایونی علماء بھی اسی خانوادہ کے مرید تھے۔ جو اس وقت بدعات میں سب سے آگے تھے جن کا مستند تحصیل واکرم نے فصل غلام میں کیا ہے۔ یہ بھی درآخ رہے، کہ بدایونی کے اس خاندان نے کئی سیاست میں بھی حصہ لیا، کہ وہ کیا اور مسلم لیگ اور مصلح پاکستان کے خلاف کونسی کی مخالفت میں پیش پیش رہا، جس کی طرف تحصیل "تحریک پاکستان میں بریلو ہیں کے کردار" کی انکے فصل میں دیکھیں۔ ہم کو نہ تو اس

(۱) اسی گزارشہ کی وجہ سے بعد والے سال پھر اپنے اہل حضرت کے علم و حدیث سلسلہ مہدھور اور شاہ ولی اللہ سے ملے ہیں۔ خود خود اہل حضرت نے بھی "تہہ ہدایت انصاف" میں اپنا حصہ لکھا ہے۔ پھر اپنے دور کی وجہ سے وہ اپنا سلسلہ ۱۲۰ مہدھور سے اور سب سے مستند صالح کی کی گزارشہ کی وجہ سے شیخ طاہر مذہبی سے لکھاتے ہیں۔

نہایت نامعزظ ہے۔ اور نہ ہی کردار پر، لیکن اس خلقت میں جرزہاں اشتہال کی گئی ہے۔
 ہر کسی طرف پائنتی کے وجود کے سامنے آنے پر عمل پلہ کیا گیا، اس سے یہ واضح ہے کہ
 اس اور کا ایک نام نہ ہی اور آئی کل جیسا انڈی قسم کا ہی مری کی سلسلہ تھا۔ اصل
 روحانی تربیت اور اصلاح اسے تصوف اور ہی مرشدی کا مرکز تھا۔ جہاں اہل حضرت نے
 بھی صرف خاندانی ہی کی۔

تصوف میں مہادے اور ریاضت کی اہمیت

مہادے کی تصوف میں قہی اصلاح کے لئے کسی کامل مرشد کی رہبری میں ریاضت اور
 مہادے کا ضروری ہے کہ سیدوادی سلسلے کے بانی بننے والے شیخ شہاب الدین سہروردی جب
 شیخ ابوہریرہ مرشد سید ابوہریرہ بیانی کی خدمت میں آئے، تو اپنی ہر کیر روحانی صلاحیتوں،
 بلند علمی طاقت اور کردار کے باوجود بھی کم از کم سترہ دن شیخ کی تربیت میں سخت ریاضتوں کے
 بعد شیخ نے اس کو مہادے صحت کے لئے بھیج دیا۔ خود سید بیانی، امام غزالی، مجدد ہمدانی،
 سری عسکری، اہل حق مہادی، اور ان جیسے سب سیدوادیوں کی ریاضتوں، مہادوں، اور ذکر و فکر
 اور مراقبوں کے ذریعے بھی کیفیات حاصل کرنے کی پیراہن کرنے والی تحصیل سے ان سب کی
 سوانح کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔

اب کوئی بریلوی اگر اپنے اہل حضرت کی قہی کیفیت اور صلاحیت کو ان سب سے بھی
 نہ پہچانے، تو وہ جانے۔ ہم کو تو یہ مرشد اور مریہ اور یہ افسانے، صرف افسانے اور خاندان پر ہاں
 ہی نظر آتی ہیں۔ خصوصاً جب کہ ہر ایک سوانح میں اہل حضرت کے ذکر و فکر، مراقبے، مہادے،
 سرخوشی، قہی مہادے، درود و دعا، لوگوں کی قہی اور اخلاقی اصلاح کے لئے مجلسوں اور
 اور مہادے کا خانہ قہی طور پر خالی ہی نظر آتا ہے تو یہ رہائی ہی مریہ اور صوفی پن کا داخلی
 کی تربیت ہوا۔

مظہرت کی بشارت کا افسانہ

اسی طبعی جہان میں جہاں کی طرف اپنی ایک کل کردہ کی بھی میں ہی کہ کر فرما دیا
 میں چاہی کرنے کا افسانہ اس میں بھی بریلوں کے اس مہادے کا حاصل ہے۔ مہادے کے گئے

والے اس کے عالم بنے اور بریلویں کے "مفتی اعظم بنو" مولانا مصطفیٰ رضا خان نے پہلے اور پھر اسی کا بھی مناسب سمجھا، جو غفلت اہل حضرت صدر چہارم (مطبوعہ محمد علی کارخانہ کتب کراچی) میں ص ۳۶۱ پر اس طرح موجود ہے، کہ:

"پہلے جج کے موقع پر (۱۳۹۵ھ) میں مکی شریف کی مسجد حنفی میں اکیلا موجود تھا، اور وہ خلیفہ میں مشغول تھا، اندر مسجد میں ایک صاحب کو خلیفہ میں مشغول دیکھا، ایک دم شہد کی کہیں بھی لٹکھا بہت کی سی آواز محسوس ہوئی، میں بھوک گیا کہ بلند مرتبہ ولی اللہ ہیں، کیونکہ وہ حدیث یاد آگئی، کہ اللہ والوں کے قلب سے شہد کی کہیں بھی آواز نکلتی ہے۔ میں دعائے مطہرت کے لئے وہی قدم آگے چلا تھا، کہ اس بزرگ نے میری طرف مد کر کے آہٹوں کی طرف ہاتھ اٹھا کر تھیں ہار لیا، کہ اللھم اظفر لایحق هذا (اے اللہ میرے اس بھائی کی مطہرت فرما)۔ میں نے بھوک لیا، کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے تیرا کام کر دیا، اب ہمارے کام میں آگ نہ ہو۔ اس واقعہ کے شروع کے الفاظ ہیں، کہ "اس دور میں دھانک بہت چڑھا کرتا تھا، اب تو بہت کم کر دیا ہے۔ بھڑکے اہل حالت وہ پاتا ہوں، کہ جس میں خلیفہ نے کرام نے لکھا ہے، کہ خلیفہ بھی ایسے شخص کو صاف ہیں۔ لیکن اللہ نے خلیفہ کی گت چھڑی، لیکن اللہ نے اسی روز سے بھڑکے اہل (خلاصہ)

اس واقعے سے اکثر سوانح نگاروں نے یہ نتیجہ نکالا اور لکھا ہے، کہ اہل حضرت کو پہلے جج کے موقع پر مطہرت کی بھارت دی گئی۔ خود اہل حضرت نے بھی اس سے اہل اللہ کی طرف سے دعائیں کے لئے ہاتھ اٹھائے، کہ اپنے لئے مطہرت کی بھارت ہی سمجھا، اور اس کو ایسا چھٹی اور آواز سمجھا، کہ یہ اتفاق فرمائے، کہ "اپنے آپ کو اس حالت پر پاتا ہوں کہ جس میں خلیفہ، کرام نے لکھا ہے کہ ایسے شخص کی خلیفہ بھی صاف ہیں۔ لیکن خلیفہ نہیں چھڑی۔ لیکن اللہ نے اسی روز سے بھڑکے اہل

یہ بھارت تھی، یا شیطانی فریب!

کسی بریلی محفل نے ابھی تک اس کی تشریح نہیں کی، کہ کسی اہل اللہ کی طرف سے دعائے مطہرت کے لئے ہاتھ اٹھانے سے یہ یقین کر لینا کس طرح درست ہے کہ مطہرت کی بھارت مل گئی۔ جس کے بعد وہ بریلوی دھانک کو کم کر دیا جائے، کہ مطہر کو ان کی کیا ضرورت!

نمبر سے یہ کہ اسی دن، پہلے پہلوڑ اپنے چائیکے۔ حالانکہ ایک کچھ حدیث ہے، کہ بندہ نوافل سے ہی اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ خود حضور کریم ﷺ بھی رات کا کافی حصہ نوافل میں گزارتے تھے۔ مگر جن کو حضور ﷺ کی طرف سے چھٹی جنت کی بھارت حاصل ہوئی تھی، کیا انہوں نے اس کے بعد نوافل پہلوڑ اپنے تھے؟ مگر سب سے اہم نکتہ یہ کہ ”کون سے فقہاء کرام نے فتویٰ اور عقب کی کس کیفیت پر پہلے والوں کے لئے سنتوں کو حلال ہونے کا حکم لکھا ہے؟ جس پر اپنے کو پا کر اہل حضرت نے یہ دعویٰ کیا ہے۔

ان سب نکات پر سب کی طرف سے مکمل خاموشی ہے۔ طعن بات کی جائے تو یہ ایک شیعہ جاتی ٹکراؤ استبداد کا تھا، جس نے انکی مسجد دیکھ کر اہل اللہ کا روپ دھار کر احمد رضا کو بھی ای ویس کو روکا دیا، جس کے ارپے سے وہ بے شمار جاہل مہارت گزاروں کو گمراہ کر چکا ہے، اور صرف راسخ اعظم و المستفید، مابہ اور صوفی بزرگ ہی اس سے بچ سکے۔ جن کی کئی مثالیں لکھ لکھوں میں موجود ملتی ہیں۔ مثلاً خود حضرت جی ان کی سوانح کا مشہور واقعہ ہے، کہ شیطان نے ہادل کی شکل میں آ کر، اپنے کو اللہ بنا کر، حضرت بیٹائی کو یہ بھارت دی، کہ اب آپ مکمل منظور ہیں، آپ کو حریہ مہارت اور ریاضت کی ضرورت نہیں، لیکن آپ نے اس کو دھتکار دیا، کہ جاہلوں! انبیاء کرام ہی کو یہ معافی نہیں ملی، تو میں کیا چیز ہوں!

یہ بڑی علماء کو ان سب نکات کی وضاحت کرنی لازم ہے، کہ اگر سب جگہ کیجے اور کیوں درست مانا جائے، اور یہ منکوں سنتوں وافی کہانی کیوں نہیں ہے؟

تخریج آپ خود کریں

انکی انکی باتوں اور بریلوں کے نہ قول اعجازی اور کرائی نکلتی کو اگر ایک جگہ جمع کیا جائے، اور ہر ایک کی تخریج بھی کی جائے، تو ایک ایک عظیم کتاب بنے گی۔ اس لئے ہم اس کتاب کے حجم کی رعایت کرتے ہوئے، صرف چند اہم مہارت ہی دیتے ہیں۔

ہمارے غیب کے ہونے والوں سوانح کا دستور بھی ہیں، اور اگلے خاصے گروہ کا عالم بھی، جیسے ہم نے ان کا خلاف کر دیا ہے، لیکن ان کے جگہ گئے تو اس خاندان کے ایسے ہائیکہ وراثت غماض و کھارے ہیں، اور جگہ ایسے حرائی اور طبعی حالات بتا رہے ہیں، کہ بہتر ظہر آتا ہے، کہ ہم صرف حوالہ جات پیش کریں، اور حریہ تخریج اور تصانیف، تفادات، و صرا

سرائیلاں، بے محب جانے کی کوششیں اور بے نظریاں و خیرو کے دیکھار کی اور آراء، عقائد، فرائض کرام کی اپنی کچھ پر پھوڑا دیں۔ دونوں حوالہ جات کے لئے ہم ضمیمہ اور بہاری کی ترتیب سے صرف ان کی دونوں کتب کے مضامین لکھیں گے، مزید غور و فکر آپ کا اپنا۔

عنوان آپ ہی دیں

۱۔ رمضان مبارک کا مقدس مہینہ ہے۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی روزہ رکھائی کی تشریف میں کا شانِ اقدس میں اظہارِ اکہمتِ قسم کا سامان ہے۔ لوطِ بُری ہے۔ آپ کے دلائل ایک کمرے میں بٹھا کر کرہ اندہ سے بند کر کے فیرنی کا چال دیتے ہیں۔ بچے کو کہتے ہیں کہ بچوں کا روزہ عیسائی ہے۔ کھانا، کوئی نہیں دیکھے گا۔ بچے نے کہا کہ جس کے لئے روزہ ہے، روزہ دیکھ رہا ہے۔ دلائل آنکھوں سے آنسوؤں کا بحرِ بندھ گیا۔ (صفحہ ۱۳۵-۱۳۶) یہ واضح دلائل کتابوں میں لکھتے ہیں ایک طرح روایت ہے۔ (اس میں آنسو کے بحر بھی کیا بات تھی؟)

۲۔ ساڑھے تین سال کی عمر میں۔ صرف ایک کرتہ پہنے ہوئے تھے۔ آپ صاحبِ اہلِ حرب کے لباس میں ہندو اہلِ مذہب ہوئے۔ انہوں نے آپ سے عربی زبان میں گفتگو کی۔ آپ نے فصیح عربی میں ان سے گفتگو کی۔ اس سبکی کو اب بھی نہیں دیکھا۔ (صفحہ ۱۳۵-۱۳۶)

۳۔ چھ سال کی عمر شریف میں رجب الاول کے مبارک مہینے میں خیرہ، دھنکی اہلِ مذہب ہوئے۔ اور بہت بڑے گھج کے سامنے سب سے پہلی تقریر فرمائی۔ جس میں کم از کم وہ گھنٹے علمِ دہقان کے دریا بہا رہے۔ (صفحہ ۱۳۸-۱۱)۔ (ابھی کہہ رہی تھی نے ابھی نہیں دکھائی؟)۔

کیا عمر، کیا بات!

۴۔ عمر شریف پانچ چھ سال ہوئی۔ صرف ایک کرتہ پہنے ہوئے تھے۔ باہر خیرہ لائے، کہ سامنے سے چند خط لکھیں گزریں۔ آپ نے فوراً کرتے کا انکا دھکی دھکی کر چہرہ مبارک بچھا لیا۔ یہ دیکھ کر ایک خدا تک بولی، کہ وہ صاحبِ امت تو چھپا لیا اور خیر کھول دیا۔ بچے نے بروقت جواب دیا، کہ وہ خیر بھیجی ہے، جب دل بھٹکا ہے، جب دل بھٹکا ہے تو ستر بھٹکا ہے۔ جواب سن کر خدا تک غصے میں آگئی۔ (ظاہر ہے کہ اس لئے کہ کیا بچہ کیا جواب دیا۔)

بہاری صلو ۲۳۔ اس حکایت کے لئے دوسرے سوانح نگار ۱۱۱۱ھ میں نے عنوان اختیار کیا ہے
 ”مہربان کی خدمت؟“ اور عابد لکھائی صاحب نے ”الذکر رضائیں صلو ۳۹۱ھ میں اس کو ”بچے کی
 حکمت و ہدایت کی باتیں“ کہا ہے۔ آپ کیا عنوان مناسب سمجھتے ہیں؟

جاگیردارانہ فحاشی

۵۔ اہل حضرت پر باہمن واپس نے ایک لاکھل کپڑا چھوڑا، جب وہ مقدس (بڑوں
 اور بہت سوں کی مدد سے) خارج ہوا تو بریلی واپس نے مہارک ہاریاں بھیجی شروع کیں۔
 پہری بریلی میں جشن کا من تھا۔ مہارک ہاروں کے جلوس ایک سیٹے تک نکلتے رہے اس طرح
 کہ خست ٹوہن حضرات کی ٹوہلیاں خست و منقبت کے نظروں کے ساتھ شہر کا گشت کرتے ہوئے،
 جلوس کی گلی میں اہل حضرت کے گھر تک پہنچتے تھے، جن کے ساتھ مخاطبوں کے خواہن ہوتے
 تھے۔ بعض مہارک کے جلوس میں اسی اسی نوے نوے مخاطبوں کے خواہن ہوتے تھے۔ لوگوں
 کا کہنا تھا، کہ ایسی شاندار مہارک ہاریاں کسی بادشاہ کے اور میں بھی نہیں ہوئیں۔ (صلو ۹۰)
 ۶۔ اہل حضرت کے دارا کے زمانے سے بارہ راجہ الاہل کو بیچ و شام ۲۰ سے بڑے بڑے
 گھس میلا و منتقل ہوتی تھی۔ عام طور پر مشہور تھا، کہ بریلی میں سب سے پہلے میلا وہی غامض
 میں منع کیا گیا۔ (صلو ۱۰۶)

گیل لفظ اچھے

۷۔ آپ کی تھانہ دارا سے نہایت ایک خیالی کبری کا خوب بلیو مرقع کے اور ایک و
 زین طسنت سہی کا۔ دو مچی روزانہ گھس۔ گھس میلا و کا تھانہ بھی ہو جاتا تھا۔ روز سے میں لفظ
 صرف ہاں سے کرتے اور مری کو ایک چھوٹے سے چالے میں تیرتی اور ایک میں پھنی آتی
 تھی۔ (پہننے پر فرما کر کہا کہ ایک سے شروع کرنا اور تک، فہم ترنا صحت ہے۔ (صلو ۱۰۳-۱۰۴)

مجھ پر لگا ہے

دوسری طرف ہوا فیر تھانہ دارا بن صاحب سمجھتے ہیں، کہ تحفہ لفظ اور گیل لفظ اچھے،
 عام تھانہ لکھی کے آنے کی روٹی اور کبری کا طور رہا تھی۔ ایک دالہ بھی سمجھتے ہیں، کہ دس ٹوہن

میں روٹھیں نظر نہ آئیں۔ تو یہ نہیں کہا کر شور بہ پئی لیا۔ اور کہا کہ میں سمجھا کر کھانے پہنچا رہا ہوں نہیں
تھیں، اس نے شور بہا رہا سنت کا (کر اخیر مری خدا میں کھسا ہے۔ (انور رضا ۳۶۶) (۱۱) اور یہاں
جہاں گنگا اور گاہل مل لگتا ہے۔

روزانہ حق کی عام محفل

۸۔ صبر کے بعد مگن میں آپ چار پائی پر جوتے اور مگن میں کرسیوں اور صوفوں پر
لوگ بیٹھتے، اور اپنی جائیں چلی کرتے۔ ان کی توضیح حق اور پان سے کی جاتی۔ (بہاری۔
صفحہ ۶۷)

نوٹ: مخلوقات جلد دوم صفحہ ۲۵۱ پر غور افی حضرت کا بیان ہے کہ کھانے پر ہم اندھا
خصوصی اہتمام کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ پان سے میں والا تو ہم اندھا اور پھلے والا تو ہم اندھا۔
اہل حق بیٹے وقت نہیں چھوڑتا کہ حبیب شیطان اس میں شریک ہو تو اس کا نتیجہ بے مر
ہر کا چارہ، بھر دھوی سے نکلیں جاتا۔

۹۔ صبر کی نماز پڑھا کر گھر مجھے۔ وہاں آ کر نماز پڑھی۔ سوچا کہ صبر کے بعد محفل تو
نہیں تھا۔ پچھنے پر بتایا کہ اخیر قہر میں تشدد کے بعد "سائس کی حرکت" سے -----
ازاد ہو کر لوٹ گیا تھا، مگر جا کر دوست کر داکر لوہا اور اپنی نماز احتیاطا کر لی۔ عبادت کو لوٹانے
کے لئے نہیں کہا، کیونکہ تشدد پر نماز تو فہم ہو جاتی ہے (اس لئے عبادت کی تو ہو گئی۔ اپنے لئے
احتیاطا کر لاری)۔ یہ واقعہ بہاری صاحب نے احتیاطا فی اللہ میں کے عنوان میں اور صفحہ
صاحب نے عبادت کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے۔ (صفحہ ۱۳۶-۱۳۷)

۱۰۔ نقشہ اوقات نماز رمضان المبارک دیکھنے کو سمجھا گیا۔ وہ چند وقت میں وہاں
سمجھا، دیکھا کہ ایک جگہ نفس قہر جو بیخیز کے جزا دی مجھے کا تھا۔ (بہاری صفحہ ۱۳۸) اس کا
عنوان ہے "احتیاطا فی اللہ ہے"۔ (کیا سوچا گا مری کا معیار ہے! بیخیز کا جزا دی صبر)۔

دلوں سوائی کئی برس میں اجازت شرع، احتیاطا فی اللہ میں، تقویٰ، عبادت و غیرہ مجھے تمام
مخلوقات میں اپنے ہی واقعات ملتے ہیں۔ روزانہ کے معمولات، دوکانک، دروازے و کھاتے، صبح
و غیرہ کا کہیں کوئی ذکر نہیں۔

مہر دہونے کے ثبوت - (جہالت کی انتہا)

۱۱- پہلی محرم ۱۳۰۱ کو چاند ہونے پر فرمایا کہ بھی آج تو صدی ہی بدل گئی۔ ساری مصلحت پر چاکر ایک سکوت طاری ہو گیا۔ پھر کسی کو بولنے کی ہمت نہ ہوئی۔ ہر ایک آہستہ آہستہ کر چلا گیا۔ دوسرے روز فرما کر ان کے مہر دہن و حلال سے واسطہ چڑھا تو..... وہ دن ابھی آج کا دن، ہم کو بات کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ جب بعد میں دنیا ان کو مہر دہانے کہنے لگی، تو کچھ میں آئی، کہ یہ وہی دن تھا، جس دن ان کو مہر دہی کے منصب سے نوازا گیا تھا، اور ساتھ ہی ساتھ دوسرے دن تھا ہوا۔ (تھامس ۳۸-۳۹)

۱۲- برہنہ بنے والے مہر دہان ان کے سامنے آتے جاتے تھے دیکھے۔ ایک مہر دہان دہانہ سے پھر لڑکھان، کہ ان کا اگلا حرام آپ کے مہر دہانے کی وجہ سے ہے۔ (صفحہ ۴۹)

۱۳- تیسری صدی کے آخر تک (یعنی ۱۸ برس کی عمر تک) تو کسی دلتہ جہلۃ اصحاب میں بھی روایتی افروز ہوتے، لیکن چوتھی صدی کے شروع ہوتے ہی اصحاب سے یہ کہا، کہ اب ہم کو بھی رنگ بدلنا چاہئے، یہ کہہ کر گوشہ نشینی اختیار کی، اس سے صاف ظاہر ہے، کہ بعد پاک نے صرف اصحاب دینی اور علوم کے لئے مخصوص فرما دیا تھا۔ حالات کے زمانے میں بھی اگر کسی طبیب کے امراء سے چند گزوں کے لئے علمی مشاغل سے الگ ہونے تو مرض کا قہر ہونے لگا، کیونکہ مذہب دینی ہی ان کے روح کی غذا تھی۔ (احسان شریف۔ آخر صفحہ ۱۳۳)

۱۴- دس سال عمر تھی۔ والد صاحب سے پڑھ رہے تھے۔ کتاب مسلم الثبوت پر والد صاحب کے ایک اعتراض کو دفع کر کے دکھایا۔ اس نے کہا، کہ ابوہریرہؓ ائمہ سے پڑھتے تھے پڑھاتے تھے۔ "یہ تھانوی حضرت کا خدا و علم، کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے بچے کو نابالغ پیدا ہونے ہی اپنے علم کا کھادارت عطا دیا تھا۔ اعلیٰ اور علیہ السلام"۔ (ص ۱۳۹)

۱۵- جب کوئی صاحب حج بیت اللہ کے بعد حاضر ہوتا تو پہلے پوچھتے کہ سرکار رسالت میں حاضری دی؟ جواب ہاں میں ہوتا تو فوراً اٹھ کر ان کے ہاں کھانا لیتے۔ (صفحہ ۱۴۰۹ بہاری)

۱۶- منگل کے دن کے حقیقی حضرت علی کریم اللہ وجہہ کائنات ہے کہ (نہیں ہونے)

کی وجہ سے) جو کچھ اس دن کے گا، وہ سچے گا یا وہ ہے کہ، یا چوری ہوگا۔ (تہذیبات، ص ۱۰۰)

صہبن رضا خان نے جو نظم خود وصار شریف تھے اس کے آٹھ ۱۰ صفحات
نمبر ۲۳-۲۴ میں لکھ رکھا ہے جس پر نکات بھی خصوصی قابل توجہ ہیں:

بھرد ہونے کا مزید ثبوت

۷۷۔ تمہارا پہلے چودھری صدی بدلتے ہی، اہلی حضرت کے بدلے کا ذکر ہم نے
نمبر ۶ کے ساتھ دیا ہے، وصایا میں اس کا پھر ذکر کر کے، ص ۲۳ پر اس کے فورا بعد یہ بھی قلم
چی کہ ”اس وقت بندہ احسان میں کوئی ہائل فرق نہیں سمجھتا ہے، جس کے درمیان میں کی پہنچت
قریبی موجود نہ ہوں۔ جب دین میں کوئی نیکو اللہ تو سب سے پہلے حضور کی زبان و لہجہ کو
حرکت دیتی، اور اس کا کمال امتیاز کر کے چھوڑتے۔ میں خیال کرتا ہوں، کہ یہ ایک نیک
انجیر کو کھانے سے لگی وجوہات تک یہ طویل اس سے باز رکھتا، کہ اہلی حضرت کی سبب
زبان اور لہجہ و لہجہ کا کیا جواب دوں گا۔

صحاب کی زیارت کا شوق کم ہو گیا

۷۸۔ وصایا کے ص ۲۳ پر یہ جملہ بھی ہے، کہ ”زیرِ تفتیش کا۔ عالم جا، کہ میں نے
(صہبن رضا نے) مجلسِ مشائخ کرام کو کہہ سکتے تھے کہ ان کو (اہلی حضرت) کو دیکھ کر صحابہ
کرام رضویہ ائمہ عظیمہ، عسکین کی زیارت کا شوق کم ہو گیا۔ علم میں وہ مقام پایا، کہ اہل علم
فرماتے تھے، کہ گذشتہ دو صدی کے اندر کوئی ایسا جامع عالم نظر نہیں آتا۔ (نوٹ: ان ہی ۱۱
صدیوں میں شاد ولی اللہ اور اس کا چہرا خاندان شامل ہے)۔

رحلت کا مکمل جائزہ نیکل

اس سوانح نگار تجھے صہبن رضا خان نے اپنے چچا اہلی حضرت کے آخری رحلت کے
حالات اور ”بیتیں“ ”وصایا شریف“ کے نام سے ۲۴ صفحات میں لکھ کر دیے، وہ انجیل بھی موجود
ہیں، اور ”لکھنؤ اہلی حضرت“ کے ساتھ بھی آخر میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ ان میں الخ۔

والے کی، یا چاہیں کرنے اور گلے والے کی؟

یہ کھانے بھیجے رہنے کی وصیت

مرنے سے دو گھنٹہ حذر منٹ پہلے قلمبند کرانے اور عیال و صحبہ کو اس وقت تک کہ وصیت ہر کسی نمبر ۱۲ میں ایک خالص اہل حضرت کی وصیت کے یہ الفاظ بھی دیکھیں:

"۱۲" سے اگر غلیب خاطر نکلے، تو قاتل بھی جلتے ہیں اور نیکو ہونے والے بھی۔
 بکھر بھیج دیا کریں: ۱۲ کا عرف خانہ زور، اگر چہ بھینس کے ۱۲ کا ہے۔ مرغا کی بر پائی، مرغا
 پاؤ، بکری کا شای کباب، پادھے اور ہلائی، خیرتی، مرد کی بھر پوری دہل بیچ اور گد، دھوازم،
 گوشت بھری بکھر ہیں، سیب کا پانی، انار کا پانی، سوا سے کی برنگ، ۱۲ کا عرف، اگر روزانہ
 ایک چم ہو سکے تو یہاں کرنا، یا جیسے حساب سمجھو، مگر غلیب خاطر، مجبور نہ ہوں۔"

اس کے پہلے حاشیہ میں ہے کہ "بب ۱۲ کا عرف ۱۲ بار دہی بکھر کھایا، تو چھوٹے
 ۱۲ نے عرض کیا، کہ اسے تو حضور پہلے ہی کھسا چکے ہیں۔ فرمایا بکھر کھو۔ اٹھا، اٹھ میرا رب
 سب سے پہلے کھے عرف کا، مگر کھانے کا اور ایسا ہی ہوگا کہ ایک صاحب دہن کے وقت بلا
 اطلاع ۱۲ کا عرف خانہ سارے آئے۔"

کئی اہم سوال

وصیت کے اس حصے کے بارے میں بریلوی علماء پر عام عجیبی طواشری لٹاؤ سے کئی
 وضاحتیں لازم ہیں۔ ایک تو یہ کہ، چاہا جہاں کی سوانح میں کسی نے مرنے سے دو گھنٹہ حذر منٹ
 پہلے والی عین موت کو سامنے لکھی، دیکھنے کی حالت میں اس قسم کی وصیت کی کہیں کوئی ایسی مثال
 ہے؟ حذر ہے کہ کہ "نقل" "سنگ دہا کر کہ" سے یہ مانگا جاتا ہے کہ بریلویوں کا اہل حضرت
 ہندوؤں کے اس عقیدے کو مانتے تھے، کہ میت کے دم پر دے گئے کھانوں کی لذت مردے
 کو پہنچتی ہے۔ جب کہ "یہ" کے ہی ایک عالم سنی عسیر الحسن، اپنی کتاب "تہذیب تصوف" صفحہ ۶۱
 پر لکھتے ہیں، کہ "یاد رہے، کہ باوجود شای و بھ سے، نہ پانی، نہ روغن، اور نہ خیرتی کے غور لے
 اٹھ کر عالم آخرت کو نہیں جانتے۔ یہ کہتے ہیں کہ لذت اور لذت پہنچتی ہے۔" اور اسی وصیت ہمارے
 نمبر ۱۲ میں صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں، کہ "اہل حضرت نے ۱۲ کا عرف خانہ

”تارے ہاں صیحت کے کھانے سے فریب، اسٹیکن کھرام رہتے ہیں۔ کھاتے پیتے تو کب
سب کھا جاتے ہیں، نام احمد رضا خان نے اس بری رسم کی بیخ کنی کر لی اور اپنی وصیت سے
ایک مرد صحت کو زندہ کیا، جس نے فریبوں کے حقوق کو پامال کر رکھا تھا۔ شاہد اسی لئے پاکو
ہو اور عالم اسلام کے علماء کو اس نے آپ کو بھرا تسلیم کیا ہے۔ یہ ہے بریلوی تحقیق! کس بات
کو ایک مرد صحت کا ادویہ اور بھرو کی دہلی کا دیار۔ (۱)

اصل وصیت میں ایسا اشارہ بھی نہیں

ماہی کے بے لوث حقوق میں ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی نہیں سوچا، کہ وصیت میں صحت،
ایصالِ ثواب اور غرباء کا ذکر تک نہیں۔ ”پہنچتے رہتے“ کی وصیت بتا رہی ہے، کہ ان کی لذت
نکلنے کا ہی مقصد تھا۔ اگر ایصالِ ثواب کے لئے اتنا خیر خیرات کرتے رہتے، کہ وصیت ہوتی تو
اس میں غرباء خود یہ خود ہی آ جاتے، اور اس کو بریلی بھی کسی نہ کسی طرح صحت کی طرف بھی
سوز سکتے تھے۔ کیونکہ اس کی بہر حال شریعت میں اصل موجود ہے۔ مگر یہ بھی سہجی، کہ کسی
غرباء کو سرخ چادر اور بریلی اور چالی خیراتی سے زیادہ سونے، اناج، کپڑے، دوائیں، خطبوں
کی شادی، اور قرض اٹھانے کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، جن سے ہی زیادہ ثواب اور دعائیں
حاصل ہوں گی۔ جن کی بجائے بریلیوں نے مرلی بریلی اور قاف کے طریقوں کی کتابیں اور
زیادہ تاکیدیں اور رسوم سے ایصالِ ثواب کو تو تقریباً ختم ہی کر دیا ہے۔ اہلِ حضرت اگر واقعی
انکی وصیت کرتے، تو یہ ان کا صدقہ چاہتے، لیکن وہ علم کے اہلِ حضرت تو تھے نہیں!
بہر حال ان چند واقعات اور حکایتیں سے آپ نے اہلِ حضرت اور ان کے پیارے
رنگ کا اندازہ لگایا ہوگا۔ اس سے زیادہ مثالیں یہاں تارے کے لئے ممکن نہیں۔

(۱) ڈاکٹر صاحب کو چاہئے، کہ اہلِ حضرت کی کتب والی کہانی کو اس رنگ میں ڈاکر
ایک سال اور بھی لکھ لیں۔ بہت سے بے روزگاروں کو روزگار نصیب ہو جائے گا۔ اور احمد رضا
کے حکایتی بھروں نے کسی ایک حرف و دہلی سے اپنے آجائے گی۔

اعلیٰ حضرت کے علوم اور تصانیف کے افسانے

ہمد کے کام اور پرکھ اصل کا معیار

اپنے ہمد اور اعلیٰ حضرت کے علوم اور کتابوں کی تعداد کو بھی پار لوگوں نے خود علوم غیر معیاری سچ کی مدائی (بلکہ ایک بازی) کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یہ بڑی جہالت تھی ہے۔ کیونکہ اسلامی علمی دنیا میں کسی نے دین کے ہمد ماننے کے لئے اس کو معیار نہیں سمجھا اور مانا۔ بلکہ ہمد اس کو مانا جس نے کچھ صدی کے عرصہ میں دین میں مثال ہونے والی بدعات غیر شرعی رسوم و رواج، وقت اور حالات کے گانے گائے نئے فقہوں، عقائد، عبادات، اخلاق، کردار اور معاشی اور معاشرتی میں پیدا ہونے اور پھیلنے والے نئے مسائل اور فتنوں کا بھرپور مقابلہ کر کے اپنے اعلیٰ علمی رسوم، بے مثال کردار، روحانی بلندیوں، اور ہر گیر صلاحیتوں سے سب کا تقریری خود تقریری، خود علمی میدان میں چودے مزم و استحکام سے بھرپور مقابلہ کیا۔ اور ہر ہمد و ہمد سے اس سب کو رد میں لے کر دین کو اپنی اصلی روح اور عقل میں واپس ہادی مادی کیا۔ ایسا معیار پر ہمد اتنے واسطے کی ہمد کی ہمد کا قیاس ہے۔ یہ نہیں کوئی صدی کا چاند دیکھتے ہی اس پر ہمدیت نازل ہو جاتی تھی۔ اس میں مکمل تبدیلی آ جاتی تھی، جیسے مسیحا دنیا نے جہالت دکھائی ہے، اور اس کے دلائل میں لڑکھات پھین کر کے اپنی جہالت کا مزہ ٹوٹ دیا ہے۔ یا ان کے مسود صاحب نے کتابوں کی وصیت کو بھی ہمد ماننے کا ایک معیار قرار دیا ہے۔

دینی علوم ضروری نہیں

اس ہر گیر کام کے لئے ہر ایک مانا ہوا ہمد اپنی تقویٰ، علمی بے لوث کردار، روحانی بلندی، بے اثر محبوب شخصیت، تزکیہ نفس، جلاوس، دین کی تہذیب و تجزیہ و توحید میں اور شرع کے علوم میں ہرگز ہمد و ہمد میں تو ہر حال سب سے بلکہ نظر آتا ہے، اور یہ سب کچھ اس کے لئے ضروری ہوا کرتا ہے۔ لیکن دینی علوم میں عبادت، دین کے شارع یعنی انبیاء اور اس کے

جلدوں میں ان بارہ جلدوں سے کہیں زیادہ ہی ملے گی۔ اور تفصیل میں طوالت کی یہ حالت ہے کہ پہلی ضخیم ۹۰۰ صفحات کی جلد میں صرف دسواں فصل کے لئے پاک، دیکھو، مسودہ پالی کی تحسین مکمل نہیں ہوئی۔ جس میں درمیان میں کی صفحات کی بغیر ترجمہ کے عربی مہارات، اور درمیان میں الم علم کی اور رساں اور رساں بھی شامل ہیں۔ اب ان سے عوام کیا حاصل کریں۔ یہ صرف انگریزوں کی علمی زحمت بننے کے ہی لائق ہو سکتی ہیں۔ عربی کاغذ یہ ہے کہ ہر ایک جلد میں درمیان میں مختلف موضوعات پر چھوٹے چھوٹے رساں بھی شامل ہیں، جو الگ رساں کی شکل میں بھی چھاپے گئے تھے اور بھی کچھ طریقہ تھا۔ اور عربی بھی شائع ہوتے رہتے ہیں۔ تصنیف شدہ کتابوں کی کمرست میں بھی ان کے الگ نام گنائے گئے ہیں۔ خلافتِ قادوسی رضویہ جلد اول میں ۳۶ رساں اور جلد ہفتم میں ۲۶ رساں شامل ہیں (جس میں مظہر رسالہ کتب المسودہ ۶۳ صفحات میں اور تادیاتوں پر کتاب المسودہ اختاب بھی شامل ہیں)۔ یہی حالت جملہ آٹھ شائع شدہ جلدوں کی ہے۔ درمیان میں کی کی صفحات کی طویل عربی مہارات بغیر ترجمہ بھی ہیں۔ اب ان سے عام سوال یہ پچھنے والے عوام کو کیا حاصل۔ مسئلہ اصولی بننے لگے گا۔ ان بحر کی حاشا کے بعد عربی الجھا ہوا اٹھے گا۔

اپنی کمزور ترین سند کو سب کی علماء سے عالی جا

بریل کی اپنی حضرت ی کو یہ انوکھا اصول بھی حاصل ہے کہ علم حدیث جیسا وسیع اور نزاگوں والا علم صرف اپنے والد سے ہی پڑھا، جس کی اس علم میں سند نہیں جان سکتی کی گئی۔ کہ کہاں اور کس سے حاصل کیا اور اس کا سلسلہ کیا ہے۔ باقی ہے پڑھے اور صحبت میں بیٹھے اور نکلتے ہوئے والی اعجازی سند یہ ہیں۔ جیسے ماہرہ کے شاہِ آلِ رسولؐ نے ایک ہی محل میں مرے بھی کیا، اہلِ حدیث سے بھی دی، اور علم حدیث کی سند بھی عطا کی۔ (جس کی سند میں شاہِ مہداحوز اور شاہِ ولی اللہ کے نام ہیں)۔ اسی طرح سید حسینؒ کی نے بھی بغیر پڑھائے صرف، اعجازی سند عطا کی، جس کی سند کے سلسلے میں شیخ عابد سندھی کا بھی نام آتا ہے۔ لیکن پھر بھی اپنے دوسرے جج کے واقعات میں خصوصیات جلد دوم میں مسطورہ ہے اور اپنی قرطبہ میں کہ پاک کے سب علماء کی حدیث کی اسناد اور علم کو اپنے سے کم کچھ کر گھٹتے ہیں کہ ”قرآن میں سینے کے قیام میں خیال آتا کہ حدیث میں کسی کی سند میری سند سے عالی ہو تو اس سے سند لے کر

(برتری) حاصل کروں، مگر بفضلِ تعالیٰ تمام علم سے میری ہی نکتہ عالی تھی۔ تو ہمارے خیال کیا کہ تمام جہاں کے علماء دینی اس شہر میں کوئی علم ہنر کا ماہر ملے تو اس سے وہ بچوں۔“ (ہم اس علم کے ماہر ملے اور ان سے یہ علم سیکھا)۔ جس کا تحصیل سے جان کھاتا ہے (اور ”کھانا ذاتِ احمیہ“ بھی اس علم پر علم ہنر ان چودہ علوم میں گنایا ہے، جو کسی سے نہیں نکلتے، لدنی طور پر حاصل ہوتے۔ تقاضاواتِ قودیکہ ہیں۔

جبکہ علمِ حدیث پر کوئی کتاب موجود نہیں

یہ بھی واضح رہے کہ ہمارے عرب سے اپنی حدیث کی سند کو قابلِ ماننے والے اس مجدد یا اس کے کسی شاگرد کی علمِ حدیث کے کسی موضوع پر کوئی کتاب آج تک شائع ہو کر سامنے نہیں آئی ہے۔ اہلِ دماغوں کے دعوے ہیں کہ آپ نے حدیث کی ۳۸ کتابیں پرہیزِ جواب قسم کے مانجے تھے، اور آج کل اہلِ حضرت کے سب سے بڑے دماغ ڈاکٹر مسعود صاحب بھی ”حیاتِ امام احمد رضا خان“ میں صرف ایک ہی سطر میں مولانا بریلوی کا علمِ حدیث میں نام نہاد تحریر لکھا ہے کہ صرف ایک سطر میں پانچ ہونے پھرنے والے رسائل کا ہی حوالہ دے سکے ہیں۔ جن میں ہر ایک میں ایک ایک سطر پر بحث ہے، جبکہ ڈاکٹر ضیاء الدین اور پروفیسر حاکم علی سے ریاضی اور علمِ جنت پر بحث بڑی کی تحصیل میں سات صفحات پر تحصیل ہے۔

علومِ قدیمہ و جدیدہ کی بحث پر انہیں صفحات ہی ہیں۔ جن میں دماغ سرٹنی والے کلمے الگ کر کے دکھانے جائیں، تو جن چار صفحات ہی بن سکیں گے۔ یہی حالتِ تحقیقات کے لئے مخصوص ”مجلات“ میں ہے کہ کام کی باتیں چند صفحات میں ہی نظر آتی ہے، جن میں اکثر ذکرِ تقدیری و ضویہ کی و حیات کا ہی ہے۔ اس طرح ہماری سوانح میں طبعاً یعنی علومِ قدیمہ و جدیدہ اور روایات کے اہم باب سطر ۷ سے ۱۳۷ تک ۲۵ صفحات میں ہے۔ جبکہ تلفِ گزرات اور کتابوں کے لکھنے کے لئے ۶۸ صفحات ہیں۔ اور بیانات کے لئے تقریباً چالیس صفحات ہیں۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب نے جیب بے کسی دکھائی ہے، کہ طبعی برتری جان کرتے ہیں تو ہمارے علوم میں سب سے اونچی مہارت اور ایک بڑا کتابوں کے دلوے کر جاتے ہیں۔ تحصیلِ دکھانے بیچتے ہیں، تو ہمارا سوا ۲۵ ہونے صفحات میں ہی تمام ۱۱۲ ہے۔

قرآن پاک کے بارے میں تو یہ و حیات بھی لکھ نہیں، کیونکہ ساری پہلی صرف ایک

ترجمہ ہی ہے۔ مگر بھی انہوں نے سب قصیدوں کا جائز ناما نہیں بنوئے۔

ہزار کتابوں کی خیالی داستان

دوسری طرف دیکھئے تو ہر ایک نے یہ جملہ یاد کر رکھا ہے، کہ اہل حضرت نے ایک ہزار سے بھی زائد کتابیں نہیں۔ لکھوائے کر کے ۱۱۷۶ء میں کتاب النوار رضا میں صلوٰۃ ۲۲۲ سے ۲۵۴ تک اور دوسرے نام لکھنے کر کے ۲۸۸ کتابوں کی فہرست دی گئی، تو ان میں بھی کیفیت کے جاننے میں غلطی صرف ایک کا ہے کہ یہ ی ہیں، جو کہ سب ۱۱ ہونے ہونے رہاں ہیں، جن میں سے اکثر ۱۷۷۷ء سے پاس گئی ہیں۔ بہت ہونے ہونے ۱۷۷۷ء سے پاس گئی ہیں۔ باقی سب ابھی تک ہائیں اور خالی ہے ثبوت اور ہے ی ہیں۔

حزب نقشب یہ ہے کہ اس کتاب میں علم حدیث کی ۲۸۸ کتب، اور حدیث کی ۳۷ کتابوں پر حاشیہ لکھنے کا دعویٰ ہے۔ جن میں حدیث اور حدیث کی دو سب مشہور کی گئی ہندوں اہل تعلیم کتابیں شامل ہیں، جو کوئی بھی عالم صرف اس ضمن میں جان کر سکتا ہے، کہ اسلامی علوم کی وسعت تو دیکھو، تو حدیث و فقہ پر اتنی سی دیکھی کتابیں ملتی ہیں۔ حاشیہ کتاب یہ ہے، کہ ان سب کتب کے سامنے کیفیت کا کالم بالکل خالی ہے کہ معلوم ہے، یا سہو یا صوف ہے، اور کہاں کس حالت میں موجود ہے۔ پانچواں کتاب یہ ہے، کہ مباحثہ اہل حضرت میں بہادری صاحب نے اہل حضرت کے اپنی طرف کھینچے ہوئے جن چند غلطیوں کی نقل دی ہے وہاں میں یہ ذکر بھی ملتا ہے، کہ مر کے اخیر جسے تک وہ کی اہم کتابوں کو دیکھنے سے محروم تھے مثلاً:

یہ اہم کتابیں ان کے پاس آخر تک نہیں ہی نہیں

صلوٰۃ ۲۲۲ پر ذوالحجہ ۱۲۳۳ء لکھے ہوئے غلام میں ہے، کہ آپ کی طرف سے بھیجی ہوئی مبارکات ظاہر ہیں۔ یہ روئے اللہ تعالیٰ کیا ہے، اور یہ آؤی بغدادی کون ہے۔ یہ ظاہر کوئی ناگھٹ ہے۔ مصنف کا حزب مخالف یا کتاب کا سال چاپ معلوم ہو، تو اظہار دیجئے۔ (تفسیر) مدارک کا کوئی حاشیہ ہو، تو اس کی مبارکوں کی زیادہ ضرورت ہے۔

مرحوم کے واپی چار سال رہے تھے، کہ شوال ۱۳۳۶ء کے غلام میں لکھا کہ، نصاب کے مسئلے میں ان چند (۱۱) کتابوں کی ضرورت ہے۔ آپ کے پاس ہوں، تو بجز ۱۱۷۷ء نہ پڑے

ہا کر حواصت نقل کر کے پیچھے: ۲۲ جرد خانیہ، زاد المصاب، حقاہ طریح، نزہۃ المجالس، جامع المعروض،
مراۃ الکاشف، خالق دھتری، مطرب طرزی، نہاد یابن کثیر، مصباح البصیر، نثار البصائر، مجمع
الانوار، فتح الہادی، مروج الہادی، ارشاد الہادی، شرح مسلم نووی، شرح مشکل ترمذی لہادی،
اسرار البصیر، شرح جامع البصیر، مرقۃ المفاتیح۔

بریلوی تعلق دارن معمرات کو چاہئے، کہ یہ دیکھیں، کہ ان میں کون سی کتب وہ ہیں،
جن پر انوار رضا میں حاشیہ لکھنے کا بھی دعویٰ ہے اور شرح مسلم از نووی، مروج الہادی اور خالق
قاری کی شرح مشکل ترمذی جیسی عام کتابیں بھی، درحلت سے چار برس پہلے تک بھی ان کے
ہمد صاحب کے پاس نہیں تھیں۔ قصیر مادک، اور روح البانی سے تعلق نہ ہوتا ہی رہے۔
مزید ہم کیا کہیں! قارئین کرام! نو دیکھیں، کہ کچھ نہ سے کیا کیا کس طرح ہا کر غشی کیا ہا رہا
ہے۔

قارئین کرام! یہ کچھ بھی نوٹ کر لیں، کہ انوار رضا کی فہرست میں ص ۳۳۲ پر قصیر
بیضاوی اور خازن پر حاشیہ لکھنے کا دعویٰ ہے۔ حالانکہ اہل معرفت خود مخطوطات میں جلد ۳ ص ۳۰
۳۰۳ پر لکھتے ہیں، کہ ”کاشفی بیضاوی اور خازن وغیرہ (ان مخطوطات وغیرہ) والے دوسرے کون
سے (اور قصیر نہیں) تو پھر ان پر حاشیہ کیوں لکھا ہوگا اس تفصیل سے قرآن پاک اور قصیر اور
درست سے اس ہمد کی دلچسپی بھی صاف عیاں ہے، کہ اگر تک عام کتابیں بھی اس کے پاس
نہیں تھیں۔

ان میں سے کوئی طبع نہیں ہو سکی

قارئین کرام! یہ کچھ بھی نوٹ کر لیں، کہ انوار رضا میں دکھائے ہوئے جن ۸۶ مجلد اور
۱۰ ہائے اسلام کی مشہور ضخیم کتابوں کے حواشی لکھنے کا دعویٰ کیا گیا ہے، ان میں سے درحلت کے
۸۳ برس بعد بھی آج تک ایک بھی شائع نہیں ہو سکی ہے، اور نہ خود فہرست خانے والے نے
تایید کے خانے میں مطلوبہ مسودہ وغیرہ کچھ بھی لکھا ہے۔

اس طرح تو ہم بھی بڑے غلام اور حاشیہ نویس بنتے ہیں

ہاں، اسٹریٹ یا انٹرنیٹ مسودہ کے جازوہ سے کے مطابق منظر عوام میں سے بھی ایسی

آدمی سے بھی زیادہ عظم ایسے رہتے ہیں، جن پر کوئی حق کسی قربر کا نام تک نہیں لکھ سکا ہے۔
 ہر بھی دم سے ہر ایک کا اسے عظم اور ہزار کتابوں کا گھنٹہ پہلے سے نئے شد و نکرۃ ۲ ہے۔ اس
 پر ہم کو ایک لطیفہ کے طور پر اپنی مثال نظر آتی ہے، کہ ہمارے پاس پانچ اندازوں میں جو بھی
 کتابیں ہیں۔ اپنی عادت ہے، کہ ہر ایک پر پڑھنے کے وقت حاشیہ میں اپنی طرف سے اہم
 نکات کی نشان دہی، یا دوسرے قسم کے بکھوٹ لکھ دیتے، شاید یاروں کوں نے ایسے ہی بکھوٹوں کو
 حاشیہ لکھایا ہے۔ تو اس طرح تو یہ کم علم بھی بیخبروں جھوٹی جہی کتابوں پر حاشیہ لکھنے والا کہا
 جائے گا! لیکن یہاں تو یاروں کی زیادتی یہ بھی ہے، کہ ایسی کتابوں پر بھی بسوسہ حاشیہ لکھنے کا
 دعویٰ کر دیا ہے، جو رحلت کے چار سال پہلے تک بھی ان کے اہل معرفت کے پاس قبیح ہی نہیں!
 یا جن کو وہ کسی حق میں ہی نہیں لاتے تھے! بس سب اسلاف علماء کی اہم کتابوں کی لغت
 خاک، سب کتابیں کی ان پر بسوسہ حاشیہ لکھے۔ جہلا، کوئی تو مرنے والا ہے۔ غلط ہو گئے۔

ہاٹل فرقوں کی عام نفسیات

اکثر ہاٹل فرقوں اور جہلاؤں کی یہ فطری نفسیات ہے، کہ وہ اپنے اور سو۔۔۔ تو کہنے سے
 صاحب و خفاک چاہتے کرتے وقت بہت سی جھوٹی حکایت، اپنی گھڑی ہوئی داستانوں، اور بے
 حاشہ حیات کا ہی سہارا لیتے ہیں۔ بریلوی بھی اسی راہ پر نکل آتے ہیں۔ لیکن وہ یہ دلیل نہیں
 کرتے، کہ خالق کی دنیا میں یہ استہزاء اور تکلیل کا باعث بنتا ہے، اور کچھ وار لوگ اس کو
 جہلاؤں کے کارنامے ہی قرار دیتے ہیں۔ جسے آج کے حق بریلوی ڈاکٹر مسعود صاحب نے بھی
 یہ افراد کیا ہے، کہ اس نے خود کہا، کہ کوہ کے غلطاء کے ایک مجمع میں احمد رضا صاحب کا ذکر آیا۔
 تو ایک صاحب نے کہا کہ وہ تو جہلاؤں کے پیشوا تھے۔ ڈاکٹر صاحب کے یہ قول ان کا اسی منہ
 سے درخ حرا۔ لیکن اب ہمارے بھی، کہ اپنی انھیں سالاحت میں وہ کیا کیا ایسا سواد چلی کر سکے
 ہیں، کہ کوئی کچھ عظم والا اس کو فلاحی قرار دے سکے، یا اس کو خوش میں وہ خود کس طبعی ساج پر
 آپکے ہیں۔

شیخ محشر، صاحب کوثر بھی احمد رضا

جہاں تک بے جا دعائی کا ذکر ہے، ہم کی جگہ اور اس فصل کے شروع میں بھی ڈاکٹر

صاحب کا حوالہ دے چکے ہیں۔ دوسری قسم کے حلقہ افغانی کے لئے ہم ایک چھوٹی کتاب سے صرف چند شعری یہاں پیش کر رہے ہیں، جو اہل حضرت کے ہی قریبی ساتھی صاحب مریضی نے اپنے ممدوح کی رحلت کے بعد اسی سال شعر کے مجموعوں میں اکٹھے سلسلہ ۱۰، شائع کرائے۔ جن کے ہم مداح اہل حضرت اور غزلیہ ادوار تھے۔ ہر کی کی کی ہو ہے، یہ اس میں سے صرف یہ چند مداح پیش کرتے ہیں۔ جن میں اس گروہ جانی ساتھی نے شائع کئے چکے کے دو خصوصی اعزازات یعنی شلاحت، اور صاحب کوڑ بھی اپنے اہل حضرت کے لئے جان کر دیے۔ اس بد بخت مداح کے ۳۲-۴۷-۴۸ صفحات کے یہ شعر ہیں:

حشر میں جب ہو قیامت کی تیش اپنے دامن میں چھپا اہم رضا
جب دیا کی سوکھ جائیگی پاس سے جام کوڑ کا پلا اہم رضا
حشر کے دن جب کبھی سایہ نہ ہو اپنے سامنے میں پلا اہم رضا
سز شیطان سے بچاؤ وقیع نزع میرے ایمان کو بچا اہم رضا
قبر و ظفر حشر میں تو ساتھ دے ہو میرا مشکل کشا اہم رضا
دل ملا، آنکھیں ٹپیں، ایمان ملا جو ملا تم سے ملا اہم رضا

یہ مجموعہ حسین رضا خان اور اہل حضرت کے فرزندوں نے جمع کیا، اور سب نے داد دی۔ بعد میں اس پر غصہ بھڑک ہوئی، لیکن کوئی جواب نہ دے سکے۔ حتیٰ کہ ۱۹۷۹ء میں خلیج کتاب انوار رضا میں بھی سطور ۱۰ پر اس کا ذکر آیا تو اس طرح سے لکھا، کہ ”غیر مصنف کے یہ بھول اہم رضا خان نے تو نہ مسلم قبول کئے یا نہیں، لیکن مخالفوں کو ایک جھجھکاؤ مل گیا۔ بہتر یہ، اگر وہ نہ سمجھتے (غلام)، اس سے صاف ظاہر ہے، کہ بریلوی آج تک اس کو ملا نہیں سمجھتے۔ حالانکہ اس کے دلیل میں بھی کچھ نہیں کہہ سکے ہیں کہ پہلے بھی کسی نے کسی کو شیعہ حشر، صاحب کوڑ کہا ہے!

بہر حال اب یہ گارنٹی کر ام اور عام بریلوی ہی سوچیں، کہ قلعہ المومنین، اور صاحب کوڑ کی یہ دونوں خصوصی صفیں اور اپنی ایسی قنائیں اور سیدیں وہ بریلوی بھڑے بھی دہشتہ دیکھنے کو تیار ہیں یا نہیں۔ ہم تو دوسرے کسی اتنی تو کیا، کسی ظہیر سے بھی ایسی مدد ملے، یا اس سے اس پر دیکھنے کے وہ دہشتہ نہیں۔

شیعی اثرات

یہ بھی واضح ہے کہ بریلوی اہل حضرت کے خاندان، ان کی تعلیم، ان کے خصوصی شاگردوں، سوانح نگاروں، اہل حضرت کے کام کے طریقوں، ان کے تحریری کام وغیرہ پر اثر کرنے سے ان میں کئی ایسے بھول خراآتے ہیں۔ ان سے بہت فرق اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس خاندان میں شیعی اثرات ضرور موجود تھے۔

تلف اطراف سے تلف مقامات پر متعدد ذیل خائف کی روشنی میں یہ شبہات جان کر کے یہ الزام لگایا گیا کہ یہ شیعہ اثرات ہی تھے، جن کے تحت، شیعہ حضرات کے اہم دینی رکنی نتیجے سے کام لے کر، سنی لباس پہن کر، امت کے مضبوط ترین فعال طبقے کی خدمت والہامت میں تفریق کا کام کیا گیا۔ حتیٰ کہ مسلسل طبقے پیدا کئے گئے، جن کی آج کل مسابہ بھی الگ، اور ان میں بھی الگ اور جو کے صلوٰۃ و سلام اور قیام جیسے ایک شعار قائم ہو چکے ہیں، اور بات اختلاف سے کہیں آگے جا کر مکمل تفریق تک پہنچ چکی ہے۔ حتیٰ کہ سوانح نگار قادی اور علی بخت نے بھی اپنی سوانح اہل حضرت میں صوفیہ پر بھی لکھا، کہ اہل حضرت نے پچاس سال مسلسل سخت کی۔ یہاں تک کہ وہ مشکل تکبہ طہ قائم ہوئے۔

میں یہاں بہت ایسے ہی کلمات چلی کر رہے ہیں اور ان کے مکمل حوالے بھی دے رہے ہیں، جن سے ان شبہات کو تقویت ملتی ہے۔ اب یہ بریلویوں کی اسرداری ہے، کہ ان کی وضاحت کر لیں۔ لیکن مکمل دواکل ہے۔

یہ نام غور سے دیکھیں

(۱) خاندان کے ناموں پر غور ڈالئے: احمد رضا خان، ابن علی خان، ابن رضا خان، ابن کاظم علی خان۔ خود احمد رضا خان کی پانچ بیویوں میں سے تین کے نام کبیر حسن، کبیر حسین اور کبیر حسین۔ ہائی درجہ مسلمانانہ حکم اور فضائل حکم۔ انوں خاندان کے نام حامد رضا اور مصطفیٰ رضا۔

بریلوی اہل حضرت کے پہلے سوانح نگار اور ان کے مستند ترین شاگرد اور رفیق غار کے طریقہ ساجی علیہ الدین بہاری رضوی نے "حیات اہل حضرت" میں صوفیہ سے آگے مکمل

صلوات میں احمد رضا خان کے پردادا حافظ کا علم علی خان سے لے کر احمد رضا کے جنس۔ بچپن تک میں سے ہر ایک کی اور ان کی بھی اولاد کے مکمل شجرے دیئے ہیں۔ ان پر غور سے نظر آئے پر تعجب ہی رہتا ہے کہ پانچ پشتوں کے اس وسیع خاندان میں ایک بھی نام ایسا نہ ملے، جنہیں ان کی سہیلی کے نام پر نہیں۔ بہت بڑی اکثریت کے ساتھ حافظ علی مثال ہے، جیسے مہدی علی، بابائی علی، فتح علی، فدا علی، مقدس علی وغیرہ۔ انبیاء کرام کا نام بھی دو یا تین جگہوں پر نظر آتا ہے۔ نسواں کی لمبی فہرست میں بھی حضور کریم ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے صرف حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نام بھی ایک جگہ پر ہے۔ سیدہ فاطمہ کے علاوہ آپ کی باقی بیٹیاں جنہیں اور صحابیات میں سے بھی کسی کا نام اس پانچ پشت کی طویل فہرست میں کہیں نظر نہیں آتا۔ صرف ایک جگہ حامد رضا خان کی ایک بیٹی کا نام ام کلثوم ہے۔

نور احمد رضا خان کے بھائی کا نام حسن رضا خان، تو اس کے دو بیٹوں کے نام مسیحین رضا خان اور حسین رضا خان۔ اہل حضرت کے پردادا جس سے شجرہ چلتا ہے، اس کا نام کاظم علی خان، اس کے دونوں بیٹوں کے نام رضا علی خان اور فخر علی خان۔

شیخ تہی پاک کے عشاق

۱۔ ”نہی سوانح اور اسی سوانح میں صفحہ ۱۳۵ پر اپنے اہل حضرت کے پانچ استادوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ”حضرت امام مہد نقوی سرور الصرح کے علاوہ شیخ تہی پاک کے عشاق صرف پانچ نفوس تھیں۔“ لیکن ان پانچ استادوں کے نام گنا تے ہیں۔ اہل بیت کرام کی بہت احترام پرستی مسلمان کی بنیادی تعلیم میں مثال ہے۔ لیکن فقہ شیخ تہی اور مفتی کا خصوصی مقصد ہر ملہم اور استعمال جو شیوخ حضرات کے پاس ہے، اس کے ساتھ نظر اہل حضرت کے اس خصوصی شاگرد اور رفیق کے ساتھ تھا اور ایمان و ایمان یکساں اور سی جازا دے رہے ہیں۔

”باب علی“ کی زوردار حمایت

۲۔ ”باب علی“ شیوخ حضرات کی ایک خصوصی دعا ہے، جس کو ”دعا باب علی“ بھی کہتے ہیں۔ یہاں فقہ ”سبکی“ سے ان کی مراد ”کامیاب کا زوال تھا“ یعنی حضرت علی کی تکرار ہے جو دشمن کو کات دیتی ہے۔ اہل سنت کے مجلس افتادہ محدث اور فقیر حضرت دوا علی قادری نے اپنی

کتاب ”موضوعات“ میں اس کو بے اصل حدیث لکھا کہ اس کو شیعہ کی نہایت نئی باتوں میں سے ایک سمجھا ہے۔

پھر بریلوی اہل حضرت اپنی کتاب ”کائنات و اہل“ میں (مطبوعہ مکتبہ رضویہ عکرمہ سولہ ۱۳۸) پر یہ فرماتے ہیں: ”جہاں ہر مسیحی کی پہلی میں وہ جہاں ہر مسیحی غلط ہے، کہ جس کو کچھ کہہ دیا ہے وہاں کی پہلی جہاں ہر مسیحی کو کچھ کہہ دیا، یعنی تاہل، کہ ہے اہل غلط پر شرک ہے۔ جہاں ہر مسیحی ترکیب و نام پہلی میں فرمایا کہ ہر پہلی سات بار یا تین بار ایک بار چھٹا چاہئے اور وہ یہ ہے ”لہذا علیہا مظهر الصحاب بعدہ عروفاً لک علی الترتیب کل حز و طم یا علی“ یعنی: علی اگر پکارا کہ وہ صاحب کے مظهر ہیں۔ تو انہیں مسیحیوں میں اپنا دعا گار پاد کے۔ ہر ایک تم آپ کی ولایت کے سونے فوراً اور ہو جاتا ہے۔“۔ پھر خوب جوش میں آ کر اہل حضرت اپنی طرف سے نحن بار غرہ لکھتے ہیں، کہ پکارا یاہل یاہل، یاہل۔

یہ بھی لکھتے ہیں، کہ اس دعا کی حربہ تحصیل اور نکلنے کی تین کتابیں ”انہار الاغور، حیات الاموات، انوار الاموات“ میں بھی ملاحظہ کی جائیں۔ یعنی بریلوی اہل حضرت اس کو بڑے اہتمام سے کی جگہ پیش کر چکے ہیں۔ اور عادت چوری کرتے ہوئے یہ لفظ بھی لکھتے ہیں، کہ اس کو کچھ کہہ دیا ہے وہاں کی پہلی جہاں ہر مسیحی کو کچھ کہہ دیا، یعنی اس سے ولایت کا گورنگہ جاتا ہے۔ اس طرح سے اس کے پانچ تین کی حربہ تصدیق ہوتی ہے۔

جعفر اور چامہ پر یقین

۴۔ یہ مشہور فہم عقیدہ ہے، کہ حضرت امام جعفر صادق نے ایک کتاب لکھی، جس میں جملہ حلال اور حرام اور ہر اس چیز کا ذکر ہے، جس کی لوگوں کو ضرورت ہو۔ اور جعفر ایک کی کتاب ہے، جس میں تمام دنیا کا علم درج ہے۔ شیعوں کی مشہور کتاب ”موسل کافی“ جلد اول میں ایک آگے عنوان کے الفاظ ہیں ”باب فی ذکر اصولہ و باہل و اہلہ و صحفہ و طہر طہا اسلام“، اس کتاب میں اس باب میں ان کتابوں کی مکمل تحصیل ہے۔

اور بریلوی اہل حضرت کی تصنیف ”خاص الاموال“ یعنی ”مسلم طہر“ ”مطبوعہ امام ابو رضا اکیڈمی کے سولہ ۳۷-۳۸ پر دو بار بھی ملاحظہ فرمائیے:

”ہر ایک جلد ہے، کہ امام جعفر صادق نے لکھی اور اس میں اہل بیت کرام کے لئے،

جس چیز کے علم کی انہیں ضرورت نہ ہو اور جو دیکھ بیکھ قیامت تک ہونے والا ہے اور سب کچھ تحریر فرمایا، ساتھ ہی یہ عبادت ہے:

عزراہ جاسو اسیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کی دو کتابیں۔ ان دونوں میں علم الحروف کی روایت پر قسم دیا تک جتنے دلائل ہونے والے ہیں، سب ذکر فرمادیے ہیں۔ اور ان کی اولاد اور انہوں سے اکثر مشہور ہیں، رضوان اللہ علیہم ان کتابوں کی رموز کو بچانے اور ان سے احکام لگاتے تھے۔ طلحہ بن مسعود الرشید نے جب امام علی رضا ابن امام موسیٰ کاظم رضا کو اپنے بعد ولی مہد کیا، اور خلافت جبرگوار داد، امام صاحب نے وہ قول فرمایا، لیکن یہ بھی کہہ کر عزراہ جاسو بخاری ہیں کہ یہ کام پورا نہ ہوگا۔ چنانچہ امام صاحب نے مسعود الرشید کی حیات میں ہی شہادت پائی..... اہل آخرت۔

آگے احمد رضا خان حریہ زور دے کر لکھتے ہیں: کہ اس ”عظیم علوی“ شریف مہدک کی بحث اور اس کے علم شرعی کی جلیل تحقیق کھانڈ اس فقیر نے اپنے ”فصلی امروں اور عروہ امروں“ میں ایسی لکھی ہے، جو اور کہیں نہیں ملے گی۔

اہل سنت کے ہاں یہ جعلی روایات ہیں

مذکورہ اہل سنت کے اہل سنت اہل معرفت نے ان دونوں روایتوں کو ایک جلیل تحقیق کیے ہیں۔ جب کہ اس کتاب بعد کلام اللہ یعنی کج بخاری میں جلد دوم میں کج حدیث موجود ہے، کہ حضرت علی نے قسم کھا کر فرمایا، کہ ”خدا کی قسم ہمارے ہاں کوئی کتاب نہیں، سوائے کتاب اللہ کے، جسے ہم پڑھتے ہیں، اور ایک یہ مجھ ہے۔ آپ نے اسے کھول کر دکھایا۔ اس میں دونوں کی عمریں کے حقائق کچھ روایات تھیں اور اس میں عید پاک کے حرم ہونے کی روایتیں تھیں۔“ اس طرح کی دو روایات تھیں کج مسلم جلد اول اور بخاری جلد اول میں بھی موجود ہیں کہ ”علی المرتضیٰ نے فرمایا کہ ہمارے ہاں کتاب اللہ کے علاوہ کچھ نہیں۔“ دونوں روایتوں میں یہ اس مجھ کے بارے میں وضاحت کے طور پر ہے، کہ اس میں کچھ حدیثیں تھیں، جو آپ نے روایت کی تھیں۔ حریہ یہ کہ بخاری شریف میں کتاب الفرائض، کتاب نفاک عید، کتاب الجہاد، باب ذلہ المستعین، کتاب الاخصاص ہیں کج مسلم میں کتاب الہی، باب فضل المدینہ، شیخ ابی داؤد میں کتاب الامناک، نسائی میں کتاب التہذیب، میں سوانہ علی المرتضیٰ سے اسی

الہین اصطفیٰ“ اور ”سلام علی المرسلین“۔ ہمارے باری نام کا نیا۔ ﷺ کے لئے ہے کہ ”سلوا علیہ وسلم تسلیاً“ اور صحابہ کرام اور ان کے تابعین کے لئے ہے کہ ”والسلفون الاولون من المهاجرین والانصار والبعثہم باحسان۔ وحی اللہ علیہم“ انہیں آیات کے مد نظر شروع سے لے کر باب اور بالکتاب نام لکھتے اور ہونے میں حفظ مراتب کے لئے، محکمہ پانچویں میں آنے والی شخصیت کی پہچان کے لئے یہ مبارک رسم و رسم میں آگئی، کہ برقی کے نام کے ساتھ علیہ السلام، تاجدار انبیاء کے لئے ﷺ یا علیہ السلام اور صحابی یا تابعی کے لئے رضی اللہ عنہ اور باقی سب محرم شخصیات کے لئے رحمۃ اللہ یا نور اللہ مرقدہ، یا قدس سرہ جیسے الفاظ تحریر زبان پر لائے جاتے تھے۔ یہ ایک عام مبارک دستور ہو گیا۔ جس پر بعد میں کئی سے عمل ہوتا نظر آتا ہے۔ اس سے اب و احرام کے ساتھ ساتھ شخصیات کی عام پہچان بہت آسان ہو گئی۔ اہل شیعہ حضرات نے اپنے اماسوں کے لئے بھی نہیں وہاں مخصوص لقب علیہ السلام اختیار کیا۔ صحابہ کرام اور تابعین کے تو وہ کمال نہیں۔ اس لئے ہاتھی القاب میں وہ ایک راہ پر نظر نہیں آتے۔ اہل سنت والجماعہ کی قائم کی ہوئی یہ مبارک رسم اس صنف کے مسلمانوں کے مطابق اور رضا نے ہی توڑی۔ جس نے غالباً اپنے آپ کو بھی نمایاں رکھنے کی خواہش میں صحابہ کے لئے مخصوص لقب ”رضی اللہ عنہ“ اپنی پسند کے غیر صحابہ اولاد کرام، اور کرام کے لئے بھی استعمال کر کے، نوبت یہاں تک پہنچائی ہے کہ ہمارے مسلمانوں کے مطابق بریلوی شخصیات میں کم از کم پچانوے فی صد مقامات پر اور رضا کے لئے رضی اللہ عنہ کا ہی لقب نظر آتا ہے۔ ساتھ ہی ”خضر بنہ نور“ کا بھی۔

صحابہ کے ساتھ مشابہت

۹۔ یہ کچھ بھی مد نظر ہے کہ حسین رضا خان آپ کے بھتیجے ہیں، آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ کے سواں نادر ہیں۔ آپ کے دوسرا شریف اس نے ہی مکتبہ کر کے ابو اسحاق پر ہیں آگرہ سے پچھوانے۔ ان کے آٹری سطر پر اسی کے یہ الفاظ ہیں، کہ ”تقریبی کا یہ عالم تھا، کہ میں نے خود بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا ہے کہ ان (امیر رضا خان) کو کچھ کہ صحابہ کرام کی زیارت کا شوق کم ہو گیا“۔ بعد میں اس جملہ کی خطرناکیت کی نشاندہی کی گئی، تو کافی بعد میں مکتوبات میں شامل، ان الفاظ اور الگ اثبات میں وصیت ہمارے آخر والے ص ۱۱

سے ہی کیا گیا۔ اس میں جواز کی بات کے پاس کوئی معقول دلیل نہیں۔ نہ کوئی فقہ کی کتاب تانبہ
 میں ہے نہ کوئی حدیث، لیکن ان کو شیعہ کی طرح اپنی مساجد کی ایک بچان قائم کرتی تھی۔
 کارئیں کرام اپنے بریلوی علماء سے ان نکات کی وضاحت طلب کریں۔

فصل پنجم

صفحہ ۱۴۳-۱۷۳

دیتے ہیں دھوکہ یہ باز گیر کھلا

تازہ احیاء نو کی مہم میں انتہائی غیر معیاری تائیدیں اور
میزبانی قسم کے حربے۔ کھلے اور تحریر میں موجود میوب کا بھی
انکار۔ اللہ پاک کے بارے میں ایسے خیالی عقائد کا گمراہ ہوا
خاک، جو کسی خدا دشمن کفر طہ نے بھی نہ سوچا ہوگا۔ تازہ
اشاعتوں سے ان کے عمل عکس۔ پھر بھی انکار کی حیرت انگیز
جرات۔

دیتے ہیں (دھوکہ، یہ باز گیر کھلا

گھیلی بات کا خلاصہ

کار نہیں کرنا!

دوسری فصل میں ہماری بات کا سلسلہ یہ چل رہا تھا کہ کسی مسلمان پر کفر کے الزام ڈالنے کے بارے میں جی احتیاط کی ضرورت ہے۔ اور اس بات پر قدیم دور سے ہر ایک علماء کا ہر ایک عالم کا اتفاق ہی رہا ہے۔ حتیٰ کہ بریلوی اہل حضرت بھی کہنے کی حد تک اس نکتہ پر اتفاق کرنے کے لئے مجبور ہی ہیں۔

اس بات کو ہم نے مکمل نہیں کیا۔ کیونکہ وہ بیان میں یہ نکتہ آگیا کہ مثلاً فاضل بریلوی نے یہ احتیاط نہیں دکھائی۔ اور اب تو بریلوی حضرات کا اکثر اہل یہ ہے، کہ جس کے لئے ان اہل حضرت نے کفر کا فتویٰ دے دیا تو اس میں وہ مزید کسی تحقیق یا دلیل کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ یہ مسئلہ تھپدی نہیں۔ اس میں بہت جلدی تحقیقات سے خود ان کے شاگردوں نے بھی اتفاق نہیں کیا۔ کیونکہ ایسی تھپدی صرف قرآن پاک اور صاحب دینی ذات پاک ﷺ کے لئے ہی مخصوص ہے۔ جو خدا کے مکان سے بھی مصوم ہیں۔

پھر یہ ذکر آیا کہ بریلوی اور اس کے غلام نظر آنے لگے ہیں، کہ وہ اپنے اہل حضرت کو تمام مصوم نہیں، ان کو تمام مخلوق کے مقام پر پہنچانے لگے ہیں۔ اس نکتہ پر وہ فصل دوک کہ ہم نے جلد سترہ کے طور پر ایک پوری تیسری فصل لکھ دی۔ جس میں آپ نے اصل حالات، اہل حضرت کے اصل کام، اس کے عقلی نتائج، احمد رضا کی مکمل کبھی، بریلوی کی پچاس سالہ کبھی جی کا نقشہ خود ان کی زبانوں پر دیکھا۔

پھر اس طویل اور سخت کے بعد گزشتہ تیس سالوں میں بریلوی کے اصحابوں کے لئے نیا جوش، نیا طریقہ اور نیا صوفی واضح نظر آنے لگا ہے۔ ہم نے بہت ساری تقریروں میں سے صرف چند کے ذریعے ان کی زبانوں پر دکھایا ہے، کہ احمد رضا جن کو قلعوں سے محصور ایک اٹھائی کرار دیا جائے گا ہے۔ جو اسلامی علم کی جہالت میں قید حضرات کی طرف سے اپنے

اس میں رحم اللہ علیہم کے علاوہ کسی دوسرے عالم، مجتہد یا مجدد امام کے لئے کسی نے تصور بھی نہیں کیا۔

پھر ہم نے الگ فصل چہارم میں اہل حضرت کے ساتھیوں کی فہم ہوئی، مستحق سزاغ سے اہل حضرت کے اصل حالات، علم، مزاج، ماحول، ولیرہ کا اعلیٰ خاکہ پیش کیا۔

انتہائی غیر معیاری تائیدیں

تمہارا پیچھے ذکر آپ خود اس سب کو یہ پھر ایک دفعہ پورے غور، فکر سے نظر آدلیں۔ کہ خود احمد رضا خان نے اپنے علوم، اپنی الہامی تعلیم اور اپنے فطریوں سے مکتوب ہونے کے لئے کیا کہا ہے۔ اور پھر کسی کی سیار کے نظرا نے والوں نے تحقیق کے نام پر اس بارے میں کیا کیا کہا ہے، اور کسی کی طرح تائیدی کی ہیں۔ کی تائیدی والوں کی تو ایسے بھی اپنے گئے ہیں، جن سے بڑی دلاور، مقول اور شعر یاد آتا ہے، کہ وقت کا حاکم اگر دن کو رات کہے، تو تم کو کہتا چاہئے، کہ کی حضور! آج بھی صاف چاندنی بھی دیکھنے کو کبھی بکھاری کسی نصیب والے کو ملتی ہے۔ اسلامی علمی تاریخ، مجلس اقصیٰ، فقہاء، مصنفانہ کرام اور مجدد حضرت کے کارناموں میں سب قوموں سے زیادہ قابل ہے۔ لیکن ان سب ہستیوں نے اپنے کلمات کی وجہ سے خود ہی اپنا مقام پیدا کیا۔ کسی کو اس قسم کے معنوی زندوں سے لڑانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ پھر یہ تنہا دلوں اور قریبوں کے درمیان انہوں نے اپنا مقام خود ہی حاصل کر لیا۔

یہ مسلسل پروپیگنڈہ ہو رہا ہے

یہ ہمارے ایک آدمہ جگہ کسی ایک مصنف کی نہیں، بلکہ اس جزو دور میں احمد رضا پر کام میں ہر چیز آئی ہے، اس کی تقریباً ہر ایک رسالہ، کتاب میں سیرت کے طور پر، داخلہ آغاز یا دیباچہ میں تعارف کے طور پر، ذلے دے دے، جملوں کے طور پر ملیں گی۔ آخر اس سب کو سے کیا نتیجہ آتا ہے؟ جب کہ چودہ صدیوں میں اہل سنت والجماعت میں سے کسی نے کسی ہستی کے لئے اس قسم کی مصوصیت، مکتوبیت اور الہامی علوم کو منسوب کرنے کی جرأت بھی نہ کی، بلکہ خود امام شافعی اور درالحدیثی ولیرہ نے یہ تاکید ضروری بھی، کہ ہماری کتابوں کو فطریوں سے مکتوب نہ سمجھا جائے، کیونکہ یہ شرف صرف کتاب اللہ کا حاصل ہے۔ یہ دے لے بھی

ہم نے دوسری فصل میں دیکھے ہیں، وہاں ہم دیکھ کر اپنے ذہن کو تڑپا کر لیں تو بھر رہا۔

نتیجے میں اندھی تقلید ختم لے رہی ہے

بریلوی اپنی حضرت کے بارے میں اس فلسفاتی ہم کے قسطل کا لازمی نتیجہ یہ نکلا ہے، کہ نہ صرف عام بے علم، بلکہ عام بریلوی عالم بھی اسلامی فیوض کی طرح ان کی ہر ایک بات کو نکھڑتی دھڑکتی سوجھ سے ادھر دیکھنے لگا ہے۔ یا کم از کم بھی یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ ایسی الہامی رحمتوں سے نوازی گئی ہستی کے بتائے ہوئے مسائل اور دلائل پر دوسروں کی کچھ ٹھنڈیں میں بھی کوئی وزن ہو سکتا ہے، یا یہ سوچے، کہ آخر انسان سے لفظی ہو سکتی ہے، دوسروں کو بھی سننا اور نہ سننا تو چاہئے۔ اچھے خاصے سمجھدار اور چمکے ٹھوس، اور کی عام مولویوں کو دیکھیں، کہ وہ دوسرا پہلو سننے کو بھی دقت کا زبان اور ملت کی بے سود سخت سمجھتے ہیں۔ یعنی آخر کار جتلی غالب:

ہو گئی ہے غیر کی شیریں زبانی کارگر

اس کے پیچھے کچھ نظر آتا ہے

جو شخص اپنے دور میں اپنے زور سے اڑتا تو کیا، چل بھی نہیں سکا اس کے لئے چھاس برس کے بعد کا ایک ہر طرح سے اتکاوا پہاڑ اڑانے کی کوششیں دیکھ کر، اس میں پہلی دور میں اگر کوئی یہ کہے کہ یہ مسلمانوں میں بھائی چارہ اور سکون کا ختم کرنے، اور اسلام کو عملی روح کی بجائے صرف چند رسوم کا دھجے بنانے اور بیسویں صدی کے ابتدائی دور دہلی ہنگامہ آرائی کو ہم سے نفی زندگی دینے کے لئے اس خاص میں پہلی ہم کا ایک حصہ ہے، جو تازہ دور میں مغربی قوتوں نے مسلم دنیا میں چلا کر رکھی ہے تو یہ کچھ کم از کم عجیب و غریب کرنے کے لائق ضرور نظر آتا ہے۔

اسی دور میں مسلم دنیا میں میڈیا کی چاکھند سنی

لہزدوں کے اصرار نے اور ان کی طرف سے مضبوط مسلم بلاک کے وجود میں لانے، قتل کو جھٹکارا کر مٹرنی استوار پر کاری ضرب لگانے، اور ٹھنوں کے مل جھکانے کے کامیاب منصوبوں اور اس طرح کی عام مسلم بیداری کی جو برہنہی اس کے قز کے لئے مسیہوتی اور مٹرنی استواری قزوں نے اپنی پالیسی کو۔ تا سرے سے اسٹیج بنیادوں پر وضع کیا۔ سب بیدار مٹرنی اور برأت کے بیکر لہزدوں کو آفرکار لھکانے لگا کر، وہیں اپنی پسند کے عمران بھانے۔ اور پوری مسلم دنیا میں مسلمان تمام، اسلام کی تعلیم، اسلام پر عمل کے ہند ہے، اعیاد کی بھوں، اسلامی طرز حکومت کے خلاف طویل الیاد اور طویل الیاد منصوبے بنائے۔ یہ ہر ایک ملک کے حالات کے وقت ایک کیڑا لھکانہ اور کیڑا جیتی تھے، جن پر آج تک ہر ملک عمل کر رہا ہے۔ ان میں اسلامی حکام حکومت کا راستہ دیکھا، اسلامی تعلیم اور حکام تعلیم سے لطافت فہم کرنا، ہر ملک میں موجود مذہبی قزوں میں کلیہ کی پھیلا نامہ درست ہے۔ ان میں سے وقت نے کافی سے ہر اعداد واد ہے اور کچھ قصور سامنے آنے لگی ہے اور کافی منصوبوں سے ہر ایک واقف بھی ہو چکا ہے۔

اسی دور میں فرقہ واریت میں یکا یک تیزی

ایسے ہی دور میں برصغیر پاک و ہند میں ایک وقت شیعہ سنی ٹھنوں نے شدت بکری اور بات لہزات اور قتل و عارت تک پہنچی۔ عمارت کا مسلمان قز اقلیت میں ہونے کی وجہ سے جلد کچھ اور سنہل کیا، جس میں پاکستان میں ابھی تک یہ شدت اور قتل و عارت گری ہر ایک کو مسلم ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے ہر ایک اپنی طرز پر سکون سے ٹال رہا تھا۔ اسی دور میں دہلیوں تک یکا یک دہلی برہنہی مسٹر میں ابھی شدت آئی۔ جس میں مکمل اور شدت بہر حال برہنہی کی طرف سے ہوئی۔ ٹیلی جماعت بھی دور واد کر کی پابند اور (متراض کی حد تک) مسٹر مسٹر سے دور جماعت پر بھی برہنہی مسٹر میں واقعہ پر زبردستی پابندی کے واقعات جڑھنے لگے۔ مسٹر پر زبردستی لینے کرنے کی دم چڑی، جس میں ۹۹ لھکانہ برہنہیوں کا قتل برہنہی دہلی مسٹر مسٹر ایک ہوئی، اہل سنت والجماعت (برہنہی مسٹر) کی ٹھنوں میں شروع ہوئی۔ ایک دوسرے کے پیچھے لہزائی نہ ہونے، جس میں جماعت لہزائی لہزائی کے

مسائل پر زوردار نگہ بازی، لختی بازی، اور خط بازی شروع ہوئی۔ مہارت میں تو کچھ ترقی آئی گیا، کہ وہاں کے مسلمان کو سمجھ بھی تم ہیں رہانے میں اس وقت کے "س"۔ لیکن پاکستان کی حالت سرائیک کو معلوم ہے۔ ۱۹۷۸ء میں ۳۸ بریلی مرکزوں میں سے ۴۷ کھینچے گئے ہیں، کہ جو میں میں جماعت سے لہذا اور انھیں ہوئی، اکثر کی طرف سے دلیل صرف یہ کہ اپنی حضرت نے اس کا طرز قرار دے دیا تھا۔

یہ ایک یہ سب ذرائع کیسے پیدا ہو گئے

اسی دور میں بریلی سے گریہ میمان میں بھی ایک فصل ہوئی۔ جس کا پھاس برس کا حال کام، ہوں، خود ان کی زبانی آپ نے دیکھ لیا، جن کی ۱۹۶۹ء تک صرف لاہور کے ایک ہونے سے لوری یک لہج سے بھولی بھولی کتابیں چھپ رہی تھیں، ان کو یہ ایک کھینچے والے بھی مل گئے، چھاپے والے بھی، اور کتب خانے بھی قائم ہو گئے۔ بارہ صد چلیں، بد میں اور تصدیقی اور سے بھی مل گئے، کھینچے والے بھی مل گئے، والی حد کرنے والے بھی ایسے مل گئے، کہ ۱۹۷۰ء میں سے بریلی بننے والے محقق ڈاکٹر مسعود نے کتاب "فاضل بریلی اور تحریک سوات" لکھی، تو مرکزی مجلس رضا لاہور نے اس کے چھاپے پٹن طبع تقسیم کے اور "فاضل بریلی علامہ کی نظر میں" کے اور ایڈیشن طبع تقسیم کے گئے۔ آخر یہ سب تیز حضرات پھاس سال تک کہاں اور کیوں چھپے ہوئے تھے۔ بے شوق و جوش کا یہ عالم ہے، کہ اپنی حضرت کے ساتھیوں حسین رضا اور برہن الحق نبل پوری کی سیرت پر لکھی ہوئی بارہ اشیں بھی یہاں شکار کر، ترتیب دے کر یہاں ۱۹۸۳ء میں بچھائی گئیں۔ اپنی حضرت کی لادائی دوسرے کی انہوں کے ہاتھوں ۱۹۸۳ء تک صرف پانچ جلدیں ہی چھپ سکیں، لیکن ان کو اب نئی ترتیب، عربی مہارت کے ذریعے اور مصنفات کے ساتھ تیس ضخیم جلدوں میں شائع کرانے کا کام بہت جلدی کے ساتھ جاری ہے۔ تاریخی جوش اور دلائی کے کچھ سونے بھی آپ نے دیکھے۔ قدیم دور سے بھی یہاں، اگر تحقیق و تصویب ہو رہی ہے۔

مانے ہوئے تحریری محبوب کا بھی کھلا انکار

ایمان لو کی اس تازہ ہم کا ایک حیرت انگیز پہلو یہ بھی ہے کہ بریلی محقق صاحبان

کہ ”ایک ایک قول میں جزر بزر بکریہ ہل جاتا کوئی بات نہ تھی۔ ان کو گناہوں کے پانی کو نہا
اور ریت کے دالوں کو گھٹنے جیسا ہے۔“

ع ۱۳۳ھ میں ایک اور کتاب ”سل السیول الہند پر“ لکھی۔ اس میں طرز بکریہ لکھے۔
ان سب کتابوں کی زبان، الفاظ، اثرات دیکھنے سے قتل رکھتے ہیں۔ یہ سب تحریری رکاز
موجود ہے۔ جزو احیاء نو کی ہم کے درمیان بھی یہ کتابیں چھاپی گئیں۔ لیکن ان کی زبان،
تہذیب، اثرات کی تعداد اور نوعیت کے بارے میں نئے دور کے نئے محققین کیا فرماتے
ہیں۔ یہ نشانے ہم قہور آ کے مکمل حوالوں سے جان کریں گے۔

پہلے آئیے کہ آپ کو دکھائیں، کہ بریلوی حضرات جس کو صدی کا مجدد حلیم کرتے ہیں،
اس نے دوسروں پر کمر کے ثوبے لگائے اور اس میں ثنائت زبان استعمال کرنے میں کس قسم کا
تہذیبی کارنامہ دکھایا اور تحریری رکاز چھوڑا ہے۔ جس کو اس کے عقیدت مند ابھی تک ہر
طرح کرنا بھی مناسب اور ضروری سمجھ رہے ہیں۔

پہلی کتاب سخن اسوٰح

ہمارے علم میں اہل حضرت کی پہلی اثراتی کتاب ”سخن اسوٰح“ ہے، جو اس نے اپنی
گلی زندگی کے تھکس برس بعد ۱۳۰۹ھ میں لکھی، اور پھر باقی تیس برس یہ ہم مسلسل جاری
رہی۔ اس کتاب میں سید اسماعیل حمید پر الزام لگا کر اٹھ پاک جل جلال کے بارے میں اس
کے جو حقائق بتائے گئے ہیں، وہ اتنے ظاہر اور ایسی گہری زبان میں ہیں، کہ بریلوی حضرات
کے اہل حضرت نے کس بھر گردہ کے ساتھ یہ سب یکجا لکھا اور پھر آخر تک اپنے اس موقف پر
قائم بھی رہے، اور حوالے بھی دیتے رہے، کہ ہم نے سخن اسوٰح میں اسے کفر و جہت کہا،
اور وہ انہیں۔ اور بریلوی حضرات اس کو کیا سمجھ کر پڑھ بھی جاتے ہیں، اور شائع کر دیا بھی
حساب لکھتے ہیں۔

”امکان کذب“ ایک خالص خیالی منطقی مسئلہ ہے

اس کتاب کا موضوعی مسئلہ نام سے ظاہر ہے، کہ یہ ہر صوب سے پاک اسوٰح قدس
صاحب اکاذب کے گندے صوب سے پاک ثابت کرنے کے لئے لکھی گئی۔ یہ ایک خالص خیالی

مطلق، محل کے باروں، غلبوں کا فرض اور فیصلہ مسئلہ رہا ہے۔ اس کو عقلی مسئلہ بھی کسی نے نہیں مانا۔ اس کا نام ہی ”امکان کذب“ ہے۔ اس مسئلہ کو بھی کسی نے اپنے، اہل اسلام اور اہل سنت کے عقائد کے مسائل میں جان نہیں کیا۔ جب بھی کوئی سوال آیا تو ہر ایک نے اول ہی ٹھکر کر کذب ایک عیب ہے۔ جو ایک اچھے انسان کے لئے بھی عیب ہی ٹھکا جاتا ہے۔ تو سمجھا، خدا اس اہل پاک کے لئے اس کا سوچنا بھی جائز نہیں ہے۔ لہذا کچھ حالات میں کچھ سربراہوں کے سربراہے سوالات کے جواب کے لئے مطلق مجبور ہو جاتا ہے، کہ عقلی دلائل سے ان کے سوالات کی نوعیت کے سوا کچھ کوئی نہ کوئی مناسب دلیل دے کر ان کی عقلی کی کوشش کرے۔

یہ یونانی فلسفہ کا لایا ہوا مسئلہ تھا

یہ سوال پہلے پہل دوسری صدی ہجری میں یونانی فلسفہ کی پلکار سے بچا ہوا۔ جب آج کل کے محل کے باروں کی طرح کچھ غلبوں کرہوں کا فیصلہ بن گیا، کہ اسلام کے عقائد کو بھی عقل کے معیار پر پورا نہ کھانے کی کوشش کی جائے۔

اسی سلسلہ میں یہ مسئلہ بھی اٹھا کہ اہل پاک کی قدرت بے حد حساب و سچا ہے، تو آیا یہ بھی ہو سکتا ہے، کہ کاروان فرعون ایمان جیسے اعلیٰ جنیوں کو کشت دے، یا ایک عمل مسلمانوں کو جہنم بھیج دے۔ انتہائی مناسب جواب یہ تھا، کہ ایسا کرے گا تو ہرگز نہیں، کیونکہ وہ صادق ہے۔ اس کا ہر ایک فرمان سچا ہے لیکن اگر چاہے تو اس کو روکے دلا بھی کوئی نہیں۔ اس کے کاموں اور اختیارات پر کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اس کو ہر ایک قدرت ہے۔ تو دوسرے سوال یہ تھا کہ اگر ”کرکتا“ ہے کہ مانا جائے، تو اس سے یہ مانا ہو جائے گا، کہ اللہ کے وعدوں کے خلاف ہوتا ہوا اس طرح اس کی جانی و財産 کا بھوت نکل سکے گا امکان بہر حال ہو سکتا ہے۔ اسی لئے ایسے مسائل کی بحث کا نام ”امکان کذب اور غلبہ دہ یا غلبہ دہ“ چلا، جس عنوان سے یہ مسائل کتابیں میں آتے ہیں۔ اصل میں بھی بھوت نکلا یا بھوتا بھی نہ بھٹ آیا ہی نہیں۔ باتیں اور دلائل سب ”ہو سکے اور امکان“ کے دائرے میں ہی رہے اور رہتے آئے ہیں۔

بہر حال دوسرے اس کا جواب یہ دیا گیا، کہ صرف ایک فیصلہ عیب کے فیصلی امکان

سے اخذ پاک کی حقیقی اہم صلت قدرت کو محدود کرنا، اس امکانی صیب سے کبھی نہ یاد آئے اور
 حقیقی صیب ہو جانے کا۔ جس کے بارے میں کئی واضح آیات بھی ہیں، اور یہاں تک خود اخذ
 پاک نے بھی دلائل دیے ہیں، کہ اخذ اگر چاہتا تو سب کو سلطان بنا دیتا لیکن۔۔۔ اگر چاہتا
 تو۔۔۔ وغیرہ وغیرہ، اور ہر جس کی قدرتی اور اختیار محدود ہو جائیں، کہ وہ ایسے کری نہیں سکتا،
 وہ اخذ کیسے ہوگا۔ اس کی تو ہر صلت کا محتوی لا محدود ہے۔ تو ہر صرت ایک خیالی امکانی صیب
 سے چھاننے کی کوشش میں کتنے اور کیسے محدود قائم ہو جائیں گے، جو حقیقی نقص اور صیب ہوں
 گے۔

ایسے محل کے باروں کا نولہ ہر رخ میں محض کے نام سے سوہم ہوا۔ ایک نہ ہر تک
 اس قسم کی کہاں بھی رہی۔ ہر اخذ پاک نے انہیں میں سے نام اہم کن اشعری کو گنج بھردی۔
 اس نے ان کو جواب کر کے آفران کا اجڑی ختم کر دیا۔ اب یہ صرف تاریخ کے دروازوں میں
 سرحد ہے۔ صرف بھی کھار محل کے باروں کی طرف سے ایسے سولات آچکا کرتے ہیں۔
 اور نین کر نام میں سے کھار جلد کے لئے ہم نے اس مسئلہ کو انتہائی اختصار سے اشاروں میں
 بیان کر دیا ہے۔ ایسے یہ مسئلہ تفصیل کے لئے خود ایک الگ کتاب چاہتا ہے۔ یہاں اس
 اشارے سے زیادہ نہ مناسب ہے، نہ لیکن۔

یہ نکتہ ہر وقت ذہن میں رکھنا چاہئے

یہ نکتہ ہر محل اس چوٹی فصل پر چھنے وقت ذہن میں رہنا چاہئے، کہ یہ مسئلہ صرف
 ہر نکتہ اور امکان کے نقطہ حقیت پر محدود رہتا آیا ہے، اور جب بھی جہاں بھی زیر بحث آیا ہے
 تو یہ کہ چلے محل کے باروں کے سولات کی فصل میں زیر بحث آیا ہے۔ اور خلقی مسائل کو سوال
 کی ذہنیت کے مطابق ہی مناسب دلائل اور حوضہ کر اس کی کسی طرح مناسب تسل اور حقیقی کرنے
 کیلئے کہ نہ کہ جواب طوعاً و کرہاً دیا جاتا ہے۔ جس سے اس کے اپنے اصل عقیدہ کا کوئی
 دخل نہیں۔ یہ سب دلائل کسی نہ کسی حقیقی دلیل کے طور پر ہوتے ہیں، جن کی بنیاد ہی فرض کرنا
 اور عیا ہو اگر یہ کہا جائے، اگر اس طرح سوچیں وغیرہ قسم کے الفاظ پر ہوتی ہے، ایسے دلائل
 حقیقت اور جواب دینے والے کے اپنے عقائد کھار، یا تو تراشیں ہیں یا زنی ہے ایسی ہی کسی
 ہوتی ہے۔ اور احمد رضا خان اسی میدان کے ہے تاج بادشاہ بلکہ شہنشاہ ہیں۔ جس نے ایک

مختصر ذیل ترین اثرام

س ۹۳ سے ۹۵ تک پہلی کتاب میں اسی عبارت سے آغاز کئے ہوئے اپنے کتابی اثرات کا خلاصہ اس طرح خود بیان کرتے ہیں، کہ اس کے کلموں کی گنتی نہیں (ہو سکتی)۔ مگر (صرف) اسی قدر شمار کروں، جن کو شیاء پر گننا چاہوں۔ تو یہاں لازم ہے کہ اس اثر کے غیر سے اس کا معبود کھانا کھا سکا ہے، پانی پی سکا ہے، پھانسی بچھ سکا ہے، دریا میں ڈاب سکا ہے، آگ میں جل سکا ہے، خاک پر لیٹ سکا ہے، کانٹوں پر سے چل سکا ہے، وہابی ہو سکا ہے، بالٹھی بن سکا ہے، اپنا کھانا کھا کر سکا ہے، جناح کر سکا ہے، صورت کے دم میں اپنا خلف بنایا سکا ہے، اپنا بچہ جنم سکا ہے، غرض اس سے یہ بھی لازم ہوا کہ خدا خدا نہیں، کروڑوں خدا ممکن ہیں، آپ کریم رابطہ خلقکم وما تصلون حق نہیں، اہل اسلام کے اللہ کی عبادت میں کے علاوہ باطل ہیں، اس کا خدا جاہل، احمق، کامل، اندھا، بیوقوف، بھلا، گنہگار سب کچھ ہو سکا ہے۔ اس کی ادبیت قابلِ ردال ہے۔ اس کی جود ہو سکتی ہے، رجا ہو سکا ہے، بھول سکا ہے، بہک سکا ہے، بعض اشیاء اس کی جنگ سے باہر ہیں، قرآن مجید مخلوق ہے، اللہ اصل میں کاذب تھا، اب بھی کاذب ہے، کبھی صادق نہیں ہو سکا، قرآن پاک کا جملہ جملہ لفظ ہے، اللہ مخلوق ہے، بلکہ جاہل ہے، علم الہی مخلوق و حادث ہے، اللہ پاک ازل میں جاہل تھا، جب چاہے جاہل بن جائے، اللہ حادث ہے، قابلِ فنا ہے، (بھوت ہولنا) ممکن ہے، اللہ اپنے بندوں سے چڑا چھپا کر، بدلا پسلا کر قرآنی آیات بھولی کر دے تو کچھ فریب نہیں، مگر فکر حساب کتاب جنہ جنہم خطاب ثواب بر جنہ میں قصص کے ۵۹ ہیں۔“ (نور رابطہ قم نور رابطہ سن ۱۳۵۰، المرقعات)

تو نو عکس دیکھ کر یقین کریں

۱۔ نیچے کرام کو کتابی چین نہ آئے، اس لئے ہم یہیں کتاب کے صفحات ۹۳-۹۵ کا عکس دے رہے ہیں۔ اور یہ بھی بتا دیں، کہ اصل کتاب میں ان کو یہ کڑی نظر آئی تھی۔ لیکن ان میں کھانا، پینا وغیرہ کی اثرام اور بار کھائے گئے ہیں، جن کو ہم نے ایک بار ہی کھا ہے۔ اس طرح اصل خود اچھا ہی رہتی ہے۔ تو نیچے خود دیکھ لیں کہ کس طرح یہ خود خود دھمکائے گئے ہیں۔

اگرچہ مقدمہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جناب صدیق اکبر و امیر
 مومنین حضرت جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منکر کرنا کہ تضلیل نہیں صحابہ رضوان
 اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف تھی اور وہ قطعاً کفر و گمراہی نے مراعات اس لازم کارکردگی
 کیا بلکہ آج سے صاف قحطی کرتے اور بعض صحابہ میں حضرات اہل بیت عظام و غیرہ پر ہند اہل
 کام لے گئے ہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دہانی و عود سے اپنے میثاق جاتے اور غلات صدیقی
 اور دنی پر حق کے کائنات باطنی سے انکار دیتے ہیں، اس قسم کے کفر میں ملاتے اہل سنت مختلف
 و گئے جنوں نے کل مقال و لفظ سخن کی طرف نظر کر کے کفر فرمایا، اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں
 ہو رہا، یہ نہ کسی وضاحت و گواہی ہے و العیاذ باللہ سبب الفلح، امام ملا قاسم صاحب
 لہ اللہ تعالیٰ شفا شریعت میں فرماتے ہیں قال بالمال لما یؤدی الیہ قولہ ویسرونہ لہ
 و عیدہ کننہ نکاتہم صحوا عندہ بآئذی الیہ قولہم و من لم یراخذہم بمآل
 قولہم ولا الزمہم بموجب مذہبہم لم یرا کفارہم ہم قال لا یہم لافاد تعوا علی ہذا
 قالوا لا نقول بالمال الذی الزمناہم لانا و نقصد نحن و انتم انہ کننہ بل نقول ان
 ہذا لا یزلی الیہ علی ما اصلناہ فعلی ہذین الماخذین اختلعت الناس فی الکفار
 محل المتادیل والصلاب ترک الکفار ہم اھ طعننا جب یہ امر نہ ہو لیا تو اب ہی امام و
 اہل کفریات نزد یہ گئے، امام کے کفروں کا تو شارب ہی نہیں، اس نے آخرت انہیں پسند
 طراں میں ہر شیزہ رسوم میں اس سے مشغول ہوئیں کفر زندگی کی سات، اعلیٰین طید کیں، ہر
 پر اصل نہ کفر کی طرف متوجہ اس کا مذہب ان کے ہرگز ہرگز ان سے نہایت مفرد علیہ
 لہ اصل کا کبر اصل اول، یہ کچھ نہیں کہ کے خلاف این ذات کریم کے لئے کر سکتا ہے
 نہایت غسانی پڑا جائے گی (دیکھو ہدیان اول) اس اصل کے کفروں کی گنتی نہیں کہ اس
 لفظ گوں جو ہم کہ آیا میں یقیناً قطعاً لازم کہ اس سفیہ کے مذہب پر (۱) اس کا سپرد
 ۱۰۰ لکھا سکتا ہے (۲) پانی پی سکتا ہے (۳) پاغلا ہر سکتا ہے (۴) پیشاب کر سکتا ہے
 ۱۰۰ ۱۰۰ ہر روک سکتا ہے (۵) ہر روک سکتا ہے (۶) دبا میں قذوب سکتا ہے (۷) آت
 ۱۰۰ لکھا سکتا ہے (۸) خاک پر لٹ سکتا ہے (۹) ۱۰۰ کا تھو پر لٹ سکتا ہے (۱۰) ۱۰۰ الی ہر سکتا

ہے (۱۵۶) راہنمویں سکتا ہے (۱۵۳) اپنا نکاح کر سکتا ہے (۱۵۲) جامع کر سکتا ہے (۱۵۱) ہم
 کے دم میں اپنا لفظ چننا سکتا ہے (۱۴۹) اپنا چہرہ بنا سکتا ہے (۱۴۸) نیز اس اصل پر لازم کرنا
 خائیں (۱۴۸) ہر اصل کو بدل خائیں میں (۱۴۷) آتے کہیدہ والے خلقکم و ما تملکون و
 حق نہیں ان سب اس کا ثبوت ہدیان مذکور کے مقدس میں ہدیہ تاخرین ہما اصل دوم
 خاک کے لئے محبوب و ناقص محال نہیں بلکہ مصلحت کے لئے ان سے قصداً پہنچنے (۱۴۶)
 دوم اس اصل کے کفر اصل بدل سے مدد دے فریوں میں سے لازم کہ اس ہے پاک کے
 ذریعہ پاک ہے ۲۰ اصل اسام کے عام عقائد تخریب و تقدیس کے ان کے نزدیک ضروریات
 سے میں سب باطل رہے دلیل (۱۴۱) اس ناموسودا دی معبود عاجز (۱۴۰) جاہل (۱۳۹) ان
 (۱۳۸) کابل (۱۳۵) اندھا (۱۳۶) بہرا (۱۳۷) ہکلا (۱۳۸) گونا سب کہ جو سکتا ہے (۱۳۹) کہ
 کھائے (۱۳۰) پانی پیئے (۱۳۱) پاخانہ پھرے (۱۳۲) پیشاب کرے (۱۳۳) بیاد پرے (۱۳۴)
 جئے (۱۳۵) اگھے (۱۳۶) سوئے (۱۳۷) مر جائے (۱۳۸) مگر کھر پیدا ہو، سب کہ ہمارے
 (۱۳۹) اللہ کے علم (۱۴۰) قدرت (۱۴۱) سمع (۱۴۲) بصر (۱۴۳) کلام (۱۴۴) مشیت (۱۴۵) و
 صفات کمال کے نازل ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۱۴۵-۱۵۰) ان کے ہدیہ جو نے کاکہ ٹھہ
 نہیں (۱۵۱) اس کی الوہیت قابلِ نزول ہی سب از دہوں کا بیان تازیانہ اول میں گزرا کہ
 (۱۵۲) خود اس اصل کا اتنا حقیقت بالفعل اشعر و جل کر ناقص ہانتا ہے (دیکھو تازیانہ
 ۱۵۳) یہ شک جو اشعر و جل کی طرف نقص کی نسبت کرے قطعاً کا فراغ اعلام بقواظم اللہ
 میں ہے من نفع ادا اثبت ما هو صریح نے نقص کھنا (۱۵۴) اصل سوم میں ہما
 نفس سے خاک مرگ کی گئی وہ سب خدا کے لئے ممکن ہیں (ہدیان ۲) اس کے کفر میں بلکہ
 میں قطعاً لازم کہ اس سفیہ کے طہر پر (۱۵۳) اس کے سبورو کی جود جو سکتی ہے (۱۵۴) اپنا
 سکتا ہے (۱۵۵) بھول سکتا ہے (۱۵۶) ہک سکتا ہے (۱۵۷) بعض مشیاء اس کی کہ
 سے فارغ ہیں ان خیر ذلک من الکفن ہانت (دیکھو تازیانہ ۱۵۵) اصل چھٹا
 صدق انہی اختیار ہے (۱۵۶) اس سے لازم کہ سفیہ کے ذریعہ پر (۱۵۷) قرآن مجید اللہ
 سے جس کے کفر پر ۳۲ فقرے گزرتے (۱۵۹) اس کا مسودہ انہی میں کاذب تھا (۱۶۰) ہ

کاذب ہے (۶۱) کسی صادق نہیں ہو سکتا (۶۲) قرآن مجید کا جملہ جملہ غلط ہے (۶۳) اللہ خلق ہے (۶۴) بلکہ حال ہے الی غیر ذلک وہ کفریات کثیرہ و کثیرات متعددہ میں ہیں کاغذاً
گذا **اصل پنجم** علم الہی اختیار ہی ہے و تنبیہ بعد تا زیادہ (۶۵) اس پر لازم کہا ہل کے
لہو یک (۶۵) علم الہی مخلوق و حادث ہے جس کے کفر پر قرآن نے اہم احکام رضی اللہ تعالیٰ
عز و جلا (۶۶) اللہ تعالیٰ نازل میں جاہل تھا (۶۷) جب چاہے جاہل بن جائے (۶۸) اللہ
حادث ہے (۶۹) قابلِ فنا ہے۔ الی غیر ذلک **اصل ششم** کذب الہی ممکن
ہے۔ اور ہم ثابت کرتے کہ اس کا کلام دصوت اسکان معنی بلکہ اسکان و قوی بلکہ عدم
استعداد عادی میں ضرر صحت ہے۔ لہذا (۷۰) یہ خود کفر ہے پھر اس تقدیر پر قطعاً یقیناً (۷۱)
ظہر بیت سے بکسر زائد ہر تفسیر (۷۲) خدا کی خبر سے یقین مند بنی (۷۳) اسلام پر وہ مطاعن
ہیں سے جواب تا مکن **اصل ہفتم** (۷۴) اللہ تعالیٰ بندوں سے نچا چھپا کر بھلا بھلا
کہ آیات قرآنیہ مجبوری کہ ہے تو کچھ صحت نہیں (۷۵) تا زیادہ (۷۶) یہ بات یہ قیاس نے صحت
صریح کا تھا میں تخریر میں اسے لزوم میں داخل کر دیں یا التزام میں پھر اس پر (۷۷) حشر
لشرب صاب کباب جنت تا الخذاب ثواب کسی چیز ہو ایمان ذرا کہ ہر خبر میں صحت صریح
احتمال نقص باقی، تو یقین کیا ہے؟ تو ایمان کمال و العبادہ باقیہ سبب الغالبین۔ ہمداری
تقریرات سابقہ و تحریرات لاحقہ دیکھئے و اس نام خودیہ کے کفریات لازمیہ کو صحت
یہاں سکتا ہے بلکہ میں خود اپنے ذکر جو ہے وہ بھی یہاں پر ہے نہ گئے گئے پھر بھی مساوی
اللہ پھیر کفر کیا کہم میں، خبر یہ امرت ایک ہی قول پر ہیں، باقی کفریات تقویت الایمان
و صراطنا مستقیم کی گئی ہی کیا ہے، پھر وہ اقبالی کفر طواغوت ہے۔ جو ایمان تقویت الایمان
پھر صراطنا مستقیم میں دے گئے پھر ہے ہیں، غرض حضرت کے کفریات لازمیہ و اقبالیہ کی
تفصیل کرتے ہی کفر ایک نقطہ آن کی تقریر دیتے جاتے، اور غالباً ہم پھر میں ملدی قبر کا سفر
۱۰۰ ہوتے، یہ اس کی سزا ہے کہ کفر و شرک و عجز و عجزی کے گناہ، بعض بلاد جو کچھ
مسلمانوں کو کافر و شرک کہا، یہیں تک کہ ان کے طور پر صحابہ تابعدار سے بے کراشاہ و اللہ
و اللہ بعد ازین صاحب تک کہ ان کفر و شرک سے نہ بچا، گناہات کے نزدیک کفر و شرک

اس کو عنوان آپ ہی دیں

ان الزامات اور اصل عبارات کو پڑھنے کے بعد پڑھنے والوں کو جو کثرت ہو، وہ دل پر جو ثبوت پڑے، اس پر استغفار کی چند قسمیں پڑھنے اور ہوش سنبھالنے کے بعد کتاب کے سطر ۱۳۴ کے آخر پر نئے الزام کے یہ الفاظ بھی پڑھ لی گئیں۔ اس میں مخاطب (یعنی بندہ) ہے:

”موت کا وہ ہے کہ نہ کرے، تو تمہارے نام اور یہ تقسیم کے کلیے سے قطعی واجب کہ تمہارا خدا نہ بھی کرائے، نہ نہ دوسرے میں چلے، وَلِلّٰہِ مَصْرِفُہٗ اس پر قہر ہے نہ نہیں گی، کہ گھنٹہ تو ہمارے برابر بھی نہ ہوگا۔ بلکہ اس کا کہہ کر خدا کی کام بھرتا ہے۔ اب آپ کے خدا میں فرج بھی ضروری ہوئی، اور نہ زنا کا ہے میں کرائے گا۔ مَنْ خَلَعَ خَدَّیْکَ یَا سُبْحٰنَ اللّٰہِ اس کے بندوں سے اچھے ہو؟ سوئی ہو؟ پڑنے والے بندہ تو مانتا ایک ایک ملک اور جہری بنانے کے سوا ہے میں پڑے۔ وَمِنْہٗ مَنۢ یَّخۡشَی اللّٰہَ تو دوسروں میں ایک ہی معبود میں یَا کَرِہَہُ۔ لَظْف۔ قَبِہُ کہ خدا کے لئے آدھری ہو تو اس کے لئے عورت کہاں سے آئے گی۔ الزام زنی ہو تو اس کے لئے لائق اس کو مرد کہاں سے ملے گا۔ کیونکہ اس کی (یعنی خدا کی) ہر چیز کا قصہ اور ہے انتہا ہوگی۔ میں تو ایک خدا ہی مانتا پڑے گی۔ جو اس (مردانہ صفت) کی وسعت رکھے۔ اور ایک اور اصل خدا ماننا ہوگا، جو دوسری ہوں (ظلمتوں والی) بھرنے۔ کیا وہی اب حلیت کے بھی ناکل ہوں گے۔“

دبڑی سے مقابلہ کرے گا

آگے چل کر سطر ۱۳۴ پر ہے، کہ ”وہی کا کھانا ہوا خدا کہاں کہاں کی رہی کرے گا۔ مکان جہت کی حیثیت ان کے معبود کو ہے باقی نہ پھڑے گی۔ ایک دبڑی کی ہاتھوں کی محنت میں دھس کرتی ہے۔ لھو بہ لھو کس قدر اپنی جتنیں بھتی ہے، اگر وہ (یعنی بندہ) کا معبود ہی نہ کہم نہ کہ تو دبڑی سے بھی کیا گھڑا۔“

اسی طرقات سے سطروں کے سطرے بھرے ہوئے ہیں۔ کوئی حق کو نقل کرنے کا بھگوان کہاں سے لائے اور کیا کیا نقل کرے اور کیسے کرے؟

بہی الزاماتِ لادینیِ رضویہ میں بھی

حزیہ یہ بھی نوٹ کریں، کہ وہ یہ جان کے ہوئے بھگتھیو سے اہلِ حضرت کی لادینی رضویہ جلد اول میں صفحہ ۹۱ پر بھی ”وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے“ کے عنوان سے درج ہیں۔ ان کے فتح جوئے ص ۹۲ پر ”دعویٰ بندی کے بھولے خدا“ کا عنوان ہے، جس کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے، کہ دعویٰ بندی ایسے کو خدا کہتے ہیں، جو وہابیہ کا خدا ہے، جس کا ذکر ابھی گذر چکا، اور یہ صلفِ حزیہ رکھتا ہے۔۔۔۔۔ ہم یہاں ان کا بھی فوٹو ٹکس دیتے ہیں۔ اس قصے کا عنوان خود قارئینِ کرام قائم کریں۔

ان کو دعویٰ بندی عقائد کا بھی نام دیا

ہم یہ بحرِ یاد دہانی کروں، کہ یہ صام الحرمین سے کم از کم ہیں رس پہلے کے ہیں۔ اپنی چار دعویٰ بندیوں کی کٹریہ مہاتوں اور اس جہ سے مشہور کٹریہ الزامات سے بہت پہلے کی ہیں۔ اس سے تازہ بریلوی محققوں کی اس عام جامِ پردہ بیگناہ کا بھرم بھی کھل جاتا ہے، جو ہر دم یہ کہتے اور سمجھتے رہتے ہیں، کہ اہلِ حضرت نے دعویٰ بندیوں سے لکھا چڑھی کی۔ ان کی مہاتوں پر اعتراض کئے، جوابات مانگے، جب وہ اپنی بات پر اڑے رہے، تو پھر کٹر کالونی ٹکایہ صام الحرمین ٹکس، اور علماءِ عرب کی طرف رجوع کیا۔

آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

یہ سارے سوائے بریلوی علماء کے ہی پروردگار کے ہم قارئینِ کرام سے پوچھتے ہیں، کہ کیا وہ سمجھتے ہیں، کہ ایک کٹر دیرِ یہ اور خدا جن کو کہہ ہے خیر آدمی بھی جس کے لئے یہ سمجھتا تھا ہو، کہ لوگ اس کو خدا مانتے ہیں، اس کے لئے یہ عیب سمجھنے کی جرات کر سکتا ہے، جن کو اپنی عالمِ کھلانے والا ٹکس ایک پارٹیکلر اور مختلف جگہوں پر سمجھنے اور وہابی تحریریں رکھنا پر آمادگی کی جرات دیکھا گیا۔ دوسرے یہ بھی سوچیں، کہ کسی نے سے نہ آدلی میں بھی یہ ۱۔ عیب اگلے نظر آتا لیکن ہے؟ تیسرے یہ بھی سوچیں کہ اگر کوئی بد بخت آپ کے سامنے ۲۔ کہ ”انسان کو جن کا سون پر قدرت ہے، وہ تو خدا میں بھی ہونے لگا، اور نہ ۳۔

محب حقیقت میں لگا کر دکھائے، جن کو کوئی مومن نہ مانا، انہیں بھی اخذ پاک کے لئے سوچ میں بھی نہیں لاسکا ہوگا۔ لیکن میں تو ہر ایک ہر حال صادق ہوا کرتا ہے، کیونکہ یہ شعور کی دیا ہوئی ہے۔ والی اخذ الحسن!

یہ بھی سوچیں

کارنہی کرام یہ بھی ضرور سوچیں، کہ باغرض ثناء شہید نے واقعی یہ جملہ لکھا تو بھی کیا تھا جتنا سوتا، ادا دہونا جیسے کچھ ہی محب کفر ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں تھے۔ کیا ایک من چاند مسلمان بھی ایسے عقیدہ والے کو کھٹکا کافر نہیں کہے گا۔ اس کے لئے زنا، لعواظ، لکھناں والی مصلوحت، مصلوحت، جیہی کے مصلوحت، ان کی ناپ تول، درویش کے ناپے قمر کے وغیرہ کی کیا ضرورت تھی۔ جس سے لوہا لہا اپنی ہی سوچ اور اپنی ہی لاشعور سامنے آیا۔ بریلوی سوچیں، کہ ان کے اپنی حضرت بھی کیا جڑ تھے!

دوسری کتاب۔ الکوکب الشہابیہ

اس کتاب کے بعد ۱۳۶۱ھ میں الکوکب الشہابیہ لکھی گئی۔ جس کا اپنی حضرت نے اکھا حوالہ دے کر لکھا ہے، کہ اس میں امام دارالافتاء حضرت ابو سعید سے کفر ثابت کیا۔ مصلوحت ۴۵ پر لکھتے ہیں، کہ اس کے کفر لکھا اور ۱۰ کے فقرہ اور ۱۰ کے فقرہ کو لکھنے کی مانند مانگن ہے، اسی کتاب میں مصلوحت ۴۵ پر کفر یہ نمبر ۸ کے لئے یک روزی والی وی تلخ اسوچ والی مہارت دی ہے، لیکن یہاں اس سے کفر یہ اثرات قلعی تھک ہیں۔

پہلی تختی کی حرف ۶۰ مصلوحت کی اس کتاب میں ایک ایک مہارت سے کھینچی گئی کفر ثابت کر کے تعداد کو حرکت بٹھایا گیا ہے۔ یہ کفر کیسے ثابت کئے گئے ہیں۔ ان کو آسانی سے کھینچے جیسی ایک مثال ہم یہاں تحصیل سے پیش کرتے ہیں۔ اس کو خود سے دیکھیں:

واضح ایمان والی مہارت سے کفر ثابت کر دکھایا

مصلوحت ۱۸ پر "کفر یہ ۳۳" میں تحریج ایمان کے حوالہ جات سے یہ کفر یہ عقیدہ ثابت کیا گیا ہے۔ ہم یہاں یہ عقیدہ کے الفاظ پیش کر کے، ان میں سے اپنی حضرت کے غیب کئے

ہوئے الفاظ کے بچے بکیر سمجھتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو کہ کوئی عمل واضح مطلب سے کوئی خاص
لے کر کیسے مکرر ثابت کیا گیا ہے۔

تحتویہ الامیان سلو حوالہ حضرت سید حمید نے شرک کی نوبلی کامنوں قائم کر کے، اس
کی مختلف آیات بمع ترجمہ دے کر آخر میں ان کا حاصل مطلب لکھا کہ ”یعنی جتنے طریقے
آئے، سو وہ اللہ کی طرف سے حکم لائے، کہ اللہ کو مانے اور کسی کو نہ مانے۔“

تھوڑا آگے چل کر شاہ صاحب نے مشکوٰۃ شریف کی اس حدیث کا حوالہ دیا ہے، کہ
جلد انسانی مردہ سے چٹاں لیا گیا کہ ”اسے برکم قالوا علی“۔ اس کی تخریج میں سلو حوالہ لکھتے
ہیں، کہ ”سب نے اقرار کیا کہ تو ہمارا رب ہے۔ پھر ان سے قول و ترجمہ لیا، کہ میرے سوا کسی کو
حاکم و مالک نہ جانو، اور کسی کو میرے سوا نہ مانو۔“ تھوڑا آگے شاہ صاحب وہ مشہور حدیث
لکھتے ہیں، جس میں حضور ﷺ نے حضرت سہابیہؓ چل کر تائید کی تھی کہ ”اللہ کے ساتھ کسی کو
شریک نہ کرنا، چاہے تم کو قتل کیا جائے یا جلا جائے۔“ اس کی تخریج کرتے ہوئے سلو ۱۸۰ پر
شاہ صاحب لکھتے ہیں، کہ ”یعنی اللہ کے سوا کسی کو نہ مانو، اور کسی سے نہ ار کہ شاید کوئی جنس یا
بھوت بکھاؤ یا بچھاؤ نہ۔“ اس سے پہلے کتاب کے شروع میں تو حوالہ لکھے ہیں کہ ”اس
آیات گنوائے ہوئے، و سورت غاف میں درگاہ نمبر ۵ کی آیت نمبر ۸۸ کا حوالہ دیتے ہیں کہ ”اس
کافروں سے بھی پوچھو گے کہ کس کے ہاتھ میں ہے ہرج کا تصرف اور..... تو کہیں گے کہ
اللہ، تو ان کو کہو کہ پھر کیسے خدا میں آجاتے ہو۔“ اس کی حوالہ تخریج میں شاہ صاحب سلو ۱۸۰ پر
لکھتے ہیں کہ ”جب کافروں سے بھی پوچھنے کو سارے عالم میں تصرف کس کا ہے، اور اس اللہ
کے مقابلے کوئی حوالہ کھڑا نہ ہو سکے، تو وہ بھی یہ کہیں کہ یہ اللہ کی شان ہے، تو پھر اوروں کا لایا
مسلو خط ہے۔“

چار احوال سے جملے طاکر ایک عبارت کردی

اب رضا خانی استادی دیکھیں، کہ ان صاف عبارتوں سے صرف بکیر والے الفاظ ہی
دینگے، اور عبارت طاری کہ تحتویہ الامیان میں لکھا ہے کہ ”جتنے طریقے آئے، وہ اللہ کی طرف
سے حکم لائے کہ اللہ کو مانے اور کسی کو نہ مانے سلو ۱۳۔ کسی کو میرے سوا نہ مانو سلو ۱۸۰۔ اللہ کے
سوا کسی کو نہ مانو، سلو ۱۸۰۔ اوروں کو ماننا محض خدا ہے، سلو ۱۸۰۔“ اس عبارت کو مصلحت کے

ہے۔ وہی آپ دیکھیں گے کہ دوجہ ہیں یا اگر چار کمر لگے، مسجد شہید یا سزاوار ہنگامہ تو وہ ایک طرح خوش قسمت ہی ہے۔ کیونکہ اسی اہلی حضرت کی دربار اہلی سے چاہیوں کے علاوہ یہ ۶۳۵ اور راپور کے علاوہ یہ دو ہزار چوبیس کھری اہرام لگے۔ وہ اسے شرم ناک اور ساتھ ہی خطرناک ہیں، کہ شرم کے بارے کوئی بریلوی عالم اور تازہ دور کے نام نہاد محقق اس کا بھول کر بھی ذکر نہیں کرتے، جیسے یہ تازہ برواہی نہیں تھا اور یہ کتابیں اس دنیا میں موجود ہی نہیں۔ اسی لئے ہم نے ان کے لئے الگ فصل قائم کی ہے۔

یقین کرنے کے لئے انگلیس دیکھیں

چار نیچ کو شاید یقین نہ آئے، کہ ایک معمولی ذمہ دار آدمی بھی کبھی ہوئی کتابوں کی مہارتوں میں حوالہ جات کے مضامین کے حوالے دے کر بھی انکا میر پور کر سکتا ہے، اس لئے ہم انکو کب بھلا جائے کے مسئلہ کے آخری طور کا نوٹنگس پیش کر رہے ہیں۔ حریف تصدیق چاہیں، تو دونوں کتابیں دیکھ لیں، اور پوری چھ ہی ڈالیں۔ تقویۃ الایمان بھی پوری چھ ہی لیں تو اچھا۔ وہ بارہ روپے کی چھوٹی سی کتاب ہے۔ آپ خود دیکھیں، کہ آپ کو اس ساہواری کتاب میں کتنی قابل اعتراض مہارتیں نظر آتی ہیں، جن میں سے اہلی حضرت نے سزا خالص کمرے اہرام نال لئے ہیں، اور ان کے جملہ اس کی چھوٹی ہوئی کمرے مہارتوں میں سزاوار، کہ سزاوار کمرے جات کے جانتے ہیں۔ اس طرح ان کمروں کو کھلا، وہ ان کے پانی اور دے کے اردوں کو کھتے بھی کوشش ہوگی۔ لیکن ہو تو اپنے اہرام والے کسی بریلوی عالم کے ہی ہاتھ میں دے کر اس سے لکھیں، کہ اس کتاب کی مہارتوں پر انگلی دکھا کر بتائیں، اور سمجھائیں، کہ کس مہارت سے کھنا کمرے کی طرح جات ہوتا ہے۔ یہ ہم اس لئے کہہ رہے ہیں، کہ شاہ شہید کی دوسری کتابوں کے مقابلہ میں چھوٹی اور عام موضوعات پر ہے۔ اہمیت یہ خیال رکھیں، کہ یہ تقریباً ۱۰۰ سال پہلے اور شاہ صاحب کی کبلی اکلی اور کتاب ہے۔ جب کہ اردو بھی کھری زبان نہیں تھی۔ اس زمانے میں تحریر کی زبان فارسی تھی۔ اس لئے اردو کے ساتھ اظہار پر نقل گرفت کی بجائے، پہلے ہونے مضمون، عنوان، حوالہ دہل حدیث یا آیت کے ترجمہ، فرض ہو کہ ہر سہ ماہی اسہالی کے ساتھ صرف یہ خیال رکھیں، کہ مصنف کا اصل مضمون کیا ہے۔

الصلاة للمسلمين: ترجمہ اللہ عزوجل سے کام چینی منصب بخت چکہ اُس کے وارث
میرا اعلیٰ مرتبہ ہے۔ تو اُس کے احکام سے کہنے میں بعض ضروریات ہیں یعنی نبی صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم کے فاقم التیسین ہونے کا اندازہ (کفریہ ۲۲) صراط مستقیم صفحہ ۱۱
تو بلا کہ اُس شدت تعلق قلب سے کہ خود استقلالاً نہیں دیکھیں ملاحظہ کریں کہ اُس شخص
اور اُس بیض حضرت حق و واسطہ ہدایت اور است بلا بحلیت کے تعلق عشق پہاں بیگند
چنانکہ کہے اذاکا ہر ایں طریق فرمود کہ اگر حق جل و علاہ کی کسبت عرش من چلے فریاد ہر
آئینہ من الودائع حکما نیست: شخص خدا کے پروردگار سے استغفار ہے کہ اپنے
اصل پر اس کلمہ کا حکم بتائیں یا خود اس سے پوچھیں کہ وہ ہمیشہ ایک جگہ ایک بات
کہنے دو سری جگہ آپ ہی اُس کو کلمہ و صفات بنا دینے کا مادی ہے تقویٰ الایمان صفحہ
۱۵۶: اشراف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت کے دربار میں
یہ حالت ہے کہ ایک گنہگار کے من سے اتنی بات سُنی ہے جس سے دہشت کے بے محاسن
ہو گئے پھر کیا کہنے شان و گراں کو کاس مالک ملک سے ملک بھائی بندی کا داشتہ یا دوستی
آشنائی کا سامان و کلمہ کیا جڑ جڑ کر باتیں کہتے ہیں کوئی کتا ہے کہ اگر میرا رب
ہرے پیر کے سوا کسی اور صورت میں ظاہر ہو تو ہر گز اس کو نہ دیکھوں اللہ چاہ میں رکھے
ایسی ایسی باتوں سے جہاں ہر دم ہر دم فضل و ب۔ غرضاً: نہیں کہتا ہوں اللہ میں
اللہ کا کہ باتیں ہونا کو بھائی بندی یا آشنائی کا سامان نہیں جہاں ہر دم ہر دم فضل و ب۔ غرضاً
ب۔ (کفریہ ۲۲) تقویٰ الایمان صفحہ ۱۵۶: جتنے پوچھ کر کہتے سہو اللہ کی حریت ہے
میں حکما کہتے ہیں کہ اللہ کا نے اُس کے سوا کسی کو نہ مانے صفحہ ۱۵۶: اللہ صاحب ہے
ایک کسی کو ہر وہ سوا نہ مانے صفحہ ۱۵۶: اللہ کے سوا کسی کو نہ مانے صفحہ ۱۵۶: اللہ صاحب ہے
میں خط ہے ہمیں اللہ و ملائکہ و قیامت و جنت و نار و طیر و حاتم ایمانیات کے
تھے سے صحت اللہ کی اُمت اُس کا اللہ اللہ تعالیٰ اہل اُس کے واسطوں پر رکھ دیا ہے

بھڑخر پہ گریباں ہے.....

راہنما اہل معرفت کی کتاب تلخ مسوح میں جان کئے ہوئے کمر پہ بھڑخر ابرمات
کا جو اس کے بارے میں ہم بھی چچا غالب کی طرح الجھے ہوئے ہیں کہ
بھڑخر پہ گریباں ہے کہ کیا کہئے

گالیوں ہی گالیوں، حتیٰ کہ اذہ پاک کے لئے گالیوں ہی سے بھری ہوئی اس کتاب کا
ہم کو کافی وقت احمقہ صفا اور انگار کرنا چاہا اور طے تک اس کے حوالوں پر ہم نے یقین ہی نہیں
کیا کہ آج کل ہر طرف غیر ذمہ داری کا دور ہے، نہ مضمون اصل سیاق و سباق کیا ہے اور وہ
کوئی عرصہات ہوں، جن سے یہ مہادات چلی گئی ہوں اور یہ مہادات مکمل بھی ہیں، یا نہیں۔
بپ آپ کا کہ یہ جو سنے شیر والی ہم سر ہوئی اور کتاب ہاتھ آئی اور مکمل چڑھ سی لی، تو بھیجیں کا
دیکھا ہوا ہر وقت جنس زدور بنے والا وہ سکر و یاد آ گیا، جو لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہر وقت ہر
بات سے کوئی نہ کوئی جنس کا پیلا ٹھال ہی دیتا تھا۔ کسی کی شادی طے ہوئی، تو کہتا تھا کہ بیٹی یہ
طے ہوا ہے کہ..... حتیٰ کہ میں اور آپ کا ذکر بھی اسی طرح کرتا تھا، کہ انہوں نے یہ کیسے
کیا ہوگا۔ جاہل لوگ اکثر اس سے لطف لیتے، لیکن ابھی تو وہ بھی اس کو دھتکار دیتے۔

کیا آپ نے یہ کتاب پڑھی ہے؟

میں نہیں مضمون کرانے کو بریلوی کہنے والے علماء میں سے کسی نے یہ کتاب پڑھی
اور اس کو کیا سمجھا، اور وہ اس کی بھی توجہ کرتے ہیں۔ جیت کی کا کوئی مسعودی انگارانی نوٹ بھی
انارے علم میں نہیں آیا۔ جب کہ ڈاکٹر مسعود صاحب نے "فاضل بریلوی اور علامہ جلال" میں
میں یہ لکھا صاحب سمجھا، کہ "اس کتاب میں فاضل بریلوی نے ایسے شرعی دلائل دیے
ہیں، جو سید اسماعیل کے کمر کے لئے کافی ہیں۔" غائب!

کوئی بریلوی بھی ان کا ذکر نہیں کرتا

حالانکہ حقیقت یہ ہے، کہ جو بریلوی اپنے اہل حق میں، ٹھٹھو میں اور قرہوں میں
دعوت ہیں اور اسماعیل شیعہ کو کسی نہ کسی طرح گالیاں دیتا اپنے ایمان کی ساتھی کے لئے

لازمی سمجھتے ہیں۔ وہ بھی اس کتاب کا اور اس میں لکائے گئے اندھ پاک کے بارے میں گندے عقیدوں کا کوئی ذکر نہیں کرتے۔ جلائی اگر ہن مٹا کر کجج مان کر پیش کیا جائے تو کبھی چڑی ٹھارہ اور دلائی کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اندھ پاک کے بارے میں اسلئے لیے گندے الزامات کی تو اہل حضرت نے غور و فکر کیا۔ یہ کہنے کے اپنی زبان کی خارش دور کرنے کے لئے ذمت فرمائی۔ ہر نہ سیدھی صاف بات ہے کہ اگر کسی طرح کجج حوالوں سے ان میں سے صرف ایک ہی عقیدے ثابت کر دیے جائیں۔ جیسے اندھ کا کھانا چٹا سونا، بی بی اور اولاد ہونا وغیرہ۔ تو ایک جاہل سے جاہل جن چہ مسئلہ کے لئے بھی اس کو کافر، مرتد، ملعون کہتے ہیں ایک بیچڑ کی بھی دم اور سوچ کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن ایسے واضح عام فہم کلمات کا کوئی بھی ذکر نہیں کرتا۔ باقی یہ الزامات لگاتے رہتے ہیں، کہ رسول کو جادو بھالی کہتا ہے، ان کے لئے مرکز علی محمدی جانا کہتا ہے، کہتا ہے کہ لکڑی میں ان کے خیال آنے سے تو کسی گدھے کا خیال آتا ہے۔ وغیرہ۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہل حضرت کی یہ پہلی بحث رائیج گندے اندھ پر کسی بریلوی کا لگائے اندھ پر ہے نہ گندے۔ البتہ اہل حضرت کی طبیعت کو شاید سکون ملے۔ اتنی سخت کا اس طرح کا خیال ایک ایسے ضرور ہے اس لحاظ سے بھی، کہ اس کی راہ پر چلنے والوں کو اسے سرے سے سخت کر کے نئے الزامات اور طعنہ دینے پڑے۔ اور اتنی سخت سے ہن کو صرف ایک جیسی اندھ پاک کے جھوٹ بولنے والا ہی الزام نصیب ہو سکا، جو ان میں سب سے بڑا ہے۔ دوسری طرف دوج بند ہیں یہ الزامات تو ایک بریلوی کی بنیادی ضرورت ہے۔ ان کے بغیر تو ان کے گھٹن کا کاروبار چلنے والا نہیں۔ اسی لئے ملحق سکھری اور مخصوصی سے لے کر احمدیہ، گجراتی، اور مراٹھروں تک کسی کی کوئی کتاب "دوج بندی مٹا کر اور اہل سنت کے عقائد" کے عنوان سے خالی ملنا ممکن نہیں۔ اور ہر ایک تقریر میں بھی خطبہ مسنون کی طرح اس کو لازم ملایم پایا، سوائے انجائی دیوب استثنائی حوالوں کے۔ لیکن ان میں بھی تلخ اسوج والے الزامات کا ذکر نہیں۔

-۵۷-

ایک خالص کاروباری مشورہ

جاننا ان کو خالص کاروباری مشورہ ہے، کہ اپنی اس قلم لائیں کو بدل کر اپنے اہل حضرت کی راہ پر آئیں۔ آپ کو اگر تہذیب اور شائستگی کا بھی لحاظ ہے تو جس زور الزامات کو

نظر انداز کیجئے۔ میچز کے میچز نہیں، تو کم از کم یہ تو تہذیب کے دائرے کے اندر نظر آئیں گے۔ "اتھ پاؤں کا کھانا، چٹا، خوشاب پاخانہ کرنا، پانی میں ڈوب سکتا، نکاح کرنا، اور بولا و جانا، اندھا بہرا گویا ہو سکتا، جاہلی اور احمق ہو سکتا، اپنی اور رافضی ہو سکتا، بھلائی کا اور کافری کا، وغیرہ۔" میر بہدف لکھتے ہیں۔ اگر اپنے دلائل اور مضبوط حواصیل سے یہ ثابت کر گئے تو اتھ کے علم سے دوجہیزوں کا کوئی نام لینے والا بھی نہیں رہے گا۔ اور آپ کی من مانی سرور چوری ہو جائے گی۔

اور اگر آپ بھی ان کو حقیقت کی بجائے صرف اپنے اعلیٰ حضرت کی "من موبیاں اور دل لکھیں" سمجھتے ہیں، تو پھر.....! چلئے! ہم آپ کو زیادہ شرمسار نہیں کرتے۔ سناٹا اتھ اور آپ کے درمیان بھڑا دے دیں۔

یہ خانصاحبی من موبیاں ہیں

ایسے اعلیٰ حضرت کا کائناتوں کے خلاف یہ اور دوسرا سارا سوال نہ ہونے کے بعد اٹھارہا پانچ پانچ بیٹیں ہے، کہ یہ بریلوی بھڑکی کا دیانی بھڑکی طرح من موبیاں اور دل لکھیں ہی تھیں۔ جن کی اس زمانے میں دھم تھی۔ احمد رضا خان کے حوائج کی حدت اور گری کا خود جن کو بھی اقرار ہے، اور سوائے کاروں کو بھی۔ ادارے خیال میں اس گری آنے کے بعد ان پر ایک بذیاتی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ جس میں خود اس کو بھی خبر نہیں ہوتی تھی، کہ وہ کیا کیا کس زبان میں گھٹ گیا ہے۔ ہر ادا مشورہ کل کر سامنے آ جاتا تھا۔ بعد میں دایک قصوری دنیا میں آنے کے بعد رجوع میں تو خانصاحبی حوائج آڑے آ جاتا تھا، البتہ اس طرح الہی تردید کو دے دیتے تھے، کہ "اس کے ہاتھ میں ان کو کافر نہیں سمجھا"!

ایسے اٹراسوں پر بھی کفر کے فتوے نہیں دیتا

جیسے پوری گالیوں اور کڑیوں بھری کتاب کلن اسوہ تھکے کے بعد اس کی صفائی کی اس طرح کوشش کی، کہ آٹریس مہرہ لکھا، کہ میں ہرگز ان کی بغیر پند نہیں کرتا۔ ابھی تک ان کو مسلمان ہی جانتا ہوں۔ اگرچہ کہتا ہوں، کہ ان پر یحیٰ و کثیرہ کفر لازم ہے۔ اسی طرح اٹکوب لکھا یہ میں بھی سزا کفر لگانے اور ان میں دوسرے ملانے ہوئے کڑیوں کی گنتی دیت

کے ذہن کی طرح بالکل بتانے کے بعد بھی آخر میں صلوٰۃ ۵۰-۶۰۰ ہے لگتے ہیں کہ ”اگرچہ
حق ہے مسجد ائزہ کرام اور فقہائے اسلام کے نزدیک مگر لازم ہو گا اور جوشیہ و سب سے افضل
اور مرتبہ اور کامل ہیں لیکن ہم اختیار کرتے ہیں اور حق کے کمرے زبان زد کرتے اور کتب
لسان اختیار کرتے ہیں۔

مطلق کو ایسا اختیار حاصل ہے؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسے مزید کڑھانے کے بعد بھی کیا مطلق کو یہ اختیار
 ہوتا ہے کہ وہ اس کو صاف کر دے، اور کہے کہ چلو یہاں امام نے تمہاری جان بخشی کر دی، چاہا
 ہم کو دلائل اور ایسا یہ بھی سادہ سوال ملتا ہے کہ لفظ پاک کے لئے جتنے کفری اقوام تھیں
 اسوہ میں لگائے گئے ہیں اور جس قسم کی انتہائات کے بنیادی ضروریات کا انکار، انکو کتب
 فقہیہ میں دکھایا گیا ہے، اگر ان عقائد کے بعد بھی کفر کے لئے میں کتب لسان جائز ہو سکتا
 ہے تو نہ جتنے والے غور سوچیں، کہ عملی طور پر اس لفظ کا اسلامی لفظ کی حالت میں وجود ہونا بھی
 مناسب ہے۔ باقی کفر کس پر نافذ ہو گا پھر انکو کتب میں صلوٰۃ ۶۰ کا یہ جملہ بھی دیکھیں کہ
 ”اگرچہ ان کفریات کی وجہ سے مسجد فقہاء اور ائزہ کرام کا حق ہے مرتبہ اور کامل ہوتا ہے۔ لیکن ہم
 اختیار کرتے ہیں“ یہ سن سوجھیں اور دل لگیاں ہیں، یا ایک مطلق کا اور دلائل و دیا پر شریعت
 ہے یا منضاحی تائید اور پھر ان ہی تائیدوں کو بریلوی مطلق بھی اپنی حضرت کے اختیار کے
 حاشوں کے طور پر دلیل کر کے پیش کر رہے ہیں، کہ ”بھئی لفظ! مطلقان اختیار تو دیکھیں؟“

کاش کوئی بریلوی وضاحت کرے

خدا کرے کہ کوئی بریلوی مطلق ایسا پیدا ہو، جو ان سب تائیدوں پر چرے حاشی اور
 دلائل کے ساتھ روشنی ڈالے، کہ اپنی حضرت نے واقعی یہ سب کچھ نہ لکھا اور کہا، اور یہ سب
 تقریری نکالا تو واقعی موجود ہے، لیکن وہ ان سب معاملات، اسے اور ایسے الزامات اور کفری
 فتوئوں کے ہماری کرنے میں اس طرح حق بہ جانب تھے، اور پھر اس نے جو اختیار اور کتب
 لسان کے دعوے کئے، اس میں بھی حق بہ جانب تھے، کیونکہ اسلامی فقہ اور فتوئوں کی تاریخ میں
 اس قسم کی یہ سترہائی پہلی مثالیں ملتی ہیں، کہ لفظ پاک کے لئے یہودی، اسلام، زنا، الحادیت جیسے

صفات لگانے والے پر بھی کفر کے علم لگانے سے احتیاط کو بھروسہ کیا۔

ایسے اور اسے کفر پر ہی اسلامی تاریخ میں نہیں لگائے گئے

فی طوائف تو دنیا جہاں کے سامنے زندہ کتابیں میں موجود تحریری دیکھنا ہر ایک کے سامنے بھی موجود ہے، کہ بریلی کے چودھویں صدی کے ہمدان کا قہریدی کارنامہ بھی ہے، کہ اس نے اسے طبقات، لڑکوں اور انفرادی شخصیتوں پر اجتماعی اور انفرادی طور پر اسے کفری فتوے جاری کیا، کہ ان کے ہم عمر خیر آبادی خطے کے جدید عالم سولانا حسین الدینی انجیری بھی اپنی تصنیف "سورہ اقصیٰ" میں صلوٰۃ ۳ پر یہ اتفاق لکھ ہی بیٹھے، کہ "دنیا میں شاید کسی نے اس قدر کافروں کو مسلمین نہیں پایا ہوگا۔ جس قدر مسلموں کو اہل حضرت نے کافر پایا۔" بنی کی تعداد حیرت انگیز سال میں ہری مسلم دنیا کی تاریخ میں جاری کئے ہوئے فتوؤں کی مجموعی تعداد سے بھی زیادہ بکھری آئی ہے۔

آئیے ان کا مکمل جائزہ لیں

۱۔ سید اسماعیل شہید پر کفری الزامات کی قربت آپ نے دیکھی، اسی کے ساتھ یہ اتفاق بھی ہیں کہ یہ کفریات ہر جگہ عشرات اور ضل کی طرح پھیلے ہوئے ہیں، جن کو گھٹا اور دھوکے کے پانی کو پکھلا، اور دھوکے کے ذریعے کو گھٹے جیسا دھوکا کام ہے۔

۲۔ لکھنؤی دھوکے کی پہلی جلد میں صلوٰۃ ۷ پر دھوکوں کے جو اہل تیبہ سے تانبے کئے ہیں، ان کے لئے کوئی تشبیہ نہیں، کوئی عبارت، کوئی دلیل نہیں۔ دوسرا بیان پچھلے ہوئے، کیا ایک یہ مضمون شروع ہو گیا کہ "وہابی ایسے کو خدا مانا ہے، جو۔۔۔ اس میں کیا کیا آگیا ہے، اور پھر مرکز ہمارے دیئے ہوئے فتوہ اسٹیت سلسلے پر چڑھ گئے۔ واضح رہے کہ اہل حضرت کی اصطلاح میں وہابی شاذ اسماعیل شہید کے ہی وہاں اور غیر مقلدوں کو کہا گیا ہے۔ اور ہمارے علم کے مطابق نہیں، الگ ان کی عبارتوں کے حوالے سے ان پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا گیا۔

۳۔ اہل فتویٰ دھوکے جلد اول میں وہابی عقائد کے فوراً بعد صلوٰۃ ۹۲ پر دھوکے کا عقائد دیئے گئے ہیں، جو بھی آپ ایک بار پھر دیکھ لیں اور یہ کچھ خصوصیتیں طور پر ذہن میں رکھیں، کہ یہ سب کفری الزام اس دور کے ہیں، جب کہ ابھی دھوکے کی وہ عبارتیں نہیں گزری تھیں

قصی۔ جن کو بعد میں حرام الحرام بن گیا۔ جس کی سی جہاں پر کروڑوں لوگوں کے لئے عام فتویٰ ہے کہ ان چار علماء کو کافر اور مرتد نہ سمجھنے والے سب خود کافر اور مرتد ہو جائیں گے۔ ان کے قلعہ فتنہ ہو جائیں گے۔ راتیں حرام اور اولاد ناجائز ہو جانے کی اور یہ فعل خود بہ خود قیامت تک جاری رہے گا۔ یہ تحصیل آگے فصل کیا اور بارہ بارہ میں تحصیل سے آئے گی۔

۱۱۔ سرحد اور اس کے قبضین کو اپنی حضرت نے ”نچری“ کا لقب دیا ہوا ہے۔ ان سب کو بھی اکٹرا کر دعوہ بندیوں کے ساتھ کفری فتوؤں میں تقویٰ کر کے رکھا ہوا ہے۔

۱۲۔ دہلیسوں پر کہیں الگ کسی مہارت یا عقیدے کے حوالے سے کوئی کفر کا فتویٰ جاریہ علم میں نہیں۔ لیکن آپ اگلی فصل میں دیکھیں گے، کہ اکٹرا فتوؤں میں ان کا نام بھی خود بہ خود شامل نظر آئے گا۔

۱۳۔ اگلی فصل میں آپ دیکھیں گے، کہ سوال صرف کسی ایک شخص، یا عقیدہ یا مہارت کے بارے میں ہے۔ لیکن اپنی حضرت نے جواب میں قادیانی، دعوہ بندی، وہابی، لبر، مقلد، رافضی، نچری سب طبقوں کو ساتھ لگا لیا ہے۔

نوٹ: قادیانیوں کو مسلمانوں کے سب دوسرے سب طبقے بھی کافر کہتے ہیں۔ دینے ہیں۔ ہر بھی ان سب کو ہر حال میں اکٹھے جان کر کے سب کے لئے ایک جیسا فتویٰ دیتے ہیں۔ یہ خالص اپنی حضرت طرز فتویٰ ہی ہے۔ جو ہر ایک سمجھار کے لئے بھیا کاملی ندامت ہوگی۔

ایک سی طبقے پر ۶۳۵۔ اور دو ہزار بچیں کفر

۱۴۔ آگے چل کر ایک الگ فصل میں ہم دکھائیں گے، کہ اخیر سالوں میں طلبہ ہمدانی کے ایک فرد ہی مسئلہ پر اپنی حضرت کا اپنے ہم شرب، ہم مسک، ہم مرتد، ہمدانی اور ہمدانی علماء سے اختلاف پیدا ہوا، تو ان پر بھی ۶۳۵ اور دو ہزار بچیں کفری احکامات لگادی دیئے۔ اور وہ بھی افسہ اور رسول کے گستاخ کافر قرار پائے۔

یہ سب کچھ ان کی کتابوں میں پوری تفصیل سے موجود ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی طویل دکھایا ہے کہ اپنی حضرت نے ان کفر کے فتوؤں میں جو زبان استعمال کی، اور الگ سے جان ہدانی میں مصلحتوں کے لئے جو زبان استہسا کی، اس کو چھ کر عام ہداری تو کیا، انکی مخصوص بازار

دلوں اور دلیلوں نے بھی ان کو استغاثہ بنا دیا۔ جن میں سے کچھ مثالیں ہم آگے ایک ایک فصل میں دکھائیں گے۔

خود احمد رضا کیا کہتے ہیں

انسانی تہذیب و تمدن کے تحریری دیکھارے پر دیکھا دیکھوں والے اس قسم کے وسیع دیکھارے کی موجودگی کے باوجود آج کل کے سینہ پائی دور کی سینہ پائی ہم میں کیا فرق غشی کیا جا رہا ہے۔ آئے تفصیلی حوالوں سے اس کا کچھ مطالعہ آپ بھی کریں۔ پہلے دیکھیں کہ خود احمد رضا کیا کہتے ہیں۔

اے ایم نے خود اپنی حضرت کی تلخ اسوج اور انگوب المہادیہ میں اپنی وضاحت دکھائی، کہ لکھا کہ اسے اسے کلموں، جہود اور فقہاء کے پاس لازمی کلمے کے باوجود ہم کا اثر نہیں کہیں گے مکتوب، ہیں گے اور کتب میں کریں گے۔ اس کا خیر کی کاٹ اور طرہ مکتوبہ تراز مکتوبہ کیا جاسکتا ہے۔

آخر میں جب آفرودہ میں ان کلمی قواں پر کچھ چلتی بہت چڑھ گئی، اور ہر ایک عام خاص کی زبان پر عام ہو گیا، کہ یہ کلمہ اسلمیں ہیں۔ ان کے پاس ہر ایک کے لئے سوائے کلمے کے اور کوئی بات ہے ہی نہیں۔ انہوں نے تو بریلی میں کلمہ کا قہ عائد ہارکھا ہے جس سے بروقت کلمی کلمہ پاری ہوئی رہتی ہے، تو ان ہی الفاظ کا حوالہ دے کر ۱۳۲۶ء میں لکھی ہوئی کتاب ”تہذیب الامان“ میں ص ۳۳ پر اس کی شکایت کرتے ہیں۔ لیکن وہیں ہی دیکھ دیکھری کے ساتھ ایسا کہنے والوں کو ہرگز مستحضری کہہ کر ص ۳۳ پر ان الفاظ میں فرس چڑے کہ ”بھولے اعتراض وہ ہوتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔ اور بھولوں کے لئے اللہ پاک کی لعنت کی وجہ ہے، اس کلمہ خلیفہ و کلمہ ضعیف کا فیصلہ کچھ دشوار نہیں۔ ان صاحبوں سے ثبوت مانگو، کہ یہ کہہ دیا وہ کہہ دیا فرما ہے، ہاں، کچھ ثبوت تو دکھاؤ کہ کہاں کہہ دیا؟ کس رسالے، کس لکھنے، کس پر ہے؟ کس کہہ دیا ہے؟ ہاں ہیں ثبوت رکھتے ہاں تو وہ کس دن کے لئے افکار دکھا ہے۔ دکھاؤ، اور اگر نہیں دکھا سکتے، اور لکھ جاتا ہے کہ نہیں دکھا سکتے تو قرآن کی تہذیب کے لئے یہ گواہی دیکھو کہ قل لکم بلکوا بالہ شہداء قل لکم عذابکم ہم الکلیون۔ (جب ثبوت نہ لائیں، تو اللہ کے پاس وہ بھولے ہیں)۔

بارے میں جواب دیا کہ ”اگر ہمارے منہ پر رحم نہ ہو، تو خود کا کفر ہو جائے گا۔“ آ کے
 سطر ۱۲-۱۵ پر ایسی ہی کچھ مثالیں مزید دے کر سطر ۱۵ اور پھر آ کے سطر ۱۷ پر ”رضا کا کف مشن“
 کے تحت ثابت کرتے ہیں کہ امام علیؑ کے علم و حکیم کے تحت ہمارے کفر کی گواہی اور اقرار ہے
اور اس کا گناہ ہے۔

یہی دلیل عقل سورخ (اکثر مسعودی) کتاب ”فاضل بریلوی اور ملائے ہند“ سطر ۲۲ پر
 ہے، جو بھی کہتے ہیں کہ ”حقیقت یہ ہے کہ اہل حضرت خلیفہ کے معاملے میں بے شک و گمان تھے۔“
 ان کی بھی دلیل یہی ہے کہ اہل حضرت خود کہتے ہیں کہ میں نے بہت احتیاط کی ہے۔ وہی
 بات کہ جب خود کہہ رہا ہے کہ میں گواہی نہیں کھاتا تو آپ کو پھر بھی کیوں اصرار ہے؟ آپ کو خود
 سوچنا چاہئے کہ ضرور یہ گواہی ہوگا، آپ کو ہی کوئی لگاؤ تھی ہو رہی ہے۔

دیتے ہیں دھوکہ یہ باز بکر کھلا

انور رضا کے ادارے یہ لکھتے والے نے سطر ۱۵ سے عادی تمام جہت اور ”امیر رضا دار
 قدس میں“ کے مضامین کے تحت سوال میں تو جہی کر دی ہے۔ جس کی جرأت شاید امریکی سی
 آئی اے والے بھی اس طرح نہ کریں! لکھتے ہیں کہ پانچ علماء نظام امریکا پانی اور چار دیو بند
 علماء نے کفری مہارتیں نہیں۔ امیر رضا نے ان سے علماء و کرامت کے رجوع کے لئے کہا۔
 بار بار مشتبہ کیا۔ لیکن صرف یہ کہ انہوں نے امیر رضا کی رائے سے جہاد و جدوجہد کا لڑا
بھی ہمارے نہیں کیا۔ آخر کار امیر رضا نے حرمین کا رخ کیا۔ وہیں پھر سے شرع و اصول کے ساتھ
ان تمام کتابوں کو علماء و کرامت کے حضور پیش کیا اور انہیں کی بارہا ان مہارتوں کے بچھے اور
 شریعت کی کسوٹی پر پکھنے کا سونپ دیا۔ آخر کار ان اکابرین اسلام نے امام امیر رضا کے شرعی
 فیصلے پر ہر شے کر دی۔۔۔۔۔ علماء و کرامت نے ان پانچ علماء کے کفر کی تصدیق فرمائی ہے
یہاں تک کہ اب جہت شرعی قائم ہونے کے بعد وہاں علماء و کرامت کے بارہا جہاد و جدوجہد
کے کفر و غلطی کے بعد لکھ کر دے گا۔ وہی گناہ کا فریاد ہے۔ اب بتائیے کیا حرمین شریفین میں بھی
 کفر ساز مشین نصب تھی؟۔۔۔ انہوں نے رجوع نہیں کیا تو یہ ثابت نہیں ہوئے، جہاد کے
 جوں کا توں دیکھ کر وہ پانچوں تو دنیا سے رخصت ہو گئے، مگر صوبہ مسئلہ کو ایک نہ ختم ہونے والا
 قندوہے کہ۔ (خلاصہ)

بہر مسلح عداوت، رضا خاں مٹن کے اقتدار پہ چلے یہ سمجھتے تھے کہ ”چودھری صدیقی کے اقتداری دور میں غریبی، اقتصادیات کا مسمار سمجھتے، تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ایک جانب حرب و ملیم کی مسلح فتنہ کشی تھی، اور دوسری جانب باغی علماء (گوروں کی اور چار دیواری بند کی) اور ان کے چند شاگرد ہیں۔ بلکہ صرف احمد رضا صاحبیت کے گولے برسنا کہاں کا بدل ہے۔“ بلکہ اس کے ثبوت میں احمد رضا صاحب کے اپنے اصرار کے بارے میں لکھے ہوئے حوالوں میں سے ہم کو مالاے دیتے ہیں۔ بلکہ لکھتے ہیں کہ ”احمد رضا خان ایک ایسی مظلوم ذات کا تاجدار ہے جسے مل راجہ اور بیٹل کی خدمت سے دور رکھنا دیکھنے کی سزا سنائی جاتی رہی ہے۔“

اس جرأت کی راہ دہنی چاہئے

کتاب سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس اور یہ کے لکھے جانے کوں ہے، اور اس کو منظور کرنے والے اور دینی جہاد کے صاحبان کوں تھے۔ بہر حال ان کی اس جرأت کی راہ دہنی ہوگی۔ کہ تمام ائمہ دین کے واسطے کے بارے میں حق سناں بعد چلے، یہ تقریری جرأت کوں کہ علماء و حرب کے سامنے ظلم علماء کی ایک ایک مہارت تھی، بلکہ ہمارے شرع و دین کے ساتھ ان علماء کی ان حوالہ جات و اہل مکمل کتابوں کو پیش کر کے، ان کو سمجھنے اور یہ سمجھنے کے لئے کی جا رہے تھے، اور مکمل چھان بین کے بعد علماء دین نے ان باغی علماء، یعنی تمام احمد گوروں اور چار دیواری انداز کے کفر کی تصدیق کی۔ اور انہوں نے ہی یہاں تک بھی لکھا کہ ”اب جب فریہ قائم ہونے کے بعد اس اظہار شرعی کے بارے میں ان باغیوں کے کفر و عذاب میں شک کرنے والا کافر ہوگا۔“ آج تک یہ لڑی علماء بھی صرف اس شہر میں لگے ہوئے ہیں، کہ وہ ساری مہارت ہی کسی، لیکن وہ اپنے مظلوم میں بالکل واضح فریہ ہیں۔ چنانچہ ان کو آپ نے زبان دے دی۔ دوسرے یہ کہ علماء دین کی تصدیقات میں کہیں یہ اتفاق نہیں ہیں، جو آپ نے اب اس انکشاف میں بتائے ہیں کہ ”اب جب فریہ۔“ بلکہ ان کے یہ الفاظ ہیں، کہ ”انگریزوں نے یہ الفاظ لکھے ہیں، اگر ان کا یہ مظلوم ہے، اگر یہ ثابت ہو جائے ورنہ، ہم کو معلوم نہیں کہ آئندہ یہ جرأت کب کریں گے، کہ ان کے ان الفاظ کو مٹا کر اپنی

طرف سے گھڑے ہونے کے الفاظ شامل کریں گے، اور یہ جنگ کام کب ہونے کا پروگرام ہے۔ جب وہ وہ دیر ہی یہاں تک لے آئی ہے تو یہ کرنے میں بھی کیا مانع ہو گا، جس کا بھی حکم تو آپ کے اپنے ادارے بھی پائی چند سطری انسانی مہارت، اور شریعہ تصدیقات دہلی ہی حاکم الحرمین پہنچا رہے ہیں۔

انوکھا دعویٰ - پورا عرب و عجم احمد رضا کے ساتھ تھا

اس دور یہ میں یہ بھی نیا انکشاف ہے، کہ صرف پانچ علماء نے کفر یہ مہر نہیں لکھیں۔ حالانکہ خود حاکم الحرمین میں اہلبیت، اہلبیت، واپس، امیر حسن، امیر احمد اور ذہب حسین دہلوی کے نام ہیں۔ اور یہ میں ”رضا مخالف مشن“ کے تحت یہ بھی لکھا ہے کہ ”عرب و عجم کی سب مسلہ غنصیتی ایک جانب تھی اور دوسری طرف صرف پانچ علماء اور ان کے چند مویدین۔“ گارنٹی کرام چند عہدہ میں کے قضا پر فائز کریں۔ ”عرب و عجم کی سب مسلہ غنصیتی“ میں بھی کتاب کا کھلا ذکر ہے اور اسے عرب میں سے بھی صرف ۷۷ علماء نے تصدیق نہیں کی، اور بھی اکثر شریعہ الفاظ سے کہ اگر ایسا ہے تو پورا عرب یہی تو نہیں تھا۔ قبول و انکار مسودہ کے اسی سفر میں حاکم الحرمین کے ساتھ اہل حق حضرت نے اپنی علم طیب پر وہیں وہاں میں لکھی ہوئی کتاب اللہ ہونے انکی پہلی کی، تو ۷۷ عرب علماء نے دوا جز صدقہ دل سے تقریباً نہیں لکھیں، یعنی اس سے دو گنی تعداد، پھر یہ پورا عرب کیسے ہوا۔ عجم کی طرف آئیں، تو اس میں بھی صرف برصغیر تو نہیں آتا۔ لیکن یہاں حال یہ ہے، کہ چارے برصغیر کے درجنوں علمی مراکز کے سکالروں علماء میں سے کسی ایک نے بھی اخیر تک حاکم الحرمین یا تصدیق نہیں لکھی، حتیٰ کہ اکثر مسودہ کے والد محترم ملحق مظلومہ دہلوی نے بھی انکار کیا۔ ایسے جان لیا جلتے اور ایسی تکی سے بچنے کے لئے اہل حضرت کی رحمت کے بھی چھ سال بعد حشمت ملی نہیں نے ”اصول دین الہندیہ“ کا بار بار دہرایا۔ یہ بار بار کہ ہم آخر میں الگ فصل میں تفصیل سے کریں گے۔ انکی کپیڑی کے لئے بھی آج اسی سال بعد آپ یہ لکھیں کہ ”عرب و عجم کی سب مانی ہوئی ہستیاں احمد رضا خان کے ساتھ تھیں، تو اس کے ساتھ کیا کہا جائے کہ ”شرعیہ“ کو گھر نہیں آئی۔“

تغیری ہم اس سے کافی پہلے تھی

پھر یہ جڑ بھی نکلا دھوکہ سی ہے، کہ جب اس قسم کی جنت خریدہ قائم ہوگی، تو اہل معرفت جن شخصیتوں کے خلاف تغیری ہم کے لئے بھڑھے، تاکہ شرعی حق ادا کی جاسکے۔ حقیقتوں کی دنیا یہ ہے، کہ برائی کے اس مصلحتی نے دوجہ بندہوں کے خلاف یہ تغیری ہم اس سے کم از کم پندرہ سال پہلے شروع کر رکھی تھی۔ جب وہ نہ پہلی تو اس میں زور بھرنے کے لئے حرمین فرمیں کا رخ کیا، کہ وہاں کی سرپرستی بہر حال چلیں گی۔ یہ خود اس کا ہی مسامحہ حرمین میں بھی اظہار ہے، اور قبیہ الامان میں بھی، کہ لوگ سرپرست چاہتے ہیں، تو ہم نے سرپرست گود لی ہیں۔

یہ مانے ہوئے میڈیا کی حربے ہیں

بہر حال یہ صرف تعدادی قبیہیں تھیں، جن کی فرض صرف دیکھنا تھا، کہ آج کل، ۲۰۱۷ء میں شروع کی ہوئی دنیا، تو کی ہم میں بریلوی یاروں نے بھی وہی طریقہ استعمال کرنا مناسب سمجھا ہے، جو آج کل کی نکر و فریب کی انتہا تک پہنچی ہوئی دنیا میں میڈیا کے ماہرین کا ماننا تھا، اور منہ بولا ہوا اصول ہے، کہ اگر کوئی بھی بھوت یا بھڑکا چلا ہے، تو خوب اس کے ساتھ، ظلم اور بیہوشی سے، مسلسل اور بار بار کہتے رہو۔ یہ نہ سوچو کہ محل اور حقیقتوں کی دنیا میں اس کی مثبتیت کیا ہے، اور اس کا رد عمل کیا ہوگا۔ آخر کار کچھ اس کے پیچھے دب جائے گا اور آپ کی بات کچھ کی جگہ لے لی، پوری سیاست اسی طرح میڈیا کے سہارے چل رہی ہے۔ اور کمالیہ تک کا سہارا سے چل رہی ہے۔

کاش! کہ یہ نہ ہوتا

لیکن ہم اور آپ اس بات پر جتنا افسوس کریں، وہ کم ہے، کہ کم از کم دین کے معاملے میں حق اور کجی فیصلہ ہوتا۔ وہی اول بھی رہتا اور وہی آخر بھی۔ وہی ظاہری بھی متعجب ہوتا، اور وہی باطن بھی۔ کیونکہ یہاں ذمہ داری صرف اُس کی طرف ہوتی ہے۔ جو دلوں کے ہیرو کو اُٹھ جائے والا ہے۔ اس پر حرج کیا کیا جائے۔ آئے معاملہ روز جزا کے مالک پر چھوڑ کر اُس کے چہرے۔ اور یہ دیکھیں، کہ بریلویوں کے اس امام برحق اور مظلوم ذات مقدس نے کس کس پر سے طاقتوں پر، کس کس کی عقلی دکان کی دھاپ، کس کس قسم کے افکار کے ساتھ کیے اور کتنے گھروں اور لوگوں کے لئے سارا فرمایا۔

فصل ششم

صفحہ ۱۷۴-۲۰۳

کفری فتوؤں کے کچھ نمونے

سازش کے تحت، عام مردوج اور مانوس لفظ ”بدعت“ کا ترجمہ ”بد مذہب“ - اور احادیث اور فقہ کی کتابوں میں اہل بدعت کے لئے سب وعیدوں اور حکموں کا سب مخالفوں پر عام اطلاق (لفظ بد مذہب کی آڑ میں فکار)۔

دہائی، دیوبندی، غیر مقلد، اہل قرآن، نیچری، رافضی، قادیانی سب ایک ہی قطار میں۔ سب کا ہر جگہ اکٹھے ذکر اور اکٹھے احکام۔

بد مذہب (اصل لفظ اہل بدعت) جہنیوں کے کتے ہیں۔ ان کے ساتھ نکاح والی عورت جیسے کتے کے نیچے جھگی۔ نسب کی گالی کا عام استعمال۔ مخالف دینی کتابوں کو پیشاب سے بھی زیادہ ناپاک قرار دینا۔ بریلیوں کے علاوہ کوئی جماعت، طبقہ اور فرقہ کفر سے نہ بن سکا۔

فصل ششم

۱۷۴

اعلیٰ حضرتی فتوؤں کے کچھ نمونے

تاریخ کرارہا

اس فصل میں ہم ان بے شمار فتوؤں میں سے نمونے کے طور پر کچھ نمونے پیش کریں گے، جن میں بریلوی اعلیٰ حضرت نے ہر سہ طبقوں کے طبقوں کی کھلی تحفہ بھی کی ہے، اور جن میں ان کی انتہائی بے احتیالی بھی نمایاں ہے، اور جن کی زبان اور لہجہ بھی اس قسم کا ہے، جس سے کھلی بے احتیالی کے ساتھ ساتھ بہت کچھ اور بھی نمایاں نظر آ رہا ہے، جن کے لئے مناسب الفاظ یا عنوان بھی چھنے والے اپنی کلمہ کے مطابق خود مقرر کریں۔ ”ہم اگر کچھ عرض کریں گے تو طاقت ہوگی۔“

لفظ ”بدعت“ کے ترجمہ کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

لیکن اس سے پہلے ایک کھوکی وضاحت بہت ضروری تھی ہے۔ وہ یہ کہ بریلوی فتوؤں اور سوال و جواب، یا کئی جگہ باتوں میں جہاں بھی لفظ ”بدعت“ یا بدعتی“ نظر آئے، وہاں اصل لفظ بدعت یا صاحب الدعا، یا مبتدع ہوتا ہے، جس کا سب بریلویوں نے غلط طور پر ترجمہ کیا ہوا، اور اس کو ردایہ دیا ہوا ہے۔ ہم کو یہاں اس فصل میں لفظ بدعت، اس کے مطہم، شریعت میں اس کی اہمیت، اس کے برے اثرات، اس کی مذمت، اس پر دھبہ دینا، وغیرہ پر کچھ نہیں کہنا۔ یہ ایک الگ فصل ہوگی۔ یہاں صرف یہ بتانا ہے، کہ اس کھلی وضاحت میں بریلوی بہت مسائل اور فتوے ایسے بیان کر جاتے ہیں، جو کم از کم دوح بند ہیں، وہاں بھی اور اہل حدیث غیر مقلدوں پر قطعی فاک ہوئے ہی نہیں۔ اور اگر ترجمہ میں بھی لفظ بدعت، یا بدعتی، یا صاحب بدعت استعمال ہوتا ہے تو ہاتھوں میں سے کئی کم چڑھے، بلکہ کئی بریلوی بھی اس فتوے یا بیان کے حلقے بھی نہیں گئے، کہ یہ کم از کم دوح بند ہیں اور غیر مقلدوں پر فاک نہیں ہوں گے۔ یہ کلمہ ان کو اور بہت کچھ کہا جاسکتا ہے، لیکن بدعتی نہیں۔

یہ کھلا دھوکہ ہے

اس لاء سے یہ ایک عظیم تحریک اور لفظ مقاصد کے لئے ایک منصوبہ نظر آتا ہے۔ کیونکہ کم از کم گزشتہ چہرہ صدی میں اردو یا سندھی میں شری تبلیغ اور احکام میں یہ لفظ بہت اہتمام اور ایسا عام فہم ہو کر استعمال ہوتا رہا ہے۔ جس سے ہر ایک کم چاہا بھی بہت اچھی طرح مانوس ہو چکا ہے، جیسے کہ دوسرے اصل عربی الفاظ ہیں، جن کے اب ترجمہ اور سندھی اردو لفظ کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی جاتی، مثلاً علم، عالم، عمل، عامل، لفظ، عقیدہ، سنت، حدیث، حق، حقیر، تبلیغ، علم، حاکم، حق، حقیقت، صدق، صادق، لفظاں، فضیلت، وعدہ، وعید، فرض، قرض، مرض، نور، جنت، جہنم، ولیرہ، ولیرہ۔

ایسے ہی فارسی انگریزی کے ہنگاموں الفاظ ایسے عام ہو گئے ہیں کہ کوئی ان کے ترجمہ کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ تو صرف لفظ بہت اور بدعتی کی ہر جگہ پر ایسے ترجمہ کے لفظ کی ضرورت کیوں؟ جب کہ ترجمہ والا لفظ یعنی ”بدعت“ کا لفظ بھی اس سے بھڑایا ہے اور سمجھنے میں بھی زیادہ مشکل ہے۔ بلکہ یہ لفظ بہت کا صحیح ترجمہ بھی نہیں، کیونکہ اس سے اصل لفظ کے مفہوم کی ترجمانی نہیں ہوتی۔ کہاں بہت کا مفہوم اور کہاں بدعتی کا ظاہر ہے کہ پرانے اور دوسری طرف الجھا کر پناہ دیا رکھنے، پناہ مقصد کے لئے کی کوشش اور کھلی ہوا بات ہے۔

اس کی بدترین مثال

اب اصل لفظ پر آئیے۔ ہم کو یہاں پہلے نمبر پر پہلی نواہیں کا ترجمہ دیکھنا ہے۔ ۱۱۰ بھی اسی لفظ کے اس ترجمہ کی آڑ میں بڑا لفظ رکھنے لگا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں کہ اس طرح اہل حضرت کی کتاب عرفان شریعت مطبوعہ سن ۱۰۱۱ شامت فیصل آباد میں صفحہ ۵۰ سے ۵۵ تک طویل سہل ہے، جس میں ساری مولوی نیا دہلوی نے آٹھ ایسی حدیثیں اور ۱۱۰ مستحقر قول دیئے ہیں، جن میں بدعتی لوگوں کے لئے امید یہ ہے کہ ان کے ساتھ میل جول نہ رکھیں، ان سے اور یہ کہ کبھی جھبھی بھٹکا نہ دیں، ان سے سلام کلام نہ کرو، آٹھ کچھ کر رات بھر ۱۱۰ ان سے بغض رکھیں۔ ان کے جنازے میں شرکت سے بچیں، دعائے قبول نہ کرو، ولیرہ ولیرہ ۱۱۰ ان دن کے دن میں اصل عربی عبارات میں لفظ صاحب بدعت، بدعتی، اصحاب البدع ۱۱۰

ان سے بھگوان کا ترجمہ بد مذہب قرار دیا ہے۔ مثلاً ان میں سے آخر کے چار کا پورا اصل عربی الفاظ کے ساتھ حوالہ ہم یہیں پیش کرتے ہیں:- مسئلہ ۵۸ پر نمبر ۷ کے حوالہ میں ہے: ”مگر یہ کہ حدیث کے الفاظ ہیں کہ ”انرا کتم صاحب بد مذہب“۔ ترجمہ: ”جب کسی بد مذہب کو دیکھیں تو ان میں سے کوئی بلی مراد سے نہیں گذر پائے گا، بلکہ ٹھوگے ٹھوگے ہو کر آگ میں گر جائیں گے۔ جیسے نڈی اور کبیلہ کرتی ہیں۔“ نمبر ۸ پر طبرانی کی حدیث کے الفاظ یہ دیئے ہیں کہ ”ممن ادر صاحب بد مذہب۔۔۔۔۔“ یعنی ”جس نے کسی بد مذہب کی قوت سے (مذمت کی، اس نے اسلام کو اچانے پر مدد دی۔ اسی حدیث کے انہیں الفاظ کے لئے انجم کا بھی حوالہ دیا ہے۔ اور پھر لکھتے ہیں کہ ایسی اور بھی کی احادیث ہیں۔

پھر نمبر ۷ میں اہل سنت کی عقائد کی مشہور کتاب شرح القاصد کی اس عبارت کا حوالہ دیتے ہیں کہ ”ان علم البصیر الملص والاباہ والد والد الطرد“ ترجمہ میں لکھتے ہیں، کہ ”عقائد کی کتابیں مثلاً شرح القاصد وغیرہ علماء و عقائد میں لکھتے ہیں کہ ”بد مذہب کے لئے ہم اس سے انصاف رکھنا، اسے اذیت دینا، اس کا رد کرنا، اور اس سے دور بھاگنا ہے۔“ پھر نمبر ۸ پر سیدنا بیہقی کی کتاب غنیۃ الفقہاء میں کی عبارت نقل کرتے ہیں کہ مشہور ولی اللہ فضیل بن عیاض کا قول ہے، کہ ”ممن احب صاحب بد مذہب لعلہ اللہ علیہ۔۔۔۔۔ جس کا ترجمہ یہ لکھتے ہیں کہ ”جو کسی بد مذہب سے محبت رکھے، اس کے گھر جلا (خارج) ہو جاتے ہیں۔ اور ایمان کا نور اس کے دل سے نکل جاتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے لئے یہ جانتا ہے کہ وہ بد مذہب ہے، شخص رکھتا ہے تو مجھے اسید ہے کہ سولی تعالیٰ اس کے گھر میں آگ لگا دے گا، اگر چہ اس کے گھر سے لوہے ہوں، جب کسی بد مذہب کو روک میں آتا دیکھو تو تم دوسری دلوں۔“

ان بد مذہبوں کے لوہے پر یہ حکم لگیں گے

ان میں حوالوں کے بعد ساکلی مسئلہ ۵۸ پر پچھتا ہے کہ ”جب شرح طبری نے ایسے لوگوں سے اس وجہ نکرست دلائی، تو کیا مسلمان کا مذہبی فریضہ نہیں کہ ان کو مساجد میں آنے سے روکیں، اور ان سے ہر قسم کا تعلق توڑ دیں، خصوصاً جس شخص کو مسلمان اہم شخصیت اور اثر و رسوخ رکھتے ہیں، مثلاً عالم دین یا بیادین یا دینی رہبر دیکھنے کی جگہ سے ایسے ہارٹ

فحش کے لئے یہ ضروری نہیں، کہ ایسے ہندوئیں کو مسجدوں میں داخل ہونے سے روکے، بلکہ عام مسلمانوں کو ان کے ساتھ میل جول سے روکے۔ بلکہ یہ سب چاہی کہ جو شخص ایسے ماسخوں کے پیچھے لگاؤ نہ دے اور ان باتوں کو مہلجوں کے جھگڑے کہ کر بلا کر بھیجے، تو کیا وہ بھی انھیں میں نہیں مٹا جائے گا؟

اس تفصیل کے بعد سطور ۵۲ سے ۵۵ تک پھر انکار و طعن و بدعت کے لئے حرام امر میں کا حوالہ دے کر اہل حضرت سے تفصیل جواب کی گزارش کی ہے۔

اصل لفظ بدعت ہوں، تو آپ کیا سمجھیں گے

اہل حضرت جواب سے پہلے ہم یہاں قارئین کرام اور عام بریلوی علماء اور محام کی خدمت میں عرض کریں گے، کہ اگر ان آئمہ حدیثوں اور روایات میں ترجمہ والے لفظ **بدعت** کی بجائے عربی کا اصل لفظ یعنی بدعتی استعمال کیا جائے، تو کیا ان کا ذہن اس طرح چاہی سمجھے گا، کہ یہ بات دوح بدعتوں کی طرف اشارہ ہے؟ بلکہ ہمیں یقین ہے کہ کوئی بریلوی بھی سنے گا یا نہ سمجھے گا، تو فوراً اس طرف جائے گا، کہ کسی دوح بدعتی روایتی نے بریلویوں پر اہم لگانے کے لئے، کہیں سے یہ اہام حدیثوں کے نام پر مگز لئے ہیں۔ یا یہ کہے گا، کہ بریلویوں پر یہ حدیثیں لاکر کے، دل کی بیز اس نکالی ہے۔ کیونکہ اس کو بھی معلوم ہے، کہ آج کل دوح عام میں لفظ بدعت اور بدعتی کا استعمال کس پر ہوتا ہے، اور روایتی کا کس پر۔

الٹا چور نے کو تو ال کو ڈا انٹ پلا دی

لیکن لفظ بدعت کی بجائے اس کے لئے ترجمے ”بدعتی“ کی آڑ میں سوال کر لے گا۔ بریلوی بھی اگلے یہ سب اہام دوح بدعتوں کی طرف منسوب کر گیا، اور بریلی کے اہل حدیث نے بھی یہ طوطی سوال نہ کر، جواب میں دوح بدعتوں کو ہی نشانہ بنایا، اصل تو خوب خدا کی اور حسام المرعین کا خلاف و ہر لیا، اور پھر ان سب اس حوالوں میں اہل بدعت کے خلاف احمیدیوں ستائی گئی ہیں، اور احمیدیوں کی عقل میں نہیں، بلکہ ان میں اپنی طرف سے حرام اور **بدعت** لفظ لاکر، اور ہر ایک شرعی حکم یا سننے کی صورت میں (دوح بدعتی پر) نافذ کر دیا۔

ان کی رو سے (دیوبندیوں پر) یہ حکم نافذ ہوں گے
یہ شرعی حکم صلوٰۃ-۵۸ پر ان الفاظ میں نافذ کئے گئے ہیں:-

”بلاشبہ ان سے دور بھاگنا اور اسے اپنے سے دور رکھنا، اس سے بغض رکھنا، اس کی
ابانت کرنا، اس کا رد کرنا فرض ہے، اور ان کی توقیر (عزت و احترام کرنا) حرام اور اسلام کو
اٹھانا ہے، اسے سلام کرنا حرام، اس کے پاس بیٹھنا حرام، اس کے ساتھ کھانا پینا حرام، اس
کے ساتھ شادی بیاہ حرام، اور قربت زناتے خالص، چار چارے تو اسے پوچھنے ہمارا حرام،
سر جانے تو اس کے جنازے میں شرکت، اسے سلطان کا غسل کھن دینا حرام، اس کا جنازہ
چھو حرام بلکہ کفر، اس کے جنازے کو کھدوا دینا، اس کے جنازے میں شرکت حرام، اس کے
جنازے کو مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر کھڑا ہونا حرام، اس کے لئے
دعائے مغفرت حرام، ایصالِ ثواب حرام بلکہ کفر، اور ایسا پابندِ رب اٹھائیں۔“

پاڑ لوگ ان کا مسجد میں داخلہ بند کرانیں

آگے یہ بھی قطعی حکم کی شکل میں کہتے ہیں۔ کہ مسجد میں ان کا کوئی حق نہیں۔ کیونکہ حکم
ہے کہ ایسے کے ساتھ لازماً چھو، تو ان کے صوف میں کھڑے ہونے سے صوف قطع ہو جانے
کی۔ کیونکہ (جیسے) غیر نمازی جاگ رہا ہو اور قطع صوف حرام ہے۔ پھر آگے یہ بھی حکم ہے کہ
مسلمانوں میں جو بھی پاڑ شخص ان کو روکنے کی کوشش کرے، اس پر فرض ہے کہ ان کو مسجد میں
آنے سے روکے۔ اور اپنے زیر اثر مسلمانوں کو زہی و قہیم سے، اور اگر ضرورت ہو تو سختی اور
جبر سے ان سے میل جول رکھنے سے روکے۔ آگے یہ بھی قطعی حکم ہے، کہ جو ان کے فیادات و
مادات معلوم ہونے پر انہیں عالم کچے یا امامت کے وارثی کچے کرانے کے کچھ نماز پڑھنے سے روکے
ہیں انہیں دیکھ کر طرے کا لڑ اور مرتد ہے۔

یہ بھی حکم ہے، کہ ہر سوزی کو مسجد سے نکالنا شرطِ استطاعت واجب ہے، اگر چہ وہ صرف
ان سے ایذا اور بے احترامی کی ایذا مسلمانوں میں پڑنا ہی (بدعت) پہنچاتا ہو۔

توتی کے آخری الفاظ ہیں، کہ (ان احکام کی) سنت میں وہی احادیث اور روایات کافی
ہیں، جو مسائل نے بیان کی ہیں۔ یعنی ان احادیث ہی سے یہ حکم نکلے ہیں، جن کو ہم نے بیان

کیا ہے۔ (اور دکھایا ہے کہ ان میں اہل بدعت کے لئے یہ دھبہ ہیں)۔

ایک اہم نکتہ، دھبہ اور حکم میں فرق

یہاں ہم یہ نکتہ کاربھی کر رہے ہیں کہ علماء اور فقہاء کا اس پر تقریباً اتفاق ہے کہ مختلف احادیث میں مختلف کاموں اور عادات اور اخلاق کے بارے میں جو دھبہ ہیں اور مذہبی آئی ہوئی ہیں، ان سے وہ حکم ہائے نہیں ہوتے، بلکہ وہ ان کاموں کی برائی کی ایسی باتوں کے لئے ہیں۔ مثلاً ان میں روایات سے کہیں زیادہ نکتہ دہلی صحیح احادیث میں ہے کہ "جس نے چاہا ہو کہ نماز ترک کی، اس نے اہل تحقیق کو گمراہ کیا" اس حدیث میں ہے نماز کے ترک کے لئے "نکاح" کا بھی قصہ ہے، یعنی اہل تحقیق کو گمراہ کیا۔ لیکن اس کی عام باتی ہوئی عورت ہے کہ ایسے مسلمان کے لئے نماز کا حکم ہے کہ اگر اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہے کہ نماز کے لئے علم ہائے نہیں ہے، بلکہ یہ احکام نماز کی روایت سے اس کو سمجھنے کی ذمہ داری ہے۔ اور یہی حضرت اہل عورت بھی اہل عورت پر عمل کرتے ہیں۔ اور نہ سمجھنے پر نماز کا حکم نہیں دیتے۔ تو بدعت کے لئے ان سب دھبہوں کو ان کے اہل حضرت نے باقاعدہ حکم کی نظر دے کہ ہر ایک کے لئے حرام، حرام، حکم کا حکم اور حکم کوئی کیسے دے؟

خود عام بریلوئیس کی سوچنے کی باتیں

عام بریلوئیس کے لئے بھی اس لئے میں بہت کچھ سوچنے کی باتیں ہیں۔ آخر اس لئے کے بعد اپنی روای کیا گیا ہے۔ ادارے علم میں شعبہ اہل طالب کے والد میں کہ شریف کے کار نے حضور کریم ﷺ اور مسلمانوں سے جو عام قطع تعلق کیا تھا، اس کے بعد اسلامی تاریخ تو کیا، ہر اسلامی تاریخ میں بھی کسی مسئلہ کی ایسی مثال نہیں۔ اس لئے کے بعد پہلوئیس کو یہ نظر دیکھ کر کئی چیزوں کی دنیا پر نظر اہل جانے لگی تو جیسے جیسے بریلوئیس۔ بلکہ اہل حضرت کے ساتھ بھی اہل حضرت اور بارے حرام کاموں اور حکم کی غلطی سے انہیں ہوئے نظر آئیں گے۔ حرام کی تو یہی تھا کہ اس میں کئی طور پر روزانہ طوٹ سی نظر آئے گی۔ آج کے بریلوئیس علماء اور اہل سے باتیں اور اپنے کو سمجھنے کے لئے کے شوق میں بریلوئیس کے لئے اہل اس لئے کے لئے نظر دے رہے ہیں، کہ اہل حضرت بریلوئیس

کے کئے ہیں۔ جب اہل حضرت غیر مقلدوں کو "اصحاب الہدیٰ" مانتے ہیں، تو ثابت ہوا کہ وہ جیسو د کے بھی کئے ہوئے۔ جب وہ کئے ہیں، تو یہ امر اس کے تصرف میں اگرچہ کلام کے مقلدوں کے نام پر ہی آئی، پر ہوئی تو کئے کے ہی پہلے۔ لہذا یہ بھی حدیث سے ہی ثابت ہوا۔

یہ کچھ کہاں بھی جاسکتا ہے

بریلوی حضرات کے لئے بھی یہ غرض ہونے یا نظر انداز کرنے بھی بات ہرگز نہیں۔ ان کو سوچنا چاہئے، کہ خدا خواست کہیں کسی محل میں یا طمس دنیا کے کسی مقدمہ میں وہ یہ مقدمہ ہر گئے (جو حقیقت میں وہ ہی ہوئے ہیں)، کہ بریلویوں کی طرف سے غیر مقلد، وہ اپنی، بالخصوص، وہ بدی، نیچری، کے لئے فقط اہل الہدیٰ، یا اصحاب الہدیٰ، یا مبتدع کا استعمال قسطنطنیہ، و صاف طمس اور طمس بدیاتی ہے، اور اس کا ماننا ہوتا ہے، سو سال مطلب دوسری طرف ہے، تو یہی دلیل اور اس کی یہ گنجی کہاں کہاں تک پہنچے گی، اور کون کون کس کس طرح چلا نہیں گئے، اور اس محل دینے والے کو کیا کیا کہنا چاہئے گا۔ اور یہ خلافت کئی کئی کے دماغ ہاتھ کرے گی!

ہم بریلوی نہیں، اس لئے تہذیب ہمیں اس سے زیادہ، اشارہ کے الفاظ میں بھی ہونے کی اجازت نہیں دے رہی۔ اس لئے مزید مطالعہ ہم قارئین کرام پر چھوڑ کر آگے بڑھتے ہیں۔

نکس دیکھ کر تو یقین کریں

قارئین کرام کی قلمی کے لئے ہم اصل کتاب "ازوق العادۃ" کے اصل مضامین کے نکس دے رہے ہیں، تاکہ ان کو خود بھی یقین آئے، کہ دین کے ایک عالم کے ذہن میں اس قسم کی عقل آج بھی نکلی ہے، اور وہ اس کو کادھہ قریر میں بھی لے آتا ہے۔ اور قریر میں مزید زور لگنے کے لئے، مزید دھکیں اور جھٹکیں نکلتی ہیں۔ حالانکہ یہ ایک ایسی دہلی ترین گالی ہے کہ آج تک قریر میں تو کبھی نہیں آئی، چاہے وہ قسطنطنیہ ہو، لیکن شاید ہی قسطنطنیہ کی گلیوں، یا حاشیہ بازاروں میں بھی کسی نے کسی کو زبانی ہی کہی، ہو کہ تہذیبی غبی یا بکن رستہ کو لے لے بچے بچتے ہیں۔ یہی ٹوٹی انہیں الفاظ میں اہل حضرت کی دوسری کتاب، لادینی مخریجہ بھی ملے گا، پر سوال نمبر ۸ میں دہرائی گئی ہے۔

ایک باب وضع کیا کہ الزیہب من تولہ فاسقاً و مبدعاً یا سیکلک و کفر
 من کلمات اللہ علی العظیم معنی آن حدیثوں کا بیان جنہیں کسی شیطان یا بد
 کوائے نے سرور یا کوئی کفر عظیم کہنے سے ڈرایا گیا ہے اور اسباب میں یہی
 حدیث انہیں روایات ابی داؤد و ترمذی و حاکم سے ذکر فرمائی جب صرف
 زبان سے لے کر ذکر کیا جائے غیب رب جل جلالہ ہے تو حقیقتہً سرور
 ملک جلالینا کشفہ سخت موجب غیب ہو گا و جیسا کہ اسرارنا علیہ السلام
 شہر ایہا الناس ضرب مثل فاسق و مبدع الہ لو کہ ایک مثل بھی لکھا
 کہ ان لکھ کر سنو ان اللہ لا یستحق من الحق بیشک اس قدر بل حق بات فرمیں
 نہیں شراً یا ایہا حدیث کہ ان تکون کریمہ فراش کلب کفر ہمہ کیا تم میں
 کسی کو پسند آئے کہ اسکی بیٹی یا بیٹا کسی گتے کے بچے کے ساتھ بہت بُرا مانگے
 رب جل و عالنے غیبت کا حرام ہے اسکی قرینہ ہے اور فرمایا ایہا حدیث کہ ان
 یا ایہا الحدیث مینا کفر ہمہ کیا تم میں کوئی پسند رکھتا ہو کہ اپنی مرے بھائی کا
 گوشت کھا کے تو یہ جنہیں بُرا لکھا سنیو سنیو اگر سنی ہو تو گوشت کھا کر سنیو سنیو
 الی مثله فراش مبتدع کا لفظ کانہ فراش کلب ہمارے لیے بُرا مثل نہیں جو حدیث
 کسی پر غیب کی جو روایت ایسی ہے جس کو کسی کلمہ کے لغت میں آئی ہو
 صلا اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی چیز دیکھ کر کہ نہ جانتا ہو یا سیر یا کچھ دیکھا ہو
 نہ حدیث کلب مبتدع فیہ بل جیسا کہ اپنے دکان پر کوئی چیز پھر دیکھا ایسا کہ
 کہنے کے لئے کہ اسے پھر کھاتا ہے ہمارے لیے بُرا مثل نہیں۔ اب آجنا معلوم کیا
 ہوا کہ ہر گتے یا بچہ ان ضرور ہے بلکہ کتے بھی بہت زیادہ ایک رنگت

انسانی تہذیبی حد بندیاں

یہ بہت سیدھا سا سوال عام فہم نکتہ ہے، کہ انسانی تہذیبی حد بندیاں ہی انسان اور حیوان کی تیز فہم کرتی ہیں، انسانی تہذیبی دنیا میں کی ویسی غلوں حقیقتیں ہیں، جن کے صرف دماغی سطح میں آجانے پر بھی انسان خود ہی ترپ اٹھتا ہے، کہ یہ میں کہاں کیسے کر گیا۔ یہ بات میرے ذہن میں کیسے اور کیوں آئی؟ بلکہ کسی غیر معیاری بازاری لوگ بھی کی قصودات اور خواہش پر بھی ترپ اٹھے ہیں۔ تہذیبی دنیا میں تو ایک روحانی غیرت مند انسان بھی کسی غیر قوم کے لئے بھی یہ دفاعی الفاظ کہہ کر غر لیتا ہے، کہ میں خود میں، بہن عظیموں، دلا بہر کرم نے یہ بات کیسے کر لی انجمن بریلوی اہل حضرت اپنی ہی قوم کی بہنوں، بیٹیوں کے لئے یہ سب بلکہ چارہ تحصیل اور دلاک سے دو بار کہنے سے بلکہ بھی نہ گھبرائے، نہ شرمائے!

کسی بھی مذہب کے تحت از دو روحانی رشتہ مقدس ہوتا ہے

مذہبی اور معاشرتی لحاظ سے بھی یہ ملنی ہوئی حقیقت ہے، کہ کسی بھی مذہب یا دھرم، رواج کے تحت جب سرورِ عزت میں از دو روحانی رشتہ قائم کیا جاتا ہے تو اس کو گنج اور اولاد و نسب کو گنج مانا جاتا رہا ہے۔ لیکن اہل حضرت اور اس کی ذریت کے ہاں اولاد اور اولاد کا قطعاً ذاتی پیمانے کی طرح استعمال ہوتا ہے۔ اور دیکھیں کہ انسانی تہذیبی دنیا میں ایک جڑے کے باجائز عقل پرستی کو ایک دھڑی کے لئے بھی یہ قطعاً مناسب نہیں سمجھا جاتا، کہ بچے بھی بھلی ہے۔ جو قطعاً اس نام نہاد روحانی عالم نے نہ صرف استعمال کیا بلکہ یہ بھی لکھا، کہ ہمیں اس عقل سے کوئی حیا نہیں آتی۔ کیونکہ اللہ نے بھی فرمایا ہے، کہ اہل حق بات کے کہنے میں حیا نہیں کرنا۔ اور خود قرآن میں مثال دی ہے کہ غیرت کر کے گویا تم سرے ہوئے بھائی کا گوشت کھاتے ہو اور دو حد خطوں کا بھی حوالہ دے کر اپنی ذہنیت کو دینی حکم کا دوجہ دے دیا۔ کسی بریلوی نے اس تک اس پر آواز نہیں اٹھائی، کہ کن خطوں کا کیا مطلب کہاں کیسے جزا جاتا ہے۔ کسی نے بھی نہیں لکھا، کہ یہ انسانی تہذیب کی دھیمیں ازلی جہدی ہیں۔ بلکہ بریلوی بننے کے بعد ہر ایک یہ عام تہذیبی دائرے میں نظر آنے لگتے ہیں۔



عقلمند ڈاکٹر مسعود صاحب آج بھی اپنی کتاب ”فاضل بریلوی علماء ہند کے

میں: ”سہل ۱۹۹ پر گھستے ہیں، کہ اس میں شک نہیں، کہ خالصین کی کمالی اعتراض نکالتے پر حاصل بریلوی نے سخت تنقید کی، اور بداد نکالتے بعد بھی درشت ہے، لیکن کسی مقام پر تہذیب و شان انگلی سے گرا ہوا نہیں۔“ اب اس پر کوئی کیسے اور کیا کہے!

یہ معیار آپ کو مبارک! لیکن.....

لیکن دنیا جہاں کا نام تھا اصول یہ ہے، کہ ہر معاملہ میں ازدواجی رشتے، نکاح اور کج نسل کو ایک خصوصیت قرار دیا جاتا ہے، اور انتہائی نزاکت بھی۔ بعض اوقات شریف مہذب اور دھندلا آدمیوں کی، جنہیں اور خبیثاں ایسے حالات میں گھر جاتی ہیں، ان کے شوہر ایسے نسل پڑتے ہیں، یا بعد میں بن جاتے ہیں، اور اولاد خاندان کے مساکی ایسے سمجھتے ہوتے ہیں، کہ بڑے مبرا، مضبوط، قہر کا مظاہرہ لازم ہو جاتا ہے، اور پھر پھر کہ قدم رکھنا اور اٹھنا چڑھنا ہے، حالات کے سدھرنے یا سدھارنے کا انتہا کرنا ہوتا ہے، دلیر و دلیر۔ : ایک لمحہ سکا ہے، کہ ایسے معاملہ میں ملحق کو بھی کئی سطحیں مد نظر رکھنی ہوتی ہیں۔ لیکن بریلویوں کا اہل حضرت اور اکثر بریلوی حضرات کا رویہ اس نازک ترین تہذیبی مسئلہ میں اکثر انتہائی غیر مناسب ہو رہا ہے، اور غیر امداد دہانہ بھی۔ کچھ مثالیں درج کر کے دیکھئے:

مولانا قاضی کو بے سبب نسل کی گالی

(۳) مملو نکات اہل حضرت صدر سوم سہل ۲۵۹ پر مہارت ہے، کہ اہل حضرت کی خدمت میں عرض کی گئی، کہ لوگ اشراف اہل قاضی کو سید کہتے ہیں، اور وہ اس سے بیخ نہیں کرتے، حالانکہ وہ قوم کا مجھو ہے۔ جواب میں اہل حضرت نے فرمایا کہ ”جو شخص اپنا باپ بھڑ کر دوسرے کو باپ جانے، اس پر اللہ اور تمام فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت۔ اللہ اس کا فرض نکل، جو قبول نہیں کرے گا۔۔۔ اہل آخر۔“ سادہ سی بات ہے، کہ مولانا نے خود کو تو سید نہیں کہا، لوگ احترام میں بھی کہہ دیتے تھے۔ جس کا معلوم عزت والا اور سرداری ہوا کرتا ہے۔ جیسے بڑے امیر و رضا کے شان میں بھی ایک پہلی علم کا درجہ ہے ”یا سیدی امیر رضا“۔ کسی کو اس لقب پر اعتراض نہیں۔ لیکن امیر رضا جان نے مولانا کو نسل کی گالی دے دی وہی، اور بھی شعور کے ساتھ: اور اپنی تنگ زبان تازہ کر لی، اور کسی کو اعتراض نہیں۔

باقی صحیح علاج کن کا بچاؤ؟

(۴) اسی کتاب لطوفات میں ص ۱۰۸ پر لکھی ہے کہ ”آج کل کے رافضی مولانا ضرور بات دین کے منکر اور قصاص مرتد ہیں۔ ایسے ہی اہل باطن، کاروانی، دیوبندی، نیچری (سرسید والے) اور پیکڑاوی (اہل قرآن) جملہ مرتدین ہیں، کہ ان کے مرد و عورت کا نام جہاں میں جس سے علاج ہوگا، مسلم ہو یا کافر، اصل ہو یا مرتد، انسان ہو یا حیوان، یہ علاج اصل باطل اور غاصب نہ ہوگا۔ اور اور دوا لڑا ہوگی۔“ بریلوی لکھ کر ہیں، کہ جہاں سے انسانی علاج کے ہونے نہ ہونے کا کسی عالم تو کیا کسی انسان نے سوچا بھی ہوگا؟ کیا عالمانہ سوچ ہے؟ دوسرے یہ کہ صرف علاج کا نہیں ہونا کافی نہیں سمجھا گیا، بلکہ اس کے ساتھ یہ اظہار بھی ضروری سمجھے گئے، کہ غاصب نہ ہوگا، اور اور دوا لڑا ہوگی، اس قسم کی کالیوں کے یہ حضرات بلکہ زیادہ ہی شقیں نظر آتے ہیں۔ احساس ہی نہیں رکھتے، کہ یہ کتنی بڑی گالی ہے، اور اس کی کیا تلافی تھی۔

سرسید احمد کو گالی

(۵) اسی کتاب میں سرسید احمد کے لئے ہے، کہ عرض کی گئی، کہ بعض لوگ علی گڑھی کو سید کہتے ہیں۔ تو ارشاد فرمایا کہ ”وہ تو ایک غیبت مرتد قلم حدیث شریف میں ہے کہ ساقی کو سید نہ کہو۔۔۔ اہل آخر“ حدیث میں سید ہی سادھی بات ہے، کہ کسی ساقی کی عظمت کے لئے مردہ کے مطہم میں سید نہ کہا جائے۔ یہ تو نہیں کہ نسل ہی بدل دی جائے۔ دوسرا یہ بھی کھتہ ۱۵۰ ہے، کہ مرتد کے لئے تو اہل خبر و خبر سے میں واضح ہے کہ اس کا علاج کسی حیوان تک سے جائز نہ ہوگا۔ وہ غاصب نہ ہوگا، اور اور دوا لڑا ہوگی۔ یہاں مرتد کے ساتھ غیبت کا لفظ بھی بڑھا کر تہذیب و انصاف کی کوڑی کھرا گیا ہے۔ حالانکہ سرسید مرحوم نہ صرف شریف نسب سید تھا۔ اپنے اہل حضرت کی یہ بد مستحق و نکمران کیا اور جنت نے اس سے کیا کیا جلا بھی لگائے، بلکہ ان کی شان نکھرا بھی لگا نظر فرمائی لیجئے۔

اس طرح ہر ایک دیوبندی حرامی ثابت ہوا

(۶) مرکزی حزب صحافت اور کے دارالترکات سید احمد، اہل حضرت کے باغیوں

میں گئے جاتے ہیں۔ اس کی بلوچی زبان کبھی جانے والے مولوی طیب علی رانا پوری نے ثنائیت زبان میں پوری کتاب ”مضطرب اسلحہ“ لکھی۔ اس میں بزرگوں کے استحواد اور مرشد مولانا رشید احمد گلگویی کے لئے لکھے ہیں کہ ”یہ عقل کے بچے جاہلیت اور فریہ عقل کی بچی کریم افسانہ دونوں دوج بندی دھرم میں (یہ عقل اور فریہ عقل کے نام کی جہ سے) حرامی ہونے یا نہیں؟ اس دونوں کے باہمی علاج سے جناب گلگویی کی پیدا ہونے، نو گلگویی کی کیسے نوکوں کی کیسی اولاد ہوئی؟ ابھی تو صرف گلگویی کی کانسب نامہ بطور نمونہ دکھایا ہے۔ آئندہ جمل کر ہر ایک دوج بندی کا حرامی ہونا ثابت کیا جائے گا۔ کسی بریلوی مہذب عالم یا عقل کا اس پر کوئی اعتراض نظر نہیں آتا۔

دوج بندیوں کا علاج ہوتا ہی نہیں

(۷) اسی کتاب میں بھی دانا پوری صاحب ہر ایک دوج بندی کے علاج، عقاق اور نسب نامہ کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں لکھے ہیں کہ ”عقاق تو علاج کی ہوتی ہے۔ دوج بندی اگر ہوتا ہے تو علاج بھی دوج بندی تھا، تو علاج مضطرب ہی نہیں ہوتا اور اگر سنی (بریلوی) تھا، اور بعد میں دوج بندی تھا، تو اب مرتد ہو گیا، اور مرتد ہونے ہی اس کا علاج ختم ہو گیا۔ بہر حال کسی صورت میں عقاق کی حاجت نہیں۔“ اس فحش پر حریدہ غور بریلوی علماء اور ان کے دواعی کریم۔ ہم کیا وضاحت کریں!

یہ عطالی ہے یا حرامی؟

(۸) بریلوی لکھنے والوں میں سلتی احمد یار خان گورانی کافی حد تک عجیبہ نظر آتے ہیں۔ لیکن اس بارے میں یہ صاحب بھی رضا خانی رنگ سے اپنے کو نہیں بچا سکے۔ اپنی مشہور کتاب ”یار بلوچ“ میں مولانا رشید احمد گلگویی کے بارے میں ص ۳۸۸ پر لکھے ہیں کہ ”رشید احمد صاحب کا فخر نسب یہ ہے ”رشید احمد بنی مولانا جاہلیت احمد ابنی کاظمی یہ عقل ابنی نظام حسین ابن نظام علی اور اس کی طرف سے نسب نامہ یہ ہے رشید احمد ابن کریم افسانہ بنت فریہ عقل دوج بندی تانیں کہ مولوی رشید احمد کے خاندانی بزرگ مشرک مرتد تھے یا نہیں؟ اگر نہیں؟ کیوں؟ اور اگر تھے تو مرتد کی اولاد عطالی ہے یا حرامی۔“

پڑھنے والے غور سوچیں، کہ صرف نسل میں ہی عقل اور کریم عقل کے نام ہونے کی وجہ سے یہ مذہب اور شریف عالم کہاں تک پہنچی گیا۔ اس کے سوال کا جواب کیا ہو؟ خود بتائیں کہ دوحندوں نے کریم عقل اور فریہ عقل ناموں کو شریک نام کیا ہے۔ مشرک اور مرتد قرار بھی نہیں دیا۔ دوسرے اگر ہاں آپ کے مشرک ہونے کی وجہ سے ان کا حرامی ہوگی، تو جملہ صحابہ کرام کے بارے میں آپ کا کیا فتویٰ ہے؟ قصب کے اندھے پن اور گالی دینے کے شرع کی بھی کوئی توجہ قائم کریں، اور دینی علم کی مانج تو رکھیں!

گیارہویں کے دن پیدا ہونے والے بچے کو حرامی کی گالی

(۹) باطنی قریب میں مولوی محمد مرزا چمردی نے اپنی چوب زبانی کی وجہ سے بریلویوں میں بہت مقبولیت حاصل کی۔ اس کی کتاب ”عقلاں حقیقہ“ خاصی مقبول کتاب ہے۔ اس میں سطر ۲۳۳ پر نمبر ۱۱۱ شریف کے دن مقرر کرنے کی بحث چل رہی ہے۔ مولوی صاحب اس پر بحث کرتے ہوئے یہاں تک پہنچی جاتے ہیں، ”اگر آپ کے کسی مولوی صاحب کے گیارہویں کو بچہ پیدا ہوا ہے، تو یا تو اس کو حرامی کہنا چاہئے، یا اسے درخواست دی جائے، کہ آج حرمت کا دن ہے، گل پیدا ہوا۔“

قارئین کرام نے دیکھا، کہ کتنے بڑے ناموں سے کتنی دلیل دہرائی گئی ہے اور ہوتی ہیں۔ انسانی تقدس، تہذیب، شرافت اور شائستگی اور تہذیب و اخلاق کے اس تذکرہ ترین اور حساس ترین معاملے میں یہ پورا طبقہ کتنا غیر ذمہ دار، یا بے اعتدال یا بد تہذیب واقع ہوا ہے، اور یہ سلسلہ احمد رضا خان کے صدقہ ہار یہ کے طور پر ایک صدی سے جاری ہے۔ بریلی اسلامی لٹریچر کے علاوہ اور کسی فنش لٹریچر میں بھی انسانی نسب اور ہرے گروہوں کے گروہ کے نسب کے بارے میں ایسا جملہ کوئی بریلی ہی نہیں دکھائے، تو ہم اس کے منظر ہوں گے، ہمیں تو بچنے پر نہیں سے کوئی ایسی مثال نہیں ملتی گی، اور نہ ہی عقل حلیم کرتی ہے۔

گالی کے شرع میں لفظ سنت کے تقدس کی پامالی

(۱۰) یہ جرأت بھی احمد رضا خان بریلی ہی کو ہوئی، کہ ایک ہرے دینی علم اور دے مجدد اہل علم، کو بھی نسل ہی کی گالی دے دی، اور شاید کسی دن کی غاصبی کی وجہ سے گالی کے نئے

کے لئے سوچی ہوئی زبان، اس معاملہ میں سنت کے مقدس نقطہ کے ٹکڑے کا لحاظ بھی نہ کر سکی۔
صافنی غفلتِ حدیث کے سلسلہ ۳۲ پر یہ گندہ شعر ملاحظہ کریں:

اسپ سنت، بار بار طر از بدعت، آورد، بجم
ہاتھ غلوہ بدست آورد، دھڑکی گندہ

(ترجمہ: سنت کا گھوڑا اب بدعت کی گدھی پر چڑھایا تو غلوہ کا پھر بیجا ہوا، جس پر
غلوہ والے فخر کر رہے ہیں، اس پر مزید ریلوڈک سے طارنا دھوا رہا ہے۔ کسی عاشقِ رسول
اور عاشقِ سنت بدعتی سے مزید قصد حق کر نہیں۔)

ایک گندے شخص کو پوری دہائی نسل کا باپ بنادیا

(۱۱) طغوتاتِ اہلِ حضرت اس کے فرزند ارشد اور مصطفیٰ رضا خان کے ہمہند کے
ہوئے ہیں، جو بریلویں کے لئے ۱۹۸۱ تک ملتی اعظم بنے رہے۔ ان میں سلسلہ ۸۴ پر عرض
ہے۔ کہ کیا عقائدِ راشدی کے دور میں بھی فرقہ واپی تھا۔ اس کے جواب میں احمد رضا خان
نے ایک مثال حضرت علیؑ کے خوارج کی دی۔ دوسری ٹروڈ جن میں بائبل نیست کی تقسیم کے
وقت ایک بدو کے اعتراض کی دی۔ پھر جان جانور کچھ ہوئے تیسری مثال سلسلہ ۸۸ پر دی،
کہ ”ایک روز ہارام رسالت میں سکا پ کرام حاضر ہیں۔ ایک شخص آیا، اور مجلسِ اقدس کے
کنوارے پر کھڑے ہو کر سجدہ میں چلا گیا۔ ارشاد فرمایا گیا، کہ کون ہے کہ اسے قتل کرے۔
مصطفیٰ اکبر اللہ کے تو دیکھا کہ وہ نہایت فتوح و فتوح سے لہزہ چڑھا رہا ہے۔ یہ دیکھ کر
مصطفیٰ اکبر کا ہاتھ نہ اٹھا۔۔۔ پھر آپ کے ارشاد پر فاروق اعظم اٹھے اور کھجے تو انھیں بھی
والہ علی آیا۔ پھر آپ کے ارشاد پر سولی علی اٹھے، جب تک وہ چاچا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ
اگر تم اسے قتل کر دیتے، تو راستہ پر سے بڑا فتنہ اٹھ جاتا۔“ یہ تھا واپس کا باپ، جس کی نگاہیں
اور مصطفیٰ نسل آج دنیا کو گندہ کر رہی ہے۔

اہلِ حضرت نے ایسے ہم والہ کی، جس میں مصطفیٰ اکبر اور فاروق اعظم کی طرف سے
مضہ کریم کی حکمِ عدلی کا نازک مسئلہ آتا ہے، اس کا کوئی مستحضر حوالہ نہیں دیا۔ لیکن بہر حال
واپس کی پہلی نسل کو پھر اسے پھر پھر گالی دے اہل۔ جس میں اس کے جہول سب دوج بندی

اور غیر مقلد شامل ہیں، جن میں مانے ہوئے شریف نسل سادات بھی ہیں۔ اور کئی مانے ہوئے ہی طریقہ بھی۔ ان سب بزرگوں کی گنج المصائب مانی ہوئی نسل کا بھی ایسے شخص کو بے دھڑک اپ بھائی لیا، ہزار احمد رضا کے یہ قول حضور کا بے ادب گستاخ ہے۔

سادات کرام کو بھی نسل کی گالی

(۱۲) برصغیر کے سادات کرام سے بہت ہی دلی محضرت کے ساتھ ہم ایک محل اور پیش کردہ ہے ہیں، جو یہ کہے بیٹھے ہیں، کہ احمد رضا خاں اور اس کے حمایتی بریلوی سادات کرام کی محبت میں ہر دم تاق ہیں۔ یہ کسی حد تک شاید گج بھی ہے۔ کیونکہ بریلوی اپنی حضرت کا ہی یہ لڑائی ہے کہ (۱) رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے یہ سوال کیا، کہ میرے اہل بیت سے کسی کو اور خ میں نہ لائے اور یہ دعا قبول ہوئی۔ اور (۲) آپ نے بی بی فاطمہ سے فرمایا کہ اللہ نے تجھے خطاب فرمائے گا اور نہ میری اولاد کو۔ (۳) فاطمہ ہم اس لئے ہوا کہ اللہ نے اسے اور اس کی نسل کو آگ سے محفوظ فرمایا۔

لیکن جب فاطمہ کا نام آتا ہے، اور خاں صاحبی حجاج کرنا ہے اور گالی کے لئے سوگئی زبان بھٹی ہے، تو وہ کسی کو نہیں بخشتی اور یہ لکھ ہی چلتی ہے کہ "کوئی کلمہ عقیدہ رکھنے والا نہ ہو، بلکہ حصولِ نبی (سر سید اور اس کا عقیدہ) کی گنج المصائب سے ملے۔"

اس کی تفصیل

اس کی تفصیل اس طرح ہے، کہ عا ۱۳۷۰ھ میں ایک شخص شیخ خاں نے احمد رضا خاں کو ایک سوال بھیجا، کہ ایک شخص کسی ولید اپنے کو سید کہلاتا ہے اور اپنے راہی عقیدہ میں خال ہے۔ حضرت علی فاطمہ اور حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور رسول جیسے مانا ہے، یہ مسلمان ہے، یا کافر اور کلمہ عقیدہ سے انھیں کفر سے ملتا ہے یا نہیں۔ اس کا جواب دیا کہ:

اپنی حضرت نے تفصیل میں ۱۰۲ مسلمات پر مشتمل ایک رسالہ لکھا، جس کا نام "عواہد اللہ عقودہ" ہے۔ عرفِ علم نبوت لکھا۔ یہ رسالہ ۱۳۸۸ھ میں مکتبہ نبویہ لاہور نے شائع کیا ہے۔ اس میں قسم نبوت پر کافی تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ جو سوال کے پہلے

حصہ کا جواب ہے (۱)۔ آخر میں ۶ مسلمات میں سوال کے دوسرے حصے کا جواب ہے، کہ ایسے شخص کو سید کہا جائے کہ نہیں، اس کے جواب میں احمد رضا خاں کی منوں قائم کر کے آخر میں بالکل آخری خانہ احکام کا جملہ یہ لکھتا ہے کہ ”تجہ یہ نکلا کہ یہ شخص صحیح النسب سید نہیں۔“ ساتھ ہی وہ اپنی کو بھی بھولتا نہیں، اور سر سید احمد کو بھی نہیں بھولا، جس کو وہ انجیری کہا کرتا ہے۔ مسلمانوں کے آخر میں ہے کہ ”کوئی ایسی کفریہ عقیدہ رکھنے والا واقعی وہ نہیں، حصول انجیری نہ کر صحیح النسب سید نہیں۔“

صحیح النسب سید نہ ہونے کی دلیل

اس بحث کا آغاز ص ۶۱ سے اس عنوان سے کرتا ہے کہ ”سید کفریہ عقیدہ نہیں رکھ سکتا اور جو کافر ہیں، وہ قطعا سید نہیں، کیونکہ فرمایا اللہ ہی بھی ہے کہ ”انہ لیس من اعلیٰ انہ عمل طہو صالح“ (یہ تمہارا اصل نہیں، اس کے اصل لبر صارا ہیں) (۲)۔

آگے بڑھ جائیں دیتا ہے، کہ اصل بیت پر جہنم نہیں۔ واکم از کم بھی وہ دائمی جہنمی نہیں ہو سکتا، اور کافر کے لئے دائمی جہنم ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ یہ شخص صحیح النسب نہیں۔ اپنی راہ یہ سوال کر اپنے کو سید کہتا ہے، تو ص ۱۰۰ پر دلیل قائم کرتا ہے، کہ کہلانے اور حقیقت میں بڑا دھوکا بخور رہا ہے۔ نسب میں اگرچہ ثبوت پر قیامت ہوئی چاہئے، لیکن جب اس کے خلاف دلیل قائم ہو، تو ثبوت بے دلیل اور نامعلوم ہوگی۔ یہی ص ۱۰۱ پر واقعی سید کا عنوان قائم

(۱) واضح رہے کہ آخر میں طعن نبوت کے دلائل کی تصدیق کرنے والوں میں سہارنپور، دہلی اور کلکتہ کے بھی گروے ہیں جن میں مولانا عقیل احمد سہارنپوری، مولانا رشید احمد کلکتوی، مولانا محمد اکرم اور امجد علی کے نام بھی ہیں۔ جن کو عام بریلوی طعن نبوت کا سرکاریوں کر کے اپنی طاقت سے منہ دے رہے ہیں۔

(۲) واضح رہے کہ یہ عقائد سہارنپور کے بڑے دارما میں حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کے لئے ہیں۔ ان میں اس کافر بیٹے کے دل یعنی تابع نہ ہونے کو کہا گیا ہے، یہ نہیں ہے کہ وہ تمہارا نسب ہی نہیں۔ نسب کی گالی دلیل کے طور پر احمد رضا خاں کی اپنی اخترا ہے۔ احمد رضا خاں اکثر احکام اس طرز اپنی مرضی سے کیا کرتے تھے۔ یہ بھی نہ سہارا کہ ان کے نسب میں کفر ہو سکتا ہے نہ کسی قرآنی نہیں۔

کر کے، تحصیل وچا ہے کہ کسی دواہل کے لئے بھی ماضی اور سید ہی چھٹا کیا مشکل ہے۔ اکثر یہ نظر آتا ہے کہ کوئی جگہ بدل کر وہیں جا کر سید بن بیٹا۔

اس بارے میں ہم جگہ نہیں کہیں گے۔ بریلوی جائیں اور سادات کرام۔ تارے بزرگوں نے تو یہ افراط کا سر نہٹھکت دیا ہے، کہ سید جنم جانی نہیں سکتا اور نہ یہ تقریباتی ہے کہ سید میں کوئی دوزخ کا کام واضح نظر آئے، تو فوراً نسل تک پہنچی جائیں، کہ پہلے نسل سید نہیں۔

ہمارے بزرگ تو اس دم احتیاج پر قائم ہیں، کہ نسب میں جس کی جرحیت قائم ہے، وہی گنج مانی جانے کی۔ باقی کا سارا اللہ پاک علیم وخبیر جانے۔ باقی رہا اہل میں کھریا ترک، یا جنم کا حقدار بنانے والے اہل، تو اس کے لئے اور معلوم بطور نوع علیہ السلام کی واضح حاصل قائم کر کے قرآن پاک نے یہ مسئلہ واضح کر دیا ہے، کہ نسل دوزخ سے بچانے کے لئے کافی نہیں۔ بریلوی حضرات ملت میں نوع علیہ السلام اور بچے کو نسل کی گالی کا وہ اہل اللہ ہے ہیں۔ نبی کی بیوی بھانجیاں ہو سکتی۔ اس کی نسل میں نکوت نہیں ہو سکتا؟ اگر انسان (امت کا) باپ آدم کی تہہ اس کی نسل سے کاٹ رکھے جے اور سلطان بھی۔

جامل کی عقیدت ایسے ہی رنگ لاتی ہے

سادات کرام کو چاہئے کہ سوچیں، کہ جامل اور نادان دوست سے ایک عزت لیتی ہے، تو اس سے بڑا رکھا نظر پاک گالی بھی ایسی ہی مل سکتی ہے۔ جیسے ایک عام کہانی مشہور ہے کہ ایک جامل سٹھکا اپنے ہی صاحب کے پاس گیا، کہ قبلہ کی بلات میں چورہاں جڑھ لگی ہیں، سادات کرام کے گلے ہارے رات کو جاگ نہیں سکتے۔ کوئی تھوڑی دی جانے، کہ گائیں نہ کریں بازے میں چوروں سے محفوظ ہیں۔ ہی صاحب نے تھوڑے دے کر کہا، کہ ہاں یہ دوزخ سے بچاؤ ہو۔ لیکن ایک اٹھے چہ کھدار کتے کا بھی انتظام کرو۔ دنگی اسباب اور حیلہ بھی ضروری ہے۔ جامل نے پوری سادگی اور عقیدت سے کہا، کہ ”قبلہ کی! ہمارے لئے تو دعا اور تھوڑی بھی آپ اور حیلہ اسباب اور کتے بھی آپ! آپ کے ہاتھ ہم اور کوئی حیلہ اسباب؟“

کیوں نہ سمجھ گے

جاہلوں کی تعریف اور جنت کے سستے سرنگینوں پر اترانے والے اعمال میں مکرور سادات کرام کو یہ نکات خاص طور پر ذہن میں رکھنے چاہئیں، کہ ان کی کج شرف کی حفاظت کون کر رہا ہے۔ (یہ کتاب بازار انجمن اور مسجد ہے۔ غور ملاحظہ فرمائیں۔)

اہل حق حضرت کا مکمل خواب اور حسرت

مانے ہوئے شریف غلب اور شرفا، کونسل کی بارہ گالیوں کو آپ نے ملاحظہ فرمایا، جو ہمارے معاملے کے مطابق کی فتنہ کار کو بھی شیطان نہیں سمجھا سکا ہوگا۔ وہ بھی نسل کے معاملے میں غلطی رہتے ہیں۔ ان سے پہلے اس نسل میں پہلے نمبر والے خوسے کو بھی آپ نے دیکھا، کہ بدعت کے لئے حدیث میں وارد دھندوں کو کہنا اور دھندوں پر چسپاں کر کے ان کو کئی خطابات سے لٹوا دیا گیا ہے۔ اور ان کے معاشرتی بائچاٹ کے لئے کیا کیا احکام صادر کئے گئے، جن کی پیٹ میں آنے سے عام بے خبر بریلوی تو کیا، اچھے اچھے بریلوی خدا بھی اپنے آپ کو نہ چاٹتے ہیں، اور نہ چاٹیں گے۔ اور اہل حق حضرت کو یہ ان کا خواب مکمل اور اس کی حسرت لے کر دینا سے دلچسپ ہونا چاہ کہ بریلوی اور غیر بریلوی کے قبرستان الگ ہوں، مساجد الگ ہوں، وہ شادی جانا، پہناری، سوت، دلی کلن میں ایک دوسرے کے مکمل بائچاٹ کا نظام قائم کریں۔ ان کے اٹھانے، رگڑنے اور سہ، سلی اور سہ الگ الگ ہوں، وغیرہ وغیرہ۔

مسلم اکثریت کے خلاف کفر یہ فتوؤں کی صرف ایک جھلک

اب آئے کہ اہل حق حضرت کے پیچڑوں کفری فتوؤں میں سے کچھ اہم لکھ دیں، اور دیکھیں، کہ مسلم آبادی کی اکثریت کو وہابی، دہلی، دہلی، غیر مستند، راجس، نیجری، پکڑاوی وغیرہ کے گروہوں میں بانٹ کر ان کے خلاف فتوؤں کی فتنہ میں کیا کیا زہر اٹکا گیا، اور اس کو بچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم سلسلہ کو یاد رکھنے کے لئے نمبر کا سلسلہ بھی لکھا دیں گے۔

ایک مسلمان کا سب سے قیمتی امام مسلمان ہونا ہے

ان فتوؤں کو دیکھنے سے پہلے، بروقت ذہن میں رکھیں، اور جو کچھ تو اس پر بروقت عمل

کرتے رہیں۔ (اور اپنے ایمان کی خیر مانگیں) کہ کسی بھی دور کتنے بھی تمہارا مسلمان کے لئے دنیا کی سب سے بڑی قابلِ فخر اور حقیقی دولت اس کا ایمان ہے۔ ہر ایک تمہارا سے تمہارا مسلمان اس پر فخر کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مسلمان ہے۔ اور سب سے بڑی گالی و اہتمام اس کی مسلمان پر لگ کر لکھا ہے۔ یہاں تک کہ آج بھی راجستھان کے کچھ علاقے ایسے ہیں جن کے مسلمان مکمل ہندو مسلم اور مانج پر پختے ہیں۔ لی کہ کوئی کڑی بھی خبر نہیں۔ لیکن اس سے بھی کہہ کر تم ۲ مسلمان نہیں تو سرے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔

اس سیکھ کر غلطیوں کا نام نہاد اور تو شک کچھ نہ کہ اور نہ ہی اس نے یہ ہوا کی کہ
شریعت نے کسی کو کافر کہنے سے بچانے کے لئے کیا کیا تاکید کی ہیں۔ جن کا قطعی اثر ۲
اس نے بھی کیا، جیسا کہ ہم فصل اول میں دکھا چکے۔ لیکن عملی طور پر لگے حیر کے ہوا قحوک
صاحب سے کفر یہ لٹوے لگے اور کہ وہاں دلوں کو گمراہ کیا۔
بہر حال آئے۔ بلکہ اسم اللہ کی مع کمال حواصی کے ملاحظہ فرمائیے۔

جنازہ نماز نہیں پڑھی جائے گی

(۱۳) غلوکات جلد اول میں صفحہ ۶۸ پر ہے، کہ پوچھا گیا، کہ ایک صاحب نے وہابی کی جنازہ نماز پڑھی، ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟ جواب میں ارشاد ہوا کہ وہابی، رافضی، قادیانی وغیرہم کفار و مرتد کے جنازہ کی نماز نہیں۔ (انہیں) ایسا جانتے ہوئے بھی (ان کی جنازہ نماز) پڑھا کر ہے۔“ (یعنی نماز پڑھنے والا خود بھی کافر ہو گیا)۔

(۱۴) اسی موضوع پر فتاویٰ رضویہ جلد چہارم میں صفحہ ۲۸۸ پر، اور جلد دوم میں صفحہ ۱۴۱ پر بھی یہ فتویٰ ہے کہ ”وہابیہ (غیر مقلد) اپنے مسلمان نہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکمل ہے۔ ان سے مصافحہ ناجائز و مکنت ہے۔ جس کسی نے کسی وہابی کی جنازہ نماز پڑھی، تو وہ اپنے اسلام اور کلام کی تہذیب کرنے۔“ (یعنی وہ کافر ہو گیا، اس کا کلام فوت کیا۔ نئے سرے سے کہ پڑھ کر مسلمان ہو، اور نیا کلام پڑھا ہے)۔ اب یہ بریلوی سوچیں، کہ ایسی نماز پڑھنے والے کافر پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اور کتنوں نے اپنے کلاموں کو بکرا زادہ کیا ہے؟ اور کتنے اس اہل حقاری لٹوے کے تحت حرام راجھی گزار رہے ہیں۔

خطرناک فتوے

(۱۵) وہابی نے بغداد کی نماز چھائی، تو گویا وہ مسلمان بطور بغداد نماز کے رہن کیا گیا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد چہارم، بحوالہ المیزان، از اسماعیل امینی عسیر)

(۱۶) ”وہابی کو ذکر کا وہی، تو یہ ذکر اگر گزرا تو نہیں جاتی۔“ (بریلوی مسابک کی کتاب بہار شریعت، جلد ۱۱، ص ۳۶)۔

سب کافروں سے نہ بے کافر

(۱۷) کتاب احکام شریعت میں ص ۱۱ پر مسئلہ نمبر ۳۳ میں سوال ہے کہ کفار کی کتنی قسمیں ہیں؟ جواب میں بریلوی اپنی حضرت لکھتے ہیں کہ ”آریہ، مشرک، آئٹل، ہست، کافر مرتد، مرتد چاہر۔“ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ ”ایک اور قسم ہے مرتد منافق، جو اسلام کا کلمہ بھی چھوڑتا ہے، اپنے کو مسلمان بھی کہتا ہے، اور پھر اٹھ اور رسول کی توہین کرتا، یا دین کی کسی ضرورت یا حق کا منکر ہے۔ جیسے آج کل کے وہابی، داعشی، کھوپانی، نیچری، پکڑاوی، جھوٹے صوفی کہ شریعت پر ہتھ پڑتے ہیں۔ (بریلوی غم میں سب سے بڑا (بے) مرتد جھوٹے صوفی سے (کافروں کی طرح) جڑ پھیں لایا ہو سکا۔ اس کا علاج کسی مسلم، کافر، مرتد، یا کسی کے ہم مذہب یا مخالف مذہب، فرض انسان، یا ان کی کسی سے نہیں ہو سکا۔ جو ہو گا محض زنا ہو گا۔“ (خاتم ہے کہ پھر اللہ کو کہیں ہوگی، از مصنف)۔

(۱۸) فتاویٰ رضویہ جلد چہم میں ص ۱۳ پر فتویٰ ہے کہ ”وہابیہ یہود و نصاریٰ سے بددعاں اور گوسایوں سے بھی بدتر ہیں۔ ان کا کفر ان سے کہیں بڑھ کر ہے۔“

(۱۹) احکام شریعت ص ۱۳۳ پر فتویٰ ہے کہ ”وہابیہ امتِ باطنی (سب سے زیادہ باطن اور نقصان کار) اور ہر کافر باطنی یہودی، بت پرست، کفری سے بدتر ہیں۔“

(۲۰) تحریکات جلد سوم ص ۳۶ پر اپنی حضرت ارشاد مبارک ہے کہ اگر ایک جلسہ میں آریہ، صوفی، بھی ہوں اور دوج بڑی اور گارانی وغیرہ، جو اسلام کا نام لیتے ہیں، وہ بھی ہوں، تو وہاں (آریہ اور جیسائیوں کو ہمارا کر پھیلے) اور بددعاؤں کا ذکر نہ چاہئے۔ کیونکہ یہ لوگ اسلام

سے نکل گئے۔ مرتہ دہرے اور مرتہ دس کی سہولت ہوتے ہیں کافر اصلی کی سہولت سے۔

ذیچے مردار، نماز نماز نہیں، مسجد مسجد نہیں

(۲۱) کتاب احکام شریعت میں صلوٰۃ ۱۳۲ پر مسئلہ نمبر ۳۳ میں فتویٰ ہے کہ "راغبی ترمذی، وہابی، دہلوی، دہلوی غیر مقلد، چکڑاوی، نیچری، تھارانی، سب کے ذیچے نکل نہیں، مردار اور حرام ہیں۔ اگرچہ لاکھ بار اللہ کا نام لیں اور کیسے ہی نکل، پر بیڑہ مار بننے ہوں، کہ یہ سب مرتہ ہیں۔"

(۲۲) موقوفات جلد اول میں صلوٰۃ ۱۳۲ پر وہابیہ کے بارے میں تین علم ارشاد کئے گئے ہیں۔ ایک ان کی نماز نذر نہیں، نہ جماعت جماعت ہے۔ دوم ان کی مسجد مسجد نہیں، بلکہ گھر کی طرح ہے۔ سوم ان کی حق باطل ہے۔ اگر کوئی کہے تو اس کو کوڑا مار دیتے۔

دعا کرنا فضول ہے

(۲۳) موقوفات حصہ سوم میں صلوٰۃ ۳۱۸ پر سوال ہے، کہ وہابیہ کے لئے اللہ سے دعا کی دعا کی جائے یا نہیں۔ ارشاد فرمایا گیا، کہ "وہابیہ کے لئے دعا فضول ہے، تم لایحود و ان کے لئے آچکا ہے۔ وہ بھی لوٹ کر نہیں آئیں گے۔" کتاب "اعلیٰ المذاہرۃ" میں صلوٰۃ ۳۳ پر ہے، کہ وہابی کا تمام ہی فضول ہے۔ وہ نہ بھی دین میں تھے، نہ بھی ہیں گے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ یلعون من اللعین کما..... وہ دین سے نکل جائیں گے جیسے تیرکان سے۔ بلکہ لوٹ کر نہ آئیں گے۔"

دعا گار ہے کہ اسلام، رحمت اور غیر خواہی کا دین ہے۔ اس میں کافروں کے لئے بھی علم ہے، کہ ان کی دعا کی کوششیں بھی کرنا، اتنا بھی رکھو، اور دعائیں بھی مانگتے رہو۔ یہ علم بھی ہر ایک کو معلوم ہے، کہ اسلام عظیم، عظیم اسلام خاص اسلامی شعور ہے۔ لیکن اس کی جگہ پر یہ شفقت بھرا علم ہے، کہ اگر کوئی غیر مسلم اسلام عظیم کہے، تو جواب میں یہ کہہ کر "ہاکم اللہ" (اللہ تم کو ہدایت دلا کرے)۔ لیکن یہ لیجیوں کہ اہل حضرت کا علم ہے، کہ وہابیہ کے لئے دعا نہ کیا کرو، یہ فضول ہے۔ آپ یہ کسی بریلوی عالم اور محدث سے ہی پوچھیں، کہ حدیث کہاں اور کس کے لئے تھی۔ جس کو وہابیوں پر چہاں کیا گیا ہے۔ ان کے اہل حضرت نے تو حوالہ نہیں دیا۔

اور حضورؐ کے دور میں دوج بندی یا غیر مقلد تھے نہیں، تو ظاہر ہے کہ یہ کسی خاص گروہ کے لئے اور مشاہد تھا۔ جس کو وہ اپنا بن پر چاہاں کیا گیا ہے۔

اسلام میں یہ برہمن شورو کا مسئلہ کیسے آیا؟

(۲۳) ثانی رضویہ جلد اول میں صلو ۲۸۸ پر غزوات کے بارہ کی یہ ایجاد دیکھیں، کہ ثنوی ہے کہ "ان سے (وہابیوں، دوج بندیوں، غیر مقلدوں وغیرہ سے) مصالحو کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بلکہ اگر بلا قصد بھی ان کے بدن سے بدن چھو جائے، تو حضورؐ سے سرے سے کراہت منسوب ہے۔" (نوٹ: یہ ایک برہمن کا شورو کے لئے حکم مطوم ہے ہے، کیونکہ ہے دین اسلام میں غیر مسلم سے بدن چھونے پر بھی حضورؐ کی قہرمت نہیں آتی)۔

ابھی مزید غزوات کا یہ بارہ بھی ملاحظہ فرمائیے: ثانی رضویہ جلد چہم میں صلو ۹۵ پر ثنوی مباد کہ ہے کہ "گورانی، غیر مقلد، رافضی، نیچری، دوج بندی کے ساتھ کھانا پینا، اسلام حاکم کبیرہ، ان سے دوست اور حیات میں کسی طرح کا کوئی اسلامی برتاؤ کرنا، سب حرام ہے، نہ ان کے ہاں توکری کرنے کی اہلیت ہے، نہ ان کو ذکر رکھنے کی اہلیت، نہ ان سے اور بھاگنے کا حکم ہے۔"

(۲۶) ثنوی کی کتاب احکام شریعت جلد اول میں صلو ۸۰ پر ثنوی ہے کہ "بد مذہب کے لئے تو حد شیعیہ فرمائی ہیں کہ وہ جنہوں کے کتے ہیں۔ ان کا کوئی عمل قبول نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی وہی دوجہ گروہوں کے لئے کوئی ہدایت نہیں۔ اگرچہ ان کا نام محمد ہے، اور یہ جو حدیث میں ہے، کہ جس کا نام احمد یا محمد ہے، ان سے جہنم میں داخل نہیں کرے گا، یہ حدیث صرف سنہوں (بریلویوں) کے لئے ہے۔ بد مذہب (وہابی) تو اگر قرآن اور احکام اسلام کے وہ یہاں میں مطوم بارہا جائے، اور اپنے اس بارے جانے پر صابر اور ثواب کا طالب رہے، جب بھی ان کے مزاج میں اس کی بات پر نظر نہ لرائے، اور اسے جہنم میں ڈالے۔"

اس مسئلہ پر مزید تفصیل اپنے کسی بریلوی مولوی سے پوچھئے، کہ مسلمانوں میں عقائد کے لحاظ سے جو فرقے ہوئے، ان کے لئے کبھی کسی ملت نے ان دلائل کے ساتھ ایسا ثنوی دیا؟ یہ بھی زمین میں رکھیں، کہ اس ثنوی میں حوالہ اعلیٰ حضرت، اعلیٰ اسی حدیث کا ہے، جس میں اس فقہ بدعت کا ترجمہ بد مذہب کر کے نکال کر کمال ملایا گیا ہے۔ جس کا ثنوی نمبر ۷۷ حوالہ ہے۔

(۲۷) مکتوبات جلد اول میں مسئلہ ۸۴ پر سوال ہے، کہ کیا غلطائے ناشدیں کے بارے میں فرقہ دہلیہ تھا۔ طویل جواب میں خادیموں کا ذکر کرتے ہوئے، مسئلہ ۸۶ پر فرماتے ہیں کہ ”ہاں جی ۱۱ فرقہ ہے، جس کے لئے امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا تھا، کہ یہ قسم نہیں ہوئے۔ ان کا آخری گروہ پھل میں کے ساتھ چلے گا۔ جی ۱۱ فرقہ ہے، کہ ہر زمانہ میں ملے رنگ تھے، مگر ہم سے پچاس سالوں کی گنج حدیثوں میں جو ملائیں بتائی گئی ہیں، وہ سب ان میں موجود ہیں۔“ یہ جواب ابھی طویل ہے۔ اس کی مزید تفصیل اور یہ کہ وہ کس دور میں، کس نام سے پیدا ہوئے رہے، یہ سب کچھ خط کے برعکس عالم سے پوچھنا چاہئے۔ ان کے اہل حضرت نے یہ سلسلہ نہیں نکھا۔

(۲۸) ”نظام امیر کارپانی، سید احمد (مرسید)، ظلیل احمد بہار پوری، رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی، ایسے کافر ہیں کہ جو شخص ان کے کافر ہونے میں شک کرے، وہ خود کافر ہو چکا ہے۔“ مکتوبات جلد اول مسئلہ ۱۳۸

(۲۹) ”جو شخص چڑھا کھائے اور سورج بند کی قرطبہ کرے، اور دج بندوں کی نسبت یہ کہے کہ میں ان کو برا نہیں سمجھتا، تو جی ہاں اس کے مسلمان نہ ہونے کے لئے کافی ہے۔“ (نورانی دوسرے جلد ششم، مسئلہ ۸۰)

عام بریلوہوں کے لئے توجہ دلائی نکلتے

(۳۰) اہل حضرت سے سوال پوچھا گیا، کہ ایک شخص دہلیہ فرقہ کے عالم کے پیچھے نماز چڑھا ہے اس کے کہنے کو مانا ہے، حضور لکھا اور مانا ہے، اور اپنے کو کئی اہل سنت بھی کہا ہے، اور اعتراض کرنے پر کہا ہے کہ یہ علماء کی باتیں علماء جانیں۔ یہ سب قرآن و حدیث کے لئے ہائے ہیں۔ سب حق پر ہیں۔ ایسے کو کئی مسلمان جانیں یا نہیں۔

جواب میں لکھا گیا، کہ اگر کسی دہلیہ کو ایسا (یعنی دہلیہ دج بند کی) بات کر بھی کافر نہیں مانا تو وہ شخص خود ہی تو کیا، مسلمان ہی نہیں ہو سکتا۔ وہ کافر اور مرتد شخص ہے۔“ (نورانی دوسرے جلد ششم، مسئلہ ۸۹)۔

اس نکتہ میں ان لوگوں کے لئے عبرت کا سامان ہے جو اپنے آپ کو کشادہ دل بریلوی سمجھ کر دوسروں کے ساتھ داری بنا رہے ہیں۔ خودیوں کے پیچھے لڑ رہی ابھی پڑھ سچھا

ہیں۔ اور بریلویں کو بھی ٹھیک لکھ رہے ہیں اور دوج بندہ جس سے انکی دعوہ ورم چلائے ہوئے ہیں۔

ابلیس کے ساتھ ہمدردی

(۳۱) ”وہاں اگر گمراہ نہ ہوں گے، تو ابلیس بھی گمراہ نہ ہوگا۔ کہ اس ابلیس کی گمراہی ان وہابیوں سے ملتی ہے۔ وہ کذاب کو اپنے لئے بھی پسند نہیں کرتا۔ اسی لئے اس نے ۶۰ عبادتک منهم المخلصین اسنحیٰ کر دیا تھا۔ اور یہ اللہ عزوجل پر جھوٹ کی جھٹ سے رکھتے ہیں۔ ان پر خدا کی ملامت“۔ (انعام شریعت ص ۱۱۷)

گارتھی کرام اس جملہ کو خصوصی طور پر نوٹ کریں۔ کہ شیطان بھی اپنے لئے کذاب اور جھوٹ کو پسند نہیں کرتا؟ اہل حق تعالیٰ علم اور احتیاط کے کیا کہنے!

بھٹکل کا امیدوار ہے

اہل حضرت کے مکتوبات میں بھی ص ۱۸ پر شیطان سے اسی قسم کی ہمدردی دکھائی گئی ہے۔ اور جھوٹی حدیث بیان کی گئی ہے کہ ”ایک ہی نے حضور ﷺ کو بتایا، کہ اس نے ابلیس کو نماز پڑھنے دیکھ کر پرہیز کیا، تو شیطان نے بتایا، کہ شاید میری نماز قبول ہو اور میری بھٹکل ہو جائے۔“ بریلوی اہل حضرت کو شیطان کی بھٹکل کی تو امید ہے، لیکن وہابیوں، دوج بندہ اور دوسرے مسلمانوں کے لئے اس کے اہل فیصلے آپ خود غلط فرما چکے ہیں۔ حرم ہم کیا کہیں، اس پر بریلوی حضرات سے ہی وضاحت طلب کی جائے۔

قسموں کا بھی اعتبار نہ کرو

(۳۲) فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم میں ص ۸۷ پر سوال ہے، کہ ایک شخص صوفیہ کے ساتھ یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں، وہابی نہیں ہوں۔ غلط کو ایک جانتا ہوں، نبی برحق، اور اولیاء کو اور کرامات کو مانا ہوں، مگر مذہب کا پابند ہوں، پھر بھی لوگ اعتبار نہ کریں، تو کیا کیا جائے۔

اہل حق تعالیٰ جواب غلط فرمائیں کہ ”اگر اس میں وہابیت کی کوئی بات نہ دیکھی، نہ ہی شہ کی کوئی قوی ہو ہے، تو بلا ہوشیہ نہ کیا جائے، کہ جاگتی حرام ہے۔ اور اگر اس میں کوئی بات دلی، تو یہ جانتے بات اس کی قسموں سے رفع نہیں ہو جائے گی۔ وہابی اکثر ایسی قسمیں کھایا کرتے ہیں۔۔۔۔۔ ان کی قسموں کا اعتبار نہیں۔۔۔۔۔ بلکہ اس سے پرہیز کریں، تاویل و ترویج۔“

نہ ہر مسیحا دہلوی، رشید احمد ننگوی، کام ہانوی، اشرف علی تھانوی، اور ان کی کتابوں تقویٰ
الایمان، سعادت الہی، براہین... نیز برائے اس، حفظہ الایمان، بیچنی زہر، ولیمہ کو کیا جاتا ہے۔
اگر صاف کہے کہ یہ سب لوگ ہے دین گمراہ ہیں اور یہ کتابیں کفر و خطا سے بھری ہوئی
ہیں تو (بمگر) ظاہر ہوگا کہ وہ اپنی نفس، اور نہ ضرور اپنی ہے۔ بھانوں کی قسم پر اقبال نہیں کرتا۔

نوٹ: اس قوسے میں کیا کیا زہر کس طرح بھرا ہوا ہے، اور جاہل مہم کو کیا
جرات تھی وہی جہادی ہیں، ہم کیا نہیں، آپ خود سوچیں۔

دع بند کی کتابیں پوٹاب پاخانہ سے زیادہ نجس ہیں

(۳۲) اپنی حضرت کی مکمل کتابیں بھری کتاب کلمن اسراج کا تحصیل سے ہم ذکر کر
آئے ہیں۔ اس کے علاوہ کے حاشیہ میں یہ بھی ملاحظہ کے لائق ہے، کہ ”کسی مائل کے ہیں
دع بندوں کی کتابیں قوسے کے بھی لائق نہیں ہیں۔ بلکہ ان پر خطاب کرنا، اپنے بھائیوں کو
حرف ناباک کرنا ہے۔ اے اٹھ! ہمیں (دع بندوں، یعنی شیطان کے بندوں سے اپنی پناہ میں رکھنا۔“
(۳۳) اپنی حضرت پہ غم خود تادی و ضرر پہ جلد خشم میں ملو ۵۲ پر فتویٰ لکھے ہیں، کہ
”بیچنی زہر ایک ایسے شخص (سولہ تادی) کی نفس ہوئی کتاب ہے، جس نے حضور کریم
ﷺ کو گالی دی اور جس کے حلق نام ملائے حسین نے فرمایا کہ جو شخص اس کی باتوں سے
مطلع ہو کر بھی، اسے مسلمان ہانا تو درکار، اس کے کافر ہونے میں شک بھی کرے، تو وہ خود
کافر ہو جائے گا۔ (اس لئے) بیچنی زہر کا دیکھنا مسلمان بھائی کے لئے حرام ہے۔“

ان کو دیکھنا پڑھنا حرام ہے

(۳۵) دع بندوں کی کتابیں بھانوں کی پتھروں سے ہتر ہیں۔ ان کی کتابیں کو دیکھنا
حرام ہے۔ البتہ ان کتابوں کے حقوق سے استغناء نہ کیا جائے، (اور یہ) حروف کی تعظیم کی وجہ
سے (کیا جائے)، نہ کہ ان کتابوں کی تعظیم کی وجہ سے۔ (تادی، جلد دوم، ص ۱۳۶)
(۳۶) ایک اور جگہ یعنی تحفہ کات جلد دوم میں ص ۱۷۱ پر اپنی معترفی ارشاد ہے، کہ
”عالم کامل کو بھی ان کی کتابیں دیکھنا ہمارے ہے، کہ نہ ان سے، لیکن ہے کہ کوئی بات سنا لے
بلکہ نہ دیکھ جائے اور ناباک ہو جائے۔“ (یعنی ان سے احتیاق کر لے)۔

اب چھٹے والے غزوہ جنگیں، کہ قرآن پاک میں کافروں کے بارے میں یہ ارشاد ہے کہ ”وہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن مت سنا کر“۔ اہل حضرت کا خوف بھی صاف بھگ رہا ہے، کہ انسان ہے، لیکن ہے کوئی بات دل میں جم جائے۔ اس پر سواۓ کلمہ بھی خوب ہے۔ پھر یہ کچھ بھی ذہن میں رکھیں، کہ ہماری تربیت کرنے والوں نے بچپن میں یہ ذہن میں بٹھایا تھا کہ کسی غالی کا لڑکھائی پاؤں کے چپے مت لگاؤ۔ کیونکہ یہ علم کے لئے عیباً ہوا ہے اور علم کی دل میں ہفت نہ ہوگی، تو کوئی علم قائم نہیں رہے گا۔ اور حوالہ دینی کتابوں کے لئے کیا کہا جا رہا ہے جو کسی کی بھی گھسی ہوئی ہیں، لیکن ہر حال میں قرآن وحدیث اور شرعی مسائل کا حوالہ دینا ہوگا ہی اور ائمہ اور دہول کا نام تو عام جام ہوگا۔ فتویٰ نمبر ۳۳ بار بار دیکھیں۔ حرج ہم کیا کہیں۔ بلکہ کوئی بھی شریف آدمی کیا کہے، کیسے کہے اور کس سے کہے

ہزاروں کافروں سے بھی بُری صحبت

(۳۷) لادنی رسو یہ جلد ششم میں مسجود پر اہل حضرت کا فتویٰ ہے کہ ”مرتدوں میں سب سے بدتر مرتد سناٹا ہے، کیونکہ وہ ہے، کہ جس کی صحبت ہزاروں کافروں سے بھی بُری اور زیادہ نقصان کار ہے، کہ یہ مسلمان بن کر کٹر نکمہ ۲ ہے۔ خصوصاً ادیب، خصوصاً دیندار، کہ اپنے آپ کو خاص اہل سنت کہتے ہیں، غلیٰ بنتے، پانچویں تفسیر دیتے، لہذا روزہ ہم جیسا کرتے، ہماری کتابیں (حدیث و فقہ کی) پڑھتے پڑھاتے ہیں۔“

(۳۸) اسی کتاب میں ص ۷۰ پر ہے کہ ”ابو اب جبر اہل حدیث کہلاتے ہیں، وہ ضرور اسلامی (سیدہ اسماعیل حبیبہ کے بیٹے) اور گمراہ ہیں۔ اور دیندار یہ ان سے (بھی زیادہ) گمراہ اور مرتد سناٹا ہیں۔“

کفار میں ان کی گواہی نہیں چلے گی

(۳۹) بریلوی اہل حضرت کی لادنی کی ایک کتاب ہے ”لادنی المزیحہ“۔ جس میں المزیحہ سے آئے ہوئے سوالوں کے جواب دیئے گئے تھے۔ اس کے ص ۶۹ پر ایک اور کلام فتویٰ ہے کہ ”مسلمان عدوت کے کفار میں وہ۔ گواہوں کا مسلمان ہونا شرط ہے۔ اگر یہ گواہ ہندوب بھی ہوں۔ جیسے تفسیلی حبیب، تو کفار میں عقل نہیں۔ لیکن اگر یہ وہوں گواہ ایسے

بذبح ہوں، جن کی خلافت کمر اور مردہ اذک پہنچی ہوئی ہے، جیسے بالخصوص وہابی، بنیادی،
نچری، غیر مقلد، پیکر انوی، کاروانی، قولاں نہیں ہوگا۔ کیونکہ مسلمان گواہ شرط ہیں۔

بریلوی ہمارے وہیں کہ کتاب کے قاری گنج نہیں ہوئے اور نہیں ہو رہے ہیں۔

(۴۰) اس کتاب میں سطوح ۷۰ ہے کہ "غیر مقلد وہابی سلام کرے، تو اگر نکلے گا
خوف نہ ہو، تو جواب دینے کی اصفا ضرورت نہیں۔"

(۴۱) اہل حضرت کی کتاب "لادنی" دوسرے جلد ہشتم میں سطوح ۷۰ ہے کہ "وہابی
مردہ ہیں، اور مردہ کے بچے ناراض ہیں، جسے گناہ بشار کے بچے۔"

ان کے کنواں کا پانی نہ بیج

(۴۲) بریلوی کے "لادنی" کے مطلق اور پارخان مکرانی اپنی کتاب "ہدایہ حق" میں
حصہ دوم میں سطوح ۲۲۲ لکھتے ہیں کہ "خفیوں کو جاننے کے غیر مقلد وہابیوں کے بچے لازمی نہ
ہو جس اور ان کے کنویں کا پانی ہے تحقیق نہ نکلتا، ان کے کنویں اکڑا کر دے جاتے ہیں۔ جن
سے یہ لوگ پکڑے دیتے، نہاتے اور دھو کر لے جاتے۔"

یہ کوئی بریلوی ہی نہیں، کہ شکر آبادی والے ملک بریلوی میں بھی گئی مسٹر کتاب
"لادنی" ہاشمی "میں بندوں کے کنواں کے بارے میں کوئی ایسا کوئی ہے؟"

(۴۳) اہل حضرت کے کنوؤں کی کتاب "لادنی" میں سطوح ۱۳۳ پر مختلف قتلوں
اور کاروانی قتلے کے ذکر کے بعد سطوح ۱۳۵ ہے کہ "ظاہر میں ان سب میں ہلکے لیکن حقیقت
میں ان سب سے سخت دلچیز ہیں۔ خدا ان پر لعنت کرے، اور ان کو دھوا کرے، اور ان کا
لحانہ اور مسکن جہنم کرے۔"

ان کے علماء کی توہین کرنا فرض ہے

(۴۴) اہل حضرت کی "لادنی" دوسرے جلد ہشتم میں سطوح ۱۳۸ پر سوال ہے، کہ لوگ علماء
کو عداوت سے کالی دیتے ہیں۔ جواب میں ہے کہ "عالم دین گنج اعتقاد بنی کی توہین کر
ہے۔ مگر عالم دین ہے، جو بنی گنج اعتقاد (بریلوی) ہو۔ ہندوؤں کے علماء، علماء دینی
نہیں۔ ہیں تو ہندوؤں میں پڑتے اور خضارتی میں پادری ہوتے ہیں۔ انہیں بھی کتا بھلا

عالم تھا۔۔۔۔۔ ایسوں کی تو جین کرنا ٹھیک نہیں۔ بلکہ تابع حقہ اور فرض ہے۔۔۔۔۔ نہ مٹنے والے خود
 رہیں، کہ کسی طرح ہر ایک جاہل، سہلی کو اختیار دے دیا گیا ہے، کہ علماء کی بکڑی
 امارتے رہیں اور سمجھیں، کہ فرض ادا کر رہے ہیں۔

یہ زہر بھی بار بار غور سے پڑھئے

(۳۵) اسی کتاب میں ص ۸۶ سے ۸۹ تک ایک طویل سوال جواب میں محمد بن
 مہدی جواب دیا: سیدنا میل فیہ، سرسید، مولانا ظلیل احمد دہلوی، مولانا اب صدیق حسن بھوپال، اور
 اس کے ہنگامہ گردوں کے بارے میں ہنگامہ گردوں کو بہت بڑے اور بڑے گالی باز جملوں میں
 جان کر کے، ان کے بارے میں پوچھا گیا ہے، کہ ان کو عالم دین کہتے ہیں ان کے بارے میں
 کیا حکم ہے۔ اہل حضرت بھی مکمل اور سطوں میں گالیاں، لعنتوں کی ہمارے کے بعد ص ۹۰ پر لکھتے
 ہیں کہ ”یہاں وہ سب بدعتی اور احمق ہیں جتنی اور جہنم کے کتے ہیں۔ انھیں طاعت اور
 ریاضت کے عمل کہنا، ریاضت و غلظت ہے، ہم اور ان اولیاء کی جہالت کو تم کے دکھانا ہے۔“

(۳۶) سوڑ سے بھی نمروں کے کتے

اسی کتاب یعنی تہذیبی تصویر جلد ششم میں ص ۳۲ پر ہمارے کے مولوی ابو مہدی نے
 شعبان ۱۳۳۵ھ کو ایک سوال کے ذریعے غیر مستطوی کے عقائد کو توڑ مروڑ کر وہی سوالات
 کیے، جن کے جوابات احمد رضا خان نے ص ۳۲ سے ۳۵ تک دیے ہیں۔ ان کو رسول اللہ
 ﷺ کی تو جین اور ایانے دینے والے کہتا ہوا، سوال نمبر ۵ کے جواب کو ص ۳۵ پر ان الفاظ میں
 اختتام پر پہنچا ہے کہ ”تو جسے اللہ پاک عزوجل دیا اور آخرت میں صلوات کرے، وہ نہ ہوگا
 مگر کافر اور یہ وہاں ہے کہ حق ظاہر ہونے کے بعد بھی مٹا ہو۔ جیسے اب وہاں اٹھائے دین کا
 مال ہے۔ ان پر خدا کی بار ہو۔ ان کے جنت کو ایک حدیث میں ہے، جو بدعتی اور ابو حامد
 لڑائی نے ان کا مار پائی سے روایت کیا ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اصل البدع
 یوجب اصل النار۔ مگر وہ لوگ (اہل البدع) روز نہیں کے کتے ہیں۔ کہ انہوں نے بدعتی
 غلوئی یعنی روز نہیں کا، جن کو لڑایا، اللہ تک ہم ضرر الہیہ۔ وہ تمام غلوئی سے بدعتی ہیں۔ کتے

ہے، دوزخ، سوز سے دوزخ، سوز کے لئے اگر کوئی کافر نہ کیا جائے تو ایسے لوگ سوز سے بھی
نہیں کے کئے ہیں۔ لا اعداء علی الظالمین۔ (ظالموں پر اعداء کی لعنت!)۔

دین کا عالم یا جھگڑا اور کون سے والی عورت!

چاہئے دالے اس لئے کے لفظ لفظ پر بار بار غور کریں۔ انہیں یہ کسی عالم کی زبان بھی
ہے۔ یا کسی جھگڑا عورت کا کوسنا اور بیٹا لگا ہے۔ جس کا کوسنے اور نہ کہنے سے پیدا ہی
نہیں ہوتا۔ یہ بھی غور کریں، کہ جو حدیث اہل حضرت نے گزری ہے، وہ بھی کسی خلق نے نہیں
پر کسی حقیقی مرتد یا مانے ہوئے اسلام دشمن پر بھی استعمال کی ہے؟ پھر اس میں صرف کئے کا لفظ
ہے، تو یہ باتیں عالم صاحب اس کو سوز تک لے گیا۔ ابھی بھی زبان کی خشکی نہیں ملی، تو سوز
سے بھی ہڈی پٹی پٹی جانوروں کے ٹیلی کٹوں تک لے گیا۔ آگے بڑھ نہ چھا، تو پھر بھی لعنت کے
پھر اس کے قلم کو تر نہیں آیا۔

تقریباً ہر ایک لئے میں کافر، مرتد، ملعون کے لفظ تو میں لے ہی، لیکن اظہار کو دوسرا
کرے، ان پر اعداء کی بار، ان پر لعنت، خدا کلمہ اظہار و پھر بھی میں لے۔ ظاہر نہ ہونے کے لئے
سب الفاظ ختم ہو گئے، اور ابھی کوسنے کے جذبہ کی تسکین نہ ہوئی تھی، تو میں سے ظاہر کا بھی
ذکر کیا گیا۔ اولاء کے والدین نہ ہونے کا لفظ بھی کئی جگہ عام لکھا ہے۔ حالانکہ دھار اور علیہ کی
تہذیب اور شائستگی ایک دینی عالم کا بنیادی حصہ، بلکہ اس کے علم اور عالم ہونے کی خاص
شمارت ہوتی ہے۔ لے جے ہوئے بریلوی ڈاکٹر مسعود صاحب سے خصوصی گزارش ہے، کہ
آپ نے یہ تو لکھ دیا کہ ”بہاؤدین لہو بھی نہایت درست ہے، لیکن کسی مقام پر تہذیب و
شائستگی سے گرا ہوا نہیں۔“

لیکن وہ صرف ایک کام کریں، کہ پہلی اسٹیج دیا کے لکھائی کا کارڈ پھیل کر کوئی ایک
نوٹی بنیاد لکھیں، جس میں کفر کا نوٹی صادر کرنے کے بعد اس کو کافی نہ کہہ کر حرج و مضامین کے
لئے ایسے باتوں کا لفظ بھی لکھے گئے ہیں، یا یہ کہہ دیں، کہ یہ حدیث شائستگی کی چیز!

انتہائی غیر ذراستہ وار یا من موسیقی مفتی

کی ہر مسئلہ کے فقہی مذاہب کی بجائے، اپنی من کی منی سوا میں جہول میں آیا، وہ کلمہ

لہا۔ اور ان کو قرآن وحدیث کے دلائل کہہ دیا، یا اپنی طرف سے بغیر دلیل کے حرام وحلال کا
مسئلہ طاردا۔ حریہ یہ دو مثالیں دیکھیں۔

(۴۷) فتاویٰ کی کتاب ”انکام شریعت“ حصہ دوم، مسئلہ نمبر ۷۔

سوال دلازمی منڈانے اور کھڑانے والے کے بارے میں ہے۔ جواب کے الفاظ
ہیں، کہ ”دلازمی منڈانے اور کھڑانے والا قاصد ملعون ہے۔ فرض یا ترہیح کسی لہذا میں
اسے لام طاردا جائز نہیں۔ حدیث میں اس پر غضب اور لعنہ لگانے کی روایتیں وارد ہیں۔ اور
قرآن مجیم میں اس پر لعنت ہے۔ اس کا مشرقی جھگڑے کے حالاتوں کے ساتھ ہوا۔“

دلازمی منڈانے کھڑانے کی امامت ولیمہ کے بارے میں اصلی نگار کا یہاں سوچ
نہیں۔ یہاں سہل اہل حضرت کے قرآن وحدیث پر اس افتراء کا ہے، کہ حدیث میں اس پر
ارادہ قتل کی روایتیں آئی ہیں، اور قرآن پاک میں لعنت ہے۔ یہ سوال کی دلدل افواہی کہہ کر
کوئی بریلوی یہ حوالے نہیں دے سکے۔ یہ لفظ اور اس کے رسول پر کھلا افتراء من کی سوچ میں
غم سے لکھ لیا۔

کوٹ چٹون حرام، اشد حرام

(۴۸) ڈاکٹر مسعود صاحب اپنے لام کی اگرچہ جنسی ثابت کرنے کے لئے، اپنی
کتاب ”کلمہ بے گناہی“ میں اس کی ایک دلیل میں، فتاویٰ رضویہ حصہ سوم ص ۴۴۲ مطبوعہ
دہلی پر کے اس فتویٰ کا حوالہ دیتے ہیں۔ ”اگرچہ کی دلائل کے لئے سے بیعتا حرام، اشد حرام۔
اور انہیں، لیکن کہ لہذا نہ صحت کر دے تو قریب بہ حرام، بہ حسب الاحادیث، جائز کہنے سے لیکن کہنے
لہذا نہ تو منکر سختی مذہب، دہلیہ باظ“۔

یہ لباس حرام، اشد حرام، نماز نہ کر دے تو قری۔ نہ لہذا نہ تو سختی مذہب، لیکن جنسی دلائل سے
ہے۔ کیا خود ڈاکٹر صاحب نے انکی لہذا نہ لوائیں؟ آج کل کے بریلوی عالم اس فتوے کے
اس غم، اور ان دلائل کی اثبات کے لئے تیار ہیں؟ اس پر حال ہیں۔ یا یہ معلوم ہونے پر
اب اس پر عمل کریں گے اور کہہ جائیں گے؟ یا اس کو بھی اپنے اہل حضرت کی نہیں سمجھیں میں
اور کہ کے مسئلہ غامضی رہی رہی گئے؟ یہ سوالات اب کار نہیں کر ام کے اے نگار، ہم آگے کی
فصل کی طرف بڑھتے ہیں۔ جس میں اس سے بھی زیادہ اہل حضرتی حاشے دیکھنے کو ملیں گے۔

فصل ہفتم

صفحہ ۲۰۵-۲۲۵

۶۳۵ اور ۲۰۲۵ کفریات کے ملزم دو طبقے

بدایہی، راہپوری اور پہلی بھتی علماء بدعات میں ہم
مسک اور ہم نوا تھے۔ جمہور کی خطبہ کی اذان کے فروغی مسئلے پر
اختلاف۔ اعلیٰ حضرت غیض و غضب۔ بدایہیوں پر ۶۳۵ء اور
راہپوریوں پر ۲۰۲۵ کفری الزامات۔
اعلیٰ حضرت کی کردار کا حیرت انگیز پہلو۔

اک ذرا سی بات پر

۶۳۵ اور ۲۰۲۵ کفریات کے ملزم دو طبقے

جو اپنے ہی تھے

کار نہیں کرنا میں سے اکٹڑنے یہ شعر سننا اور چڑھا ہوا گا۔ جس میں سنہ زود کی زور آوری کی اس طرح شاعری کی گئی ہے، کہ ”اک ذرا سی بات پر برسوں کے پارنے گئے“ شاعری بالکل نیا ہے۔ کسی شاعری پیدا ہو جانے پر پارنے نہیں نوا کرتے، تہذیب و شاعری کی دنیا میں تعلقات کی اپنی اہمیت ہوا کرتی ہے۔ معاملات کے ہر ایک پہلو کو اپنے اپنے خانوں میں اپنی اپنی حد کے اندر دیکھ کر دوسرے معاملات اور تعلقات کو ان کے فنی اثرات سے محروم، اور باقی اختلافات اپنی جگہ پر قائم رکھے جاتے ہیں۔

لیکن اہل حضرتی دربار اور دربار تھا، جس میں ”اک ذرا سی بات پر“ صرف پارنے ہی نہیں چلایا کرتے تھے، بلکہ ۶۳۵ اور ۲۰۲۵ کفری الزامات سے پردا ہوا ہر بھی سرعام پیرایا جاتا تھا۔ پھر سوچیں، کہ صرف ایک فرد کی مسئلہ پر، اور نئے رسالوں اور تین جہلی رسالوں کے نیچے ہر اتنے سارے کفری الزامات! آخر آپ یا کوئی کیے مگر اعتبار کرے؟ لیکن محرم کار نہیں صاحبان! جس تہذیبی دنیا کی دیکھیں سوچیں، یا خود اعتبار کر کے آپ یہ اعتبار کرنے کو چہ نہیں، اس سے الگ ایک خالی دنیا بھی تھی۔ دور بریلی میں اہل حضرتی دربار تھی، جس نے یہ ممکن کر دکھایا۔

یہ ہمارا شعر اس طرح ہے:

اک ذرا سی بات پر برسوں کے پارنے گئے

پھر بھی اچھا ہی ہوا، بلکہ لوگ بچانے گئے

کون سی بات پر کسی قسم کے مضبوط پارنے نواسے، اور ہن کی جگہ کن کھوجوں اور الزاموں نے جگہ لی، اور کسی قسم کی بچان سامنے آئی، اس پہلی تحصیل کو تقریری موجود رکھنا سے ہم قائل کرتے ہیں۔ عربی سامنے یا نہیں آپ کا اپنا ہوگا:

ہم مسلک بدایونی اور رامپوری علماء

بہارت کے شہر بدایون میں ایک عالم پیدا ہوا، فضل رسول بدایونی اس کا نام تھا۔ اس نے پہلے پبل شاہ اسماعیل قسید کے حلقہ کو زیرِ سرود کر ایچائی تحتِ اظہار میں کمریہ الزام لگائے اور یہ کہتا بھی تھیں۔ وہ انگریز سرکار کے ملازم تھے، اور اس وقت کی عام نگراہوں سے بہت اونچی نگراہ لیتے تھے۔ اس لئے عام طور پر وہ ”انگریز کے تنک خود“ مئے جاتے تھے۔ اہل حضرت نے بھی شاہ قسید اور بعد میں دایع بندہ میں پر الزامات میں اس کے حوالے بھی دیئے اور نفسِ آدم بھی لئے۔

مولانا فضل رسول بدایونی کے بیٹا فرزند مولانا مہاراجہ بدایونی کا مدرسہ بدایون میں بدعات کی تائید و ترویج کے لئے مشہور تھا۔ بریلی کے اہل حضرت ان کے خاص مداح تھے۔ ان کو تاجِ اہل کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ ان کی مداح میں تقریباً ایک سو اشعار کا قصیدہ ”چراغِ اہل“ کے نام سے حدائقِ عقل میں موجود ہے، اسی مولانا مہاراجہ نے مولانا نانوتوی کی کتاب تہذیبِ اہل سے اختلاف کرتے ہوئے ایک رسالہ ”اہلِ اظہار کا سبب“ لکھا۔ لیکن وہ اظہار کی شکایت اور اختلافات تک محدود تھا۔ مولانا نانوتوی پر سخت کمریہ الزامات نہیں لگائے اور نہ اہل حضرت کی کتاب صمامِ الحرمین کی طرح یہ لکھا، کہ اس میں قصیدہ شتمِ نبوت کا قطعی اظہار اور ایسی کلی کمریہ مہارنجی یا قسیدے ہیں، کہ جو ان کے کمر میں تنک کرے گا، وہ خود بھی کافر ہو جائے گا۔

بہر حال بدایون کے مولانا مہاراجہ کے مدرسہ میں ان کے فرزند، شاگرد اور جانشین یہ دوسرے چارہ تھے، یہ دوسرے عام بدعات میں مہل اور طبعی طور پر آگاہ تھے، اور دایع بندہ میں آگاہ تھے، کہ ان کے زیرِ اثر پلنے پڑنے والے ماہرِ فقہاری نے اپنے بھین اور جوتلی کے واقعات میں لکھا ہے، کہ میں کسی کتاب پر کسی دایع بندی کا نام اعترافی القاب سے لکھا ہوا دیکھا، تو اس کو سنا کر گالیاں لگوا دیا اور سمجھتا تھا کہ کوئی ننگی کٹائی ہے۔ یہ تفصیل آگے دایع بندہ میں پر الزامات کی فصل میں بیان ہوگی۔ لیکن بہر حال اپنے مسلک میں آگاہ ہوتے ہوئے بھی، انہوں نے دایع بندہ میں کوکھلا کا فرقرار نہ دیا اور پھر سے تنک کے دوسرے علماء کی طرح اہل حضرت کی الزامی کتاب صمامِ الحرمین پر تہذیبی گھسنے سے انکار کیا۔

یہ بھی کفری اثرات سے نہ بچ سکے

بہر حال اس مدرسہ سے اہل حضرت کے خاص اہل خاص مروج جان اہل سودا
مہاجر کے بچے کے ہوتے ہوئے اہل حضرت بریلوی کے ایک چھوٹے سے فروہی بھٹی کی
خطبہ کی اذان مسجد کے اندر پڑا ہونے کے مسئلہ پر اختلاف ہوا تو اہل حضرت نے بات کو
بڑھاتے بڑھاتے اس مدرسہ اور اس کے اراکین پر ایک دو چار چھ آٹھ نہیں، بلکہ ۱۳۵ کفری
اثرات مزہ لے، اور اعلان کر دیا کہ یہ اٹھ اور رسول ﷺ کے ایسے دشمن اور گستاخ ہیں،
کہ جو کوئی یہ سب کچھ نہ سمجھنے اور نہ جاننے کے بعد بھی ان کے ساتھ کھار اور مرتدین جیسا سلوک
نہیں کرے گا، وہ خود بھی انہیں کی طرح اللہ کی لعنت اور عذاب کا مستحق ہو جائے گا۔ ایسا ہی
نوعے دوسرے عم مسک گردو، راجپور اور بجلی بھٹ (کمرات) کے علماء کے سر بھی ۱۰۰ جن
کے سر ۱۰ ہزار کچھس اہرام لگے۔ ان کا ذکر اس کے بعد آئے گا۔

خطبہ کی اذان کا مسئلہ

آئیے کہ پہلے اصل اختلافی مسئلہ کی تفصیل انشاء کے ساتھ پیش کریں۔
احمد رضا خان نے سوچا کہ اپنے مسک کی الگ بچان کے لئے اس نے جو چند خصوصی
نکات طے کیے ہیں، جیسے ذیل سے پہلے خطبہ اور دو مقام، بعد نماز کے بعد سلام و قیام، سلام
کا قیام، قرآن اور سلام کی خصوصی ٹھیکیں، نیچے، دوسری، چالیسویں اور گیارہویں کے خصوصی
دھرم وغیرہ، تو اس میں ایک اور نکات بڑھایا جائے۔ اس کے لئے اس کو یہ مسئلہ سمجھا کہ بعد
کے خطبہ کی اذان، جو حضور کریم ﷺ کے دور سے فاروقی دور تک مسجد کے باہر دروازے پر
دی جاتی تھی، اس کو سنت کے احیاء کے نام پر واپس مسجد کے باہر دروازے پر دینے کا رواج
پیدا کر کے اس کو اپنی بریلوی مساجد کا خصوصی نکات بنا کر جائیے۔ لیکن یہ مسئلہ خود بریلویوں
کے لئے بھی بڑا دردِ مسلم ثابت ہوا، اور اہل حضرت یہ صورت اپنے ساتھ ہی لے کر دغا سے
رخصت ہوئے۔

اصل مسئلہ کی نوعیت

اس مسئلہ کی اصل نوعیت یہ ہے کہ حضور کریم ﷺ کے دور مہاجر میں جب بھٹی کی

نماز جاری ہوئی، تو اس کے لئے دوسری بیچ وقت نمازوں کی طرح جلی اذان نہیں ہوتی تھی۔ اس دور میں جسے کا ان مسئلوں کے لئے عید کے دن کی طرح ہوتا تھا۔ اور عید کی طرح اخیر اذان کے لوگ کافی پہلے مسجد میں جمع ہو جاتے تھے۔ اور عید کی طرح اذان کے ذریعے نماز کے وقت کی اطلاع دینے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ البتہ جب خطبہ کا وقت ہوتا تھا، تو مسجد کے باہر دروازہ پر اذان ہوتی تھی۔ جس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ رو جانے والے بھی آ جائیں، اور اپ مکمل سکوت اختیار کیا جائے، کہ خطبہ شروع ہوتا ہے۔ یہ طریق اول دو عقلاء کے دور تک جاری رہا۔ بعد میں لوگوں کی تعداد بڑھی، جسے نماز سے پہلے کام کاج اور مشغولیاں بھی بڑھیں، مسجد کی وسعت بھی بڑھی، تو سیدنا عثمان زوالخورین کے دور مبارک میں یہ ضرورت محسوس ہوئی، کہ دوسری پانچ نمازوں کی طرح جمعہ کی نماز کے لئے بھی وقت کے اعلان کے لئے ایک ایک اذان کا اضافہ کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ پانچ وقت اذانوں کی طرح اس کے لئے جگہ بھی دینی رہی تھی، جہاں سے دور دور تک یہ اعلان بھیج سکے۔

اور خطبہ کے لئے جو اذان ہوتی تھی، اس کی حیثیت اب جمعہ کی اذان جانی کی رہی تھی۔ جس کی فرض اب صرف یہ رہ گئی، کہ موجود نمازیوں کو بتایا جائے، کہ دوسرے ذکر و اذکار باختمی بند کرو، اور سکوت اختیار کرو، کہ خطبہ شروع ہوتا ہے۔ اس لئے اب اس کی امام کے سامنے باہر کے دروازہ پر ضرورت نہ رہی۔ بلکہ اس کو امام اور خیر کے سامنے مسجد کے اندر رکھا گیا، اور یہ جسے کی اذان جانی یا خطبے کی اذان کہلائی۔

اس پر صحابہ کا اجماع ہوا

سیدنا عثمان زوالخورین کی اس رائے سے سب صحابہ اور اب اعظم سیدنا علی المرتضیٰ نے مکمل اتفاق کیا۔ اس طرح اس مسئلہ پر فاروق اعظم کی بھی رکت ترویج اجماعت کی طرح مکمل اجماع قائم ہو گیا۔ بعد میں فقہ کے سب مدارس کا بھی اس پر اجماع ہی رہا، اور اس دور سے لے کر آج تک پوری مسلم دنیا میں چودہویں سے اس پر مکمل اجماع اور ہر جگہ مکمل اتفاق پایا ہے۔ خود احمد رضا خان جو اس کے کسی حامی نے بھی کہیں کوئی ایسی مثال نہیں دی، کہ کسی دور میں کہیں پر کسی مجتہد فقہ یا محدث یا عالم نے اس سے اختلاف کا اظہار کیا ہو۔

پوری مسلم دنیا کا اجماعی عمل

دین کی تعلیم سے کم واقفیت رکھنے والے ہر نبی کرام کے لئے، ہم یہاں یہ بھی بتاتے ہیں کہ کسی مسئلہ پر وقت کے سب علماء کا "اجماع" شریعت میں مسائل کے حل کے لئے دلائل میں قرآن و حدیث کے بعد اہم ترین دلیل اور حجت ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کی بھی صحیح حدیث ہے، کہ ہماری امت بھی کسی لفظی پرستی میں نہیں ہوگی۔ "عملی طور پر بھی سب علماء کا ایک غیر شرعی یا دوسری طرح ثابت مسئلہ پر مکمل اجماع مانگنا ہے۔ ہر جن مسائل میں صحابہ کرام کا اجماع ہوا، ان کی حیثیت تو ہر ایک سمجھ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ وحی کے حواجی آشنا تھے۔ ان پر کسی لفظی کی شک و شبہ کے لئے ان سے بھی زیادہ تعداد میں اور ان سے بھی زیادہ دینی فہم اور علم رکھنے والوں کی ضرورت ہوگی۔ اس لئے صحابہ کے اجماع والے مسائل کے لئے صرف یہی ثبوت دینی طرح بھی کافی ہے اور عملی طور پر بھی، کہ صرف یہ دیکھتا ہے، کہ صحابہ کا اجماع ہے یا نہیں، اور ہماری اذان کے بارے میں سوچو و حکام پر جامع القرآن کی رائے پر صحابہ کا اجماع اور پھر اس پر مکمل بلا چوں و چرا آج تک مسلسل عمل کا ہی جاری رہنا بذاتہ خود ایک اجماعی اور توہم کے ساتھ ثابت حقیقت ہے۔

حالات کا تقاضہ بھی یہی تھا

دوسری طرف حقائق پر نظر ڈالی جائے، تو یہ حق ہوئی ضرور، بات کے تحت سیدنا صلح کا وہ فیصلہ اللہ پاک کی طرف سے الہامی ہی نظر آتا ہے۔ کیونکہ بعد میں لہذا میں کی تعداد اور مساجد کی توسیع کو سو نظر رکھیں، تو اگر یہ اذان خبر کے سامنے لیجیں مسجد کے باہر کے دروازے پر دی جاتی، تو شاید خود غلط دینے والے کو بھی معلوم نہ ہو سکتا کہ اذان ہوئی بھی، یا مکمل بھی ہوئی۔ جب خود امام کی لہذا کی تعبیریں بتانے کے لئے بھی کلی لوگوں کو وقف جگہیں پر منکر کے طور پر مقرر کرنا چاہتا تھا۔ (اذا دعا تکبیروں کے بعد اور اس سے پہلے کے انکلام پر غور کریں، تو بات سمجھ میں آجائے گی)۔ صرف اپنی دیکھی بھالی جامع مساجد کو ہی ذہن میں رکھ کر سوچ لیں، کہ اگر یہ اذان باہر کے دروازے یا دوسری اذانوں کی طرح چار یا اذان کے لئے مخصوص لہذا میں پر دی جائے، تو خطیب کو بھی شاید اطلاع دینی پڑے، کہ اذان مکمل ہوگئی ہے، اب

آپ غلبہ شروع کریں۔

صرف احمد رضا خان نے اختلاف کیا

اب یہ تواتر بریلویں کی ہی ذمہ داری ہے، کہ ان کے اہل حضرت سے پہلے بھی کبھی کسی نے اس مسئلے پر اختلاف کیا تھا؟ لیکن ہمارے علم کے مطابق صحابہ کے اصرار سے فیصلہ شدہ اس مسئلے پر تیسہ سو برس میں تھر جانی کی کوشش صرف احمد رضا خان نے کی۔ جس کو اپنے مسلک اور اپنی مساجد کی ایک ثقافت کا ختم کرنے کے لئے اذان سے پہلے دورانِ طرح ایک اور ثقافت کی بھی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور خود اپنے مزاج کی خطرناک حد تک خود نمائی کی جہلت نے، دوسرے کی مساکین یا بدعات کی طرح اس پر مجبور کیا، لیکن یہ مسئلہ ایسا لگا، کہ خود اس کے ہم شرب بھی اس کا ساتھ نہ دے سکے، اور اہل حضرت کو یہ حسرت ہی اپنے ساتھ لے جانی پڑی۔ اور خود ہی ان حالات میں گھر گئے، جن کے لئے طالب کا یہ شعری موزون نظر آتا ہے کہ

دیکھو مجھے جو دیدہ ہجرت لگا ہ

اس سے کئی استیوں پر حرف آیا

بہر حال یہاں یہ لکھنے کی فرض یہ دکھاتا ہے، کہ یہ صرف ایک اہل حضرتی شوق نہیں تھا، جو اس نے پھوڑا، انھیں چلا اور قصہ ختم ہوا۔ یہ آپ نے ملای سی سچا اور سمجھا۔ خان صاحب احمد رضا خان، کسی بات کی طعن لے اور اتنا تک پہنچائے بغیر دم لے، یہ "خیال است واصل است و جنوں" کے صداق تھا۔ اس شے کو آفرکار اہل سے بھی نہ منوانگے تک جو کچھ ذرا لگاؤ کیا، ان میں کئی بڑی ہستیوں کی دستانہاں ہو گئیں۔ کئی سنے چلے گھر کی ٹھوک ٹھوکوں کی زد میں آئے۔ اس مسئلے کو قرآنِ مانی میں حل کرنے والے جامع القرآن اور خلیفہ راشد، اور بچہ صحابہ کرام پر ایک گج سنت کو سرودھانے، دین میں خلاف سنت کی بات کو پیدا کرنے والے یعنی یہ حضوں کو رائج کرنے کے الزام لگے (نصوحہ پادش) اس کو حلیٰ رسالہ رسم قرار دے کر، اس کا دعوت کرنے والے "حلیٰ طاء" پر چار ہستی کے الزام لگے، طاء، حرمین کی بے حرمتیاں ہو گئیں وغیرہ وغیرہ۔ جن کی تحصیل سے کئی بریلوی بھی بے خبر ہیں، اور جو باخبر ہیں اور آج بھی

کتابیں چھاپ رہے ہیں، وہ عقیدت میں ایسے اندھے ہیں، کہ ان کو یہ سب کچھ قابل اعتراض تک نظر نہیں آتا۔

کتاب احکام شریعت میں تفصیلی بحث

اس مسئلہ پر گرامر کی ۳۵۵ سے ۳۳۳ تک دس سال دی۔ ہم صرف مسئلہ کے لئے اہل حضرت کے فتوؤں کی مشہور کتاب احکام شریعت کو سامنے لاتے ہیں۔ جس کا شمار دین دہلیک کئی کراچی کا چھاپا ہوا ایڈیشن طارے سامنے ہے۔ اس میں صہ دوم میں مسئلہ نمبر ۱۰۱ کے تحت صفحہ ۴۵ سے آٹھ مکمل صفحات میں اس کی تفصیل ہے۔ سوال کرنے والے کا نام نہیں، اور دس ہی سوالوں کی زبان بتاتی ہے، کہ یہ سوالات بھی احمد رضا خان کے ہیں اور جوابات بھی انہیں کے۔

بنیادی غلط بیانی پر رکھی

الف۔ پہلے اور دوسرے سوال اور جواب میں اہل حضرت نے یہ غامض دعوئے طے دیکھئے، کہ خود اس بارے میں نہیں احمدیوں کی جو حدیث دکھائی ہے، اس کے الفاظ بمع ترجمہ یہ دیتے ہیں کہ ”بسم رسول کریم ﷺ“ دھتے کے ان خبر پر تحریف دیکھتے تو آپ کے سامنے باہر کے دور، ازہر لڑاؤں ہوتی اور اسی اہل حضرت کے دہلیک اور ”حق“۔ لیکن ساتھ ہی بسم اس کی تحریف کی، تو اس میں اپنے الفاظ یہ دیتے، کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آپ اور غلامی راشدین نے سحر کے اندر لڑاؤں لڑی ہو۔

اس جملہ میں ہی اس دعوئے طے کی بنیاد رکھی گئی، کہ دکھایا جائے، کہ حضور اور غلام راشدین کے مبارک دور میں یہی قول جلا تک جب حدیث میں صاف الفاظ میں پہلے دو غلام کا ذکر ہے، تو یہ پورا غلام راشدین کا دور کیسے ہوا؟ آگے ہر جگہ حضور اور غلام راشدین کے دور کے ہی الفاظ ملیں گے۔ یہ سراسر دھوکہ ہے۔

(ب) اسی بنیاد پر چوتھے فقرہ لیکن زیر میں داہے ہوئے سوال اور جواب کا سواد ہے۔ سوال ہے کہ حضور کریم اور غلام راشدین کے قول اور حدیث و فقہ پر عمل کیا جائے، یا ان کی کہانے ایسے دم اور دن پر، جو ہذا سے خود حدیث و فقہ کے خلاف پڑ جائے۔ اہل حضرت

کا جواب دیا مفسر ہے کہ ”ظاہر ہے کہ حدیث اور فقہ کے خلاف روایت پر اتر جانا مسلمان کو
پرگزشتہ چاہئے۔“

ہر نبی کرام اس سوال اور مفسر جواب میں سامنے ہونے خطرناک زہر کا انوار
نہیں، کہ علیہؑ راشد سیدنا صلوات کی سنت، اس پر سب صحابہ کے اجماع اور عمل اور بعد کے
سب فقہاء کے اجماعی عمل کو رسم و روایت، اور وہ مگر حدیث کے خلاف رسم و روایت قرار دے
دیا گیا، یہ آپ خود سوچیں کہ ”اس پر اترے رہتا“ کے الفاظ کی پرکھیں گے۔ ایک جملے میں
بریل میں کا نام ہر دس کی کو کیا کیا نہ گیا۔ خصوصاً جب کہ خود بھی کہیں بھی کوئی مثال نہیں
دی، کہ کسی صحابی نے یا آگے چل کر کسی حدیث یا فقہ نے اس پر بھی کہیں کوئی پھولی سی دلیل
بھی اس سے خلاف دی ہو۔ اپنی کجی کے خلاف کسی کو بھی کہیں بھی جرح میں لے آئے میں اس
رضا خان نے ہے ۱۰۰ اس جرات کی یہ کجی مثال ہے۔

سب پر نبی بات یعنی بدعت کا اہرام

(ج) پانچویں سوال میں بھی دیکھیں کہ کیا زہر بھرا ہوا ہے۔ سوال ہے کہ نبی بات
(بدعت) وہ کہلاتے گی، جو حضور اور علیہ السلام، راشدین کے مطابق ہے، یا جو ان (حضور کریم اور
علیہ السلام راشدین) کے خلاف دیا گیا ہو۔ مفسر سوال کا مفسر جواب ہے کہ ”ظاہر ہے کہ جو
بات حضور کریم اور علیہ السلام راشدین اور فقہ کے احکام کے خلاف ہو، وہی نبی بات (بدعت)
کہلاتے گی۔ اس سے بچنا چاہئے، نہ کہ سنت اور حدیث و فقہ کے علم سے۔“ اب قارئین خود
سوچیں اور کسی قرینی بریلی مولوی سے پوچھیں، کہ کسی کوئی بات (بدعت) پیدا کرنے والا،
اور کن کن کو سنت اور حدیث و فقہ کے احکام کے خلاف کرنے والا کہہ گیا؟ زہر بھی اس کھڑے پر
ہے کہ جو نبی بات (بدعت) حضور کریم علیہ السلام راشدین کے خلاف ہے۔ حالانکہ خود
کو بھی اقرار ہے کہ یہ علیہؑ راشد سیدنا صلوات کی سنت اور اس پر صحابہ کا اجماع ہے۔

اس مردہ سنت کے احیاء پر نو شہیدوں کا ثواب کمائے

(د) ساتویں سوال ہے کہ کسی قسم کی سنت کو بکارتہ کرنے پر نو شہیدوں کا ثواب کیا
گیا ہے۔ جواب میں اہل حضرت الکی تینوں حدیثیں صحیح زہر کے چان کر کے، لکھتے ہیں کہ

”ظاہر ہے، کہ زندہ وہی سنت کی جانے گی، جو مردہ ہوگئی ہو اور سنت مردہ جب ہوگی، جیسے
اس کے خلاف ردائع نہ جائے۔ یہاں ہر صاف الفاظ میں یہ بات صحت مندانہ اور صحابہ کرام کو ایک
 سنت کو مردہ کرنے والا، اور اس کے خلاف ردائع لانے والا کہا گیا ہے۔“

(ج) اسی صفحوں میں آخر میں غلطی کے طور پر سوال بھی ہے، اور اس کے جواب میں
 اعلیٰ حضرت نے یہ بتلایا ہے کہ ”اسیام سنت علماء کا تو خاص فرض بھی ہے، اور جس مسلمان
 سے ممکن ہو، اس کے لئے بھی یہی عام حکم ہے۔ اس لئے ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہے، کہ کم از کم
کمزور اپنی مساجد میں اس سنت کو زندہ کرے اور نواسٹہ شیعہوں کا ثواب حاصل کریں۔ اس پر
 یہ اعتراض نہیں ہو سکتا، کہ تم سے پہلے عالم نہ تھے۔ کیونکہ میں یہ تو پھر تو کوئی سنت کو زندہ نہیں
 کر سکے گا۔“

کھلا دھوکہ۔ پانچ وقت اذان کے حوالے!

خطبہ اذان کے لئے

(د) جن مقامات میں عاریتاً کرام کو حضور اور عظام راشدین کی سنت کے الفاظ کے
 ساتھ ”انکام اللہ کے خواہاں کے خلاف ہوئے“ کے الفاظ بھی پکڑ آئیں گے۔ یہ مسئلہ سوال نمبر ۳
 میں بیان کیا گیا ہے۔ اس سوال کے الفاظ ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ کی ستر کتابوں میں سہ کے اندر الاصل
 دینے کو صحیح کہا گیا ہے اور مردہ کھسا ہے یا نہیں؟“ اس کا جواب کافی تفصیل اور مختلف ستر فقہی
 کتابوں کے حوالوں سے دیا گیا ہے۔ لیکن یہاں وہی اعلیٰ حضرت کی قسم کی دہرائی ہوئی ہے۔ کیونکہ
 اس مسئلہ اور ان سب حوالوں میں روزانہ پانچ وقت کی اذان کا مسئلہ ہے۔ جو وقت کے سلطان
 کے لئے ہمارا کرتی ہے۔ جس کے لئے ضروری ہے، کہ سہ کے کسی کھلے گانے پر، کسی اور بھی جگہ پر
 کی جائے، تاکہ آواز اور تک پہنچ سکے، اور دہرائی بھی آواز میں رکھاتے نہ لائیں۔ حضرت
 ہاشمی کی اذان کے لئے بھی روایات ہیں، کہ وہ الاصل کی آواز اور تک پہنچانے کے لئے جہت پر
 اذان تین تھا، اور اسی مقصد کے لئے مساجد میں چار کا ردائع ہوا، ہم نے خود اور ہمارے ہم
 عصران نے دیکھا ہوا، اور آج بھی کئی پرانی مساجد میں بائیں طرف کوٹنے پر ایک اور چار
 یا بیسوں والا لوہا لپکا ہوا صمد دیکھا جاسکتا ہے، جو اذان کے لئے ہی مخصوص ہوا کرتا تھا۔

خطبہ کی لائن میں آواز صرف مسجد کے اندر کی جماعت تک پہنچانی ہوتی ہے، کراپ خطبہ شروع ہوتا ہے، لہذا سنتوں کی لٹاؤ پا کر دلاکار بند کر کے خطبہ کی طرف متوجہ ہوں۔ تو اس کے لئے باہر کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ دور تک اعلان پہنچانے کا مسئلہ لاڈلہ انجینئروں نے حل کر دیا، تو کسی نتیجہ کو خود پانچ وقتی لائن کے بھی مسجد کے اندر جانے پر اعتراض نہیں رہا۔ اور آج کل ہر جگہ مسجد کے اندر لاڈلہ انجینئر پر مبنی ہے۔

یہ ایک فروغی مسئلہ ہے

خود اپنی حضرت نے بھی کتاب ”اہل انوار الرضا“ میں یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ دین کا بنیادی قسم کے ضروری مطالبہ کا مسئلہ نہیں، بلکہ ایک فروغی مسئلہ ہے۔ تو پھر سوال ہے کہ اس میں اسے الجھنے کی ضرورت اور پورے دس سال تک ہر ایک سے الجھنے، سوال و جواب اور جواب و جواب کی کیا ضرورت تھی۔ آپ نے ایک مسئلہ پیش کیا، دوسروں نے الجھنا نہیں کیا۔ اور اپنے دلائل دیئے، آپ نے جواب میں اپنے دلائل دیئے۔ معاملہ جسکی تک ختم ہو جاتا ہے۔

لیکن کلی طور پر اپنی حضرت نے اس فروغی مسئلہ کو کہیں تک پہنچایا، اس کو اپنی حضرت کی شاہی کہہ سکتے ہیں، جن کی تفصیل آپ کو اور کی اصل حالات سے واقف بریلوی علماء کو بھی ضرور حیران کرے گی، (شاہ شمس الدین کرے)۔

پھر تراویح کا کیا ہوگا؟

لیکن اس سے پہلے یہ بحث بھی ذہن میں رکھیں، کہ جس طرح سیدنا صفیہؓ اور جملہ صحابہ کرام کی اس سنت کو بریلویوں کے اپنی حضرت نے بدعت۔ ”خلاف سنت و داعی“ قرار دے کر، اپنے دلائل اور علم کے جوہر دکھائے ہیں، اگر یہی دلائل لے کر کوئی دوسرا من چاہا نکل پڑے۔ اور حضرت عمرؓ اور صحابہ کرام کی ایمانی سنت تراویح کے مسئلہ کے لئے کہے، کہ جس کام کو حضور کریم ﷺ نے امت کی آسانی کے لئے بھی ہمارے رکعت، بھی آٹھ اور بھی ہاتھ ہار رکھا، اس آسانی کی سنت کے خلاف ایک بدعت اور نئی رسم کے ذریعے بھی رکعت، اس میں قرآن پاک کا قسم بھی دیکھ کر امت پر رنج و حایا کیا۔ جو حضور کے زمانے میں تھا، اور

دائم و ثابت خلیفہ اول کے دور میں (نہوذاط منہا) تو بات کہاں تک پہنچی؟ پھر اس طرح دوسرے کچھ احکام اور مسائل ہیں، جن کی بنیاد صحابہ کرام کے اصرار پر ہی ہے۔ جن کو بریلوی علماء بھی آسانی سے گنوا سکتے ہیں۔

ارحام و رضاکے حراج کا تجزیہ کریں

کارئین کرام مندرجہ بالا طوائف سے بریلوی مجدد کے حراج اور عقلی جہالت کا اعتراف لگائیں، کہ جب وہ کسی فرد کی مسئلہ میں بھی اپنی بات پر اڑتے تھے، تو کس قسم کے مظاہرے کرتے اور کسی کو بھی کیا کیا کہہ بیٹھتے تھے۔ جو شخصیت بھی سامنے آتی تھی، اس کو کس طرح روندتے تھے۔ اس مسئلہ میں تو فکر ہے کہ سامنے خلیفہ ثالث اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے، تو ان کو بھی ہدف تو بنایا ہی، لیکن نام لئے بغیر اور شخصیات کو چھپا کر۔ اگرچہ اس سے بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں پڑا۔ کیونکہ ان کی اصراری سنت کوئی بات (بدعت) بنیاد میں و رواج و حدیث و سنت کے خلاف و رواج کے تقاب تو بہر حال ملے ہی۔ اس کو ختم کرنے پر خوش و فہیدوں والے ثواب کا کرہ اس کی انگلیں تو بہر حال زور و شور سے کی گئیں۔ یہ اور بات ہے یا سیدنا جن اور صحابہ کرام کی کرامت، کہ اپنی سبھ میں بھی اس کو روکا نہ کر سکے!

اپنے ہی مجدد مدنی مفتی کی یہ درگت بخائی

لیکن جن دوسری معاصر شخصیات نے ساتھ نہیں دیا، ان کی کیا درگت بخائی گئی، اس کی ہم صرف دو مثالیں دیں گے:

(۱) ابو رحمان سے کچھ لوگوں نے یہ مسئلہ مدینہ شریف خود جی کے لئے لکھ بھیجا، وہاں اس پر مدینہ منورہ میں مدرس عالم اور مفتی شیخ مہدقادر تونسلی شلی طرابلسی علی نے تفصیلی جواب لکھ بھیجا۔ جو اپنی حضرت کے خلاف ہی جاتا تھا۔ اس کا اردو ترجمہ کر دیا کہ مختصر اور بریلی سے شائع کر دیا کہ تحسین عام کیا گیا۔ اب اپنی حضرت کے فیض و غضب کو کون روکے گا

اس مفتی طرابلسی عالم کی اپنی حضرت کی کتاب مسامحہ میں خود جی ہے، اس کو نیچے وقت احمد رضا خان نے شیخ کا خلاف تین سطروں کی طویل تقریری مباحثوں میں کر دیا، کہ ”جو علم میں محدود ہے، اور مدرس ظہور ہے، اور قدرت والے کی تو فیض سے علم میں آدھ و رفت

کی، دقتی اختر اسٹیج ادا مل مبدلہ، قوتی اعلیٰ اعترافیں اعلیٰ مدرس مسد اکریم ہائی: اندہ
تعلیٰ انہیں اپنے فیض مظاہرے۔ یہ مہارت انہی تک حسام العزیز میں موجود ہے۔

کچھ ہی عرصہ کے بعد ایک فرد کی مسئلہ میں اس اختلاف کی وجہ سے اسی عالم کے لئے
اپنی کتاب ”مسئلہ اس کا حق نہ نہیں“ میں مضمون پر لکھتے ہیں، کہ حدیث طیبہ میں جہاں دنیا پر
کے اطراف سے ہزاروں لوگ آئے ہوئے ہیں، ان میں ایک شخص طرابلس کا رہنے والا بھی
ہے۔ یہ کہو آگے چل کر لکھتے ہیں کہ (ایسے دلیل دینے والا) کوئی اہل شام طرابلس میں پیدا
ہو کہ جہاں کی جنگی مہارتیں لکھیں، اہل کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں، لکھنے والی کی آنکھ
پر ٹھیکری رکھ کر وہی تو لیں (خریب) کی پکار، نام سلیان پر بیجان، یہی طرابلسی صاحب کی
نام طرابلسی کا نکات اور اس سے اس کی طبعی حالت ظاہر۔۔۔ اس کی اکثر جہالتوں کا رد۔۔۔ میں
لے گا۔ اس کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ”اس کی کل تحریری کا نکات سول جہتیں ہیں۔“

جہل و سفاقت، خیانت، افتراء وغیرہ الزامات

اسی شیخ طرابلسی اور اس کی فتویٰ کے لئے دوسری کتاب اپنی انور ادرسا، میں مضمون
پر لکھا کہ ”وہ کتاب ایک طرابلسی کی تھا اپنی رائے ہے۔۔۔ ماہنامہ اس بے معنی تحریر کی حالت یہ
ہے، کہ اول تا آخر الفاظ و اظہار سے کلمہ ہے۔ جہل و سفاقت، افتراء و تافہ، خیانت، تافہ و
سفاقت، کتنا کمال ہے، کہ ان گفتی کی چند سطروں میں لکھیں۔“ اگلے صفحے پر مزید چھٹ ہے، کہ
”اسی اہل شام طرابلسی میں پیدا ہوئے۔“ اگلے صفحے پر ایک اور چھٹ ہے کہ۔۔۔ ”یہ ہے طرابلسی
صاحب کی ساری طبعی کا نکات، اور اس سے اس کی طبعی حالت ظاہر۔“ اسی صفحہ پر ایک اور
چھٹ ہے کہ ”طرابلسی تحریر پر باب یہ قہر و در موجود تھے تو انہیں دیکھ کر کسی انسان ہونے کا
شرم دے گا اس کی بے مروتی کا نام بھی نہیں پڑتا تھا۔“ (یعنی اس کا فتویٰ پہنچا ہی نہیں
پہنچے تھا)

کیا یہ وہی پہلے والے شخص تھے؟

جس دینی عالم کو کچھ برس پہلے دقتی طبعی مہارت، علم کے صدور، مسد نبوی کے مدرس
وغیرہ کا سر ایفیکٹ دیا گیا تھا، وہی عالم صرف ایک چھوٹے فرد کی مسئلہ پر اختلاف رائے کے

اعلمدار کی وجہ سے کیا کیا بن گیا۔ احمق، تم علم، بیعتن باز، خیانتی، جاہل، کم سمجھ، دھوکہ باز، نا فہم، مدید طیبہ میں ساکن اور مدرس نہیں، بلکہ گمراہنے والا، غیرہدف غیرہد۔ یعنی عمل غلط ہی بدل گیا۔ اب یہ بات تو لازم ہو جاتا ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک طرف ایک نام کی دو شخصیتیں ضرور ہیں۔ یا مہدیا اور فطی طریقہ نامی کے نام کے دو شخص تھے، ایک کے علم و علم کے اہل حضرت مد سے زیادہ فاضل تھے، اور ایک دوسرا کم علم خیانتی بھی اسی نام کا فائدہ لے کر مفتی بن بیٹھا۔ یا امیر رضا خان کے نام کے دو شخص تھے۔ ایک نے حسام الحرمین والی مہارت نکھی، اور ایک نے اذان والے مسئلہ پر تحقیق کے بعد نکھی۔ دونوں طرف ایک ہی شخص ماننے سے تو یہ اختلاف خود بخود حل ہوتا لیکن نہیں۔ بریلوی اگر دونوں طرف ایک ہی شخصیت مانیں تو ان کو بتانا ہوگا، کیا فراموش رضا خان دونوں جگہوں میں سے کسی جگہ کی ہیں!

اسی مسئلہ پر ہم مسلک علماء پر کفر کے فتوے

اسی مسئلہ پر اس سے زیادہ نثری حالت جامعین اور راہپور کے علماء کی پھٹی گئی، جو اس سے پہلے مٹا نہ اور بدعتوں کے لحاظ سے احمد رضا خان کے ہم مسلک تھے۔ ان کے بھی دوح بدعتوں سے اہل حضرت کی طرح بدعتی رسومات اور عقائد میں اسے یہ شدید اختلافات تھے، جس کی تحصیل آگے ہم مابعد اللہی سرجم کی زبانی دکھائیں گے۔

بہر حال ان دونوں سرگرموں کے علماء نے سوال پوچھنے پر اس مسئلہ اذان میں اہل حضرت کے خلاف سوخت اختیار کیا، کہ جو چیز دیکھا ہے، ہم اسی کو درست سمجھتے ہیں۔ بس پھر کیا تھا، احمد رضا خان ٹکڑے ٹکڑے کر کے بھی پیچھے نہ گئے۔ علماء جامعین کے مدرسہ کا یہ کام مدرسہ خرماء کا کہ اس مدرسہ کے تمام علماء پر کفر اور بدعت کے الزامات کی برچھاڑ کی گئی۔

مدرسہ کے لئے مدرسہ خرماء کا لقب اور کفری الزام

ایک ایک رسالہ لکھا گیا، جس کا نام تھا ”نکس الما طیل“ اس میں مدرسہ کا یہ کام دکھایا گیا۔ ”مدرسہ خرماء“ اس میں مدرسہ خرماء کی سرخیاں لگا کر منہ بھڑائی گئی کہ یہ مٹا کہ چہاں کے گئے۔ اور ہر ایک سرخیاں کی تحصیل میں عام مسلمانوں سے اچھٹیں بھی کی گئی۔ ان سرخیاں میں سے کچھ آپ بھی ملاحظہ کریں۔ ہم ان کے مصلحت کے خبر بھی لیتے

جس: درس فرامی اخذ، انتہاء اور خاکہ پر جلد ۸۳۔ درس فرامی اہل سنت کی مختصر
۸۳۔ درس فرامی نی کھانکے کو گالی جلد ۸۵۔ اس کی تحصیل میں دو متنازعہ اہل بھی ہے کہ
 اب دیکھیں کسی کس کو درس فرامی اخذ کھانکے کی عزت یاد رہی ہے اور کان اس گالی اے واسے
درس کی رعایت کرتا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ اب جو اس حال معلوم ہونے پر نگاہیں کے ساتھ
کا فرار مرد جیسا پر کھانکے کرے گا اور خود بھی انہی کی طرح سخت اور ظالم کا سختی ہوگا۔
درس فرامی نی کھانکے کی ہے قدری۔ جلد ۸۷۔ درس فرامی و کھوں لاسوں کی مختصر
۸۹۔ درس فرامی مغات البیہ کے ساتھ جلد ۹۰۔ درس فرامی آفت کی خدمت اور
دنیا کی قریب جلد ۹۱۔ درس فرامی کے خود ایک مقوق اخذ سے پشیدہ ہے۔ جلد ۹۳۔ درس فرامی
اختلاف کریم اخذ کو دیکھتے ہیں اور ابھی نہیں دیکھتے جلد ۹۳۔ درس فرامی دین کا تسلط،
درس فرامی کر حبیب کا ساتھ اہل ہے جلد ۹۳۔ درس فرامی اخذ لا اہل پر مطلے مصدق
اکبر پر اختلاف جلد ۱۰۰۔ درس فرامی اخذ پاک پر فرامی زیادہ چس جلد ۱۰۱۔ قرآن پاک پر
فرامی مطلے جلد ۱۰۲۔ رسول اخذ پر فرامی سخت مطلے جلد ۱۰۲۔ درس فرامی خدا کے وجود سے
اخذ جلد ۱۰۳۔ درس فرامی کے خود ایک اسلام میں جو کچھ ہے اور حبیب ہے جلد ۱۰۷۔ درس فرامی
میں اخذ پاک کی طرف ہم کی نسبت جلد ۱۰۹۔ درس فرامی میں نفس شراب کی قریب اور زنجب
جلد ۱۰۹۔ والیر والیر۔ یہ صرف چند نمونے ہیں۔

ہر ایک مخالف گستاخ رسول نظر آیا

کارہین کرام سہجی، کہ جو درس ہم مسک قادر جس میں تھوڑا عمر پہلے جلد ۱۰۲
مہد اور پانی قادر ہی درس اور ملاء صرف ایک لڑکی مسک میں اختلاف کی طایر اکاذ مہم
عن گیا۔ ان کے معا میں اکاذ قادر گیا (دیکھا ۳ ہے دنگ امرو منا کیسے کیسے)
کارہین کرام پر کچھ موت کریں، کاملی حضرت نے جس کی بھی جب بھی حافظت کی،
تو اس کو اخذ اور رسول کا گستاخ اور تخلیص شان کا اثر مفرور لگایا، کسی بھی مہارت میں یہ
مطلب بہرنے کا یہ حضرت خصوصی مادر قادر۔ اور یہ اس کی مفرور بھی تھی، کہ اس کے بظہر مکر کا
فوتی نہیں تک مسک۔ درس فرامی بھی یہ اثر مقنوب ہی دیا۔ اور یہ بندہ ہوں کی ایک شولی کری
دی۔ کہ ۱۰۱ کیسے مظہر نہیں۔

دو بندہوں کی زندہ کرامت

ان اثرات کو دیکھ کر یہ دو بندہ عطا کی زندہ کرامت پر تعجب کا سدھہ اختیار نظر آتا ہے کہ ان کے صرف چار عطا پر ایک ایک کر کے چار اثرات ہی لگائے جاسکے۔ تقریباً وہی اثرات مدرسہ قادریہ بدایین پر بھی لگے، مثلاً اگر دو بندہ عطا پر حضور کریم ﷺ کی توجہ اور تحقیق ثنائی کا اہرام ہے، تو مدرسہ بدایین پر بھی "مدرسہ ظرا میں حضور کریم کو صریح کالی" کا اہرام لگا کر ان کو بھی کافر اور مرتد نہ سمجھتے، والوں کو خدائی لعنت اور عذاب کا سزا سن کر مانا گیا ہے۔ اگر عطا دو بندہ کی طرف امکان کذاب منسوب ہے، تو مدرسہ قادریہ کی طرف امکان ہم منسوب کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کسی ایسے ہیئت کو عطا بدایین کی طرف منسوب کئے گئے ہیں، جو عطا دو بندہ پر نہیں ہیں۔ مثلاً یہ سریشیں ہمارے دیکھیں مدرسہ ظرا میں اور خدا سے انکار، گرجیہ کا چاہنا باطل ہے، قرآن عظیم پر شرابی حملہ، اسلام پر شرابی حملہ، کانکوں لباسوں کی عیبر، ہم عطا کو دیکھتے ہیں، وہ ہمیں نہیں دیکھتا، حق تعالیٰ سے ہٹا ہوا ہے وغیرہ وغیرہ۔

دو بندہوں پر چار عطا اور بدایینوں پر ۶۳۵ کفر

یہ بھی واضح ہے، کہ اہل حضرت کی طرف سے اس فکر مدت میں پہنچنے والے مدرسہ قادریہ کے خلاف جو تجزیہ دیا گیا، اس کا ذکر "سودا غرور علی صلیبہ المرد" ۱۹۴۸ء میں کیا گیا، جو ۳۳۳ صفحہ میں شائع ہوا۔ اور خود اہل حضرت کے جہل اس میں ۶۳۵ خطائیں دیکھا کر ۶۳۵ دفعہ سے ان پر کفر لازم کیا گیا ہے، (یعنی ۶۳۵ کفر)۔ ہمارے کرام ثنائی اس پر ہماری طرح اعتبار نہ کریں، تو ہم ان کی تسلی کے لئے یہاں ۳۳۳ میں چھپی ہوئی کتاب "اہل انور ارضا" کے صفحہ ۱۳۳ اور ۴۵ کے نو نو ٹکس دیے جاتے ہیں۔ صفحہ ۳۳ پر ملاحظہ فرمائیے "۱۶۵" کا واضح لفظ ہے، اور صفحہ ۴۵ کی طرف فرمائیے، واضح الفاظ دیکھیں، کہ "زمانہ ہمارے سودا غرور میں عطا اور رسول اور انہ پر اسی سے زیادہ اثر اور طبقات نکلائے۔" یعنی صرف عطا اور رسول پر ہی کسی اثر اور طبقات کا اب آپ اپنے سچے سچے پیروں سے پہچانیں کہ یہ اثر اور اثرات زیادہ جتنے ہیں، یا دو بندہوں کے خلاف چار اجہاد، صرف چار سے دو بندہوں اور غیر مقلدوں کو ہی کہیں نشانہ بنائے جاتے ہیں۔ اہل حضرت کی کفری تکرار کے اور سرے شہاد کا ذکر کہیں نہیں کرتے؟

مسئل کسی طرح قابل رد نہ تھا۔ خصوصاً اس حالت میں کہ حضرت کے اسی
صلہ مجازہ مسئلے میں تصریح ہے کہ مسائل کے مسائل کا رد گناہ کیسے ہے
صلہ القول اکاظہا میں اس اذکار کے اجماع قطعی یعنی صحابہ کرام و ائمہ
مشرقیہ نے علیہم کے سوا کوئی نئی بات نہیں۔ وہ اقل میں تحریرات حمید
رفیعہ کی تالیف ہے جن پر رد کا عدد دو ذرا سے زیادہ ہو گیا۔ اور مجدد
کا جواب دیا۔ اور آخر میں فتوائے برائیں کا خلاصہ ہے جس کا ایک
رد محمد شرفی نے میرے اور ان کے علماء و راوی خاص، نقاب
عالیہ سرکار پر کاتبہ ابرہہ و مطلبہ سے بنام مبحث الاذان (۲۳۳۵ء)
شائع ہو چکا۔ بلکہ دو۔ دوسرا بھی سرکار ہی سے بنام شانی جواب پر
کافی بیرویات (۲۳۳۵ء)۔ تیسرا حافل و کافل۔ سترہ۔ بیس
پر بیرویات پر مشتمل موزنہ۔ لے لیر میں ہے۔ بلکہ وہ تھا بھی جس میں

۱۵ مسئلہ بنیاد پر ردی اور بیرویات (۲۳۳۵ء) ۱۲ ۱۵ اگلی وقت تک ہمارے
میں سو رہے تھے پھر بعض اکابر و دیگر احباب نے ان کی اور تحریرات بھیجیں۔
اور بیرویات کے اقوال خضالت کا شمار کرنے دو سو تک پہنچا۔ اور اپنی
کے بیان میں تیسرا رسالہ اور اضافہ ہوا۔ اس میں رسالہ میں انہی چیزوں
پینتیس رد ہیں ۳۱ مسئلہ بنام امری دو آفت بیرویات کی خانہ جکی۔
۳۲ مسئلہ۔ اور پانچواں رسالہ مسئلہ ۱۰ کاں ایا طیل مد سے خرا (۲۳۳۵ء)
۱۱ دہی رسالہ النذر بری ہے تینوں کا مجموعہ سہ الفرائض علی التامیز الفرائض
۱۲ مسئلہ ۱۱) مجدد نے لے لیر جو کر شائع ہو گیا ۱۱ مسئلہ علی غنہ +
انکھم ملے من لایع الہیہ +

شرعاً مسلمانوں کی حیثیت یہی ہوتی ہے۔ اشرار و رسول ہیں و فساد علی، اشرار قتلے علیہ عالم و سلم کو سرک گالیاں دینے پر جو اتفاق علمائے عربین شریفین نے دیو بندیل کی تکفیر فرمائی۔ مصنف القول الاظہار کے دل میں اس کی کراہت اس کی تملیہاٹ جھاک رہے تھے۔ بلا خطہ بیہشت کی معافیت کہاں تک کھینچ کر لے گئی مگر ان کا یہ خصوصاً آخر بالکلیہ نصوص آرد و

ان کے برائے امام جن کی تقلید سے جامع الرموز وغیرہ پر اجراء پانڈے۔ ان کی حالت اگتہ ہے۔ رسالہ مبارکہ کلام الفکر علی القید القرائے اشرار و رسول و ائمہ پر اسی سے زیادہ اون کے اقراء و خیانت گنا دیئے۔ نکس ابطال مدد سے خوانے اور ان کے پوسے و دوسو اقوال ضلالت بھولا صفتو بتا دیئے۔

قد یہ کہ انہیں حضرت سے اشرار و رسول کی طرف جیل نسبت کیا۔ اشرار قتلے کو رتبہ طہیر اویا۔ ایدہ اب الہی کی صحبت قرین کی۔ رسول اشرار علی اشرار قتلے علیہ عالم و سلم کو ہونا کہا۔ قرآن مجید و انجیل شریف میں اصول اختلاف بتایا۔ غار و قیام اعظم و رسول علی و قریش اعظم یعنی اشرار قتلے جنہم سب کو دیوار بتایا۔ آج کل مسلمان کو پھیل بابر اور ہونم کہا۔ فارحین کی تقلید۔ گستاخ کی پیروی۔ غیر مقلد کی تعلیمیں تارے کا قتل۔ آخرت کی مذمت۔ دنیا کی تکریم۔ اشرار و رسول و ائمہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ افراخ افراخ کی گستاخیاں۔ تو کھول ائمہ دین کی تکفیر حتیٰ کہ صحابہ کرام پر الزام کفر خود حضرت مولانا عبد القادر صاحب برائے تہمت سرور کی زمین دوسے تکفیر نشتا گئے دیو بند کی دوسے

ان کے برائے امام کی حالت

مذہب اہل حق ۲۱۹

مولانا عبدالمتقدر پر خطرناک تعزیری قلم

اسی عذر کا وہ یہ دہلیوں کے اس وقت کے سربراہ مولانا عبدالمتقدر تھے۔ جو اہل حضرت والے ہی مرشدانہ گھرانے سے اہانت یافتہ اور شہر دہلیوں کے عہدہ نشین بھی تھے۔ اس پر اسی کتاب ”سداظرار“ میں ص ۸۰ پر ان وجوہ سے کٹر اور اذیتناک لازم کر کے، یہ سرفنی قائم کی، کہ ”برادر ہم پر عظیم شرعی کیا کیا لازم ہوا۔“ پھر یہ پانچ حکم بتائے، کہ ایک اسلام کی نئے سرے سے تجدید کریں۔ دین میں احوال مردود کی اشاعت، جس طرح علی الاطلاق ہوئی ہے، اسی طرح علی الاطلاق تو یہ تہاب ہونے کا اعلان کریں۔ صبح تلاوت کی تجدید کریں۔ چھ قضا یہ کہ حج کو لوٹائیے (کہ کھڑکی جہ سے وہ باطل ہو گیا)۔ عظیم تجدید بیعت، کہ خود بھی نئے سرے سے بیعت ہوں، اور اپنے سر پہ دل میں بھی اعلان کریں، کہ تمہارا وہ اپنی بیعت سے نکل گیا تھا، اب نئے سرے سے تو یہ تہاب ہو کر نئی بیعت کے ساتھ خود بھی گج پر زمین میں آ گیا ہے، تو سر پہ بھی نئے سرے سے بیعت کریں۔ اس سے آگے امام کے لئے بھی خدائی اذیت غیر خواہی کا سق ہے، کہ ہم کو تو مسلمانوں کی غیر خواہی میں یہ اعلان کرنا چاہا ہے، کہ وہ سب حالات جان کر اپنا ایمان، اپنی بیعت و طہیرہ بچائیے۔

اس سب کچھ کو کیا نام دیا جائے

آج کل کے زیادہ تر بیڑی علماء اور محام اور قادریں کرام کو یہ سب باتیں معلوم نہ ہوں، تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ لیکن ہماری طرف سے ان حکمت کو سامنے لانے کے بعد ان کی ذمہ داری بنتی ہے، کہ اپنے ہی دیر مشہور دلائل کے یہ سارے کھارے اصل کتابوں میں چھ کر خود فرمائیں، کہ ان کھارے میں کو اگر یہادہب اللہ بھی دیتے جائیں، تو پذیران کے دوسرے علماء دوسرے علماء مناسب ہیں؟ اگر ہیں، تو نکال دی کریں، ہم تو ہم کے لئے تیار ہیں۔

راپہوری اور پہلی، بھتی بھی اسی کٹھرے میں

دہلیوں کے علماء ایک اور طبعی مرکز راپہور بھی دہلی سے ۵۰ فکافات میں مشہور تھا۔ ان کے نامور عالم مولانا سلامت اللہ نے بھی اس دہلیوں جانی کے جواب میں کٹھر جواب لکھا، کہ

”میرے نزدیک جو امر حواث ہے، وہی سچ ہے۔“ امیر رضا خاں نے قتل حواث اپنے
قائد علی محمدی، کہ حواث کے معنی یہ ہیں، کہ جو حضور کریم اور خاتم راشدین کا ورثہ تھا۔
 اور اپنے قائد میں دلائل کا طوار نگار یا، اور ایک رسالہ ”روح شیری ہاشور“ شایع کیا۔ طوار
 راہپور نے ایک مجلس قائم کی، اور اس کے جواب میں ”نوام شیری ہاشور“ نکلا۔ بات چل
 چلی اور چلتی رہی۔ اور سے الزامات لگے، اور سے جواب دیے گئے۔ اور قبول خود اپنی
 حضرت نے راہپوریوں کے ۱۱ ہزار نقص کمال کر ۱۱ ہزار لا جواب کرنے والے رو پیش کئے۔
 ہم نے ”اہل انوار رضا“ کے مطرو ۳۳ کا جو ٹکس دیا ہے، اس کی سطر نمبر ۷ کے یہ الفاظ خود کچھ
 ہیں، کہ ”جس پر روز کا عدد ۱۱ ہزار سے بڑھ گیا۔“ ایک مسئلہ پر کئے گئے بحثوں کے علاوہ
سے زیادہ روز؟ کچھ سوچیں تو کیا اصول بنایا گیا تھا

اسنے کفر بھی کسی کے خلاف نہیں لگائے گئے

ہم نہیں سمجھتے، کہ عمل گروہ فرقوں کے خلاف جو تاریخی ہمیں چلیں، ان میں بھی کسی نے
 یہ دلیل دی ہو، کہ ہم نے اس کے خلاف ۱۱ ہزار سے زیادہ رو پیش کئے ہیں۔ ایسے علمی طرہ
 ۱۱ اور داخل کرنے کے لئے ایک یا کچھ اہم حواث کافی ہوتے ہیں، بشرطیکہ اس کو واضح مانے
 ہوئے دلیل سے (کچھ ہی سطحوں) میں پیش کیا جائے۔ جیسے قادیانوں کے کمر کے لئے ایک
 ہی عقیدے کا ثبوت کافی و مثالی مانا جاتا ہے۔

ہم باہر عرض کر دیں، کہ یہ فخری بات نہیں، کہ جامعہ ملی انڈیوں پر ۱۳۵ کفر ثابت کئے،
 راہپوریوں پر ۱۱ ہزار رو لکھے۔ لہذا ثابت ہوا، کہ ہم علم میں اور تحریر میں ان سب کے اپنی
 حضرت ہیں اور حق بھی ہماری طرف ثابت ہوا۔ یہ خود انتہائی غیر مسامحیہ چکانہ باتیں ہیں، جن
 پر سچ اصل اور علم رکھنے والے بریلوی بھی بھیٹا فرسادی ہوں گے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ کسی
 بریلوی نے کہیں اپنی حضرت کی طرح فخر پر انداز میں یہ حوالہ نہیں دیا، کہ اپنی حضرت نے فلاں
 فلاں پر اسے کفر لگائے۔ بلکہ آپ جن کا بھی زور اس تردید پر ہے، کہ یہ اپنی حضرت پر الزام
 ہے، کہ وہ کفر یہ الزامات میں ہے پاک تھے۔ لیکن تحریریں تو بہر حال موجود ہیں۔

جواب دیتے جاؤ، کفر بڑھواتے جاؤ

بہر حال کہنے کی فرض پہ قہمی، کہ بریلوی اپنی حضرت کے سامنے جس نے اس کے خلاف برائے کی جرأت کی، اس کو کفر ضرور نصیب ہوا۔ جس نے جتنے زیادہ جواب دیئے، تو اس سے گھروں کی لست بڑھتی گئی۔ دایہ بندوں پر سب سے کم کفر پڑے، کیونکہ انہوں نے سوال جواب کا سلسلہ چلا پایا نہیں۔ ایک بار دعا ملت کر کے معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا۔

لیکن دہلی کی راجپوتی تو خاصا دل دہنے والے نہیں تھے۔ سلسلہ جو عادات کفریہ بڑھتے گئے۔ ”اعلیٰ انوار الرضا“ کے سطر ۳۳ کے ٹکس میں حاشیہ بھر دیکھ لیں۔ ایک جواب تھا تو پہلے ساڑھے تین سو تھے۔ حریم تو برائے آئیں، ذہن بھونڈا اور جھگڑے، تیسرے رسالہ کا اضافہ ہوا تو چھ سو بائیس ہو گئے۔ اور راجپوتوں نے یکم زیادہ سلسلہ چلا دیا تو ”رو“ کا حصہ ۱۰ ہزار سے ۱۰۰ ہو گیا۔ (دیکھئے اسی ٹکس سطر نمبر ۵) فی الخشب!

اعلیٰ حضرت کے کردار پر گھر کی گواہیاں

اجی تفصیل سے بات یہی مگی ہے، تو آئے یہ بھی دیکھ لیں، کہ اپنے ہی ہم مسلک۔ لیکن حمید، حوائج اور علم و عمل میں زیادہ مشغول ان حضرات نے اعلیٰ حضرت کو اس کی اس نہاد اور کردار، نہ جاننے میں مصداق نہیں۔ ہم ان کو گھر کی گواہیاں نہیں گے، کیونکہ وہ دایہ بندوں کے بہر حال مخالف ہی رہے۔ پہلے دہلی کی حضرات کے حوالے دیکھئے:

فاضل بریلوی کے رسالہ ”سد الطرار“ کے جواب میں دہلیوں سے رسالہ ”سد الطرار“ لکھا گیا۔ جس میں سطر ۲۶ پر ہے کہ ”تصنیف کی عادت مگی نہ گئی، پر دوسرے کے کام میں تصرف کا حکم سے تہاؤں ہو کر رہا“۔ اس عبارت سے صاف ہے، کہ احمد رضا خان کی یہ مکی عادت ہو گئی تھی، کہ دوسرے کی عبارت میں اپنے الفاظ شامل کر کے، اس کے کام میں تصرف کا حکم دیتے تھے۔ (اسی تصرف سے دایہ بندی کا فرماتے گئے تھے)۔

اسی کتاب کے حصہ دوم میں سطر ۳۳ پر سطر نمبر ۷ سے یہ الفاظ ہیں: ”مسلمانو! احکام شریعت تب لازم ہوتے ہیں، بلکہ شرعی جانچ و تاہل کی جانے۔ شرعی چیل کیا اس طرح ہوئی ہے کہ زید نے کہہ دیا اور عمرو کا لہر ہو گیا، عمرو نے کہہ دیا اور بکر کی زوج کو طلاق ہو گئی۔“

مطلب بدل کر، ان سے حسام الحرمین کا لٹوئی لے لیا، مگر جب ان کو اس دوج بندہوں کے اپنے جواہروں سے اصلیت معلوم ہوئی تو..... خدا پاک جماعت باخلاصت بخلی بہت اور عطاء راجہوں کو انکی ادھارت اور ایوانہ وصل سے دور رکھے۔

حسام الحرمین کی قلعی کھول دی

فاصل بریلوی کے دوسرے رسالہ ”طب شورش چاہ شور“ کے جواب میں عطاء راجہوں نے ”جبر جوش چاہ شور“ لکھا۔ اپنے رسالہ میں احمد رضا خان نے ایک جگہ عطاء دوج بند کا ذکر اس طرح کیا کہ دوج بند کے دشمنوں پر عطاء حرمین نے نام عام کفر کا لٹوئی دیا، اور یہ حکم لگا دیا کہ ان کے کفر اور جہنم کی سزا میں کوئی شک کرے گا، اور یہی کافر ٹکا جانے گا (اور آپ راجہوں کی بھی ان کو کافر نہ ماننے کی وجہ سے کافر سمجھے جائیں گے)۔ اس کے جواب میں عطاء راجہوں نے ”نہر جوش چاہ شور“ میں صلوٰۃ ۱۹ پر یہ تحریر کیا:

”ہم کہتے ہیں کہ یہ جاہل و جاہل نے خوب بچھاوا، اور بیش قیمتی حد سے گنہگار لوگوں کو کافر ٹکا دیا۔ عطاء حرمین شریفین تک کو کھٹا جانے سے دھوکہ میں ڈالا، اور یہ حکم مندرجہ بالا (حسام الحرمین میں) حاصل کیا۔ بعد میں ان عطاء نے یہ دھوکہ معلوم کر کے انھیں سوالات میں لوگوں کو بھیجے، کہ کیا تم ایسا اعتقاد رکھتے ہو، اور ایسا کہتے ہو۔ انہوں نے جواب دیے، کہ یہ جاہل مولوی احمد رضا نے بچھاوا ہے، تو انہوں نے ان کو بھر سلطان بنا دیا۔ مگر بریلوی کی وہی رت ہے، کہ ایسا لکھا ہے..... کیا آپ دوسروں کو اپنی طرح کافر ٹکا چاہتے ہیں؟ آپ کے اس تو اس کے سوا کچھ نہیں، دیکھا کہ جس طرح ہر نیک، مسلمانوں کو کافر ٹکا دیا، اور اسلام گھسا۔“

اسی رسالہ میں صلوٰۃ ۳۱ کی طرح خبر عطاء پر یہ بھی ہے کہ ”یہاں یعنی بخلی بہت میں احمد رضا اللہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ خدا رضی اللہ عنہ کے شیر شاہ جی شیر میں کی حکومت ہے، اور ان کی طرف سے ان کے عزیز شاہ مہدیا میر اللہ دے لے گروہ ہیں۔“ (نہ عطاء کشف الحق، از مولانا ظہیر احمد بریلوی بدایہ)

بریلویوں کے لئے عبرت کا سامان

بدایہ فی اللہ راجہوں کی عطاء کی طرف سے یہ کتابیں بخلی حضرت کے دور میں چھپ کر سامان

ہوئیں۔ حق میں بریلوی علماء اور تادمہ حق بنے اور باہر رضویات کہلانے والوں کے لئے بڑی ہیرت کے سامنے موجود ہیں۔ اگر وہ سچ چٹکوں کو ماننے کے لئے چارہوں (اور صرف حق اور حقائق کے دھواں کے ساتھ حق ہی ان کے ہر نظر بھی ہو)۔ البتہ ہم کو یہ احساس ہے کہ مدت اور مسلسل ہر دیکھنے والے نے حق حقائق پر کافی گرد و غبار کے پردے چڑھا دیے ہیں۔ اور کی جگہ اکثر بریلوی علماء کو بھی یہ حقائق معلوم تھے۔ لیکن اب یہ حقائق ان کے سامنے آنے کے بعد ان کی ذمہ داری بڑھ گئی ہے، کہ وہ ان کو احوط میں، اور اپنے اہل حضرت کے اصل کردار اور اصل کام پر ان حقائق کی روشنی میں غور کر کے اپنی رائے قائم کریں، بشرطیکہ وہ بھی حق کو ہی دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ حقائق اور کتابیں رضویات کے باہرین کے پاس موجود ہیں۔ اکثر مسعود نے ماتمہ و مراجع میں کئی جگہ کئی کے حوالے دیئے ہیں۔

مخلصانہ مشورہ

ہم نے مجموعی طور پر جامعان والوں کے لئے ۶۳۵ کفر اور راجدہ والوں کے لئے ۱۱ ہزار پچیس کفر کے الفاظ خود اہل حضرت کی کتاب "اہل التواہد رضا" کے صفحات ۲۳ اور ۲۵ کے فوٹو کس کے ساتھ دیئے ہیں۔ تو سب بریلوی تائیں، کہ صرف ایک ایک کفر والے چار علماء و محدثانہ ان کی وجہ سے ہر ادعائی جلد ہی ان کے سطوں کا ٹکڑا کیوں جاتا ہے۔ یہ بھی اب گارنٹی گرام ہی سوچیں، کہ اسے اور اپنے کفری فتوؤں کے باوجود حرج آج کل یہ ہر دیکھنے والہ ہر دیکھنے والے ہے کہ کفری فتوے میں اہل حضرت جتنا جادو عالم کی نظر آئے گا، اس کی اصل حقیقت کیا ہے۔ تو خدا عز و فضل سوم اور چہارم میں یہ سب مینہ والی قسم کا ہر دیکھنے والہ دیکھیں اور سوچیں، کہ اس کتاب کی اور ہر دیکھنے والے کے بچے کس کے ہاتھ میں ہو سکتی ہے؟ اس کتاب کے بعد ہم اگلی فصل میں بریلوی جہاد کے کردار کے دوسرے اہم کفریہ پہلو اساتے لاتے ہیں۔ یعنی دترین زبان اور دترین گالیاں۔

فصل ہشتم

صفحہ ۲۳۶ - ۲۳۷

فحش زبان اور فحش ذہنیت

ایسی مندی زبان جو مشہور لال بازاروں میں بھی نہیں سنی
مکئی ہوگی۔

ایسی مثالوں سے بھرپور ۱۶ صفحات کے مکمل نعرے۔
جدید اخیالی مہم میں ایسی زبان کے لئے بھی تہذیب و
ثقافتی کا سرچشمت۔ گالیوں میں دائرۃ المعارف جیسی ایک
خصیص کتاب۔ مظہر اعلیٰ حضرت کی طرف سے اس کتاب کو اپنا
ہستور العمل بنانے کی وصیت۔ خیر آبادی سلسلہ کے جدید عالم
معین الدین امیری کی ایسی زبان پر غیر جانبدارانہ رائے۔

اصلی حضرت اور ان کی ذریت کی

فحش زبان اور فحش ذہنیت

کار نہیں کرام کو ہمارے مٹانے کے یہ الفاظ شاید بہت سخت لگیں، اور ہم پر عتاب یا کوئی اور سخت قسم کا اہرام چڑیں۔ لیکن ہماری ان کو گزارش ہے کہ کچھ میرا فحش سے کام لیں۔ ہم کو بیان و سہاق سمیت مکمل حواصں کے ساتھ اصلی نکالوں سے اقتباسات پیش کرنے دیں۔ پھر بھی اگر ان کو ہمارے یہ الفاظ نامناسب نظر آئیں، تو ان کی سزا ہمارا خدائی ظالم اور ظالم نہیں۔

ان عبارتوں پر یقین کرنا آسان نہیں

کیونکہ بریلی کے محمد اور مسلم دنیا کے اکیلے اصلی حضرت اور اس کی ذریت کی فحش کھائی کے جو سونے ہم پیش کرنے والے ہیں، آپ کی طرہ ہم نے بھی جب پہلے مکمل یہ حوالے دے دیے تھے، تو ہم کو بھی ناقابل مباحثہ یعنی کوئی اور ان حوالہ دینے والوں کی دیانت کے بارے میں شبہات پیدا ہونے لگے۔ اس لئے ہم کار نہیں کرام کے اس مٹانے اور حق تعالیٰ جلوس سے اٹھ کھٹے والے جذبات سے واقف ہیں۔ لیکن انہیں دیکھیں، کہ جب اپنی قصہ حق اور نقل کے لئے کافی بھاگ دوڑ کے بعد یہ سب رسائی ہم کو مل گئے، تو کس دل اور کس کرب و اکراہ کی حالت میں ہم نے یہ سب کچھ چڑھا۔ کئی بار درمیان میں رک کر، ناک بند کر کے، جلی کی یقینیت کو روک کر، استغفار کی جگہ توبہ کے بعد کئی سطحوں میں یہ احتجاجی بددیوار بنائے اور اکثر اوقات طویل مہارتیں چھی چھیں۔ ہم کو یقین ہے، کہ اگر ”بریلوی نوٹ“ میں مکمل طرہ سے جھکا ہوا کہ آپ اپنے انسانی تہذیبی اخلاقی جوہر سے بالکل محروم نہیں ہو چکے ہیں، تو ان حواصں اور اس فحش زبان اور جس زور فحش ذہنیت کے تحریری رکاز کو چھتے ہوئے، آپ کو بھی اسی کثرت و کرب کے سطحوں سے گزرنا ہوا، جن سے ہم کو گزرنا چاہیہ۔

آپ ہم سے مکمل عکس منکرا سکتے ہیں

انہیں ہم آپ کو روکنے دیتے ہیں، کہ یہ سب حوالے اصل نکالوں سے ہم نے خود

دیکھئے اور سلمات کو چپک کیا ہے، سوائے نئی کتب "مطلق کذب و کید، سوء الظن، اور الغضب"۔
 اسنہ "کے ہمارے پاس سب کتابیں موجود ہیں۔ کسی بھی کتاب کا حوالہ دینا ہمارے سامنے کاغذ پر
 اسنہ ہم سے داخل نماز بھیج کر منگوا سکتے ہیں۔ ہم بریل کی نہیں، جو فیشن کے طور پر تھیں، کہ
 کسی حوالے کا ثابت کرنے پر ہزار ہزار انعام ہاں ہزار انعام ہر ایک کو ملے گا، تو سب کے
 سب حوالے پائی اسنہ سے کاتے ہوئے اور۔۔۔ جیسے کوئی کہے کہ "قرآن میں غم ہے
 کہ" اے ایمان والو! اللہ کے قریب (بھی) نہ جانا۔" سورۃ نبا، روک کر آیت نمبر ۲۳ لفظ
 ثابت کرنے پر ہاں ہزار روپیہ انعام۔ لیکن اصل حقیقت آگے ہی جان کی ہوئی ملے گی، کہ
 "جب کہ تم خوش میں اس حالت میں ہو، کہ یہ بھی نہ معلوم ہو کہ کیا کہہ رہے ہو، یا چلبلی کی
 حالت میں ہو۔" جیسے کہ ارشد گادری صاحب نے ایسے ہی مکر و فریب کے ہر کتاب "زور"۔
 میں انعام دیکھا، ہمارے مطلق سکھادی صاحب نے ساتھ کے ساتھ ایسے اور سے حوالہ دے
 کہ کتاب "دعائی دہرم" میں انعام کا اعلان کیا ہے۔ ہادی ایسی کوئی دکانداری نہیں۔ اور نہ
 ہم کو کسی جھوٹے نکلے چلانے کی ضرورت ہے۔

ہمارا ایمان یہ ہے

اہلہ ہم خدا کو حاضر و حاضر جان کر مطلق، اپنا ایمان بتاتے ہیں، کہ اگر ہمارے مرض
 سے مفلکوں میں۔ ہاں اس کے مخلوقات یا نیپ شدہ مخلوق میں ایسے جگہ ملے گی جسے جوتے تو خدا
 کی قسم! یعنی اس سے صحت فتم کر لی ہوئی۔ کیونکہ ہمارا ایمان ہے، کہ جس دین کے دانی کی
 جگہ کا فرمان ہو کہ "میں اعلان کو مکمل کرنے کے لئے سہولت کیا گیا ہوں۔" اور جس کا ہر شہ
 مبارک ہو کہ "تو میں خود ہندو ہوں اور خوش گو نہیں ہو سکتا، اور جس کا یہ بھی ہر شہ ہو کہ "انگراف
 اور بھڑے کے وقت گاہاں دینا، خالق کی ملامت اور مٹائی کی مصلحت ہے، تو ایسے اہل
 انسانیت جگہ کے ظم دین کا ہرٹ ایسی زبان و کردار ملتا ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے ایک
 آدمی کو اس کی محبت سے دور ہی رہنا، خود اس کی نیکی کا ثبوت ہے۔

یہاں تو ایسے ایسے خوش مجلس، مبارکوں اور خالص جنس زور مسلسل مجلس کا ایک اہل
 ہے، جو بار بار چنکے لے لے کر جان کے ہوتے ملے ہیں، اور آتی تھوڑی ملے ہیں، کہ اگر
 کتنے کے جائیں، تو ایک ایسی خاصی عظیم کتاب بن جائے۔ ہر بھی اچھے اچھے محققوں کے

نے دو صدی کے عہد بھی ہیں، کرامات و کشف کے صاحب اور بلند درجہ والی ائمہ بھی ہیں اور ان میں سے مسطور کیا گیا ہیں، اور محققوں کے لئے تہذیب و دانش کی کے معیار پر بھی چارے ہیں۔ انسانی لحاظ سے مقدس عہد بھی ہیں۔ اہل ائمہ اہل حق۔

حقائق کی طرف لوٹیں

اب حال دلی کرپ و کراہ کے وقت نگاہ سے ان سطحوں کے لئے صاحب معذرت کے بعد آئیے ہم آپ کو چھٹکوں کے صاف آئینے میں اس شخص اور اس کی قرعہ ادریت کی تصویر کا دورہ دیکھا کریں، جس کو عام دنیا کا ان چارہ شخص بھی کم از کم قرعہ کے طور و دوسرا کوئی قطع نہیں دے سکے گا اور نہ ہی اس کو اچھا "مختصرہ نور ہدایہ" حاضرہ اہل حضرت" کہتے ہیں۔

مولانا قاضی اور بریلوی تہذیب

مولانا اشرف علی قاضی دہلوی مجددی عہد میں اس صدی کے مجدد مانے جاتے ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کی مرشد اس شخصیت کی فکر کتاب خطہ الایمان کی ایک عبارت کو کائنات پیمانہ کے بعد اس سے احمد رضا خان نے ایک کافرانہ عقیدہ تیار کیا۔ مولانا نے اس سے اپنی بات ظاہر کرنے کے لئے ایک چار صولائی وضاحتی رسالہ لکھا۔ جو آج تک خطہ الایمان کے ساتھ "سطح الایمان" کے نام سے شائع ہوا آ رہا ہے۔ آپ اس کو چھیں اور سچی حاصل کریں۔ کہ ایک عالم رہائی کی طرف سے اپنے اوپر باقی کالیوں بھری زبان میں اہرام کی وضاحت بھی کئی مہذب اور باادب الفاظ میں کی جاتی ہے۔

لیکن اہل حضرت اور ادریت اس بارگاہ جواب پر اپنی اصلیت پر اتر آئی، ایک رسالہ لکھا جس کا پہلا سا نام رکھا "واقعات الایمان علی مطلق مسودہ سطح الایمان"، نام سے ہی دیکھیں کہ مولانا کے رسالہ کو "مسودہ سطح الایمان" کہا ہے۔ اس میں رسالہ کو سلیا اور مولانا کو مسودہ ہاکر جو خرافات دکھائی گئی ہے، وہ آپ خود آگے دیکھیں گے۔ مولانا مرحوم ان کالیوں کا کیا جواب دیجئے۔ ایک سال کے بعد مولانا کو اپنے دلائل کے آگے مجبور اور چپ ساڑھنے ہوا اور اسے کہ ایک دوسرا رسالہ لکھا گیا۔ جس کا بھی فکر سا نام تھا "ادخل الایمان علی حکم اہل سطح الایمان"۔ پھر اس سلسلہ کی تیسری کتاب مقررہ اہل حضرت کہنے والے اور اپنے کو

عید ارضا کہنے والے مشت علی خان نے لکھی۔ جس کا نام حکمران وادریان برہمپور کا ہے۔
 دیکھا۔ ان کتابوں کا حجم سلسلہ دار ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰ صفحات ہیں۔

اس کو نقش کے علاوہ کیا نام دیں گے؟

ان سب میں سوانہ کی اصل کتاب خطۃ الایمان کو نقشۃ الایمان کیا گیا ہے۔ ۳۱۱۲
 کوسات، اور رسالہ کو رسلیا کہ کر نقش نگاری کے کیسے کیسے جو ہر دکھانے لگے ہیں۔ (۱) ملاحظہ
 فرمائیں۔ (۲) اور اس کتاب خطۃ الایمان کو وضاحت اور آسان فہم متنوں لگا کر انجمن ارسلا
 السلسلین لاہور نے اس کا جو نیا ایڈیشن چھاپا ہے، اس میں ایک بسوسہ صفحے میں انجمن کے
 عالم انوار احمد خان نے، بریل کی خانوادہ کی ان تینوں کتابوں کے نقش زہن والے حوالے پنج
 صفحات کے دیے ہیں۔ اس طرح موصول نے ہم کو ان کے نقل کرنے کی اہمیت سے پہلے
 ہے۔ آئیے ان صفحات کے نقش میں بریلی خانہ کی شرافت و تہذیب اور اہمیت کے بارے
 میں ملاحظہ فرمائیں۔ (یہ سب حوالے ہم نے ہمارے رسائل سے قصور جی لکھے)۔

•
 صفحات کے نقش

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے تمام مسلمانوں پر اس سے بڑھ کر کلمہ لکھا تو اس کا کلمہ کسی بھی قوم سے مٹ جائے گا۔ اسی لئے کہ اس نے جو کلمہ لکھا ہے اس کے ساتھ ساتھ کلمہ لکھ کر اس کے لئے کلمہ لکھا ہے۔ اس صورت میں اگر کسی شخص نے کلمہ لکھا ہے تو اس کے لئے کلمہ لکھا ہے۔

وہاں کے ہر شخص کے لئے کلمہ لکھا ہے۔
 کہ وہ اس کے لئے کلمہ لکھا ہے۔

دنیا میں اختلافات ہمیشہ سے ہر شخص کے لئے کلمہ لکھا ہے۔
 یہ کلمہ لکھا ہے۔

کہ یہ کلمہ لکھا ہے۔
 کہ یہ کلمہ لکھا ہے۔

اگرچہ کہ یہ کلمہ لکھا ہے۔
 کہ یہ کلمہ لکھا ہے۔
 کہ یہ کلمہ لکھا ہے۔
 کہ یہ کلمہ لکھا ہے۔
 کہ یہ کلمہ لکھا ہے۔
 کہ یہ کلمہ لکھا ہے۔
 کہ یہ کلمہ لکھا ہے۔
 کہ یہ کلمہ لکھا ہے۔

یہ کلمہ لکھا ہے۔
 کہ یہ کلمہ لکھا ہے۔

ہم نے یہ کلمہ لکھا ہے۔
 کہ یہ کلمہ لکھا ہے۔

وہ دیکھیں، اور پڑھا کرے کوئی

قارئین کرام غور سوچیں، کہ ایک دینی کتاب کے آگے مسات کا لفظ جواز کر، خود سواۓ مسات جا کر اس کے جرمین (چنے کے ابھار) کے لئے کسی قسم کے ہزاری شعر و سہاویہ کی طرف کوئے جنسی کام اور الفاظ کی طرح پسپاں کئے گئے ہیں۔ اور رسالہ کو رسلہ کا نسوانی نام دے کر اس کی طرف کئے کئے جنسی کام اور الفاظ وابت کئے گئے ہیں۔ جب کہ اصل رسالہ خالص حمیدہ زبان میں اپنی مثال کی دلیل اور الزام کی وضاحت ہے، جس میں ایک لفظ بھی غیر حمیدہ نہیں۔ پھر روپے کے عوض بازار میں عام مل جاتا ہے۔

یہ بھی آپ ہی دیکھیں اور سوچیں

سواۓ قانونی پر ایک سو سال میں سب بریلے ہیں کا صرف ایک ہی مہارت پر فخریہ ہونے کا الزام ہے۔ اور سواۓ نے اس ایک وضاحت کے بعد حریہ سوال و جواب کو چلایا ہی نہیں اور حریہ سلاطین پاک کے حوالے کر دیا۔ لیکن جس زور و قہر و نصیحت دیکھیں، کہ بار بار اس کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ بلکہ اور سلاطین دیکھیں۔ جن میں سواۓ قانونی کے علاوہ ۱۰۰۰ دوسری بھی کی عظمت والی شخصیات کو روکا گیا ہے۔

یہاں ہم ڈاکٹر خالد محمود صاحب کے منظور ہیں، کہ اس نے اپنی کتاب ”سلاطین بریلے ص ۱۰۴“ میں بریلے قہر و قہر کی بلکہ غیب سونے دے کر ہم کو ان انسانیت سوز حوالوں کے گھٹنے سے پچایا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۰۰ سے لے کر صفحہ ۲۰۹ تک کے آٹھ صفحات کے مکمل ٹکس دیئے جا رہے ہیں۔ یہ سب اصل کتابوں سے ہم نے ویکر کر لیا کی ہے۔ آپ اگر چاہیں تو ہم سے ان کے پورے صفحات کے ٹکس منگوا سکتے ہیں۔ آج بھر تک بد کر کے اور جی کو روک کر ان پر نظر ڈال دیں۔

آپ سرچسپ زبان کس شریف انسان کی ہو سکتی ہے پھر حضرت خانی کی بارے میں گھٹا ہے۔

”وہ تین تڑے دیکھ کر بھی لب نہ کھولیں گے آپ کی ہر وہی
تو جب لڑے کر کہ گنہائش سر جئے نہ

تین تڑے سے آپ کا اشارہ کہ مرے، شریف ملتے اس کی تصریح کے گراں دار
نہیں ہو سکتے۔ پھر دیکھیے مولانا احمد رضا خاں جانیوں کی جنتی (intencuous) کا اقتدار
کلام کے حضرت مولانا خانی کے بارے میں کیا گھٹتے ہیں۔

خانہ لاری ہی نہ خان پھوڑی گے اور ہم ان کے کان پھوڑی گے
ہم انہیں ٹکٹا نے جائیں گے وہ کبھی تو سکان پھوڑی گے
ہم نے کیا پکھلا ڈٹا کیوں پھر اوچھل کر پلان پھوڑی گے
وہ دولتی بدیش ہم ان کو پیٹھ پہلا کے کان پھوڑی گے نہ
ڈٹا پکھلا اور پیٹھ پر جا کر کان پھوڑا مولانا کے فوجی ندوی کا پتر دے دے ہے ہیں
اس پر بھی چین دایا تو آپ نے مولانا کو پھر ایک اور گالی دی۔

انہی جملہ منبت نتائج ردة اشرف جن لعبت الصبيان
انہی جملہ في الحسان من العلماء انتا جن يا حكمة الشيطان کے

(ترجمہ) امتداد کے پھول سے بدترین عالم اشرف علی پھول کی گڑا ہے (الے عالم)
لاہنہ چلی کو اچھل میں جھونکنے سے نہ کہ لے شیطان کی کتا تو خود بھونک۔ معاذ اللہ
اس زبان کے باجود کئی شخص مولانا احمد رضا خاں کو شریف انسان میں جگے
تو یہ اس کی بہت ہی بڑی مروت ہم کی وہ حقیقت نمودار ہے۔

مولا احمد رضا خاں صاحب کہتے ہیں کہ

حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب باغدادی نے اور بھی کائناتی دیکھی ہیں کہ

دوبارہ کا جتنا برا عارضہ ہے وہاں پر وہاں پوری انہیں سچے کا حال ہے

تین چاروں پر تین سو پیرا ختم — فی حوث ایک سو پیرا

کیا باز نہ کی ٹھکر ہے، خداوند فیض کیجئے کیا یہ ممالک وہاں ہے کیا یہ سچے کا حال ہے

احقیات ہے، پھر صرف جنہوں پر اسکا نہیں کرتے ہیں یہ ایک کی امور نہیں کرتے ہیں

تیسرا ان کے تیسروں کا جب میں سب سے عاجز ہوں، تیسرا وہاں ہے براہ کرم

اب غاضب آئے، دیکھنے کی بھی دعوت دے دے، ہے ہی، عظیم

جہاں دے گئے تین سو پیرا تو دیکھنے دے، عبادا ہے پر کیے ٹھیک اتر گئے

ہر ایک کے اس ممالک کا دار سے اور بنے، حضرت مولانا شرف علی تھانی نے ہے

رمضان غلامیانا میں ایک مخرج کرتیں شہر، (اجاز) میں قسیم کیا تھا، اب اس پر تفتیہ

کرتے ہوئے مولانا خاں نے کہا ہے یہ کہتے ہیں کہ

اگر کمال ہے جانی اپنی دو تہی ہے، تیسرا انکار داخل بھی کرے

اس الحاق کو قتل کتے ہر نے شرارت کا نہیں ہے، لیکن غاضب اور اس کے شاہ

کی مصلی اور اخلاقی حالت اس کے بغیر کھلتی ہی آ نہیں، مولانا خاں حضرت تھانی کے

خوف کے الحاق اختیار کر کے پھر یہ بھی کہ گئے

سات یہ تیسرا بھی کیا ہضم کر گئی

اس (مولانا تھانی) کی دشمنی میں اس تیسرے کا دوران

ہے اپنی خیر انصاف کے قتل کتب دیکھنے کے سہ لکھنے کے بیخود، انصاف

ف و کلمات مولانا، بیخود، بیخود، بیخود

مرفا احمد رضا خاں اور ان کے شاہزادے قرآن العاکہ کو عزت پہنچا رہا ہے
 ہی فتنہ نہیں آتے۔ لیکن مرفا حسین الدین اجیری کے اثرات یہ ہیں۔

ان الفاظ کی نسبت غفلت کہتی ہے کہ یہ مرتکا فتنہ ہے اور اس وجہ سے
 ایضاً عزت پر اس طرح طعن کرتی ہے کہ ایسے شخص کو بچی کا مثل درج بھی نہیں
 دیا جاسکتا کہ ساتھ میں اس کا شیخ دقت اور ہمد و تقسیم کریں۔ یہ ایسی
 زبردست عنایت و محافطت ہے کہ اس کے بعد محافطت کا کوئی ادب نہیں
 اس بادار کی گنگو کہتی ہے کہ اس کو فتنہ تقسیم کر دیتا ہے تو ہم
 وہ بازاروں کی کیرں مستند نہیں رہ جاتی تھیں

ایسے شیخ دقت اور پر فانی کا وہاں دھم سے ایسے سر قیاد جملے ملے ہئے
 دیکھ کر خیال آتا ہے کہ اب قیامت آئے میں اگر کچھ ایسے تو صرف
 چند صفحات کی ہے

خانصاحب کا تین کے قصور میں لذت لینا

حضرت مرزا حسین الدین اجیری کا جنہیں اس بار المیزان ایچی کے نام، مصنف اجیری نے لکھا
 ہم نسیم کیا گیا ہے۔ مرفا احمد رضا خاں صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ہاں پہلے در الفاظ میں تب کہ شکوتیں لڑاں، مر خوب ہے غفلت اس کو فتنہ
 و بادار کی گنگو کہتی ہے۔ مگر یہ اس کی غلطی ہے اور ایضاً عزت کے ساتھ
 غفلت، ہم ان کی بعض کتب سے جو کہ چند صفحات چند مثالیں پیش کرتے ہیں، یہ
 سے تاخیری خود فیض کر لیں گے۔ کہ ایضاً عزت کا یہ ارشاد ہے کہ کوئی سودر
 شکا یا عام غفلت کا یہ گمان کہ وہ پہلے در شکوتیں جو فتنہ و بادار کی گنگو

فحش کلامی کے ساتھ بد زبانی بھی

بہترین فن کلامی کے ساتھ بد زبانی میں بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ اس میں آپ بد زبانی قرآن کریم کے خلاف بھی کہتے تھے اور اس سے عیب عیب انتقاد کرتے۔ ان کے یہ دعوے آپ کی علمی حیثیت بچنے اور آپ سے بہتے قاضیوں کے خوف ایک لٹائی جہاد کہتے۔
 اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم سورۃ اعراس میں فرمایا کہ یہ قول نقل کیلئے کر، حضرت علیؓ میں اہم کرا بشر کہتے تھے۔ آخر کے سبق پر اپنی مدلتے وہ بڑا بھٹے وہاں کے میں بد زبانی نے بڑا فرمایا

فیلعلون خدا من الکذاب الاشر۔ آپ اعراسیت

ترجمہ: تشریب کی جان میں لگے کہ کذاب ہے بڑا بد زبانی مارے وہاں۔

مروانا اور مدعا غلام نے یہاں اشرخ کا دو قسمیں بتائی ہیں۔ زبان سے بڑائی مدلتے وہاں

اور نثر بڑائی مارے وہاں۔ پہلے کراشر قوی کہا اور دوسرے کراشر ضعیف۔

چرا وہ سوال کے مترجہ مترجمین اور علما نے اتفاق میں سے کچھ بزرگ نے اشرخ کا یہ دو قسمیں

بد زبانی ضعیف۔ مروانا اور مدعا غلام نے یہ دو قسمیں کیوں بتائیں یا یہ دو قسمیں کیوں بتائیں وہاں

یہ کہ کراشر ضعیف کہ حضرت مروانا اشرخ علی پر چلنے سے اور قبیلہ لگا نکلیں اور اس قدر

جس کو باطن و بہار بتائیں۔ مروانا اور مدعا غلام کہنے پر

کل قیامت کو کٹل جانے لگا کہ مشرک، کافر، مرتد، غاصر کل تھا سیطیون خدا

من الکذاب الاشر: اشرخ اور قسم کے ہوتے ہیں۔ اشر قوی کہ زبان سے بک

بک کرے اور اشر ضعیف کہ زبان سے پب اور خباثت سے باز نہ آئے وہاں

اشر قوی اور اشر ضعیف دونوں ہیں۔ خاص الامتداد

عن مہاب کہ ذکر یانہوں میں کئی اشر قوی آئے ہیں میں۔ کیوں ایسا دیکھا

یا۔ آپ نے اشرخ کا ضعیف ترجمہ بھی نہ کیا۔ علیؓ کا ویسے ہی آیا اور قوی اور ضعیف

کی تفسیر کرنے کی بات کی تھی، مروانا اشرخ علی پر توڑ دی

ندوة العلماء لکھنؤ کے خلاف پوزمائی

مولا امجد خاں نقشب کشکلی اور گندی نہاں میں یہاں تک آگے بڑھ چکے تھے کہ ایک مقام پر گالی دیتے ہوئے انھیں لفظ سنت کا احترام بھی مانع نہ کیا۔ آپ مجدد کے بارے میں غامدی میں لکھتے ہیں غامدی میں اس لیے لکھا کہ کچھ تو پروردہ ہائے عدولت کیا تھی لفظ سنت کی کھل تو میں تھی اور ایک کھل گالی تھی۔

اسپ سنت مادہ خراز پرعت آوردہ ہم
استر خودہ دست آرد و سفری کنند لہ
(ترجمہ) سنت کا گھڑا جب پرعت کی گھسی پر آیا تو خودہ کا چہرہ بڑا بڑا ہوا
پر خودہ والے غم کر رہے ہیں۔

سنت اور پرعت شرعی المذکات تھے، افسوس کہ مولانا امجد خاں نقشب کشکلی کے جوش میں یہاں لفظ سنت کی بھی توہین کر ڈالی اور بڑی بے حیالی سے آپ نے یہ لفظ استعمال کیا۔ کیا یہ اصطلاحات دینی سے کھٹا قاصد نہیں؟ اب آپ ہی جانیں اصطلاحات دینی سے کھٹا قاصد کفر ہے یا اسلام؟

کیا یہ وہ ٹکڑی کال ہے جس کے بل بستے آپ ہمدرد وقت ہونے کے دی چئے؟ کیا یہی وہ فیصلہ ہے جس نے اصغریت کو یہ مقام بخشا؟ کیا انہی باتوں کے سبب آپ شیخ الاسلام داسطین اور مجددات حاضرہ کہا جا سکتے؟ دیتا ہے اگر انصاف رخصت میں بر گیا تو اس فن گرائی کی تختی کے ہر کن قصبے جو اپنے آپ کو امتداد دیری کہتے۔

خاکساروں کے خلاف ہرزائی

آستانہ بریلی کی اس قسٹ کلاں نے آنے والے برٹری ملار کو بھی یہی زبان کھلائی
برٹری جماعت کے سربراہ اعلیٰ مرطیب دانا پوری کی کتاب "قرائت" میں آپ کی ایک
تحریر خاکسار تحریک کے خلاف دیکھی، مولانا دانا پوری حزب اوحناف ہند کے معروف فاضل
اور مولانا مشیت علی اور مولانا ابوالکلام ستیہ احمد کی خاص زبان تھے آپ لکھتے ہیں :

• خاکسار مجاہد ملی تحریر کی بھی کچھ سیڑیاں نہیں پہنی دئے پانی

نہیں لانے اس لیے اب اس کو دوسری کرشنا آملی اور ہتی بل

غلام شگاف (تحریریں سولہ کر دینے والے) کلم کو جولاہی (بچھنے)

کا حکم دیتا ہوں خاقول دحل الخاکسار دیتے بنت ایللیگیہ اصول

ترجمہ میں یہ کتابیں اور سلم رنگ کی بیٹی تحریک خاکسار پر غرضتار ہوں

ان کی ہر چاند زبان کی ایک اور جھلک دیکھیے !

• اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تمہارے دھرم میں تمہاری جود اور

امان دونوں ایک، تمہارا باپ اور بیٹا دونوں ایک، اگر اور طور و وزن

ایک، فریضی اور پانڈا دونوں ایک، تمہارا منہ اور پانڈا پھر لے کی جگا ایک

..... ملوے کے بدلے پانڈا کھاؤ، شربت کے بدلے پیٹا پٹے شیشی خرقہ لے

کہاں تک انسان اس گستاخی کی نشان دہی کرے، یہ چند شاہیں مولانا احمد رضا خاں کے

زہم دحل اور ان کے حلقہ ملاقات کی نگاہت و شرافت کو دا شگاف کہنے کے لیے کافی ہیں۔ یہ

آستانہ بریلی کے زہم و ریاضت کی ایک ہرزائی تصویر ہے۔

لے تو قدر علی ہند رہا، رہا، لے تہاں لالہ احمد ستیہ احمد مشیت علی دینہ مولانا احمد رضا خاں

کوئی اصلی..... بھی یہ نہیں سوچ سکتا

اہم الفاظ کے معنی ہم نے دیے ہیں، ان سے ہم نے شعر کا مطلب آپ خود نکالیں، اور سوچیں کہ نگاہِ جست، نیندی لباس کا تصور غائص اہل حضرت کا اپنا ہے۔ اس کو ذہن میں لاکر کیا کیا کس طرح ایجاد کیا گیا ہے؟ اور پھر سوچیں، کہ کھائی نہ اللہ زلفی شخص، حتیٰ کہ حرام کاری کے فلاں پر پیدا ہونے اور چٹنے اور زندگی گزارنے والے بھی اپنی حرام کاریوں کو عین نیندی لباس پہنے ہوئے دیکھ کر بھی، اس کے جسمانی خطوط کا ذکر زبان سے اس طرح نہیں کریں گے، لیکن احمد رضا خان نے اپنی روحانی ماں کو تصور میں نیندی لباس پہنا کر یہ سوا ضرور۔ اس سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ البتہ اور میں یہ لکھا کہ چھٹا نہیں چاہئے تھا۔ اور معافی بھی اسی کی مانگی۔

اولیاءِ کرام بھی اسی جنسی زد میں

یہاں مرشدوں کی کراستوں کے بیان میں بھی جنس کو نہیں بھولتے، یہ وہ واقعات دیکھیں۔ بیان کرنے والا بریلی کا اہل حضرت اور لکھنے والا مفتی اعظم ہند اور کتاب ”طریقہ اہل حضرت“ ہے۔ حصہ دوم ص ۱۹۔ واقعہ کا خلاصہ ہے، کہ ”مرشد نے وہ دیوے والے سر کو کہا، کہ کل رات ایک دیوی کے چاہتے ہوئے، دوسری سے ہم ہمزی نہیں کرنی چاہتے تھے۔ اس نے کہا کہ وہ سودی تھی۔ جواب دے کہ ہم کو معلوم ہے کہ وہ سودی نہ تھی، بلکہ سودی خیر آدمی تھی۔ سوال ہوا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ مرشد کا جواب تھا، کہ کمرے میں چوتھے خال چنگ، میں تھا۔ مرشد بھی مرید سے الگ نہیں ہوتا۔“ (بریلوی سوچیں، کہ ایسی مرشدی ان کا قول ہے)۔ ان کے اسطلاحی حضرات خود اس کے مزید صریح ہیں۔

ص ۷۳ پر واقعہ کا خلاصہ

سید احمد ہادی کبیر کے حوالہ پر لکھا تھا۔ اس کے پیارے مرید عبدالوہاب کی نظر ایک کبیر پر پڑی۔ پسند آئی، مرشد نے (قبر سے) پچھا کہ کبیر پسند ہے تو مرشد سے نہ بچاؤ، تھوڑی دیر بعد کبیر کے مالک نے اسے وہ کبیر صاحب قبر مرشد کی حوالہ دے کر انکار کیا۔

تو اس بھی پیش کی جاتی تھی؟ پھر یہاں پیش کرنے والا کون ہوگا؟ مزید ہم کیا کہیں۔ سوائے اس کے، کہ اگر کوئی میراث ہو کر اہل حضرت کو شہودِ محبت کا رتبہ دے کر، اس کی برائی زندگی کے کھانے پینے کا ذکر کرے یہ کچھ دے، کہ اس کی بدی اس پر پیش کی جاتی ہے اور وہ اس کے ساتھ شب پائی فرماتے ہیں تو کوئی برائی کیا محسوس کرے گا؟ اور اس کا ملحق بننا کیا کہتا؟

ام المومنین عائشہ صدیقہؓ بھی جنس زدہ ذہنیت کی زد میں

اہل حضرت کی رحلت کے دو سال بعد عظیم اہل حضرت حضرت علی خان کے بھائی بریلے ہیں کے محبوب اہلسنت محبوب علی خان نے اہل حضرت کا گہلی شعری رکاز اکھٹا کر اس کے غیر شیعہ شدہ شعروں کا مجموعہ ”عذائی بختل صر سوہ“ کے نام سے چھپوایا۔ جن میں میں بھی ۱۹۵۵ء میں کسی مہذب کی اس پر تخریج کی، اس میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قصیدہ میں اچھا پیش جنس زدہ شعر بھی تھے۔ جام بنگار برپا ہوا۔ ونا تھیں ہوئیں، ہنگارے بڑھتے گئے۔ فدا ہوئے، دو آدمی شہید ہوئے۔ بعد از غزالی ہمدار محبوب علی خان نے محافل اگلی۔ مختلف طریقوں سے مختلف محفلوں سے جو ونا تھیں اور ترویج کی جائزات آئے، ان کا خلاصہ اس طرح کیا جاسکتا ہے، کہ محبوب اہلسنت کا غلوں والی جگہ محنت چاہی، وہاں لیکن اس کو جہالت کہ یہ شعر شائع نہیں کرنے چاہئیں تھے۔ یہ سوال اپنی جگہ پر بہر حال قائم ہے، کہ محبوب اہلسنت کو بھی، اور اس پر سے ایذا پہنچ کر چھتے والے اہل حضرت کی عالم اور دور اور خاندان اور دور سے بریلے علیہ السلام کو جنس بریں تک یہ شعر چاہی اعتراض تفرقہ آئے۔ اہل حضرت کے ذہن سے بہر حال یہ شعر لگے، اس سے کسی کو انکار نہیں۔ ایک ملحق نے اس کو چیلے حراج کا چیلہا ہیں فرما دیا اس چیلے میں بریلے ہی قرآن جائیں۔ آپ یہ شعر اٹھ فرمائیں:

نگ و چست من کا لباس، اور وہ جوئی کا اہوار
سکی جاتی ہے قہار سے کر تک لے کر
یہ پھا چڑھا ہے بحرین، میرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں ہمارے سے نہوں چیتہ و نہر (۱)

(۱) شکل ملاحظہ: جوئی = محبت کے چنے کا اہوار۔ سکنا = کمرے کا اپنی جگہ سے ہٹا۔

۱۱۱۔ ہار۔ نہوں = پیر۔ چیتہ و نہر = سیدہ اور گودا غزالی۔

”ذخول کی شکل آسان کرنے کی طرف کوشش کی۔“

صلو ۲۸۹ پر دیکھیں، کہ کالی دیے کو زبان پگلی تو نرودا اخصاء کے اداوار کو سنت اور سنت کا سر قیج جا کر قلعہ سنت کو درخت کی گود میں بچ جا کر لپٹ جاتا کرنے والا گھوڑا چلا۔ سنت کے پاک قلعہ کا کیا اور کیسے پایا، یہ بھی پوری ادریت کو کامل اعتراض نظر نہیں آیا۔

حریہ ہماری طرف سے بلکہ گھنے یا کھنے کی بجائے، ہم آپ کی تہہ صلو ۲۸۵-۲۸۶ والے ٹکسوں کی طرف بھی سہل کر داتے ہیں۔ جس میں کسی بریل کی ٹکس، بلکہ خیر آبادی سلسلے کے نام ۲۸۶: ”تین طہرین الجہری نے بریلی خان صاحب کی قس کالی کا تجزیہ پیش کیا ہے۔“

قادریانی ایسے قس جملوں سے محفوظ رہے

ہارنیں کرام یہ بھی غسوسی طور پر ذہن میں رکھیں، کہ اس قس کالی اور قس ادریات کا تعلق صرف دوح بندی طائر اور سید احمد فہید ہیں، اسی اور میں مرزا قادریانی کا قادریانی قضا الجہرا اور اپنے مروج کو پہچان۔ لیکن ان کے خلاف جو رسائی کھسے گئے، جن کے نام اور نجم کا ذکر ہم قس چہارم میں کرتے ہیں، ان میں اس قسم کی کوئی لاشی نہیں (۱)۔ بلکہ پوری سلیجی کے ساتھ صرف وہاں ہیں۔ اکثر لوگوں میں یہ تاثر رہتی، وہ اپنی دوح بندی، پنجری کو اکٹھا کر لیا گیا ہے۔ وہیں قادریانی کا قلعہ اس لئے قس کیا گیا ہے، کہ یہ دکھایا جائے، کہ یہ سب لڑتے بھی قادریانوں کی طرح ہیں، جو بذاتہ خود خست نہ پارتی ہے۔

حالانکہ خود مرزا قادریانی قس ٹھہری میں کافی آگے تھا۔ اور اس کے قس قلعے ایسے موجود ہیں، جن کو بنیادی حوالہ بنا کر اپنی حضرت کافی لڑاں قلعے کے تھے، اور وہ شاید اس طرح بے سبب بھی نہیں کی جاتی، لیکن وہیں سے شاید ترکی بہ ترکی بلکہ سیر کا خواہ سیر جہاںات کا نشہ تھا۔ (بھرا ایک قسم کی بھائی بندی بھی تھی)

دیو بندیوں نے کوئی موقعہ نہیں دیا، تاہم.....

جب کہ دوح بندیوں کے خلاف یہ اس کے اپنی حوالہ اور خاص اپنی حضرت کا مظاہرہ

(۱) اگرچہ یہ سب لڑتے بھی ہم کو اس قسم کا اعتراض ہوتا۔ لیکن یہ سب حال تہذیب کے خلاف ہے۔

ہے، کیونکہ انہوں نے کبھی بھی اس کے کسی بھی طرح جرح کا سبب پیدا ہونے ہی نہیں دیا۔ بہا
 ایک نے ایک بار خالص حمیدہ دلائی سے اپنے اور پرانے کی مصالحتی غلطی کر کے آخر میں گھبرایا
 کہ یہ فیصلہ اللہ کی اور پار میں ہوگا۔ حریف سوال و جواب کا سلسلہ ان میں سے کسی نے چلایا ہی
 نہیں۔ آخر اہل حضرت کے آخری دور میں مولانا رفعتی مسن چاند پوری اور مولانا منظور احمد
 نورانی نے آ کر مناظروں کے میدان سنبھالے، اور جرح و تعدیل کا میدان کھولا، اور بریلویں
 کو آخری کرنے تک پہنچایا۔ اور مولانا دہلوی نے حسام الدین کا مجرم کوٹنے کے لئے القاب
 ادا قب لکھیں۔ ان میں سخت الفاظ ہیں۔ لیکن یہ کافی بعد کی بات ہے۔ دوسرے انہوں نے مکمل
 نہیں کی۔ جب کہ شرعی طور پر بھی سارا یہ جو مکمل والے پر ہے۔

کچھ مثالیں اور

بات کچھ غلط بکھری ہے۔ لیکن کچھ گتے اور مثالیں حریفہ کی ہیں:
 علم طب کے مسئلہ پر ابو رضان خان کی ایک کتاب کا نام خالص الامتداد ہے۔ اس کی
 حمیدہ میں اکابر و محدثین کے لئے یہ الفاظ ہیں:

”شریفہ طریفہ رشیدہ رشیدہ نے اپنے اقبال و اسخ سے ابن کثیر نے فتاویٰ کو فرامی
 حوصلہ کے لئے کھائی ہے، کہ چاہیں تو ایک ایک صحت میں اپنے مضمون کی ایک کتاب کا حوالہ
 لکھ دیں (یہاں شریفہ رشیدہ مولانا قاضی کو اور رشیدہ رشیدہ مولانا رشیدہ ٹکونی کو کہا ہے۔
 رشیدہ بھائی ہوئی صورت کہہتے ہیں۔ اقبال و اسخ سے مراد عام مکمل کوایت ہے، کہ جو
 چاہے آئے۔ اور بار بار کی تیغ ہے، یہ انسان کے کچھلے حصے کہہتے ہیں، پڑھتی اچھلی تگ
 راستے کو کہتے ہیں۔ فرامی حوصلہ سے مراد مکمل جانا ہے۔ اب آپ خود مطلب لائیں اور
 سوچیں، کہ اہل حضرت آستان کا حامل اور زبان اور اذیت کیا تھی۔ یہ ابن طلاء کے لئے ہے،
 جو لاکھوں کے مرشد اور جڑوں کے استاد تھے۔ جو ہادب مصالحتی کے بعد خاموشی رہے۔

گندے الفاظ تو گھنیں!

ایسے ہی سید کے عالم مولانا حسین احمد دہلوی کے لئے اسی کتاب میں صوطہ ۱۶ پر یہ الفاظ
 ہیں: ”بھی کسی بے حیاء، پاک، گھناؤنی سی گھناؤنی، بے پاک سی بے پاک، پانی

’نہی کہیں قوم نے اپنے جسم کے مقابل بے ہوش کی حرکات کیں؟ آنکھیں بچ کر کھلا
 نہ پھر کر کہیں ہر فرقے۔ انہیں خبر ہذا درشاہ کیا؟ اور ان ہر انکار ہی نہیں، بلکہ سنتے ہیں کہ ان
 میں کوئی ہی نوبی، دیار، شریعتی یا کبھی، جلی، رسی، اٹھل..... پنجل..... اور صافائی
 آگہ یہ جان لیتی ہے، اور کہے ”ناپتے ہی تھے، تم کہاں کی کمرگت؟“ اس کا جواب آگہ نے کوئی
 نیا نوزہ تراشا اور اس کا نام اہلباب الہیاب رکھ دیا۔ (یعنی کتاب اہلباب الہیاب لکھی)۔
 ہر نیک و بیکس کو اپنے خلاف کافی سخت صرف ایک کتاب پر کس طرح الجھا اٹھے۔ اور جنوں
 نے کوئی جواب نہیں دیا، ان کے لئے بھی کیا کیا نقش چلے گئے۔

اللہ پاک کے بارے میں گھڑے ہوئے خیالی نقش عیب

کار نیچے کام خود ساز کر حاصل چہا دم میں پھر دیکھیں، کہ سخن اسرار میں صرف ایک
 مہارت سے ایک طرف رہا کہ کس طرح اللہ پاک کے لئے عیب گھڑائے ہیں؟ آخر میں کیا
 ضرورت تھی۔ سوائے اس کے کہ نقش زبان کو چسکے لینے کا سوا نہ ملے۔ اور یہی اور یہی وہی
 سے الگ کی ہوئی مہارت سے خود بھی جو طرف رہا ہے، وہ بھی کہ اس کے سخی یہ ہے کہ
 انسان والے محبوب اللہ میں بھی ہو سکتے ہیں۔ پھر وہ محبوب خود اپنی طرف سے گناہے ہیں، تو
 ہند محبوب ہی کافی تھے۔ کما اوتھا، ولیرہ، زیادہ سے زیادہ اولاد ہو، لیکن یہاں تو اخطا ہیں کہ
 کہن یہ دلیل اخطا پھر دہرائے۔ آپ ہی حذر کر خود ایک بار پھر چڑھنے کی ذمت
 کریں۔ (اگر کسی کو دہکتے کی ضرورت دیکھتے ہیں، تو)۔

یہی عیب پھر لڑائی رضویہ صلوٰۃ پر وہابیوں کے عقائد کے طور پر بھی گئے، ابھی بھی
 وہی زبان جڑ نہیں ہوئی، تو اس کے صلوٰۃ پر یہی عقائد اور حربہ بگڑا کر دینے بدیوں کی
 طرف منسوب کئے۔ آخر میں سب قاضیوں کی کیا ضرورت تھی، سوائے اس کے کہ نقش ذہن کا
 نشہ تازہ کیا جائے۔ ہم اپنے اس جملے کو پھر دہراتے ہیں، کہ کوئی بریلوی عالم اور پھر وضو بات
 یہ بتائے، کہ دنیا پھر کے پورے نقش لڑکے میں کسی طہ نے بھی، ایسی ہستی کے لئے ان میں سے
 کوئی گھنے کی جرأت کی ہے، جس کے لئے وہ بھکتا ہے، کہ گرہ لوگ اس کو خدا اور کائنات کا
 خالق سمجھتے ہیں!

گالی باز جھگڑا عورت کا کردار

یہ دو بندہ ہیں یہ کٹری لڑکائی کی بھی پوری فصل غور سے دیکھیں۔ کس طرف سہاگہ
نہیں رہا یہی گالی باز خواہش کو پھانسا گیا ہے۔ ان کو دیکھیں، اور دو بندہ ہیں کی جاسوسی کے باوجود
ان کو ساعروں اور جواہروں کے پہنچا دیتے رہتے والی کتابوں اور اشتہاروں کو دیکھیں، کہ آپ کو
گالوں میں ماہر اس جھگڑا عورت کا کردار نظر آئے گا، جو غلط باتوں سے لڑنے، کوسنے اور
گالوں کی بھڑاس کھانے کے لئے ہر وقت دروازے پر کٹری نظر آتی، بلکہ اس لڑائی ہوئی نظر
آتا کرتی ہے۔

مہذب الفاظ، جو اکثر ہر جگہ نظر آئیں گے

بریلی کے اس نام نہاد بھڑا، اس کے بھائی اور قریبی ساتھیوں کی کتابیں پڑھیں، تو
آپ اپنے کو قہر کی ایک دانگ دہائی پائیں گے، ہر ایک کا جنگ و جدل، ہمارا اور کمالی گروہ
دھار اور جلیدی کے ساتھ صرف دانگل اور جہاں دانگل سے بات کرتا کوئی نظر نہیں آئے گا، جو
مہذب الفاظ ہر کتاب میں مشرقات اور غرض کی طرح نکلے ہوئے، اور دوسروں کو کاسے
ہوئے نظر آئیں گے، ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں۔ لڑائی مظلومانہ

شیخ، مرتد، ملعون، مردود، سکار، ... شہانہ، ... سب کی زبانوں سے تیز تر اور بڑا
کے تھے، شیخ کے دم چلے، غصہ، بہت دھرم، چوپایوں سے بڑے گروہ، علم میں ان کو کچھ
تھے، سہڑ کے ہم سر، ہر ذلیل سے زیادہ ذلیل، انھیں گھن کے ہی دانگل، شیخ کے چلے
شیخ کی کر کے حال، کٹری بھارتوں میں بھرے ہوئے، جسم اٹھ، خدکم اٹھ، اٹھ ان کا ہار
شہر کی طرح پاک کر کے ان کے گھر کھڑا کر دے ان کی ناک خاک میں دگڑے، ان پر ہر
ان کے مددگاروں پر اٹھ کی لعنت، ہر گھس میں ان کی حقیر دہلیز، ان کی پروردہ کی سواپ
و غیرہ و غیرہ ایسے کم از کم اسی الفاظ تو آپ کو ہر وقت ہر ایک عام بریلی کی عالم کے منہ سے
میں رہتے جلی کتابوں، حسام الحرمین، تہیہ الامین اور غلام فزانہ لادائی میں ملیں گے۔ ۱۹۷۵
۱۹۷۵ تک انھی گھنٹی تھیں، پھر جڑواں لادائی ہم میں، ایک گالوں کے غلام سے واسے "گھنٹا
الفاظ" "گھنٹا" غلام فزانہ لادائی "کو شرم کے مارے دانگل کر دیا گیا ہے۔

عکس دیکھ کر یقین کریں

لیکن اہل حضرت کی رحلت کے پانچ سال بعد عظیم اہل حضرت مولوی مشتعل نے مسامحہ میں کی تصدیق کے لئے ایک کتاب ”المصداق الہند“ عکس۔ جس کو ۱۸۷۵ء میں مکتبہ نوریہ لاہور نے مہدائیم اختر شاہ جہاں پوری کے طویل میگزین صلیبات کے قریبی لکھ کے ساتھ شائع کیا۔ یہ کتاب ۱۱۷۷ء سے ۱۱۸۷ء کے اس کے شروع میں اس فوائد کتابی کا خلاصہ دے کر پھر آگے بڑھے ہیں۔ ہم یہاں ان قریبی صلیبات کے مکمل عکس دیتے ہیں۔ جن سے آپ ان الفاظ کی تصدیق کریں۔ بکواسم الفاظ کے نیچے ہم نے اپنی طرف سے لکھ بھیج دی ہے۔ آپ خود ان میں حالات اختلاف کی نشان دہی کریں۔ کہ کس شان سے اہل حضرت ”یت الخلیفہ“ یعنی مسامحہ میں کی تصدیق کرانے لگے ہیں۔

عَلَّامٌ فَاتَوَلَّيْتُ مُبَارَكَةَ حَسَامِ الْحَرَمِ شَرِيفُ

سپینا

قوائید قباویے کا خلاصہ

[illegible]

میں ائمہ سے ہر جہے ہیں۔ اہل بدعت اہل فساد کا فرقوں سے بھی بدتر، سخت رسوائی کے مستحق،
 بے ایمان دہلے شیطان، عقوبت میں دستا، ان کا ترک ہونا پھر دین چڑھنے کے آفتاب سا روشن ہے،
 وہ دوسری جگہ پر اشد قہر نے لعنت کی، انہیں پہرا کر دیا، ان کی آنکھیں ماری گئیں ان کا
 دنیا میں رسوائی آرا غرہ میں بڑا مذاہب ہے، انہیں اشد نگرہ کر دیا، ان کے کافروں نے
 دلوں پر پھر لگا دی، ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا، شرک کافروں سے دین میں ان کا نقصان زیادہ
 سخت ہے، کہ کمالوں کی قیروں کی شکوک کی شکل جیسے ہیں اور بدل ان خیانتوں سے بھرا ہوا عوام
 مسلمانوں پر ان سے سخت خطرے کا خوف ہے، قیامت تک ان پر زوال ہے، چند جب گنتوں
 گند گہلوں میں پھرتے، کھڑی نہایتوں میں بھرے، تنازعات بیہکینہ دہرے میں، الوہیت و دعا
 کی شان لگاتے ہیں، ان پر دال اور ولایت لازم ہر جگہ، وہ زمین میں نسا اور جیلہ نے دلے ہی
 ائمہ سے جاتے ہیں انہوں نے شاہان اہل کو دکھانا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رسالت کو
 خلیفہ ٹھہرایا، شامت جیلہ نے دلے زہر دیا ہے جوئے میں، انہوں نے خود اللہ و رسول پر،
 زیادتی کی، چاہتے ہیں کہ اشد کافروں اپنے منہ سے نہماں یا اور اللہ مانے گا مگر اپنے خود کا ہونا
 کفر، پڑتے پڑا نہیں کافر، شیطان نے ان کی نعروں میں ان کے کہہ چے کر دیکھے تو انہیں
 راہ حق سے روک دیا کہ حیات نہیں پاتے، وہ اس آیت کریمہ کے سزا دہی کہ اے نبی مان
 سے فرما دے کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ مشق کرتے تھے بہانے نہ
 بناؤ تم کافر جو چکا پھڑایا مان کے بعد، شیطان نے اپنی خواہشوں کو ان کے سامنے آداسٹ کیا،
 ان میں اپنی سوا کو پہنچ گیا، طرہ طرح کے کفران کے لئے گئے تو ان میں ائمہ سے بدست میں
 یہاں تک کہ خود بکرم کی بارگاہ میں ملا کر بیٹھے اور نہایت گندہ رہے اور ان پر جرات
 کی جو سب رسول کے غلام ہیں صلی اللہ علیہ وسلم جو ان اقوال کو مستند بنا کر اپنے گروہ
 سے دوسروں کو گمراہ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پر اپنا سخت مذاہب آسا اور انہیں اور جو ان کی باتوں کی تصدیق کرتے

تہذیب و شائستگی کے نئے معیار

اس کے باوجود کہیں سے کسی بریلوی ملتے سے آواز نہیں اٹھی یا اٹھ رہی ہے۔ جیسے کہ اب یہ بریلوی تہذیب کا حصہ بن گئے ہیں۔ حتیٰ کہ دہلی کی تہذیب میں اور ایک بار بار ملتی عالم کے کمر میں جنم لینے اور پلٹے والے ڈاکٹر مسعود صاحب بھی مشرف نہ برطانیہ ہونے کے دوسرے ہی سال نکلتے ہیں کہ "اس میں شبہ نہیں کہ طالبین کی تعلیمی اعزازات و تحریکات پر فاضل بریلوی نے سخت تنقید لگائی، اور بے ادبیاں لہجہ بھی نہایت درشت ہے، لیکن کسی مقام پر تہذیب اور شائستگی سے گرا ہوا نہیں۔" (فاضل بریلوی علامہ چوڑی کی نظر میں ص ۱۹۹)

جبکہ اسی جگہ پر اس مہذب شخص کو سولانا حسین احمد دہلی کے احمد رضا خان کے لئے ان بارہ الفاظ پر اعتراض ہے "وہاں بریلوی، وہاں الہمدی، شیطان سے بڑھے ہوئے، مہرہ، افسطی، کذاب، مہرہ، افسطی، مہرہ، رسول، بعض غیر الامام، مہرہ اللہ جالبین، مہرہ افسطی اور مہرہ اللہ یاد اللہ الام"۔ ان الفاظ پر ڈاکٹر صاحب اس طرح طوطا کرتے ہیں کہ "وہ جو کسی نے کہا ہے کہ کٹر انہیں سے دہلی ہوئی زبان شاید یہی ہے۔" اب کوئی حیلہ دہلی بتائے، کہ ان پر اگر کٹر انہیں سے دہلی ہوئی زبان کا طوطا ہے، تو ان کے صدور فاضل بریلوی کی زبان کو نئے رنگ دہر سے دہلی ہوئی زبان کہلائے گی۔ جس کو وہ تہذیب کا سر لہجہ سمجھتے دیتے ہیں۔

مظلوم کو اس قدر بُرے جواب کا حق ہے

جبکہ اس شخص صاحب کو یہ بھی معلوم ہوگا، کہ سولانا دہلی نے یہ الفاظ ان کے فاضل بریلوی کی متعدد بلا تئیں کتابوں میں الزامات اور ان جڑ باتوں پر تنقید کرتے ہوئے اپنی کتاب "الغیاب الخائب" میں لکھے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو یہ بھی معلوم ہوگا، کہ مشکوٰۃ شریف کی جگہ حدیث میں بھی ہے کہ "ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے والے جو کہہ کہتے ہیں، اس کا گناہ صرف ابتداء کرنے والے پر ہے، جب تک کہ جواب دینے والا حد سے گزر جائے۔" قرآن پاک میں بھی سورۃ شوریٰ رکوع ہریم آیت ہریم میں ہے کہ "وَجَزَاءٌ سَيِّئًا سَيِّئًا لِّمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ" (اللہ پاک بری بات زبان پر لانے کو پند نہیں کرتے، سوائے مظلوم کے)۔

اب ہارنیں کرام ہی فیصلہ کریں، کہ صحیح حدیث اور قرآن پاک میں دی ہوئی اجازت کے حدود کو سمجھنا حسین احمد مدنی نے پار کیا ہے، ”ایرانی کا بدلہ اسی قدر برائی“ کے ابھی ایک ”موصوفہ“ بھی نہیں پہنچا سکے ہیں!

اس سے بعد والوں کے لئے راہ بن گئی

بریلوی عام استعمال کے اس الفاظ کے آخر میں آپ کو یہ بھی نظر آئے گا، کہ ان کی فقیر مذہب اور ان کی بددعویٰ مصلحت۔ یہی الفاظ آپ کو بارے میں کچھ فیصلہ میں دیتے ہوئے اپنی معترتی فتوؤں میں بھی کافی جگہ نظر آئیں گے۔ علمِ اہلِ معترف شہادت علی خاں نے بھی سورہ قحطانی پر کالموں کی پرمچاز دانی کتاب ”تحریر واحد دہان بشیر مطہرین“ کے آخر میں یہ تاکید کی ہے کہ ”اگر قحطانی اور ان کے قسبیں قرہ صاحب ہو کر از سر نو فکر نہ کریں، تو مسلمانوں (بریلویوں) پر قحطانی اور ان کے قسبیں کے ساتھ مسلمانوں جیسے تشکلات رکھنا حرام، ان سے سلام حرام، ان سے دوستی اور ملاقات حرام، ان کے پیچھے نماز حرام، ان کے جنازہ پر نماز حرام، ان کی بنیاد پر ہی حرام، ان سے مکمل قطع اور شادی بیاہ حرام، ان کو مسلمانوں کا کھنہ قتل حرام، مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام، ان پر سترہ حج کے جملہ احکام جاری ہوں گے۔“ اسی شہادت علی کی کالیاں بارے دیتے ہوئے نکسوں میں آجلی ہیں۔

ہر ایک مخالف تک یہ دائرہ وسیع ہو گیا

اس سمت افروزی سے بعد والوں نے جو چند ہائی کے گل کھلائے، یکہ ان کی مٹائیں بھی دیکھ ہی لیجئے۔ حتیٰ کہ ان کا دائرہ وسیع بندھیں اور مختلف علماء سے مکمل کر ہر ایک سیاسی اور جماعتی طاقتوں تک بھی وسیع ہو گیا۔

مرکزی حزبِ مخالف کا دور سے ایک عالم پیدا ہوئے، ”امامِ طاہر و امامِ پوری“ جو شہادت علی خاں اور ان کے ائمہ کرام کے خاص پیچھے تھے اور ان کی زبان کے کہے جاتے تھے۔ وہ اس میدان میں سب بریلویوں سے بازی لے گئے، اس نے سیاسی لیڈروں سے اختلاف پر ایب کتاب لکھی، جس کا نام رکھا ”تحریر فقہ علی و کفر علیہ“ اور طلبِ لیڈروں کی بنیاد پر۔۔۔ مہتمم نام سے ظاہر ہے۔ لیڈر کا حق لہاڑا کیا ہے۔ اس میں صفر ۱۲۹ پر خاکسار تحریر ہے :

اس طرح لیتے ہیں:

عالم کی گالی تو دیکھو!

”خاکسار ہندو تحریک کی ابھی تک سیرانی نہیں ہوئی (اسے ابھی تک پانی نہیں ملا)۔ اس لئے اب اس کو دوسری کڑھ لٹا دیں۔ اور برقی بار خدایا نکال (پھر میں سودا کر کے دالے) گلم کو جولاہی کا غم دیتا ہوں۔۔۔ میں یہ کہتا ہوں اور مسلم لیگ کی جینی تحریک خاکسار پر چڑھتا ہوں“ قنات پر ہے کہ ”غلم دیتا ہوں“ کے بعد یہ عربی الفاظ ہیں ”بکول اللہ تعالیٰ وقوا“ اور سید دھون بد فحوت المرحی بل جلالہ علی اللہ علیہ وآلہ علیہ وبارک وسلم“۔ ہم نے جہاں پرچہ کر ان پاک الفاظ کو پہلے دالے داریل جنس زور الفاظ سے انگ کرنے کے لئے درمیان میں۔۔۔ کا خالی ہی حساب سمجھا۔ مزید دیکھا کہ آپ کے اپنے۔

ایک دزلی ترین کتاب

اسی (۱۵) اکتوبر ۱۹۳۳ء میں تحریک آزادی کے مروجہ کے دور میں ایک کتاب لکھی۔ جس کا نام رکھا ”تہاب اللہ اللہ من اللہ اللہ“۔ بڑے سائے کے ۶۷ صفحات کی یہ کتاب اس دور کے بریلوں کے علاوہ اپنی سب سیاسی، سماجی، اصلاحی، بائیس تہذیب کی انجوس اور ان میں کام کرنے والی شخصیات پر طرح طرح کی گالیوں اور بدنامیوں کی ”جاسج الفاظ“ بھی جاسکتی ہے۔ جس میں علامہ اقبال کو بھی نہیں بھلا گیا۔ فصل خیم میں اس کے پانچ دالے سٹے کا گھس دیکھ کر حلقہ گروہوں کا اعزاز کریں۔

اس کو اپنا دستور العمل بنانے کی وصیت

اس کتاب پر ستمبر ۱۹۳۳ء میں علامہ اعلیٰ حضرت مولانا حشمت علی خان نے دو صفحاتی تصدیق لکھی ہے۔ جس میں خوب قرعائی کلمات کے بعد یہ وصیت لکھی ہے کہ ”میری اپنے تمام قصص سنی بھائیوں پر لے دیں، دوستوں، مزاجیوں، دشمن داروں، سریدوں، حوصلوں کو پر شرعی وصیت اور دینی فصحت ہے کہ اس فتویٰ مبارک (پہری کتاب) کو اپنا دستور العمل بنائیں۔ اس کو کھرا کھوٹے کھٹے کا سید بنائیں۔ جس کسی کو اس کے مطابق عمل کرنے والا پائیں، اس کی طرف

بہت دور دوری کا ہاتھ بڑھا نہیں۔ اور جس کو اس کتاب کا خلاف پائیں، اس سے دوری دوری اور غارت برقی۔ اس کی صحبت سے اپنے آپ کو بچا نہیں۔ خواہ وہ اس کا باپ بیٹا بھائی
رشتہ دار ہو، یا غصہ و غلہ ہو، یا شیخ و استاد ہو، یا مرشد کا مرشد اور استاد کا استاد ہو، خواہ استاد
زادہ یا مرشد زادہ ہو۔ غارت ہی غارت کے تان کیوں اٹھاؤ تو دیکھیں؟

بکرے اور گائے سڑے بدکردار بکرے کے امیر اس کتاب کے جگہ حوالے ہم پہلی
فصل میں بھی دے آئے ہیں، اور آئندہ فصل میں بھی دکھائیں گے، کہ مسلم ایک، کافر اعظم،
اور دوسرے سیاسی اور مادی لیڈروں کی عزت کس طرح پامال کی گئی ہے۔ چوبیس گھنٹے جنس زادہ
رہنے والے اس ہم نہاد عالم نے ہر جگہ ہر ایک کامل اعتراض شخصیت کو کس الفاظ سے ٹھکرا
ہے اس کی صرف وہ مثالیں یہاں بھی دیکھیں۔

سر سید کے ماں باپ نے.....

صفحہ ۵۵ پر سر سید کو یہ کہہ اعتراضات پیش کر کے، اپنی تہذیب کا مظاہرہ ان الفاظ
میں کرتے ہیں۔ ”مذہبان تہذیب جدید کے اس سلسلہ اعظم کہانے والے ہی خیر سے پرست
ثافت انتہائی مہذبہ شرحہ مشکوٰۃ کا انداز لیکر کرار کوئی شخص ہیں، چکر دچا کر ہے، کہ یہ کہنا
کہ یہ خیر (سر سید احمد خان) کے والد بزرگوار نے ان کی مادر صوبہ کے ساتھ ہم ہنری
کے معاملات کئے ہوں گے۔ کبھی ان کے گائے میں ہاتھ ادا کر چکے ہوں گے۔ کبھی ان کی
راہ پر سر دھرا ہوگا۔ کبھی ان کو چھاتی سے لپٹا لیا ہوگا۔ کبھی ان کے لب ہاں عقل کا پورے کیا ہوگا۔
کبھی اپنے مکان کے کسی کو گائے میں بکرے کرنے لگے ہوں گے۔ ایسا بیچارہ ہیں کیا ہوگا، جس پر
جب ہوتا ہے۔ اگر یہ خیر کے والد بزرگوار انہوں کی مادر صوبہ کے درمیان کبھی معاملات
ہوتے ہوں گے، تو بے مہذب بازاروں اور ان کے آٹھان کے حالات ان سے بڑا
نہایت خیر ہیں۔“ (کار نہیں کرام کو کم عادی کہ یہ سر سید کی کسی ایسی مہذب راہوں کو متعل ہا کر،
جوانی مثال کے طور پر نہیں کہا گیا ہے، بلکہ اصل اعتراض سوسوسا ہے، کہ سر سید نے اپنی خیر
میں عقلیات کے غلبہ کے تحت جنت کی حدوں اور شراب طہور کے بارے میں عام فطرتوں
سے ہٹ کر اپنی جرح عقلی دلیلیں دی ہیں، جن پر اس وقت کے دوسرے علماء کو سخت اعتراضات
تھے، ان پر اعتراض اور جرح میں اس عالم نے یہ مثال پیش کی ہے۔)

برابری والے کام اور الفاظ دیکھیں

سطح ۳۳۳ سے سطح ۴۴۴ تک فرق ہے برعکس شروع کرتے ہیں۔ جن میں سطح ۴۴۴ آزاد، مثالی، خیرانی، سوانح حالی، طائر مشرقی جیسی شخصیات شامل ہیں۔ اور سطح ۳۳۳ پر پہنچ کر ان کو اس الفاظ سے خطاب ہوتے ہیں: ”بے ایمان، انا تم کو توحید سے بھی محروم ہو۔۔۔ اور تمہارا یہ بچا پاک مسک توحید نہیں، یہ تو اتحاد ہے، جو خالص کفر و الجاد ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے، کہ تمہارے دھرم میں تمہاری بیوی اور ماں دونوں ایک، تمہارا باپ اور بیٹا دونوں ایک، گویا اور عورتوں دونوں ایک، میری اور پانچاٹ دونوں ایک۔ تمہارا من اور پانچاٹ کی جگہ دونوں ایک۔ تمہاری بہنوں بھٹیوں کے سب اصحاب اور غیر مردوں کے بدن دونوں ایک۔ حلال اور حرام دونوں ایک۔ زنا اور زانیہ دونوں ایک۔ بیوی سے ہمسرت اور کسی مرد سے من کا کرنا دونوں ایک۔“

ماں بہن بنی کی پیٹھ پر ”وقف فی سبیل اللہ“ کا

پورا ڈنگوا کر میدان میں پھراؤ

پانچ سطروں کے بعد پھر یہ گویا لکھانی کرتے ہیں: ”اگر دوسری صورت کا اقرار ہے، تو اس پر مکمل کھائیل دیا ہونے سے کہیں اللہ ہے۔ کسی میدان، کسی تاریخ کسی وقت کا اشتہار دیکر مجمع عام میں اپنی اس ایسی پھر توحید کے نشانے دکھائے۔ طوطے کے بدلے پانچاٹ دکھائے۔ شربت کے بدلے چوڑا بوش لہرائے۔ اپنی ماں بہن، بیٹی، جڑو کے ہاتھوں پر بلی گم سے وقف فی سبیل اللہ کا ساکن پورا دکھوا کر برہم ہزار پھراؤ۔ خود بھی اپنی پشت پر سونے سونے الفاظ میں وقف فی سبیل اللہ کا ڈنگوا کر سارے میدان کا پھر لہرائے۔ اور برہم کے شیطانی کاموں کے نئے خود بھی وقف ہو جاؤ، اور اپنی ماں بہن بیٹی جڑو کو اپنی پھر توحید کے لئے وقف کرنا۔“

کار نیچے کرام طور سوجھیں، کہ اگر نام اور حوالہ نہ دیا کر، آپ کو صرف یہ بتایا جائے، کہ زانیہ کو ان الفاظ میں بھی پہنچا دیے جاسکتے ہیں، تو آپ کیا تصور کریں گے؟ کب ہزار کے تین لوگوں کے کہنے کے یہ پہنچ سکیں گے؟ حیرت ہم کیا نہیں۔

کہلا۔ آخر یہ یوں کیڑا نہیں بنے، تو بڑھ کر اودھا کو نزدیک، اور توں کو باہت کی
 تبلیغ کی تھی اور اسے دیگر کے سوا کسی چیز پر مشر جینا نہ سمجھنے لگی، انہیں کو حکم دیا ہے
 کہ وہ ام کے بعد واپسی لینے کے لیے اپنی اور حق کو میدان میں لائیں، تھامے و حرم میں
 سب ہی تو ہے، پھر اپنی ہر توجہ کی اس تبلیغ علم سے گریز کی کہیں تھمراؤ اسے تھامے
 و حرم میں اطمینان و خیال ہی تو ہی ہے تو اس کے نام پر بھی، ہرگز نہ گھبراؤ اور
 تھمراؤ اس کی کانٹاں سبک پر میدان اور میدان کے سامنے کھاشانی بھی نہ سب دی
 میں تو کج نام میں پر ہر میدان اپنی ہر توجہ کے لئے کھولے کھانے سے بھی
 ہرگز نہ گھبراؤ اپنی ناپاک ہر توجہ کی اور سب دھربا و اٹھیں تو شاید کھالی بھی نہ
 دکھانے کیلئے کوئی نعمت نہ دے تو گرتا رہا اور افتخار عیا و بھی مچ جائے لیکن اپنے کھانے کا مرقع
 اور پانچاں ہرنے کی بلکہ دونوں کے ایک ہونے کا ثبوت کرنا ہو، سیکھ گناہ اللعذاب

واللعذاب الاخرۃ کبیر لو کانوا یجھلون

پہلے ہی مسئلہ انہیں نظر اٹھا، ملاحظہ فرماؤ یہ ہے ان کا دھوکا، فاشیطان کی ہر توجہ
 کے لئے ہے، یہ اللہ و کمال میں جلاؤ، یہی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آروہ سلم کے شخص کے کفر و
 ارتداد کو چھپاتے ہیں، واللہ اعلم بالصواب، اس جیسی ہر توجہ کا با جواب مفصل اور قار
 شیر مشیر سنت نامہ اسلام مظہر المنہر حضرت مولانا مولوی ملاحظہ فرمائی مٹتی مشاہد
 ابوالفتح عبدالرشید حضرت علیہ الصواب قادری برکاتی رضوی مجددی کھنڈی شیخ الاسلام
 جلال نقشبتمندی کے چالاکیوں کے سامنے تمام تاریخی حقائق کو سکوت جز کر رہے ہیں، حرم
 عبادت تھی مسئلہ انہیں انسان صورت شیطان کی اس جیسی ہر توجہ کو پہنچ کر
 کہ یہ القرآن سنو ۲۹ والی عبادت طعن سے جو کہ ظاہر و میں گزرتی ہے، مگر دیکھو اللہ تعالیٰ
 وہ تو ہر بات کا کھٹا چوا تیرہینے کے لحاظ سے دونوں عبادتوں میں کچھ ہی فرق ہے، بہت
 سا ذرا نہ سب ہی وہ ہے تو ہر کب کفر کہتا اسلام کتاب کی دہرت کہات کا ایمان
 دہس ذرا نہ اجازت پسند اور اللہ و علیہ الصواب

الحزب کرمہ مباشر، جو آزاد اور جو غلامی کن، وہ کہہ شریعت مافخر ازیں گاہے بہت

ناک چلے اور دم جھکنے والے ایسے حوالوں کا سلسلہ آپ آپ کے لئے بھی سوچیں اور جانیں رہا ہوگا۔ اور ہم بھی یہاں غم روکتے ہیں۔ کہ ان بکروں کی حد تو ہوتی نہیں۔ صرف اتنا قائم ہے کہ یہ سب کچھ دیکھنا پر کتابیں میں موجود ہے، لیکن کسی بریلوی جتنے سے کوئی بلا سنا اعتراض بھی ہم کو نظر نہیں آیا۔ کسی شخص کو انسانی شرافت اور تہذیب کا یہ لگ نظر نہیں آ رہا۔

یہ تائیدیں، قصد یقین!

آخر میں دیکھ لیں، کہ بریلوی محققین اور علماء کرام کی تائیدیں اور قصد یقین کس معیار کی ہوا کرتی ہیں، کہ جس کتاب کو ایک بریلوی کا لوگ شائستہ اور ستیادھ، پرکاش کہا جاسکتا ہے۔ اس پر مطلق خیالہدین چلی، جتنے نے بارہ مصلحتی قصد یقین لکھی۔ جن میں بکروں سب مصلحتوں کی پوری پوری خبر بھی لی، اپنی اسی قسم کی زبان کا بھی کسی حد تک استعمال کیا، اور مصنف کی اس حق گوئی کی دل کھول کر داد دی۔ جو صحت سہار کے اہل سنت چلی بہت نے بھی وہ مصلحتوں میں اعلیٰ قصد یقین لکھی۔ مصنف کو داد دی۔ اس حق کے اعتبار پر اس کا اعلان مانا اور لکھا کہ ”تسے کتاب فی التوفیق سرایا صدوق و صاحب فہم و طبع کا پاسیان ہے۔“ (صفحہ ۴۷۶) بارہوا کے اہل حضرت کے مرشد خاندان کے مولانا حافظ مصلحتی سید شاہ آل رسول کو یہاں مسہ لکھی سہارہ عالیہ بارہوا نے اپنی قصد یقین میں لکھا کہ ”مصنف نے حمایت سنیہ اور براہ کرم و برکت کا حق ادا کر دیا ہے۔ حق پرستوں، باطل کو دشمن، دین فروشوں کی بے ایمانیوں، عیاروں اور نکاروں کے ہڈے اڑا دیئے اور افتخار رسول کو راضی و خوشنود کیا۔ ان کے دشمنوں پر قیامت کبریٰ قائم فرمائی، جس سے ایمان والوں کے دل کا سرور اور ایمان کا نور بڑھے گا“ (صفحہ ۴۵۶)۔ اسی خانوادے کے دوسرے سید اعلیٰ سید شاہ آل مصلحتی سرکار کاں بارہوا سلمہ نے بھی سارا مسہ تین مصلحت کی ”قصد یقین الطیر“ لکھی۔ جس میں اول اسی کتاب میں کانٹوں کے تحت آنے والے سب مصلحتوں، اہل سنتوں، جاحظوں اور لوگوں کے نام گنوا کر، ان پر اپنی طرف سے بھی لعنت طاعت کرتے ہوئے، اخیر میں خود اس کتاب کے لئے لکھا ہے کہ ”یہ سہارہ کوئی اصل تفتہ ہی نہ تھا، تفتہ کی جان پر ضرب کاری ہے۔ جس سے ان دشمنوں صیب ~~کھینچ~~ کے غضب و بے کاری ہے۔ اس فتوے نے ان پر اللہ کی طرف کی بھیبتیں ~~توڑ~~ دیں، ان کے کمرہ لکھن کی رہ گئے مگر کات کر چھوڑ دیں۔ شیعوں کا دل اس سے ہلکا ہوا ہے

بے بدعاں زمانہ کا کلب چاک داغ دارا ہے۔ سوتی نر، بلی، کتا، مرغ، اور اس جیسا کہ منظر فرمائیے
 لائے ان سب جانوروں کا ایک ایک قصہ بار بار پڑھیں۔

اور عظیم اہل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قدیم قریم اور دے آئے ہیں، کہ سب
 بریلوں، دھنوں، مزیدوں، سریدوں، حوٹوں کو شری وصیت کی، کہ پوری کتاب کو اپنا
 دستور العمل بنائیں۔ آپ سوچیں کہ اگر اسی کو دستور العمل اور حق و حق کا سیارہ بنا جائے، تو
 پانی کوئی اچھا نہیں کہیں، کیسے رہ جائے گی، اور کہاں سے پھرت کر نکلے گی۔

اب سوچنا آپ کا کام

آپ خود پہ بھی سوچیں، کہ کس حراف کے لوگوں کے ایک نولے نے ملا، کہ وہ آپ وعدہ
 کر مسلمانوں کے لئے اس اہم ترین اور نازک ترین دور میں کیا ماحول بنا دیا تھا۔ یہ بھی آپ
 خود ہی سوچیں، کہ اگر آپ اس دور میں ہوتے، اور یہ سب کچھ مسلسل پڑھتے اور سنتے رہتے، تو
 کیا فیصلہ کرتے۔ یہ بھی آپ سوچیں کہ ان حالات میں لوگوں کے ہاں اس طبقے کی مطلوبیت کا
 گراف کرتے کرتے اگر اس زہد کے تحت تک پہنچا، جس کیمپری کا عقد مسیحی کی کہانی،
 انیس کی زہلی کی شکل میں ہم نے فصل سوم میں دکھایا ہے، تو یہ اہل حضرت نور کی اپنے
 ہاتھوں کی کہانی تھی یا نہیں؟ یہ بھی اب آپ ہی سوچیں، کہ بے شک ہر نئی طاقت کوئی کرنے
 والے دعوایات کے ماہرین کو یہ سب کچھ چھپا کر، صرف اہل حضرت کے لئے ایک دعوہ پائی
 کر دہ کرنے کا سبب کیا ہو سکتا ہے؟ اور اس کے پیچھے کون سا ہاتھ ہو سکتا ہے۔

یہ بھی اب آپ کو ہی فیصلہ کرنا ہے، کہ اب جبکہ ہم نے یہ سب کچھ آپ کے سامنے
 پیش کر دیا ہے، تو آپ کو کیا کرنا ہے۔ ہم کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔ یہ معاملہ آپ اور ہم
 آپ سب کے ملیم، ہمیر، مانگ ہم اللہ کے درمیان ہے۔ اصل فیصلہ وہی ہونا ہے۔ جس پر
 ہی ہر ایک کی نظر ہوتی جائے۔ یہاں خفا بھی کیا، تو بھی کیا پچھا!

ہماری اپنی ماجرا

ہم اپنی حالت بتائیں، کہ جب تک یہ سب کچھ خود اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا۔
 تب تک اس حد تک ملا جلی میں غمراہ تھے، کہ کچھ دنیا کے طالب علم اپنی عین پرہیز کے لئے،

مسلمانوں کی سب سے بڑی کمزوری یعنی غیبتِ رسول ﷺ کی آڑ میں کچھ بدعات رائج کر گئے۔

لیکن یہ سب کچھ خود دیکھتے نہ سنے کے بعد ہماری حالت بھی وہی بنی، اور ہے، جو ہے ہاگ تھپہ ظہر مرحوم مولانا حامد عثمانی کی بنی۔ اس نے بے خبری میں ارشد قادری کی کتاب ”آئینہ کے گمراہ کی اخراجات کی تصدیق کے بغیر تائید نہ کی۔ لیکن اصل حقائق، پارکی دستہ پاس اور خاص کر بریلوی زبان و تہذیب کی کچھ سی مثالیں اس کے سامنے آئیں، تو پھر اپنے اسی رسالہ ”ماہر لکھی برائے ماہ جنوری ۱۹۷۵ء میں جو کچھ لکھا اس میں ایک جملہ یہ بھی لکھا کہ ”ہم نے اللہ سے دعا کی، کہ غفور الرحیم! ہمارے قلب میں بریلوی مکتب فکر کے بارے میں جو تصور حسد غن تھا، اس کے لئے ہمیں معاف کر دے۔“ اس تو بہ تائی کے نئے ماہ بعد اپریل ۱۹۷۵ء میں ردعت کی۔

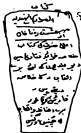
ایک غیر جانبدار کی رائے

اس فصل کا خاتمہ کسی دوجہی اور دو کی بجائے، خیر آبادی سلسلہ کے جید عالم مولانا مسیحین علیہ السلام (پ۔ ۱۹۳۰ء) کے الفاظ پر کرتے ہیں، جو اپنی حضرت کے ہم عصر تھے اور اس پائے کے مجاہد عالم تھے، کہ بریلویں ہی کے ماہر رسالہ ”البرہان“ میں ۱۹۷۶ء کے احمد رضا نمبر کی ضخیم جلد میں اس کو آفتابِ علم لکھا گیا۔ مرحوم مولانا اپنی کتاب ”قیاماتِ انور“ لکھیں ”میں احمد رضا خان کی جذباتوں اور پیلووار ٹھنڈی کی مثالیں دیتے ہوئے، صفحہ ۳۲ پر لکھتے ہیں، کہ:

”یہ مثالیں بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں۔ جن کو کل کے ساتھ ایک فقرہ کی نسبت ہے جن کی نسبت غفلت کہتی ہے، کہ صریحاً قس ہے اور اس جہ سے اپنی حضرت پر اس طرح ظلم کرتی ہے، کہ ایسے شخص کو گنہگار کا اہلِ دین بھی نہیں دیا جاسکتا، نہ کہ اس کو شیخ و متہ اور ہرہِ عظیم کہہ، کہ یہ ایسی زبردست سفاقت اور حماقت ہے، کہ اس کے بعد حماقت کا کوئی درجہ نہ کہہ۔ اس بازاری ٹھنڈی پر بھی اگر کوئی عصمت اس کو مستحقِ احلیم کرتی ہے، تو پھر وہ ہتھوڑ ہیں اور پاک شہیدوں کی کیوں نہیں متفقہ ہو جاتی۔ جب کہ اس شیخ جیسے اوصاف ان میں بھی پائے جاتے ہیں اور کیوں نہیں سب کو ”سہو دایۃ حاضرا“ مانتی، بلکہ مسلحہ خاصہ میں دلوں کو اشتراک

ہے۔

یہی نہیں معلوم کہ ماہنامہ میزان کبھی ماہوں نے یہ کتاب دیکھی تھی یا نہیں۔ لیکن بہرحال اس عنوان کے علاوہ اس عالم کی جام شربت اور ملی کام کی وسعت کے مد نظر میں کہ ”آداب علم“ لکھا ہی چلو ہم کو یہ بھی نہیں معلوم کہ دوسرے کتنے بریلوی علماء اور چارہ تحقیقین نے یہ کتاب دیکھی ہے۔ اور وہ اس پر کیا سوچتے ہیں، یا کیا کہا چاہیں گے۔ اور آپ بھی اس سب کچھ دیکھنے کے بعد کیا فیصلہ کریں گے۔ ہم کو تو صرف حقائق پیش کرنے ہیں۔ گہروں پر کسی انسان کا اختیار نہیں۔



فصل نہم

صفحہ ۲۳۸-۲۷۹

ایک مکرِ عظیم یعنی پاکستان بریلویوں نے بنایا

۱۶ عدد کتابوں کے سرورق عکس۔ کہ ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۵ء تک سب اہم بریلوی علماء مسلم لیگ کو مغلطہ کالیاں دیتے؛ کفر کے فتوے دیتے؛ اور اس میں شرکت کو کفر کہتے رہے اور قائد اعظم ماننے والوں کے لئے کافر اور مرتد کے فتوے دیتے رہے۔ ۱۹۳۶ء میں پاکستان بننا دیکھ کر چلا کھایا۔

حجرت انجیز دعوے اور حقائق۔ مکمل حوالوں کے

ساتھ۔

فصل نہم ایک اور مکرِ عظیم

پاکستان بریلویوں نے بنایا تھا

ہر نئے دن نئی تحقیق

کارِ نبی کریمؐ

آج کل کی بریلیت کی ۱۹۷۰ء سے ہماری شدہ اسیام نوکی ہم میں بریلی تحقیق کی طرف سے تازہ پیدائش ہے۔ یہ اور ہے کہ پاکستان کا اوقاتی نظریہ بھی مکمل بار بریلی اہل معرفت نے پیش کیا۔ اور اسی سے حشر ہو کر طرہ اتہا نے پاکستان کا نظریہ پیش کیا تھا۔ اور ۱۹۴۷ء کے بعد جب آزادی کی تحریک میں نیا جوش و جذبہ پیدا ہوا، اور ۱۹۴۸ء میں قرارداد پاکستان پیش ہوئی، تو یہ اہل سنت بریلی علماء ہی تھے، جو اس نظریہ کو لے کر ملک کے کونے کونے میں نکل پڑے۔ ان ہی کی اہم سرکردہ کوششوں سے نومبر ۱۹۴۵ء کی مرکزی اسمبلی اور پھر ۱۹۴۶ء کی صوبائی اسمبلی میں مسلم لیگ کو نو لیبر کا سیاسی حاصل ہوئی۔ جس سے پاکستان وجود میں آیا۔ حالانکہ یہ سب کچھ جھگڑوں کی دنیا میں تقریری رکارڈ کی ذرا سے خالص جھوٹ اور دھوکہ ہے۔ جو ہم عمل اور اہم سرمد سے ڈاکٹروں سے دکھائی گئے۔

ایک اہم نکتہ

حزبِ تحصیل میں جانے سے پہلے ہم یہ واضح کر دیں، کہ اس مصنف کا اچھا اہل نظریہ یہ ہے کہ حالی سیاست میں مکاری اور مسلم دشمنی میں دنیا کے مانے ہوئے امام اور صلیبی جنگوں کے قاتل ملک وچرا کے وارث، یعنی انگریز کی مکاریوں نے انیسویں، جیسویں صدی میں برصغیر میں اپنے اقتدار کو طویل دینے کے لئے، کچھ اس طرح کے حالات پیدا کر دیئے تھے اور وہی بہ وقت ایسی چالیں چلئے، کہ آزادی کی تحریک میں جس نے جو حصہ لیا، جو خطہ نظر اچھا کیا، انگریزوں میں اس کا عظمیٰ نظریہ ہے، تو اس پر یہ حرف کیوں کر نہ سمجھ نہیں سکا، کہ اس نے

کئی عبادت کا کس طرح ساتھ دیا۔ اور کونسا کو عمل اختیار کیا۔

انگریز سے نجات حاصل کرنے کی فکر ہو، اپنی وسعت یا کچھ کے مطابق کام بہر حال ایک قابل قدر کام لگا جانا چاہئے۔ یہ سوچنا چاہئے، کہ ان حالات کو دیکھتے ہو ان میں رہنے والوں کی کیا حالت ہوگی، جبکہ ہم جیسے صرف ان حالات کو پڑھتے اور تازه حالات پر غور رکھتے والوں کا یہ حال ہے کہ اپنا بھی اس بارے میں سوچتے یہ ہے، کہ کبھی کہاں جس کتے نے بھی کسی انگریز افسر یا حاکم کو کاٹا تو وہ بھی اس کی وجہ سے ایک قسم کی قدر کا مستحق ہے۔

اہل بیت جو کوئی ظلم و جبر رکھتے کے باوجود اپنے حرائق یا دوسرے مشاغل یا دوسری مجبوریوں کی وجہ سے کچھ نہیں کر سکا، اور قطعی الگ رہا تو وہ بھی کسی کی تائید نہ کرنے کی وجہ سے کم از کم قابلِ ملامت نہیں ہونا چاہئے۔

تجزیری دکارڈا کے باوجود لفظ دھوکے

دوسری طرف ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی، انگریز کی خاص خاص مصلحتیں، بعد کو آگے لائے، آخر تک کی بیداری، پہلے مقامی عہدوں میں زیادہ اختیار دی حقوق اور لاء کی، پھر آزادی کی تحریک اور اس کے مزاج کا تفصیل سے طعن کیا جاتا ہے تو سورج سے لگی زیادہ روشنی پر حقیقت سامنے آتی ہے، کہ خود اہل معرفت، اس کے خاندان، قریبی ساتھیوں، خاص اہل لوگوں نے نہ تو کبھی انگریز کے خلاف ہتھ بھی کھڑا، اور نہ مقامی خود اختیاری حکومت میں لاء کی اور حقوق کے مطالبوں سے بے کر تک کی آزادی کی تحریک میں کسی کا ساتھ دیا۔ انگریزوں اور جیتے خدا، بعد کو تو وہ کافروں کا ٹوٹا جڑ کھٹے، کتے اور بھتے رہے لیکن اپریل ۱۹۳۶ء تک وہ مسلم لیگ اور پاکستان کی تحریک کی بھی زور دہرے خلاف کرتے رہے۔ یہ تجزیہ دکارڈا ہے، جو ہم آگے دکھائیں گے۔

لیکن اس دکارڈا کے ہوتے ہوئے بھی ایسا تو کی جا رہا ہے کہ جب اس خاص دھوکے کے پردے پکھنڈا کو سامنے رکھا جاتا ہے، تو تعجب ہوتا ہے، اور اس حقیقت اور پیرائے کی دہرا دہرائی ہوتی ہے۔

ڈاکٹر مسعود صاحب کا انوکھا دھوکہ

۱۹۷۰ء میں برطانیہ کی ایسا تو کی ہم شروع ہوئی۔ اور اس میں ڈاکٹر محمد مسعود

صاحب بھی شامل ہوئے، تو اس نے برطانیہ پر اپنی جو مکمل کتاب لکھی، اس کا نام ”کافضل
برطانیہ اور ترک مہلات“ رکھا اور اس میں جو تحقیق پیش کی، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ”۱۹۳۰ء
میں مصباح المسیحینہ میں اہل حضرت نے ترک ”دوست“ کی مجلس، ایک ہندو مسلم اتحاد کی
حفاظت کی تھی، کیونکہ اس نے اس اتحاد میں ہندوؤں کے اس ارادے کو جڑ لگا تھا، کہ وہ انگریز
اور کی طرح چاروں ملک میں ہندوؤں کے اعیانہ کے لئے کوشش کر رہے ہیں، اور سب مسلمان
وہمے کھانڈا پاک کران کی جہاں میں آکر اپنی موت کے پرہانے پر دھچکا کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر
صاحب کے مطابق اس کتاب میں احمد رضا خان نے دو قوی نظریے پیش کیا، جس کے پہلے ہائی
یہ قول ان کے حضرت مجدد الہک جی تھے۔ اہل حضرت سے متاثر ہو کر ڈاکٹر اقبال نے اپنی دو
قوی نظریے پیش کیا، پھر اسی کے تحت پاکستان کی تحریک چلی۔ مسلم لیگ نے ۱۹۴۷ء میں تحریک
آزادی میں اسی نظریہ کو اپنایا، مگر کئی جان ڈال، اور ۱۹۴۸ء میں پاکستان آزاد ہندوستان میں
مسلمانوں کے ایک وطن پاکستان کے لئے قرارداد پاس ہوئی، اور ان کے لئے جدوجہد شروع
ہوئی۔

اہل حضرت ۱۹۳۰ء میں یہ کتاب لکھنے اور یہ نظریہ پیش کرنے کے بعد جلد ہی ۱۹۳۱ء
میں دست بردار ہو گئے، لیکن ایک ایسی مضبوط لیم چھوڑ گئے، جو اس پر مختلف طریقوں سے کام
رہے، وہ ہے (۱) آخری باب ۱۹۳۷ء میں ایک نئے ”مسلم“ کے ساتھ میدان میں آئی، اور ۱۹۳۸ء
میں قرارداد پاکستان کے بعد اس میں بھی تیزی آئی، تو حار کے جذب سے یہ برطانیہ ہی تھے۔
انہوں نے یہ پیغام گھر گھر پہنچا دیا، یہ ان ہی کی مساعی کا نتیجہ تھا، کہ مسلم لیگ کو ”بھروسہ بخشی
جاسل ہو گئی۔“ (خلاصہ)

اختر صاحب نے بھی اسی سے راہ پائی

یہ تازہ تحقیق ڈاکٹر صاحب نے ۱۹۷۰ء میں پیش کی۔ اسی سے راہ پانچ سال بعد
”ماہنامہ ضمیر“ میں ”آئینہ انوار“ کے عنوان کے طور پر اپنا چہ میں دوسرے برطانیہ
مصلحت مہاجم اختر شاہ جہاں پوری نے بھی نقل کیا یہ ہی مواد دیا۔ البتہ اس میں یہ اضافہ کیا، کہ
”برطانیہ شیخوں کی یہ جدوجہد اور محنت نہ ہوئی، تو مسلم لیگ ایک سینٹ بھی نہیں جیت سکتی۔“

۱۱۱۱۱۱ صاحب نے اس لمحہ کے اہم علماء اور اہل کے کام کا کوئی ذکر نہیں کیا (پانڈل نمبر ۱)۔

بھار دنا۔ سامان پر بھی لکھتے ہیں کہ جیسے ہی پاکستان طاقتور برطانوی ملاء نے پاکستان کے لئے ایک ایسی دستور کے لئے کوششیں شروع کر دیں، کینیاں قائم کریں، وغیرہ وغیرہ۔

یہ علمی دنیا کا ایسا ہے

باش قریب میں کھس ہوئی اور کی ہک سوچو اپنی ہی کتابوں کے نفسی مسائل کا حق کو چھپا کر اپنے اختلاف کرنا اور ان کو تحقیق کا نام دینا، علمی دنیا کا ایک ایسا ہی کہا جائے گا۔ ہم اس کا تجربہ دہائیوں میں پیش کر رہے ہیں۔ ایک یہ کہ آیا حضرت مجدد الملوک جی نے جو اسلامی کام شروع کیا، اس کام اور حالات کو پاکستان والے دو قومی نظریہ سے کوئی اور کی بھی مشابہت یا مشابہت ہے؟ دوسرے یہ کہ سب اہم برطانوی ملاء برطانویوں نے ملک کی آزادی اور قریب پاکستان سے آخر تک روزے لگائے، اور داسے، اور سے، لٹے، اور ہر طاقت کی، جو تجربہ دکھاتا ہے سوچو ہے۔ جب کوئی نہ چلی، اور ۱۹۴۷ء میں قومی اسمبلی میں ایک نہ لکھدی تھیں نے لکھی اور سارا سطر صاف ہو گیا، کہ ملک آزاد ہونے ہی والا ہے اور اس طرح آزاد ہونے والا ہے، کہ تقسیم ہو کر پاکستان اور ہندوستان دو ممالک بنیں گے، تو پتا بھی نہیں کہ وہ دوسرے ممالک بھارت، صرف پاکستان پاکستان کہنے لگے۔

اب اصل حقائق دیکھیں

دو قومی نظریہ نے ۱۹۴۷ء کے بعد جنم لیا۔

حمود ہندوستان کی سیاسی تاریخ سے واقف ہر ایک چاہے کئے نفس کو تسلیم ہے، کہ ”دو قومی نظریہ“ کے قائل نے جنم ہی ۱۹۴۷ء میں خیر و بد کے دو گیل کے طور پر لیا۔ اس سے پہلے ۱۸۹۰ء کے عشرے سے لے کر عکسہ خود اختیاری یعنی Local Self Government میں زیادہ اختیارات کی قریب کے خلف مراحل میں ہندو مسلم اتحاد کی کا سوال پیش بھیہ کیاں پیدا کرنا رہا۔ دوسری طرف ملی طور پر انگریز سے زیادہ اختیارات لینے اور آگے سرے میں ہمارے ملک کے لئے ایک آئینی حکومت اور بلکل آزادی کے مراحل میں اور پھر آزاد ملک میں ہندو مسلم اتحاد اور مل جل کر، بننے کی راہ تلاش ہی ہر ایک ضرور تسلیم کرتا رہا۔ جس میں سب کے حقوق محفوظ ہیں اور امن و سکون ہے۔

برصغیر دنیا کا انوکھا اور منفرد ملک تھا

ہر ایک کو مسلم قرار دینا کا یہ سب سے بڑا ملک آبادی کی نوعیت کے لحاظ سے دنیا جہاں سے ایک اپنی نوعیت کا ملک تھا۔ اس ملک کے مشرق اور مغرب والے حصے کے پانچ صوبوں میں آبادی کی اکثریت مسلمان تھی، لیکن وہاں ہندو آبادی بھی انہی خاص تہذیبوں میں تھی۔ درمیان کے طویل دستچلے والے گیارہ صوبوں میں مسلمان آبادی کبھی بے اکٹھی نہیں ہوئی۔ یہاں تو میں ایک ہزار سال تک مسلم حکمرانوں اور حاکم کی وسیع انتظامیہ کی وجہ سے مثالی امن و آشتی سے دو رہی تھیں۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے ایک خاص منصوبے کے تحت ہندو کو برصغیر میں آگے بڑھایا۔ ان میں حسب کو طوب بہادری۔ جس کے اثر میں آ کر ہندو مسلمان کو اپنے حقوق کا غائب سمجھنے لگا، اور اپنے ایمان کو کے منصوبے بنائے گئے تھے۔

عسکرانی کے اصولوں بدل رہے تھے

دوسری طرف مسلم دنیا کی مختلف قوموں کی ناکامی، مغربی سرحد سے ملحق وسیع مسلم ملک کے مختلف ملکوں میں انگریز کی رہنمائی کی وجہ سے مسلمان ملکوں میں مقامی ہندوؤں، تقسیم و تقسیم کے عمل، اور ترک خلافت کی انتہائی کمزوری، اور آخر خاتمے سے برصغیر میں مسلم اتحاد کی دہائی کی ساری امیدیں ختم ہو چکی تھیں۔ اس طرح اب انگریزوں سے جان بچانے کا اکیلا ذریعہ صرف ملحق حاکم کی جدوجہد ہی رہ گیا تھا۔ دوسری طرف عسکرانی کے انداز بدل رہے تھے۔ مغربی ممالک، اہل جمہوریت ایک شہرے چنے کی شکل میں دنیا کے تمام ممالک میں بھی مقامیوں کی شکل میں ابھرائی لے رہی تھی۔ ہندوستان میں بھی ۱۸۹۰ء کے طعنے سے ہندو قوم مسلم دنیا کی اہم تنظیموں کی طرف سے مقامی حکومتوں اور بلحاظی اور مرکزی حکومتوں میں زیادہ اختیارات اور نمائندگی کے مطالبے اٹھ رہے تھے۔ انگریز سرکار ان کو امداد میں لائے، بلکہ دیکھ رہے اور کچھ لائے اور کمپنیاں مقرر کرتے رہنے کی آگے بڑھ کر نکلیں رہی تھی۔ انہوں نے سب سے زیادہ ہوشیار (پاکستانی) ہندو مسلم اتحاد میں دھڑائی ڈالنے اور متحدہ ہندو قومیت پر حاوی میں رکھائی۔ کیونکہ ان کے وجود کے مطالبات کا اکیلا ذریعہ تھا۔

بھینے کا واحد ذریعہ ہندو مسلم اتحاد تھا

یہ بھی صاف ہو گیا تھا، کہ ملک کو غائبانہ گرجا کی حیلوں سے بچانے اور اس سے اس کے اقتدار کے دور میں جو نتائج حاصل کی جاسکتی ہیں، اور ان کا جب آخر کار، اہم اہم آزادی ہی ہوگا، تو سب بلکہ اس طرح نہیں ہوگا، کہ اقتدار کسی ایک قوم کو ملے۔ بلکہ مغرب کی جمہوریت کی طرز پر انتخابات، اسمبلیاں اور آئینی طرز کا ہی نظام ہوگا۔

سب اتحاد کے حامی اور داعی تھے

اس لئے سب علیحدہ حزاب و جماعتوں کی قیود کا مرکزی ٹکڑا بھی رہا، کہ کسی طرح ہندو مسلم تہذیب کی علیحدگی کو ختم کیا جائے۔ ان کو الہام و تہذیب کی اس سطح پر لایا جائے، کہ انگریز کے قوت لے اور آئینی اصلاحات والے نظام حکومت میں بھی، اور آئینی بل کر آزادی والے نظام میں ہر ایک کے حقوق، حدود و واضح طور پر علامت، رہیں، علامت نظر آئی۔

یہ اسی کا نتیجہ تھا، کہ شام مشرق نے ہندی ترانہ کی جگہ سے اتحاد کے داعی کی شہرت پائی، اور قائد اعظم کو اتحاد کے پیغامبر کا لقب ملا۔ ڈاکٹر مسعود صاحب بھی لکھتے ہیں کہ ”مولانا بریلوی نے اس دور میں مسلمہ اسلامی وحدت کے لئے (کتاب الیوم) کے ذریعے کوشش کی۔ جب ڈاکٹر اقبال اور قائد اعظم جیسے مسلم لیڈر بھی ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے۔ خود قائد اعظم نے ۱۹۱۶ء مسلم لیگ کے اجلاس میں فرمایا تھا، کہ ”تو سوار اختلاف کو کسی قیمت میں برداشت نہیں کر سکتا، اور اس کے ایسے غیر حوصلہ بیٹھیں (اور ملی کوششوں) کو دیکھتے رہنے سہنے کو کھیلنے نے اس کے ہندو مسلم اتحاد کا علم بردار بننے کی واٹس کوئی کی تھی۔“ (حیات مسعود ۲۵۷ء) رضا حکن، ص ۲۳ (۱)

(۱) ڈاکٹر صاحب کا یہ تاثر اختلاف کی بھی عکاسی ہے، کہ ۱۹۲۰ء میں ہندو کے خلاف، کامل عمل بغض اور نفرت پہلی کتاب ”الیوم الاسلامیہ“ اور خلافت تحریک کی علت خلافت سے مسلمہ اسلامی وحدت کو کسی طرح قائم، پہچانہ ام نے فصل سوم کے شروع میں اس کی پوری تفصیل دی ہے۔ تاریخی کام ہی بلکہ لکھنے کی کوشش کریں، کہ ان کی کھجور کیا آتا ہے۔

اتحاد نوٹنے سے حالات بد لے، اور سوچ بدلی

بہر حال ان کے صاحب اس کچھ پر دوسرے خارجین سے متفق ہیں، کہ ”انگریز کوچہ“ سے دور میں اس بھی مشکل کبھی پیش نہیں آئی۔ اور یہ اس کی دکارت چالوں میں سے اہم ترین کامیابی مانی جاتی ہے۔ کہ پانچ سال تک حائل رہنے کے بعد آفریقا نے اپنے نوے حصے بعدواؤں کی مدد سے حالات کو دوسرا سا دکھایا، اور ان ہی سے گامی ہو رہا تھا کہ گامی سے ۱۹۲۳ء میں فریک کے خاتمہ کا ایک طرف اعلان کر دیا، آخر اس اتحاد کو توڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن بریلی کے اعلیٰ حضرت کو یہ دیکھنا نصیب نہیں ہوا، اس کی موت دیکھیں ہی گئی۔ اس نے ۱۹۲۱ء میں ان حالات میں ہی وفات پائی، کہ اس سے اپنے ساتھی بھی اس کا ساتھ چھوڑ چکے تھے۔ یہ حالات ہم فصل سوم میں خود انہوں کی ذہنی تفصیل سے جان کر آئے ہیں۔

نہرو اور پورٹ نے یہ قیامت ڈھائی

یہ اتحاد ۱۹۲۱ء میں بنایا گیا، کہ پھر کبھی نہیں قائم ہو سکا، اور بعد مسلمان علیحدگی ہو گئی۔ دوسری طرف انگریز نے لوگوں کا جہل غفلت کرنے کے لئے اپنی حکومت کی طرف قدم بڑھایا۔ آئینی خاکے کے لئے سامن نہیں مقرر کیا۔ جس کا بیجاٹ ہوا۔ کانگریس نے ”نہرو رپورٹ“ کے ۱۹۲۷ء میں اپنا آئینی خاکہ دیا، جس میں کڑے بعدواؤں کو نظر آئے۔ بعدواؤں کو اقلیت کو قائم رکھنے کے لئے، اسے بڑے ملک کے لئے اور اپنی طرف حکومت اور صرف ایک مرکزی اسمبلی کا خاکہ دیا۔ جس سے مسلمانوں کو سخت ترین اچھے پہلو۔ جس پر کابہ اعظم نے فرمایا، کہ یہ جہاں کا دن ہے۔ اسی سے بعدواؤں کا غیر چلے اور دیا، اور مسلمان کارکنوں کو جہاں اقبال نے ۱۹۳۰ء میں ان آراء میں یہ خیال پیش کیا، کہ ٹھہرا ۲۱ ہے، کہ جہاں لوگوں کی اقلیت کی وجہ سے مسلمانوں کو اپنی اقلیت کے حالات میں اپنی الگ حکومت ملے گی۔ ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۱ء تک اپنی حکومتوں پر اتفاق کے لئے کل پور کانگریس ہو گئی۔ لیکن لٹاکھ کے نائب اور آئینی خاکے پر اتفاق نہ ہو سکا۔ علیحدگی ہو گئی۔ آخر خود انگریز نے ۱۹۳۵ء کا ایسا ایکٹ دیا۔ جو وفاقی نظام پر مبنی تھا۔ مسلمانوں کی اختیارات ہوئے، جن صوبوں میں بعدواؤں کو اقلیت تھی، وہیں کی مسلمان حکومتوں نے خوب قصب دکھایا، اور رام راج سے تو انہوں کو ملے چارہ دھونے کی طرف بڑھنے کی کوشش کی۔ بعدواؤں مسلمانوں کو شرم ہوئے، وغیرہ وغیرہ۔ جن سے سختی

حاصل کر کے مسلمانوں کے ایک وطن اور دینی قوتی نظریے نے زور پکڑا، آخر ۱۹۵۷ء میں اس کے تحت ایک وطن کا مطالبہ کیا گیا۔

یہ کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا

اس ساری تفصیل سے ہماری غرض یہ نکالنا تھا، کہ ڈاکٹر مسعود صاحب نے یہ پاکستان فرمایا ہے، کہ دینی نظریے پہلے ہی کے مروجہ فاضل بریلوی نے پیش کیا، یہ واضح طور پر قیض لگتا ہے۔ اس وقت تک کسی کو خواب و خیال میں بھی، یہ تصور نہیں آیا تھا، اور نہ حالات نے اس طرف بڑھتی ضرورت پیدا کی تھی۔ لہذا یہ کسی کے خواب، اہلیت کی لاشعری کے تحت کے لئے ہدایت کا انتخاب جیسے سوالات اٹھتے اور کبھی مل اور کبھی فصل کا تصور ہوتے رہے۔ لیکن ہدایت کا کسی نے سوچا تک نہیں۔ خود ڈاکٹر صاحب کے مروجہ فاضل بریلوی نے بھی کبھی بھی بعد تصب کی کوئی علامت نہیں کی۔ (سوائے "کا کھلی" کے مسئلے کے ایک سہل کے جواب کے) بعد کو اور بعد ازیں والے حقوق کا حقدار اور نہایت نرم اخلاق استعمال کرتے رہے۔ آپ پھر فصل سوم میں ہمارا تجربہ دیکھیں، کہ اس نے پکا یک پہلو ہوا اور ایک سینے پہلے تک والے بعد کے لئے پکا یک ذی کی بجائے حریفی کا لٹوی دے کر، ایک ناقابل عمل داخلہ پیش کیا۔ جس کو ہر ایک موجود اپنے پرانے نے "اپنے حسن انگریز" کو سمجھتا ہے، ٹالنے کی ناکام کوشش فرمادیا۔ مکمل پچاس برس تک کسی نے اس کتاب کو یہ رنگ دینے کی کوشش تک نہیں کی، اور نہ ہی کسی نے یہ لکھا، کہ فاضل بریلوی نے کبھی کبھی کیا سیاست میں بھی بکھر رہا۔ یہ وہاں گئے ڈاکٹر صاحب نے ہی اپنے مشرک، بریلویت کے بعد مکمل لاپ میں اپنے مروجہ کو پچاس برس کی طویل گمانی سے ٹالنے اور امید دہانی ہم کو آغاز دینے کے لئے پیش کئے۔

احمد رضا خان نے سیاست میں کوئی حصہ نہیں لیا

دینی نظریے تو ہماری بات ہے۔ فاضل بریلوی نے تو ہماری زندگی نہ انگریز کے خلاف بکھڑا تھا، اور نہ سیاست میں کوئی حصہ لیا۔ یہ جنہوں اور یہ بھڑی پہلی بار ڈاکٹر مسعود نے پیش کیا۔ جس سے بریلویوں کو سنے سنے جنہوں ملے۔ اس کی احوال بددی۔ اور احیاء دہائی ہم کے لئے ہمیں بدیہیں۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب کی اس نئی انگریز تحریک پر بھی کتاب کے چرچے ایٹن ملت تحسین کئے گئے۔ اور دوسری کتاب "فاضل بریلوی علامہ ہارڈی نظریے" کے بھی اور ایٹن ملت تحسین ہوئے۔ نہ مسلم کا یک یہ رقم کہاں سے بری!

فاضل بریلوی کی سیاست پر کتابیں

آپ نے بھیجیں۔ کہ یہی محفل ڈاکٹر محمد مسعود صاحب اہل مغربی سیاست کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ اپنی کتاب ”حیات سولہ احمد رضا خان بریلوی“ میں طوم قدس وادید کے لئے انہیں صلاحت کے مقابلے میں۔ سیاسیات کے لئے چالیس صلاحت لکھ کر دے ہیں۔ میں عدا پر شروع اس طرح کرتے ہیں کہ ”و ایک عظیم مدبر تھے۔ سیاسیات میں بھی بڑی سمجھوتہ رکھتے تھے۔ ان کے متعدد اہل عقائد و مسائل نے ملی سیاست میں اہم کردار ادا کیا اور سیاست دانوں کی رہنمائی کی“ پھر ہر ایک کی اپنے انداز سے تقریر کرتے ہیں۔

ان چھ رسائل کی اصل حقیقت

۱۔ اٹلس افگری قریب القریٰ: ۱۸۸۰ء۔ یہ فطری رسالہ ایک سوال کے جواب میں خالص گمانے کی قربانی کے اسلامی شعراء نے کے بارے میں لکھا۔ جب کہ شدت پسند بعد اس کی حقیقت کرتے رہے تھے۔

۲۔ اطلاق نظام ایمان بخیر و صلاح دارالسلام: ۱۸۸۸ء۔ اس میں صلاحت — فطری رسالے میں تین سوال ہیں۔ پہلے سات صلاحت میں جواب ہے، کہ بخیر و صلاح دارالسلام ہے۔ اور یہاں کا بخیر الی ہے، جو صلاحت میں مسلمان جیسے حقانی رکھتا ہے۔ دوسرے سوال کا جواب آٹھ صلاحت میں ہے، کہ بخیر و اخلاقی اہل کتاب ہیں، یا شرک سے کوئی سیاسی بات نہیں۔

۳۔ تذکرہ علماء و نہایت: (۱۹۱۳ء)۔ فکھ کے ایک ذرا حاشیہ لعل نے سوال پوچھا، کہ مسلمانوں کی سماجی بدحالی کو دور کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ جواب میں بخیر و صنعت کی طرف توجہ، لیکن حد تک ایسی کی تہارت، اپنا انگ بیک و غیرہ، جیسے خاص سماجی علاج بتائے گئے۔ اس میں بھی یہ نہیں لکھا، کہ خوش حال ملک اور خوش حال مسلمان کیسے پیچھے کیا۔

۴۔ ۱۰۰۰ امینش فی الامان من القریٰ: (۱۹۲۰ء)۔ تیس صلاحت کے اس رسالے میں میں خلافت تحریک کے مروج کے دور میں یہ مسئلہ اٹھایا گیا، کہ ترک خلافت کے حقدار نہیں تھے، اس پر مکمل تبصرہ ہم تبصری فصل کے شروع صلاحت میں لکھ چکے ہیں۔

۵۔ الطاری العاری و ملی بطولات الماری (۳ جلد) (۱۹۲۰ء)۔ سر محمد امجد علی عسکری

خلافت کھنکھانے لگی۔ پھر ان کے خلاف کتابت۔ یہ سب ان کے اندر ہے مگر آپ خلافت
 قریب میں ان کا منہ، باتوں اور بیانات کی وجہ سے ایک نیا ایک نظریاتی خلافت کے قیام
 ہیں۔ تو یہ ثابت ہیں۔ کیا کفار کریں انہیں وہ جواب اور جواب، سہل اور سہل کا یہ سلسلہ
 مسلسل چلتا رہا، دوسرے دوسرے اور سے مزید حتیٰ سے کفری بیانات۔ آخر وہ خاموش
 ہو گئے۔ اور سے مسلسل دیکھا ہوتا رہا کہ جواب وہ۔ کیوں نہیں دیتے۔ یہ خلافت کتابت انہیں
 میں ہوتی رہی اور خاتمے پر ۱۹۳۰ء میں انہیں شائع کی گئی۔ مرکزی کتبہ مسلم اتحاد، اس کا
 طرح کار کی بحث ہی نہیں۔ بلکہ ان کا صاحب سیاست میں شمار کرتے ہیں۔
 ۱۔ ایک انوکھا (۱۹۳۰ء) اس پر کافی بحث ہم پیش کر چکے ہیں۔

ان میں سیاسی مسائل کا کوئی بیان نہیں

اب یہ تو کوئی دوسرا بریل ہی ان مختلف مسائل کو چھ کر تھے، کہ ان میں
 ایسے کون سے اہم سیاسی مسائل کس طرح بیان کئے ہوئے ہیں۔ جن کو دیکھ کر ڈانٹ سب
 کے ان بیانات کی تصدیق کی جائے، کہ ”ان مختلف مسائل نے لی سیاست میں اہم کردار ادا کیا
 اور سیاست دانوں کی رہنمائی کی۔“ (ڈانٹ صاحب یہ بھی نہیں بتا سکتے ہیں، ان میں سے
 سیاست دانوں نے اس رہنمائی میں کس طرح کام کیا۔ آپ خود دیکھیں، کہ پہلے دانتیں
 دانتوں کو خود خود ہر روز جانے کے لئے نکال دیا گیا ہے۔ ہاتھ تینوں دانتوں کے خالص خلی
 کتبہ چھٹی پہنچے ہیں۔ ان میں سیاسی حالات، ان پر بحث، اور اپنی طرف سے اپنے نظریے کا
 کسی حل کا کوئی ایک جملہ بھی کہیں نہیں ملتا (۱)۔

(۱) البتہ یہ صاف ظاہر ہے، کہ اس سب کچھ کا خلی بریل ہی ملک کے سوانح (آزادی)
 کی ہی کوشش تھی۔ کتاب ”انوکھا“ کا ایک حصہ ہے ”اصل مقصد یہاں کہ ملت حاصل کرنا
 ہے، ترکوں کا ہم کوئی ہے۔“ (ڈانٹ مسعود صاحب بھی سیاست کی کھیل میں سطر ۱۹۳ء لکھتے ہیں، کہ
 ”۱۹۳۳ء بریل نے اس کی خدمت حاصل کی۔ ان کا خیال تھا کہ قریب کے پورے میں سوانح کے
 لئے وہ سوانح کی چوری ہے۔ خلیات و خواہ سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔“ اب سب وہ سوانح
 (آزادی) کے خلاف تھے، سوانحی طرف سے بھی کہیں نہیں تھا، کہ اگرچہ سے کون سے حلقے چلے
 کے لئے کس قسم کی جدوجہد کی جائے، یا سوانح سے موجود نہ ہوگی کے حساب کا مسئلہ کس طرح حل کیا
 جائے، تو بلکہ سیاسی، رہنمائی اور سمجھوتہ کہیں نہ نکلائی!

ہی غیر منطقی حرکت ہے۔ انہوں نے ہر ایک سب میں فاضل بریلوی کے لئے دو بیچین بنادے ہوئے، نہ وہ انگریز سے ہی واقف ہیں، اور اس کو اس مسئلہ سے نکالنے کے لئے میدان میں آئے ہیں۔ انتہاء کے لئے یہ کام کرتے رہے ہیں۔

انگریز نوازی کا الزام

سادہ زندگی میں انگریز کے خلاف کچھ نہ لکھئے، اور تحریک کے دوران بھی حتیٰ ہی موقوف کی وجہ سے آخر ہر ایک کو نے سے انگریز نوازی کے الزام دے دیے، اور مکمل نظر انداز ہی نصیب ہوئی۔ یہ الزام مکمل کنایہ کی بجائی وجہ تھا اور ساتھ پیکار رہا۔ یہاں تک کہ امپراتور کی ہم میں بھی اسی کو الزام لگایا کہ اس کی منطقی کے لئے ڈاکٹر مسعود صاحب کو ہی ۱۹۸۰ء میں غم و غماز بنا۔ اور اسی مصلحت کی ایک الگ کتاب "ہام" لکھا ہے کہ "کھنٹی جی۔ لیکن تاریخ کا یہ حقیقت بھی اس کی منطقی میں صرف ایسے ہی دلائل دے سکے، جو خود ان کی تحقیق کی مسامحت اور دیانت پر الزام ہی تھے۔ اس کی تفصیل ہم توہذا آگے بیان کریں گے۔ وہیں آپ بھی دل کھول کر اس تحقیق کی داد دیجئے گا۔

امام ربانی سے مناسبت

خانہ دینی بھڑی کہلانے والے ڈاکٹر صاحب نے ایک اور نکلا اندھیریہ بھی کیا ہے، کہ اپنی پہلی تحقیق، یعنی "فاضل بریلوی اور ترک سولائے" میں اپنے مروج فاضل بریلوی کو خواہ مخواہ جبراً سار مانے ہوئے مجدد امام ربانی سے مناسبت دی۔ اور اس کی ہر لحاظ سے حتیٰ کتاب "انجین" کے لئے کھنڈ، کہ امام احمد رضا کی ہندو مسلم اتحاد کی ذاتی کنز حاکمیت کے پیچھے در حقیقت دہلوی نظریہ پایا ہوا تھا۔ جس کے پہلے بانی امام ربانی تھے۔ جس نے اکبر کے دور میں یہ نظریہ پیش کر کے اس پر عمل کیا۔ احمد رضا سے ہی علامہ اقبال نے یہ نظریہ اخذ کیا۔ اس پر "چہ نسبت خاک واد عالم پاک" کے ساتھ لکھا گیا کہ ہاں سکتا ہے۔

یہ مناسبت قطعی ہے جوڑ ہے

ہر ایک کو معلوم ہے، کہ امام ربانی کے دور، حالات اور اصلاحی کام کو اس دور اور حالات

سے کوئی مناسبت ہی نہیں تھی۔ وہ ایک مطلق اہلخانہ کی بجائے لوگوں کے اثر میں آ کر اپنی طرف سے اسلام اور بعد از مذہب کے اوصاف کی کوشش تھی۔ تاکہ ایک نیا مذہب دین الہی کے نام سے رائج کر سکے، بعد از مسلم کی تفریق کو ختم کر سکے، ایک ہی ملت میں مذہم کیا جائے۔ اس گمراہ بادشاہ کے دماغ میں یہ بات بخارائی گئی تھی، کہ اس طرح عکرم ان اور سب رعایا کا مذہب، تہذیب و تمدن، عقائد، رسوم، تہوار سب ایک ہو جائیں گے۔ اور اس خاندان کی حکومت کے انتظام میں کوئی رکاوٹ نہیں رہے گی۔ اس میں اسٹیج اگلی دکھانے کے لئے بادشاہ کے اسلام سے باہمی دامن نے اول ان رسوم، تہوار اور اسلامی شعائر کو نکلایا، جو خاص شعائر یا بنیادی عقائد تھے، بعد از انگریزیت نے اس کو بغیر حقیقت کھت کھت کر حرج و مرجہ دیا، پھیلانے شروع کئے، اور ان کو حرج و مرجہ دیا، خود بہ خود مٹ گئیں۔ علماء، سادات، اہل اہلوت نور حالات کی حالی بھر کر دلوں و دھنوں سے دولت ہزار نے لگ گیا۔ دوسری طرف مطلق اہلخانہ حکومت کے خلاف کوئی تاثر آہر نہیں اٹھ سکتی تھی، خصوصاً جب کہ آزادی کی انگریزیت پر حالات کی پادشہ ہو رہی ہو۔

امام صاحب کا ہمہ گیر کام

ان حالات میں اٹھ پاک نے قلع اور سرحد کی ہزار سالہ جد کی طبعی صلاحیتیں، روحانی بلندیوں، اعلیٰ ترین اسلامی کردار، بے مثال محبت و خیرات، بے غرضی، مرد و عورت کا ہمہ فراست اور محبوب شخصیت دے کر، اپنے دین کی حفاظت اور انبیاء کا کام لیا۔ جس کے کام کی ہمہ گیریت و کچھ کہ خود راست نے اس کو ہزار سالہ جد، حلیم کیا۔ جس پر کبھی نہیں سے کوئی نزار نہیں ابھرا۔

امام صاحب کو مطلق اہلخانہ حکومت سے پالا جاتا تھا۔ اس کی پہلی تہذیب بادشاہ، عکرم ان طبع، مگر بے امیر امراء اور انتظامی حکام کی ذہینت اور اصلاح کی طرف دیتی۔ ان سے رہنما قائم کئے۔ جہاں گیر کی پالی اور کھلی اصلاح کے لئے خاصہ وقت ان کے ساتھ سفر و حضر میں گزارا، شاہ جہاں اور اورنگزیب ان کی تربیت میں آئے۔ اہم عہدہ دلوں سے رہنما قائم کئے، سمجھوں اور خط و کتابت سے ان کی اصلاح کی۔ سب بادشاہ سے بغیر شرعی احکام منسوب کر دئے، شرعی احکام جاری کر دئے، بعد ازاں کو اپنے جائز حقوق میں وسعت لگئی دکھا کر، ان

کی مخالفت اور مطالبات کی شدت میں کمی لائی، ۱۳۰۳ء کے مضبوط نولے کے پہلے کھول کر میں
کا زور، توڑا۔ مہم کی اصلاح کے لئے بیگلروں، ملا، اور تربیت یافتہ علماء کو ملک کے گوشے
گوشے میں بھیجا۔ سب امراء، اہم شخصیات اور اپنے عقیدوں سے وسیع علم و کتابت کے
ذریعے ان کی برکیر اصلاح کا کام جاری رکھا۔

اسنے وسیع اور اسنے برکیر اصلاحی کام سے پہلی سکھائی حکام اور مسلم معاشرے میں میرا
انتخاب آیا، کہ خود اکثر صاحب بھی اپنی کتاب ترک سہلات میں ۳۰ برس کا تجربہ پیش
کر کے یہ لکھی دیتے ہیں، کہ ”اگر حضرت مجدد کا یہ کام نہ ہوتا تو پاک و ہند کے حالات نفسی
تغلب ہوتے، اور یہاں تکرو باطل کا بیباقتلا ہوتا، کہ سوچ بھی نہیں سکتے۔“

امام صاحب کی اتنی تلاش کے باوجود اکثر صاحب کی طرف سے امام صاحب کے
کام کو ”دوقوی نظریہ“ کا بانی قرار دیا، اور پھر اپنے مروج فاضل بریلوی کے فاضل نظریات
سے بھرے ہوئے کام کو بھی اسی دوقوی نظریہ کے احیاء کا لقب دیا، اپنے مروج کی نسبت
بڑا سا دل برداشتہ دکھانا، ایک ایسی ہی نسبت کی جانچ ہے، جو غالب مرحوم کو کبھی سے جنوں
کی نسبت نظر آئی اور اس شعر میں جان کی:-

گو وہاں نہیں، چہ وہاں کے نکالے ہوئے تہ ہیں

کبھی سے ان جنوں کو بھی نسبت ہے، وہ کی

حرف فاضل لکھتا ہے، کہ اکثر صاحب کو یہ بھی ایسی طرح عظیم ہوگا، کہ ان کے
مروج فاضل بریلوی کو امام دہلوی مجدد اہل حق کے لئے دلی کوربت تھی، جس کا تحصیل ذکر
اگلی فصل میں آ رہا ہے، جس کا عنوان ہے، ”زمین کھا گئی، آسمان کیسے کہئے۔“

بہر حال بات سمجھاتے کہانی دور نکل گئی۔ سب دابھی اصل بات پر آئے۔ جس کا بیباکی
تھو یہ تھا، کہ کسی بادشاہی حکام میں دوقوی نظریہ کے تحت آزادی کے لئے سوچنا تو ممکن ہی نہ
تھا، وہاں مسائل کی نوعیت ہی ایسی تھی۔ اگرچہ کے دور میں بھی ہند کے ساتھ بیباکی آتے
آتے ملک کی آبادی کی خصوصی نوعیت کے تحت، اس کی ضرورت اور دلیل نے بھی ۱۹۳۷ء میں
نہرو رپورٹ کے بعد اختلافاً سا لیف جنم لیا۔ جو بعد میں ہندو مت دھرم کی وجہ سے نمایاں
ہو رہا۔ ۱۹۳۷ء کی ہندو اکثریت والے صوبوں میں ان کی حکومتوں کے پڑھتے ہوئے
نصب، اگرچہ کی چالوں، اور دوسرے حالات نے اس کو یہاں چڑھا دیا۔ جس سے آنکھ

کے دس سالوں کے بعد دور میں اس نے منصفہ و حقیقت کا وجود لے کر کام لیا۔ بقول ایک محقق
پروفیسر داتوئی ٹھریہ اور پاکستان کے وجود کا اس دور حقیقت انحراف کا پیدائیا ہوا ہندوئی ہے۔
جس نے اپنی اقلیت کے علم بردار مسلمانوں کے لئے دوسرا راستہ چھوڑا ہی نہیں۔^۱

اس سے جمیعت العلماء ہند میں بھی انتشار

سیاسی میدان میں موجود ہندو لیڈروں کی ایسی خاصی تھوڑی اس وجہ سے کہ اس طرح
اختیار کر لگی تھی، اور سکھ رشتہ کی وجہ سے ان کا گریس میں بھی اتکا ہڑ پیدا کر لگی تھی، کہ خود جمیعت
اعلاء ہند کے چوٹی کے علماء میں سے کچھ عالم مثلاً مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا مصلحی اور شعلی
مولانا قاضی کے بھانجے مولانا ظفر احمد عثمانی وغیرہ نے جمیعت سے الگ اپنا الگ گروپ جمیعت
اعلاء اسلام کے نام سے بنایا۔ اور مولانا اشراف علی قاضی کی جانب بھی اس کا نہ مل ہوئی۔
۱۹۴۰ء کی قرارداد پاکستان کے بعد دہلی کے علماء نے اسی گروپ کے نکل کر مسلم لیگ کی
پاکستان کی تحریک میں اس کا بھرپور ساتھ دیا۔ اور ۱۹۴۵ء کے انتخابات میں ان کا اثر نمایاں
طور پر سب کو صاف نظر آیا۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے۔ جس کی کھلی گواہی بریلی کے علماء کی مسلم
لیگ کی طاقت میں کھلی گئی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ مثلاً حزب اختلاف لاہور، نئی طرف
سے مسلم لیگ کے خلاف جو کتابیں شائع ہو، جو ”الجمہوریات مسلمہ“ کے ساتھ شامل ہیں۔ شائع
ہوا، اس میں جواب نمبر ۲ میں ایک واضح اعتراض یہ بھی ہے، کہ لگی لیڈروں کے جلسوں میں
مرتبہ قاضی کو شیخ الاسلام، حکیم لاسٹ کہا جاتا ہے، اور ان کے لئے زینہ باد کے غرے لگائے
جاتے ہیں۔ اور سرکاری طور پر اس کا اعتراف اس طرح کیا گیا ہے کہ پاکستانی جہت سے کی
جلی پر جم عثمانی مولانا شبیر احمد عثمانی سے کردائی گئی۔ اور اس کو دستور ساز اسمبلی کا ممبر بنایا۔

دوسرا نقطہ نظر

دوسری طرف مولانا حسینی احمد دہلوی اور جمیعت کے دوسرے رہنما اس کا نقطہ نظر یہ تھا کہ
یہ مسائل اپنی جگہ درست تھے، لیکن ان کا طابع تقسیم نہیں۔ بلکہ کر کام کرنے والے تھے، جنہوں
ہوئے ملک کے سب مسلمانوں کا ایک موخت ہر بے رہنے میں ہے۔ جس سے نئی تقسیم
ہند کے ساتھ توازن قائم ہو سکا ہے۔ اگر تقسیم کو طابع سمجھا جائے گا تو تقسیم دینی اور ملی

مکی تو بھی جواب یعنی کتاب لکھتے ہیں اس کا حوالہ بھی ہی کوئی کر سکے۔ چنانچہ پہلی ہی یہ تھا کہ انگریز کی ان کتابوں کی وجہ سے ترک مسلمات کیوں گھج گھج رہے۔

مسلم لیگ کو فعال بنایا گیا

بہر حال بعد سے قطعی واضح ہے کہ نے مسلم لیگ کو فعال بنانے کا فیصلہ کیا۔ قائد اعظم برطانیہ پہنچ کر رہیں آ گئے۔ مسلم لیگ میں نئی جان پیدا کی گئی اور تحریک میں زور آ گیا۔ بعد ہے کہ محض حسب غایت ہوا اور کچھ نہیں سمجھا۔ جس سے پاکستان کے نظریہ اور مسلم لیگ کے پروگرام کو اختصیت پہنچتی رہی۔ تقسیم سے پہلے کی کشمکشیں بھی عروج کو پہنچنے کی راہ پر چل پڑیں۔ جن میں مسلم لیگ نے بھی کافی لپک دکھائی۔ لیکن بعد حسب بھی عروج کی راہ کی طرف چلا رہا۔ جس سے مسلمانوں کی اکثریت پاکستان کو ہی مسلمانوں کے چا کا مل اور ایک راستہ سمجھنے لگی۔ مکی علماء بھی جیسے علماء ہند سے آفراتگ ہونے پر الجھ رہے تھے اور پاکستان کی تحریک میں شامل ہوئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ نومبر ۱۹۴۵ء کے مرکزی انتخابات میں سب مسلم جمعیں مسلم لیگ اکٹھی۔

برطانوی مکی مخالفت میں

اس طرح ۱۹۴۷ء سے نومبر ۱۹۴۵ء کے انتخابات تک کا دور پاکستان کی تحریک کے لئے فیصلہ کن دور تھا۔ اس دور سے دور بھی برطانویوں نے دے دے، نئے مسلم لیگ اور اس کے اہم شخصیات کی نہ صرف بھرپور مخالفت کی، بلکہ بر آں ہر ایک طرح پر ایک تحریک و فکر میں اپنے روایتی انداز میں ان کو مرتد اور کافر، بدھوں کو کافرانہ سمجھنے والوں کو بھی کافر اور مرتد بھی سمجھا۔ اور ساتھ ہی اپنی روایتی گالیوں اور ہندو بانوں سے بھی دل کھول کر فخر و جرات کی اس دور کی کتابوں میں داغی دکھائی بھی کر رہ گئیں۔ جن کی کچھ مثالیں ہم یہاں پیش کریں گے۔

اس کا کھلا تحریری رکارڈ

ہم یہاں یہ ان کی کتابوں کے نام اور مصنف کے نام لکھتے ہیں، جو ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۵ء تک لکھی گئیں۔ یہ واضح رہے کہ مطبوعات کے لحاظ سے ۱۳۵۸ھ سال کا بمبئی سن ۱۹۳۹ء تھا، قارئین کرام اس حساب سے غور حساب فرمائیں، کہ کونسی کتاب کس بمبئی سن میں

نہیں تھی۔ مصنف کا تعارف ہم کرواتے ہیں۔ پہلی سوانح اہرام اور زبان خود پختل کا مسطورہ ہے۔ گارہن کے فوٹو گیس ہم دے رہے ہیں۔

۱۔ ”مسلم لیگ کی تاریخ، بنیہ دی ۱۳۵۸ھ۔“ مصنف سید شاہ آملی رسول محمد میاں صاحب، سجادہ نشین، داربرہ شریف (اہل حضرت کا مرشد گھرانہ) اس پر وہی علماء کی تائید میں ہیں۔

۲۔ ”انکام شریعہ خود یہ بر مسلم لیگ۔ ۱۳۵۸ھ۔“ مصنف عظیم اہل حضرت، شیر پور اہل سنت، مناظر اسلام مولانا شمس علی خاں، جس کو بریلی اہل حضرت کا عظیم کہتے ہیں۔

۳۔ ”البحرانیات السیة علی زہاء السوالات اللہیکہ“ (۱۹۵۸ء) اس کتاب میں من تین بریلی علماء نے مسلم لیگ کے بارے میں پچھلے گئے اس سولات کے بارے میں طبع و طبعہ ایک دوسرے کی تصدیق کے ساتھ جوابات دیے ہیں:

الف۔ سید آل مصطفیٰ قادری، داربرہ شریف۔ ب۔ سید شاہ اولاد رسول محمد میاں داربرہ دی۔ ج۔ عظیم اہل حضرت مولوی شمس علی خاں، اس میں آخر میں چار سولات کا وہ لٹونی بھی شامل ہے، جو لاہور کے حزب اختلاف کے امیر کات سید احمد نے جاری کیا تھا۔

۴۔ ”فہرہ الدلائل علی کلمہ الباطلہ“ (۱۳۵۹ھ)۔ از امیر طاہر دانا پوری، فاضل مرکزی۔ حزب اختلاف لاہور۔ اس میں لہا اور کوئٹہ کی جمع جا کر مختلف مسلم لیگ لیڈروں پر قارہ کے قمر تانے گئے ہیں۔

۵۔ ”مسجد حب لعل السنہ عن لعل القعدة“ (۱۳۶۱ھ-۱۹۴۲ء)۔ از امیر طیب دانا پوری، ۶۷ سولات کے اس کتاب کا کافی تعارف پہلے ہی آچکا ہے۔ سرمدی پر دیکھیں، کہ کن چھوڑ دیا حقوں اور فرقوں کو اور ان کے علماء کو کافر مرد کہا گیا ہے۔ ساتھ ہی یہ ہذا حقوں اور گالین کا دلائل البصاف ہے۔

۶۔ ”الدلائل البصافہ علی کلمہ الباطلہ“۔ ۱۹۴۲ء کا نیا ایڈیشن۔ یہ لٹونی پہلے ۱۹۱۶ء میں مسلم لیگ پختل کا فرقوں کے خلاف اہل حضرت نے دیا تھا۔ جس میں مسلم لیگ کو بھی شامل کر کے ۱۹۴۲ء میں پراشایا گیا تھا۔ جس کے سرمدی کے ساتھ سولہ کانگرس بھی ہم دے رہے ہیں۔ ہارنیں کرام طور دیکھیں کہ قمر دانا پاکستان کے تین سال بعد بھی مسلم لیگ کو کیا کہا گیا ہے۔ اس لٹونی پر ۸۰۰ بریلی علماء کے دستخط ہیں۔

۱۔ ”صوائے حق“۔ اس میں ابن بریلوی طہارہ کو نصیحت ہے، جو مسلم یک میں شریعتاً
 نہ نئے تھے۔ یا ۱۱۱ جو مسلم یک کے بارے میں احکام شریعہ بیان کرنے سے خاموش تھے۔ اس
 کو ایک کی حالت میں میوہن میں آنے کی تاکید کی گئی۔ اس کا اشتہار کتاب اہل سنت میں
 ۱۹۳۸ء پر ہے۔ سو کہ اس اشتہار سے ابن ابراہیم کا حکم۔ ہم اس کا بھی غور نہیں دے رہے

تھیں۔

۲۔ ”بہار اہل اہل حق“۔ در علم اہل حضرت مولوی مشتعل خان۔ جو ۱۹۳۵ء میں
 میں مرکزی احکامات کے دور میں مجلس اہل سنت اہل بہت کی جانب سے شائع ہوا۔

دسمبر ۱۹۳۵ء تک بریلوی موقف یہی رہا

اس کتاب کے سطر کے صرف دو حوالے دیکھئے، کہ اکثر مسعود کے بعد ابن بریلوی طہارہ
 دسمبر ۱۹۳۵ء تک اہل حضرت کے دو حق کی نظر یہی کہیں کہیں ہر حق تائید اور تعلق کر رہے تھے۔
 (۱) ”بہر سلطان پر شریعت مطہرہ کی روشنی میں روشنی، کہ یہ سب افراط و تفریط صریح
 عمرات شریعہ پر مشتمل اور حرام نفسی اور نثر پر وہاں، نکال، انکار و مبالغہ ہیں۔ ان کے ہوتے
 ہوئے مسلم یک کی شرکت، درکیت، ادوار اعانت، حکم شریعت مطہرہ اسی طرح گناہ، منوج و
 حرام و ناجائز ہے، جس طرح گناہ اور گناہیں کی شرکت، درکیت، ادوار اور اعانت شرعاً گناہ
 اور حرام ہے۔ اس میں شریک ہونے والا ایسے ہی گناہ ہے، جیسا گناہ اور گناہیں کی شرکت
 والا۔“

(۲) ”بہار طہارہ پاکستان“۔ یعنی تقسیم ملک۔ کہ انکا یگیوں کا اور انکا بعدوں کا تو اس
 صورت میں احکام کفر تک کے توبے جسے میں یگیوں کی رضا سے پہلی ہوں گے۔ کہ وہی
 اس تقسیم پر راضی اور اس کے طالب ہیں۔ احکام کفر پر رضا کفر اور کم از کم صحت ہے دینی
 ہے۔“

یہاں غم آئیے

یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ لعلکم تفلحون

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چلوں کے ساتھ ہو

الحمد للہ یہ مبارک قرآنی جوس میں مسلمانوں کے مصائب

حاضر کے بچے معصوم اور بزرگ قتل، بے گناہ، دکانیاب، طاعن کافروں بیان

اور بدعہروں بدیہوں کی برون مرکب لگ کی بھانوں اور چاکتوں کا

شرعی نقطہ نظر سے واضح تبیان ہے۔ سس بنام تاریخی

مسلم لیگ مچی زرین نجم پوری

۱۳۵۸ھ

ملقب بلقب تاریخی

احکام شریعت بر بنیاد مالیک اہل بدعت

۱۹۳۹ء

نیر حیر اور اور رسول محمد میاں قادری برکاتی مارہری

عفی عنہ خادم حباد، حایر، خوشیہ، برکاتیہ مارہری

حب فرمایش حب سنت حب سیدہ حاجی اسلمیل حاجی سیدی صاحب

قادری و دیگر اراکین جماعت مبارکہ ۲ ہست مارہری

ساختہ پریس ایڈیشن میں ملج ہو کر

دفتر جماعت اہلسنت خاندان برکاتیہ مارہری، ضلع ایڈیشن خلیج ہوا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[illegible]

سید محمد علی

احکام نورانیہ شریعہ پر مسلم لیگ

۱۱ الفتح عبدالرحمن بن عبد شیریں بنت ناصر الاسلام حضرت مولانا میرزا علی صاحب قادیانی مفتی صاحب نظر

1

جہتی بیمار کے اہل سنت۔ سرکارِ کلان۔ مارہرہ مطہرہ۔ فصل ایڑ

بہترین اور سب سے زیادہ

محب بنت محمد و بنت سیفہ اسٹیل حاجی عبداللہ صاحب بیٹا لے وا۔ لہذا لکھ

[illegible]

خبر خوش کنی - مدح و تحسین

میلے کا پتا - حضرت امام علی علیہ السلام کا درجہ و شان کا تذکرہ - برکات الہیہ عربیہ ترجمہ - علی بن ابی طالب

بِحَمْدِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

ایہ سہ ماہیہ از مجموعہ مقالات حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی مدظلہ العالی کے ہاتھ سے لکھی گئی ہے۔ اس میں مولانا صاحب نے اپنے علمی و ادبی اور اخلاقی و روحانی صفات پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کے علمی و ادبی اور اخلاقی و روحانی صفات پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کے علمی و ادبی اور اخلاقی و روحانی صفات پر روشنی ڈالی ہے۔

سکس نام پڑھی

قَبْلِ الْقَاءِ رَعْلَى لِكْفَارِ اللَّيَادِرِ

یڈروں کی سیاہ کاریاں

مشرقی کا غلط مذہب نمبر ۸

فاضل دیوبند مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی مدظلہ العالی کے ہاتھ سے لکھی گئی ہے۔ اس میں مولانا صاحب نے اپنے علمی و ادبی اور اخلاقی و روحانی صفات پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کے علمی و ادبی اور اخلاقی و روحانی صفات پر روشنی ڈالی ہے۔

زبد الملوک بالجمال المعنوی النکاح المصنوی

فاضل دیوبند مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی مدظلہ العالی کے ہاتھ سے لکھی گئی ہے۔ اس میں مولانا صاحب نے اپنے علمی و ادبی اور اخلاقی و روحانی صفات پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کے علمی و ادبی اور اخلاقی و روحانی صفات پر روشنی ڈالی ہے۔

حرب فرانس و جرمنی کا تاریخی بیان - مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی مدظلہ العالی کے ہاتھ سے لکھی گئی ہے۔ اس میں مولانا صاحب نے اپنے علمی و ادبی اور اخلاقی و روحانی صفات پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کے علمی و ادبی اور اخلاقی و روحانی صفات پر روشنی ڈالی ہے۔

اراکین جماعت اہلسنت - مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی مدظلہ العالی کے ہاتھ سے لکھی گئی ہے۔ اس میں مولانا صاحب نے اپنے علمی و ادبی اور اخلاقی و روحانی صفات پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کے علمی و ادبی اور اخلاقی و روحانی صفات پر روشنی ڈالی ہے۔

طبع سلطان محمد امجد علی صاحب دہلوی مدظلہ العالی کے ہاتھ سے لکھی گئی ہے۔ اس میں مولانا صاحب نے اپنے علمی و ادبی اور اخلاقی و روحانی صفات پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کے علمی و ادبی اور اخلاقی و روحانی صفات پر روشنی ڈالی ہے۔

شائع کیا

part

قیمت

طبع سلطان محمد امجد علی صاحب دہلوی مدظلہ العالی کے ہاتھ سے لکھی گئی ہے۔ اس میں مولانا صاحب نے اپنے علمی و ادبی اور اخلاقی و روحانی صفات پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کے علمی و ادبی اور اخلاقی و روحانی صفات پر روشنی ڈالی ہے۔

آخری نسخہ مطبع خان محمدی مدظلہ العالی کے ہاتھ سے لکھی گئی ہے۔ اس میں مولانا صاحب نے اپنے علمی و ادبی اور اخلاقی و روحانی صفات پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کے علمی و ادبی اور اخلاقی و روحانی صفات پر روشنی ڈالی ہے۔

فروغی - دہلی - 265

[illegible]

الدلائل لقاهرة
على الكفرة النياشرة

یہ ساری چیزیں درگت و دلوں اور انسان کا علم غریبی سے رائج ہو چکی ہیں

11

حضرت جی پٹی قلم میراں عبادت نامہ جی گوزل عبادت کا ٹھکانا
حضرت تھن اراکین آجین تخلیق صداقت مسمیٰ
ہر صلیح صلیح نامہ صلیح صلیح نامہ صلیح صلیح نامہ

میں نے غالباً ہی نفسِ آدمی نے شائع کیا

Final Essay



2014

کر کے دات کو اپنے گھر لگ رہی ہیں کاپیت بھرنے اور نماز و روزہ و میلاد شریف و
 کباب دھوپ شریف دھوم دھپلم دھوس دھیر با اہمال با سلاسیہ میں نہایت خاموشی کو
 شتمل ہیں اور ان کو ان بخیری کا نفوس کی طرف معلقا بھی تو ج نہیں ہوتی بلکہ
 میں سے جو لوگ اپنے نفس کی شامت اور شیطان کی ضرورت کے سبب کسی حکم شرعی
 کی کسی خلاف وندی بھی کرتے ہیں تو فردوس کشی نہیں کرتے، اپنے خلاف شہید
 اہمال کو گناہ سمجھتے اور اپنے آپ کو گناہ نگار تصور کرتے ہیں اپنی خطاؤں پر بدخالی
 نہیں کرتے بلکہ شرمندہ و نادام ہوتے ہیں لیکن اعتقاد کی رو سے تو ایسے تمام لوگ
 عموماً وہی سادھے تیر و سو برس سے زیادہ قدیم اور بچے مذہب اہلسنت و جماعت
 ایسی کو حق مانتے اور اسکے سوا تمام مذہبوں کو باطل جانتے ہیں اور بخیری برہمن
 کو اپنی ہنگامہ سادھوں کے لئے ایسے ہی سمجھتے ہیں ایسے ہی سنی مسلمانوں کو دین پاک
 کے نام پر گمراہ جاننے سے قریبان ہونے والوں کی ضرورت بھی تو اور ہے اب ان
 سنیوں تمام سنیوں کے جاننے کے لئے اصطلاح قوم کے نام سے قومی عصبیت کو
 آزاد کرنا چاہئے والوں کی قومیں کافر نہیں جیسے المومنین جیسے الانبیاء و اولیٰ و صلوات
 کی جیسے مفسد کرتا ہے والوں کی جیسے طایفہ قصاوں کی جیسے انقرض سنی
 فردوس کی جیسے الامین چٹانوں کی "شان کا نفوس جیسوں کی جیسوں کا نفوس شلم
 کفریوں کی سلم کفری کا نفوس جیسوں کی جیسیت آئی جیس اسکتی ہوں کی آئی
 گندہ کا نفوس جیسوں کی آئی اندیا چٹائی کا نفوس و غیر ملیشیاں خود گھس جائے
 دہم انداؤں سے گزرا نہیں تاکہ غریب دیندار مسلمانوں کو قومی جڑ بندوں میں
 جکڑ کر قومی ترنی قومی اصطلاح کا سبز باغ دکھا کر ادھو گروہ کیا جائے کہ کسی
 کیسٹوں کی بنا جس قومیت ہندو کی دین و مذہب کو باطل نظر انداز کر دیا گیا اور
 ایسے ملیشیاں کے لئے کہ اپنی قوم کا ہر فرد گرہ و دیا بندگی بخیری ہو یا عادی
 یا غرضی ہو یا ملکی خاکساری ہو یا احراری قادیانی ہو یا گندھک کا گریسی ہو و یا جاتوی
 جاتی اپنے غلامان والا چارشتہ دار ہے اگرچہ وہ کافر متہ ہو لیکن قومیت کی

مکتبہ اہلسنت کی مختصر فہرست کتب

مکتبہ اہل سنت
پیشوا آباد
لاہور

سنتی مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت فرمانے والی چند بزرگ کتابیں

تیسرے فلاح دینی و اصلاحی
صورت ہفتا مطبوعہ قبل ام اہلسنت ہند و اعظم فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کتاب بزرگ ختم ہے جس میں حدیث و کتب کثیرہ داخل فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ

الاولیٰ الذلالت علی الکفر
مسلمانوں کی حق و باطل کی وضاحت کرنے کے لیے لکھی گئی ہے جس میں کتب کثیرہ
دلیل اہلسنت ہند و اعظم مطبوعہ مولانا ابوالحسن علی مدظلہ العالی
بکالی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے میں ہو کہ احباب دلا مسلمانوں کی

مسلم لیگ کی تدابیر نجیہ دہلی
کتاب بزرگ ختم ہے جس میں حدیث و کتب کثیرہ داخل فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ
کتاب بزرگ ختم ہے جس میں حدیث و کتب کثیرہ داخل فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ

غیر دینی و علمی کتابیں
کتاب بزرگ ختم ہے جس میں حدیث و کتب کثیرہ داخل فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ
کتاب بزرگ ختم ہے جس میں حدیث و کتب کثیرہ داخل فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ

کتاب بزرگ ختم ہے جس میں حدیث و کتب کثیرہ داخل فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ
کتاب بزرگ ختم ہے جس میں حدیث و کتب کثیرہ داخل فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ

کتاب بزرگ ختم ہے جس میں حدیث و کتب کثیرہ داخل فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ
کتاب بزرگ ختم ہے جس میں حدیث و کتب کثیرہ داخل فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ

کتاب بزرگ ختم ہے جس میں حدیث و کتب کثیرہ داخل فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ
کتاب بزرگ ختم ہے جس میں حدیث و کتب کثیرہ داخل فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ

کتاب بزرگ ختم ہے جس میں حدیث و کتب کثیرہ داخل فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ
کتاب بزرگ ختم ہے جس میں حدیث و کتب کثیرہ داخل فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ

ان کتابوں کے کچھ حوالے

اگرچہ ہم جہاں تک ہوتے کتابوں کے سرمدی ان کتابوں کی مندرجات کو صاف واضح کر رہے ہیں، اور اسی لئے ہم نے ان کے نوٹس دیے ہیں، لیکن اپنی حیرت و حیرت بخانے کے لئے اور بریلی محققوں کی تازہ تحقیقوں کی کج کا کج اندازہ دکانے کے لئے، ان کی کتابوں کے کچھ حوالہ جات بھی ملاحظہ فرمائیے:

لیک والے بھی کافر اور مرتد ہیں

۱۹۴۲ء میں لکھی ہوئی کتاب تہابِ اہل سنت کے معنی کی قرعہ کے الفاظ ہیں۔ کہ ”لیک والے اور سب کلمہ والے اپنے عقائد کے مطابق، کفر یہ قطعی، کفر یہ قطعی کی بنا پر حکم شریعت قطعاً لکھا اسلام سے خارج اور کفار و مرتد ہیں۔ اور جو دینی اسلام ان میں سے کسی کے قطعی یعنی کفر کی یہ قطعی اطلاع رکھتے ہوئے بھی اس کو مسلمان کہے، یا اس کے کافر و مرتد ہونے میں شک رکھے، یا اس کو کافر و مرتد ہونے میں توقف کرنے وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ اور ہے تو یہ مراد تو مستحق عار و ہتہ۔“

تین جہ بریلی علماء کی مشرک کتاب ”الجمہات المسلمہ“ پر بھی اسی طرح غور فرمائیں، اور کچھ حوالہ جات بھی ملاحظہ کریں:

یہ سب اس طرح حرام ہیں

۲۔ یہ پہلی کتاب لیگ کے بارے میں اس سہولت پر مشتمل ہے۔ ہر سوال کا تجس طابو نے الگ الگ جواب دیا ہے۔ پہلے ہی سوال کے جواب میں واضح کیا گیا ہے کہ لیگ کے دستور اسلامی کے تحت اس کے جہات و مقامات میں سے کچھ ہیں، یعنی ملک کی آزادی اور دینی جمہوری ریاستوں کا قیام، انجیوں کے حقوق کی حفاظت، مسلمانوں کے سیاسی اور مذہبی حقوق کی ترقی و حفاظت، یہاں کے مسلمانوں اور دوسرے ممالک کے مسلمانوں کے ساتھ دینی اخوت و محبت، تو یہ سب محض صریح طور پر کلمات شریعہ پر مشتمل اور حرام قطعی ہیں۔ اور کفر و خلاف کی طرف لے جانے والے ہیں۔ لہذا ان کے ہوتے ہوئے، لیگ کی

ہذا ایک کی رنجیت لرام۔ جب تک کہ یہ لوگوں کی جدیت کے تحت آ جائے۔

علامہ کرام کو ایک کا کھلا رد کرنا چاہئے

۵۔ سلسلہ سہیل ہاشم ہے۔ کہ ایک کے ساتھ کیا طرز عمل ہونا چاہئے؟ جواب ہے کہ ”علامہ کرام پر فرض ہے کہ ایک پر درود اور طرہ دہرائیں۔ اس کے فریوں، چالوں، بھلائیوں، اور مصلحتوں کو ہم سہیل ہاشم کے سامنے واضح کر کے حق پر آندہ اور سہل کے احکام بتائی کریں، اور عداوت لوگوں کو ایک سے پرہیز اور جڑی کی جدیت کریں۔

۶۔ اسی سلسلہ میں تھوڑا آگے سلسلہ ۱۶ کے آخر میں لکھا ہے، کہ ”ایک کے خلاف شرع کاموں کا رد ایک کا نام لے کر واضح ہو۔ ورنہ کل سہیل ہاشم میں ہندو ہیں بے دینوں کا رد کرنے سے نام ایک کا رد بھی سمجھیں گے۔ غصہ یا جھگڑنے کے حادی کو کہہ سکتے ہیں، کہ ایک ہی آکر ہندو ہندو نہیں رہتے، بلکہ مسلمانوں کے مظہر و عزم مہر طہ و پاک اور مظہر و عزم و عزم و عزم۔

۷۔ اسی سلسلہ میں تھوڑا آگے سلسلہ ۱۶ ہے کہ ”اس کے (ایک کے) ساتھ مسلمانوں کا وہی طرز عمل ہونا چاہئے، جو کہ وہ دوسرے ہندوؤں سے دینوں مرتد ہیں، ہندوؤں کے ساتھ فرار فرما کر یا بحیثیت جماعت برہمن ہیں، یعنی ان کا واضح رد کرنا، اور ان سے عداوت اور نفرت رکھنا، اور اس کو خدا اور رسول کا خلاف اور مسلمانوں کا دشمن جاننا۔“

ایک میں شرکت کا انگریزوں سے زیادہ زہر قاتل ہے۔

۸۔ اسی سلسلہ سہیل ہاشم کے تحت سہیل ہے، کہ غلو یہ ہے کہ ایک کی رنجیت سے منع کرنے سے انگریزوں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ جواب ہے کہ ”آگر یہ گنج بھی ہوتا تو ایک میں شرکت حرام اور سب سے زیادہ جتنی رنجیت یعنی ایسا کرنے کے لئے انگریزوں سے زیادہ قوی اور سرچشما قاتل زہر ہے۔ جس سے علامہ کا مخالف ہرگز چاہئے نہیں۔

۹۔ تھوڑا آگے سلسلہ کے شروع میں ہے کہ ”انگریزوں تو کھلے ہوئے کھار، مشرکین کا مسلمانوں سے اتحاد کرنا چاہتی ہے، اور ایک کھار، مشرکین، مرتدین، و ہندوؤں، سب نے ساتھ مسلمانوں کی غفلت اور سادگت ملنا چاہتی ہے۔ دونوں کے مقاصد میں ہندو مسلم

اختیار باطلی۔" (یہاں مشرکین مرتدین و جہنمیین سے مراد غیر بخاری مسلم فرستے ہیں، چاہے کہ وہ پہلے غیر بھی ہمہ داغ عبادت میں حوالہ دے آئے ہیں)۔

۱۰۔ "لکھنے کی عبادت کرنا، اس میں جھگڑنا، اس کا کلمہ پڑھنا، اس کی اعانت میں تخطی کرنا، ساتھیوں اور مرتدوں کی عبادت کا لڑنا، اور اسے اور دوسرے اسلام کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔" (سطح ۳۲)۔

قائد اعظم دوزخیوں کا کتا

اہل حضرت کے مرشدانہ مگر اور دنگا، بارہرو کی اہم شخصیت اور رسول اللہؐ کے یہاں بارہرو نے ۱۹۳۹ء میں جو ایک کتاب "مسلم لیگ کی تاریخ، جی۔ وی۔" لکھی، اس کے بھی پتہ حوالے کیے گئے۔

۱۱۔ "پیدا سول قائد اعظم کے بارے میں ہے۔ اس کے جواب میں مختلف قرآنی آیات اور اجتہاد اور اہل الہدیا کے بارے میں چار حدیثیں دے کر لکھتے ہیں، کہ حدیث شریف میں ہے کہ اہل الہدیا کھاپ نل الہدیا یعنی ہندوہپ سارے جہاں سے ہنز چیرہ جانوروں سے ہنز ہیں۔ ہندوہپ جینوں کے کہتے ہیں۔ کیا کوئی مسلمان اور چارہ لکھنا اور لکھ کر کہتے ہیں اور لکھ دوزخیوں کے کہتے ہیں اور قائد اعظم، راج سب سے بڑا دوزخا اور مردار ہے۔" (سطح ۳۲)۔

قد رنجی کرام خود غور فرمائی، کہ ایک مسلمان، یا کم از کم ایک انسان کو کتا، اور وہ بھی جینوں کا کتا کہا جا رہا ہے۔ اور اس کے لئے کوئی دلیل اور کوئی تحصیل نہیں۔ کس طرف کے اور وہ دوزخا و طواغیت بخاری اور ہار نے پیدا کئے؟

۱۲۔ "تھوڑے بچل لکھ کر لکھنا اور نام پڑنا اور اس کی عبادت سے ہے اسلام اور مسلمانوں کو بدنامی دینے کے آئینے۔" (سطح ۳۳ نمبر ۳)۔

۱۳۔ "لیگ مسلم لیگ وہی ہے اور اختلاف کا کتہ ہے، جو مختلف زبانوں میں مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا رہا، لیگ خدام کتب، لیگ مسلم لیگ نیشنل کاؤنسل، لیگ طاقت کتب، لیگ خدام العربی، لیگ بیت کتب، اور حال میں مسلم لیگ کا لہذا آواز نہ کر رہا ہے۔ درحقیقت اس سب کا مقصد مسلمانوں کو گمراہ کرنا، اور ان کے دھوکے اور اس کے رسول کے دشمنوں و جہنمیین مرتدین اور

ہکا یک پلٹا بھی ایسا کھایا

ہجری نئی ۱۲۸۵ خورشیدی، ۱۹۳۵ء تک سب برطانوی حضرات کس قسم کا کام کر رہے تھے۔ اس ۱۱۰ویں نمبر ۱۹۳۵ء میں قادیانیوں کے انتخابات ہوئے، تو مسلم نشستوں کی سب نشستیں کی نہیں تھیں مسلم لیگ کو نہیں۔ دوسرا دوسری جنگ عظیم نے انگریز کو اپنے مساکین سے ہٹا کر دیا، کہ اس نے اعلان کیا، کہ وہ جلد سے جلد ملک کو آزادی دے کر چھوڑنا چاہتے ہیں۔ اس طرح یہ بائبل واضح ہو گیا، کہ ملک بھی آزاد ہونا ہے، اور پاکستان بھی بننا ہے، تو برطانویوں نے ایک دم پھلنے لگا کھانا۔ انجمن کے بھی چار ماہ بعد اپریل ۱۹۳۶ء میں برطانوی عظیم ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ کا ہارس میں اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں بڑے اہتمام سے سب برطانوی علماء اور عوام کا جم غفیر شامل ہوا۔ اور چار روزہ کانفرنس میں یہ فیصلہ کیا گیا، کہ قریب پاکستان کی ہرجا، تانبہ کرنی ہے۔

یہ خاص غیر مسیحاہی اینی الونگی کا اور در حقیقت غیر شرعاً چھوڑا ڈالنے کا مظاہرہ تھا۔ کیونکہ مسلم لیگ کے دستور کے جن افراط و تفریط اور اس میں جن بے دینیوں، بد مذہبیوں، مرتدوں کی شرکت پر اعتراضات کر کے اس کی اتنی مخالفت کی گئی تھی۔ اس میں تو کوئی بھی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ سب جگہ دینا ہی تھا۔ پھر اس غیر شرعاً تانبہ کے لئے سیاسی این الونگی کے علماء دوسرے ان سے افراط و تفریط کئے جاسکتے ہیں؟ بہر حال پھر جوتانبہ کی تو وہ بھی اس افراط کے ساتھ، جس افراط کا مخالفت میں مظاہرہ کیا تھا۔ جسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے، کہ یہ وہی چار سینے پہلے دانے لوگ ہیں؟

(البتہ ہم انکی برطانوی قریب سے یہ معلوم نہیں جوسکا ہے، کہ کچھ عرصہ پہلے جینا صاحب کو کافر اعظم کہتے دلوں پر جہیزوں کو حرام کرنے والوں نے اپنے لئے اپنی جہیزوں کو کیسے طلال کیا، اور کفر سے اپنے کو کیسے بچاوا۔ کافر اعظم کو کفر چھوڑ کر مسلمان بنالیا، یا طور تو یہ تانبہ ہونے، یہ جواب مسعودی ملت پر ابھی تک قرض ہے۔)

ڈاکٹر مسعود صاحب کی حیرت انگیز غلط بیانی

اب آئے کہ دیکھیں، کہ اس نفلے کو ایسا، نو کی تازہ ہم میں سب سے آئے ہیں

ہائے اور صرف حقائق پیش کرنے کے لیے اور ڈاکٹر مسعود صاحب ۱۹۷۰ء میں اپنی پہلی کتاب ”فاضل بریلی اور ترک سولیات“ میں جن حقائق کے بارے میں کبھی کبھی غلط چال سے پیش کرنے سے لپٹ چکے تھے، اب کہ یہ سب کتابیں بھی اس نے ضرور دیکھی ہوں گی۔

اول تو سز سولیات صرف اس کچھ پر صرف کرتے ہیں، کہ اپنی حضرت نے جو تحریک ترک سولیات کی مخالفت کی، وہ تو قوی نظریہ تھا، کہ بعد مسلم اتحاد اور سولیات مانگنے اور ناجائز ہے۔ بلکہ تحریک پاکستان کے عنوان پر صرف چار سولیات دیتے ہیں۔ جن میں ان سارے حقائق کو نظر انداز کرتے ہوئے ۱۹۴۰ء سے سیدھی لمبی چلائیک ۱۹۴۰ء تک لگاتے ہیں۔ وہ بھی یہاں سے شروع کرتے ہیں، کہ مسئلہ ہے لکھتے ہیں کہ ”۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ نے دو قوی نظریہ کے تحت مطالبہ پاکستان پیش کیا، دو ملا، اعلیٰ سطح (مسئد بریلی) جو کہ شروع سے دو قوی نظریہ کے حامی تھے، اس لئے انہوں نے اور ان کے زیر اثر لاکھوں مسلمانوں نے تحریک پاکستان میں حصہ لے کر حصہ لیا۔ سولیات فیم احمدین مراد آبادی نے ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ کے پلیٹ فارم سے (جو ایک عرصہ پہلے خود سولیات کی تحریک پر قائم ہوئی تھی) ملک کے عظیم اورش میں اور سے شروع کر دیے۔“

یہ لکھتے کے بعد ڈاکٹر صاحب سولیات مراد آبادی کے بلکہ ان کتاب کے حوالے دیتے ہیں، جو اصل میں ۱۹۴۶ء میں کے اخبار کے بعد کے ہیں۔ لیکن جہاں وہ کہہ کر سن اور تاریخ کے لحاظ پر حوالے دیتے ہیں، تاکہ قارئین کو کام سمجھیں کہ ۱۹۴۰ء کے بعد ہی پاکستان کی تاجیہ میں بریلی پر سے لازم اور جوش کے ساتھ شامل رہے۔ ایک حوالہ کے یہ لکھتے ہیں، کہ ”پاکستان کی توجہ سے کسی بھی طرح، دست بردار ہونا منظور نہیں، چاہے خود جہاں بھی اس کے حامی ہیں، یاد ہیں۔“ مگر یہ ۱۹۴۶ء کی سنی کانفرنس کی تقریر میں ہیں۔

چھ سال کے عرصہ کی لمبی چلائیک

ایسے تین حد حوالوں کے بعد اگلے مسئلے پر سیدھی ۱۹۴۶ء کی مجلس کانفرنس تک چلائیک لگاتے ہیں، کہ اس میں پانچ ہزار ملا، اور اچھا لاکھ حاضرین شامل ہوئے۔ اس کا رد عمل اور نظریہ سے ملحق ڈاکٹر صاحب جو چھ حد حوالے دیتے ہیں، ہم ان میں سے چار پیش کرتے ہیں:

ہوں تے۔ اسی لئے وہ ایسے بھرد ہوئے ہیں، کہ اس پارے دور کے کسی کتاب کے کسی حوالے کے بغیر ۱۹۳۰ء کے بعد صرف چار جملوں کا اعلیٰ ذکر کر کے سیدھے ۱۹۴۶ء کی حد تک کاغذ پر تک چلے گئے اور سب حوالے بھی اس کے بعد کے دیئے۔ اس کو کبھی دیانت اور کبھی تحقیق کہا جائے یہ فیصلہ ہم چھنے والوں پر چھوڑتے ہیں۔

دوسرے محقق بھی اسی راہ اور ان دلائل تک محدود ہیں

تازہ انبیاء نو کی جہم میں بڑھ چکے کہ کام کرنے والا دوسرا شخص کتاب حکیم اختر شاہ شاہجہاں پوری ہے۔ جس نے ۱۹۷۵ء میں رسالہ رضویہ جلد دوم میں احمد رضا خان کی اسی کتاب *الکلی الخواص* کے تصدیق میں یہی راہ اختیار کی ہے، کہ یہ کتاب اور حقیقت و دواوی نظریہ میں نام و پائی کے نظریہ کی وضاحت تھی۔ وہ بھی پاکستان کی تحریک کے ۱۹۳۷ء سے ۱۹۳۵ء کے انتہائی مسائل اور تحریک اور بے جوش اور فیصلہ کن دور میں بریل میں کی حمایت کی کوئی مثال اور حوالہ دینے سے بھرد ہیں، اور اس پارے دور کے لئے صرف اپنی ہی طرف سے یہ الفاظ دیتے ہیں، کہ اس دور میں بریل کی طاہراتی کن دھن سے حمایت پر گل گئے اور پھر سیدھی ۱۹۳۶ء کی حد تک کاغذ پر تک چلا گیا۔ اس طرح یہ واضح ہو گیا، کہ اس عمل میں ساتوں میں بریل میں نے ہی صرف خلافت والا کام کیا، جو ہم نے اوپر دکھایا۔ کسی اہم بریل کی شخصیت نے حمایت میں بیکو بھی کام نہ کیا، جس کو لے کر اس راہی کے دانے کو پھٹا کر کے پیش کر سکیں۔ اس بھردی پر ہم اور ایسے ورثہ پر حق سے حقوق کے طاہراتی اور کوئی کیا کر سکتا ہے!

سب حوالے ۱۹۴۶ء کے بعد کے ہیں

یہ محقق بھی ۱۹۳۷ء سے سیدھی ۱۹۳۶ء تک چلا گیا۔ گاتے ہیں، اور مطبعہ ۱۹۳۸ء میں افکار سے شرواع کرتے ہیں کہ آفریقہ و اہت آ پاک پاکستان کے مطالبہ کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کی خاطر سید اعظم اہل سنت والجماعت نے حد تک ہی آل ایشیائی کاغذ پر کاغذ کا حکم العمل تاریخی اجلاس ۱۹۳۵ء پر چلے ۱۹۳۶ء میں منعقد کیا۔ جس میں..... پھر جون ۱۹۳۶ء میں انجیر میں اجلاس ہوئے۔

پھر اس اجلاس کے صدر مہتمم بیکو بھی کی تقریر کے پانچواں دیتے ہیں:

ہم ہی بنائیں گے، اور ہم ہی تعمیر کریں گے

”حضرات! میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے، اور آخر میں صاف کہہ دیا ہے کہ پاکستان بنانا صرف سنہوں کا کام ہے، اور پاکستان کی تعمیر صرف نئی کانفرنس ہی کرے گی، اس میں کوئی بات سہو نہیں۔ نہ شامی ہے نہ ظفر جانی ہے۔ پاکستان کا نام بار بار لینے سے جس قدر ناپاکیاں آج ہے، اسی قدر ناپاکیاں کا پھیلنا ہے۔ اور اپنا دھکیلہ کون سرتے جاگتے، لیٹتے اٹھتے بیٹھتے، پرا نہیں کرتا۔ پاکستان صرف سنہوں کا کام ہے، یہ حقیقت ہے۔ کسی پر ملامت کے لئے یہ الفاظ نہیں۔ اول تو مسلم لیگ کے سوا کوئی توبی ایسی نہیں، جو پاکستان کے ساتھ عقلی مطابقت رکھتی ہو، انکسار ملے واحد۔ سب ناپاکیاں نے اپنے اندر کے اختلافات کے باوجود پاکستان کے خلاف صف آرائی کر لی ہے۔ اور مسلم لیگ میں پاکستان کا پیغام کس سے پہنچا۔ اور کون لوگوں نے مسلم لیگ کا عقیدہ اپنایا؟ اگر تاریخی طور پر دیکھا جائے تو وہ صرف سنی (برٹش) ہیں۔“ (صفحہ ۲۹ رسالہ رضویہ، جلد اول)

پاکستان صرف اور صرف بریلویوں نے بنایا

”اسلئے میں بحر بیچہ اعلیٰاء کے کام کی خدمت کرنے کے بعد آخر میں صلوٰۃ ۳۲ پر لکھتے ہیں، کہ ”اگر ان جملہ احتجاجات کو دیکھا جائے، تو مسلم لیگ کا ایک نمبر بھی مبرا نہیں ملتا، جس نے قریباً سوائے انکسار ہی بنا دیا، لیکن وہ اہل سنت، یعنی برٹش حضرات کے دلوں سے مستثنیٰ رہا ہے۔ یعنی اگر اہل سنت کے دلوں کو صرف ایک طرف کر دیا جائے، تو اس وقت مسلم لیگ کا ایک نمبر بھی کامیاب نہ ہوتا۔ لہذا ماننا چاہئے گا، کہ پاکستان صرف اور صرف اہل سنت و اجماعت (بریلویوں) نے بنایا، جن کی بنیاد دو قوی نظریہ پر ہے، جس کی طبعی راداری کا فریضہ حضرت محمد اہل حق اور امام احمد رضا خان برٹش قوی سرمانے اپنے اپنے وقت میں کی۔
واللہ اعلم بالصواب“

بے حیا بائیں دہرچہ خواہی گو

ہم نے دلوں طرف کا یعنی خلافت اور تائید کا مکمل دکارا بیچ لکھا، ان کے سالہ

تاریخ کے پیش کر دیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے، کہ نومبر ۱۹۴۵ء کے قومی اسمبلی کے انتخابات تک ہر ایک بریلوی مسلم لیگ کی ٹرک پاکستان کی حالت میں تھی جس سے اس طرح مصروف تھا، کہ کسی ایک کا ایک حوالہ بھی اتنی اندھی تانیہ کرنے والے بھی پیش کرنے سے قاصر تھا۔ بریلوی تانیہ بھی خود ہی محققین کے بقول بھی ۱۹۴۶ء کی مجلس کے اجلاس سے شروع ہوئی ہے۔ اس دکان کے بارہ نومبر ۱۹۴۵ء، انجمن کے لئے یہ حق اسی کانفرنس کے اکیلے حوالوں کے ساتھ یہ بھی لکھے، کہ قومی اسمبلی کا ایک سکر بھی یہاں نہیں تھا، جو سنیوں کے اداروں کے بغیر انتخاب بیت سکتا تھا۔ ہر پاکستان صرف اور صرف بریلویوں نے بنایا تو پھر اس کے علاوہ کیا کہا جائے کہ ”بے حیاباش“، ”برچہ خواہی کی“۔ ”انجمنی بھاری دل کے ساتھ ان الفاظ لکھنے کے بعد ہم کو اور کچھ نہیں کہنا۔ یہ اب ہر نین کر ام، اور اصل حالات سے بے خبر بریلوی علماء اور محام کا کام اور ذمہ داری ہے، کہ وہ کیا نتائج اخذ کرتے ہیں۔ یا کرنا چاہتے ہیں۔

یہ مسئلہ نہ بھیجنا چاہتا تو اچھا تھا

عام نپہد محققوں سے بھی بھاری گزارش ہے، کہ ان حقائق کو ابھی صدیاں نہیں گزری ہیں، کہ وہ یہ سمجھیں، کہ سارا دکانا کیڑوں کی خوراک ہو چکا۔ اور اب آپ جو لکھیں گے، وہی مانا جائے گا۔ اس لئے بہتر یہ ہے، اور خدا کہ ان حقائق کو سنیں، رہنے دیجئے۔ نہ آپ احباب کو ہی ہم میں یہ سوالات اٹھاتے ہو، نہ یہ پردہ دہی ہوئی، اور نہ ہم جیسوں کو یہ باغیگوار فرض ہوا کرنا چاہئے۔

”کتاب“ ”گناہ بے گناہی“ بجائے خود ایک گناہ

چند صفحات پہلے ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ اہل معرفت کے ہرے خاصوں سے ہی کردار، اور آخر کے خلاف اور ترک سوالات کے ”انجمنی“ نے جوش اور فعل اور میں خاص حتی کردار کو تقریباً سب مسلم علماء نے اس کی انگریز نوازی قرار دیا۔ جن میں سے اس کے ہم مسلک جامعینی راجپوتی علماء بھی تھے۔ اور کی اپنے ساتھی بھی تھے۔

احیاء نو کے دور میں بھی ایسی آوازیں اٹھتی رہیں، تو اکثر مسودہ صاحب ہی پھر اپنے

مردن کے دماغ میں آگے آئے۔ ۱۸۸۰ء میں ۸۰ صفحات کی یہ اچھے معیاری نام یکن
 ”تھا۔ یہ کتاب کے نام سے کتاب لکھ کر اس دماغ کو دھونے کی کوشش کی۔ لیکن ہم کو تھپ
 ہوا، (اور شاید آپ کو بھی ہو) کہ اپنے مردن کے ٹوکوں، کتابوں، اور میرٹ کے مضبوط
 حوالے اس کا ساتھ نہ دے سکے۔ اور ڈاکٹر صاحب کو اگرچہ نوازی کے احترام سے ہاک کرنے
 کے لئے صرف یہ داکٹر ہی مل سکے کہ ایسا شخص کیسے اگرچہ کاغذ خود اور اگرچہ نوازنا ہا۔ ۴۔

۱۔ کتاب اعلام الامام میں لکھا ہے کہ موجودہ خضارتی تین خدامائے ۱۷ لے، کچلے
 مشرک ہیں۔ مط ۳۶۔ اگرچہ نوازیسے کیسے لکھے گا۔

۲۔ ایک اگرچہ نوازی، کچلے کر کہہ: ”کم بہت ہانگ بندہ جتنے ہیں“۔ غیر خود ایسا کیسے ہے
 ۴۔ مط ۵۵

۳۔ ایک مقدمہ میں کہا کہ حالات میں بھری جوتی جانے گی۔ اور نہیں سکے۔ (یہ بھی
 اگرچہ حالات کا نشان ہے)۔ مط ۳۵

۴۔ ”کسی اگرچہ کی فکر کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ اسی لئے عیسائی ماسکندرانوں پر
 سخت عقوبات کیے۔ حالانکہ بہت کا خضرتو یہ ہے، کہ جو وہ کہتے، وہی امام احمد رضا کہتے، مگر
 نہیں۔ امام نے، یہ تو ایسے، آئینک بخون، البرٹ آئن اسٹائن، البرٹ ایب ۲ پر تنبیہ
 کی“۔ مط ۷۴

۵۔ بخون کے ۲۲ میں نو ذہنیں ۲۲ حرکت زمین لکھی (جس میں زمین کی گردش کا اشارہ
 کیا)۔ مط ۳۶

۶۔ خود پائی اگرچہ کا بیوا کر دو اور غیر خود خود اس پر امام احمد رضا نے تنبیہ کی۔ اگر وہ
 خود اگرچہ کے اشد میں پہنچے تو کبھی عیاد کرتے۔ مط ۷۴

۷۔ ”کاک کے گٹ اٹنے لگتے تھے، تاکہ اگرچہ کی تصویر اپنی رہے۔ اس لئے سر
 کے کچلے پر ہدایت تھے۔ یہ اس کی سیاسی تحریکات کی ترجمانی کرتا ہے کہ ہارٹڈ کا سر پہاڑ ہے۔“
 مط ۷۴۔ (سیاسی تحریکات کی کیا طوط قبیل (ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ لگی ہے)

۸۔ اگرچہ کی تعلیمی نظام اور کالجوں پر نذرستیوں کے بارے میں لکھا کہ ان کے ذمے
 ہونے طلبہ اس کی صفات اور طرز معاشرت کے لئے نہیں بن سکتے۔ مط ۳۳

۹۔ اگرچہ کی وضع کے کچلے میں کے لئے خونی لکھنا کہ میں کو بیٹا حرام، اشد حرام، بھ

تھوڑا ہے۔۔۔۔۔ تھوڑا

یہی افسوس ہے، کہ وہ اصل میں ہمارے قلم سے کافی خستہ الحافظ نکل گئے، نہیں اگر اصل کتاب کی زبان اور اثرات دیکھیں گے تو شاید آپ بھی بھی کہیں گے اور کہیں گے۔ ہم کو اس پر کسی مضرت کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ آخر ”دل ہی تو ہے نہ سنگ و شستہ“۔

اعلیٰ حضرت نے مجدد الف چہٹی سے زیادہ کام کیا

یہ ہمارے کڑے پل ان کڑے بچوں سے پیدا ہوئے، جو احمد رضا نے ہوئے۔ یہاں تک کہ کئی بریلی مصنف احمد رضا خان کے کام کو حضرت مجدد الف چہٹی سے زیادہ کچھ اور لکھتے گئے، اور ایسے الحافظ بھی لکھتے گئے، کہ ان کو مسعود کو بھی شکایت کرنی پڑی، لیکن نرم و سمانہ انداز میں۔۔۔ فاضل بریلی اور ترک سہلات میں سلی ۳۰ لکھتے ہیں کہ ”یہاں ایک علائقی کا انداز بھی ضروری سمجھتا ہوں، بعض حضرات، حضرت مجدد الف چہٹی کی اسلامی کوششوں کو صراحتاً و کتبیہ فاضل بریلی کی کوششوں سے کم تر دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں، یہ وہ زمانہ فیر و خانہ ہے۔ دوسری دور کیا، دوسری صدی ہجری کی تاریخ پاک و ہند پر جس شخص کی نظر ہے، وہ اس قسم کی کوشش نہیں کر سکتا“۔ پھر ان کے صاحب حوالوں کے ساتھ حضرت مجدد الف چہٹی کے کام کی یکم تفصیل دیتے ہیں۔ جن کے مطابق:

الف۔ دینیوں فرقوں کا مقابلہ حضرت مجدد نے تو کیا کیا۔

ب۔ آپ کی اصلاحی کوششیں سیاسی فضا میں اکبر، جہانگیر، شاہ جہاں اور اورنگزیب کے دور ہندوں کی دینی فضا میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

ج۔ مجدد اکبری سے اورنگزیب تک (ایک سو سال کے عرصہ میں) حکومت کے حوالہ میں جو تحریک انگیزہ نمایاں ہوئی، وہ حضرت مجدد، آپ کی اولاد، اور ان کے پیروں کا خلافاً انھوں نے مریضوں کی سیاسی جیل کا نتیجہ تھیں۔

د۔ اگر حضرت مجدد کا یہ کام نہ ہوتا تو شاید پاک و ہند کے حالات مختلف ہوتے، اور یہاں کثرت و اہل کا ایسا قتلہ نہ ہوتا۔۔۔۔۔

ہ۔ اس کے بعد شاہ مجدد رحمہ اللہ، شاہ ولی اللہ کی علمی اور فکری تحریک نے اپنا اثر دکھایا جو حضرت مجدد کی تحریک سے پہلی طرح مستحکم تھی۔

فصل دہم

صفحہ ۲۸۰-۳۰۲

زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے

بریلوی اعلیٰ حضرت اور اس کی ذریت نے علم و عرفان کے کن کن آسمانوں کی تعلیم، ناموس اور گروہ کو پامال کرنے کی جرأت کی۔ حضرت مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ، اس کا پورا خاندان، صاحب تفسیر بیضاوی، تفسیر ابن کثیر، تفسیر خازن، امام ابن حزم، امام ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم، علامہ عبدالحق خیر آبادی، علامہ اقبال، سرسید احمد، الطاف حسین حالی، علامہ مشرقی، مولانا عبدالماجد بدایونی، مولانا عبدالحامد بدایونی، عبدالقادر بدایونی، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا ظفر علی ایڈیٹر زمیندار اخبار، مولانا عبدالباقی فرنگی نعلی، مولانا عبدالغفور لکھنوی، مولانا شبلی نعمانی، مولانا ابوالکلام آزاد، عبدالماجد دریابادی، سرسید اور سب رفقاء کار مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی، ندوۃ العلماء کا پورا ادارہ، ندوۃ المصلحین کا ادارہ، سب دیوبندی زعماء وغیرہ و غیرہ رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

زمین کھاگئی آسماں کیسے کیسے

احمد رضا خان نے کیسی ہستیوں کو روکا

کارنیں کرام! اس فصل میں ہم احمد رضا خان اور اس کے ساتھی برطانوی علماء کی شخصیت اور کردار کا جو پہلو دکھائیں گے، اس کے لئے اس سے پہلے دانی دھاری دلوں فسطوں کو بھر زمین میں چارو کریں، کہ احمد رضا خان نے جو کام کیا، اس کے لئے آج کل کے برطانوی جو بھی دماغ کریں، وہ ان کی اپنی مرضی اور حق کا بچا سنبھال۔

اصل حقائق ان کے قطعی خلاف ہیں

لیکن عام زمینی حقائق اور دکھاوے سے جو بھی حقائق سامنے آتے ہیں، وہ ہر میدان میں حق کے دعووں کے قطعی برخلاف ہیں۔ اس کی جزاء مثیل ہم نے کچھ فصل میں دکھائی اور یہاں بھر دہراتے ہیں، کہ خالص حقیقت یہ ہے کہ احمد رضا خان انیسویں صدی کی دہائی پچھلی شخصیتوں میں وہ اکیلا عالم ہے، جس نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے ایک سال پہلے غم لیا۔ لیکن اس جنگ آزادی میں حصہ لینے والے مسلم علماء اور زعماء کا علم خود رکھتے اور تھے۔ اس کے بعد مسلمانوں کو مٹانے کے لئے اگرچہ بہادر کی سب انجیکسیں پر دھن چڑھتے ہوئے دیکھیں۔ اگرچہ پادریوں کا سیلاب دیکھا۔ اگرچہ کی پیدا کی ہوئی ہندو اعیانہ نو کی انجیکسیں پر دھن چڑھتی دیکھیں۔ اسلامی تعلیم کو ختم کرنے کی انجیکسیں دیکھیں۔ اگرچہ بی علوم کی پلکار دیکھیں۔ مسلمانوں کی معیشت برباد کرنے، ہندو کو سماجی اور سیاسی میدان میں آگے بڑھانے کی انجیکسیں دیکھیں۔ ۱۸۸۲ء سے بلقان کی جنگ سے لے کر یورپ اور مشرق وسطیٰ میں مسلمانوں پر مسلط ہونے کے ساتھ ہی، بھارت کی خلافت کو ختم کرنے، بیت المقدس پر قبضہ اور اس پر برطانیہ کی پارلیمانٹ میں صلیبی جنگ میں فتح کی شان دہانی کی نگاہ دیکھیں، لیکن حق میں سے کسی ایک موضوع پر کوئی چارہ دیتی رسالہ بھی باہر نہ نکلا، انگریز مسعود صاحب کو بھی لکھنا ہی نہ آیا۔ اور اس کو بھی اپنی کتاب ”کلمہ ہے گواہی“ میں امام پر اگرچہ نوازی کے کلمہ کا اصرار

نے ۱۹۴۶ء دہلی عادی کانفرنس سے پہلے مسلم لیگ اور پاکستان کی بحرانہ حکمت کی۔ جس کا تقریری ثبوت اس دور میں گھسی ہوئی نوکریوں کے سہروہات اور سرودوں کے عکسوں کے ساتھ ہم کچل فصل میں چٹ کر آئے ہیں۔ جو انکڑ صاحب کو جیسا معلوم ہوں گی۔

ہر ایک بدعت مخالف عالم سے دلی کدورت تھی

بہر حال یہ تو ایک علاء مسخرہ کچل فصل کی پھیل اور اس نئی فصل کی تہیہ کے طور پر یہاں آ گیا۔ ہمارے اس فصل کا مسخرہ یہ دکھانا ہے، کہ اپنے غاصب و حقور کی اٹھامت پر جتنی مسلک کو روکنا دینے کے لئے احمد رضا کو یہ فیاض ضرورت تھی، کہ ہر ایک بدعت دشمن استغناء چاہے وہ ہرے عالم اسلام میں۔ یا صرف اس برصغیر میں تھی ہی بلند مٹی جاتی ہو، لیکن اگر اس کی اصل شہرت کی وجہ یہ ہے، کہ ان کو بدعتوں اور غیر اسلامی رسوم و رواج میں ڈوبا ہوا معاشرہ اور ماحول ملے، اور انہوں نے ان کے خلاف تھی سے کام لے کر ان کی جڑیں کڑھ کر نکال دیں، تو ان کے خلاف احمد رضا خاں کو دلی کدورت تھی، بلکہ قد آور شخصیتوں کے خلاف ہلاک، انتہائی وجہ کی حالت حالت ہو سکتی تھی۔ لیکن دلی کدورت بہر حال چھپا نہیں سکے۔

مثال کے طور پر

حضرت امام ربانی مجدد الملت، جنہوں نے امام شاہ ولی اللہ اور اس کے فرزندوں اور غاصبان ایسے ہی علم و عرفان کے بلند آسمان تھے۔ جن کی مالی شہرت اپنی جگہ مسلم تھی، برصغیر ہندو پاک میں ہر ایک عالم تو کیا ایک کم علم و ناگہی ان کا نام لازماً سے لیتا، اور اپنی کلمہ کے مطابق ان کو ایک نڈہ مانا تھا۔ ہر ایک عالم کسی مسئلہ پر ان کے حوالے کر مستند دلیل مانا تھا۔ عام بدعات، رسوم و رواج اور قصوں کے مسائل میں حضرت امام ربانی کا ہر جگہ حوالہ اور حکیم لم ہم نے خود اپنے لکھتے اور جوائی میں دیکھا۔ مزید تفصیل کی یہاں گھاٹل نہیں۔

خصوصاً حضرت امام ربانی کی شخصیت اپنے ہم گیر اسلامی کام کی وجہ سے اتنی مقبول تھی، کہ ہمارے مسلمان اور مشاہدہ کے مطابق اہل سنت و الجماعت کے کسی بھی بڑے سے بڑے عالم نے اس کے خلاف کلمہ بولنے کی جرأت کا قصور بھی نہ کیا ہوگا، یہ جرأت صرف احمد

رضا خان نے کی۔ آج دیکھیں، کونسی طرح:-

ہزار سالہ مجدد کا ہمہ گیر اصلاحی کام

حضرت مجدد المکمل جانی کے ہزار سالہ تجدیدی کام کا سارا علمی ذخیرہ اس کے مکتوبات کی تین جلدوں میں ہے۔ جن میں ترتیب وار ۳۱۳، ۹۹، ۱۳۳ جلد ۵۳۶ مکتوبات ہیں۔ یہ مکتوبات انہوں نے مختلف حکام، دانشور، ائمہ، متقدم افراد اور علماء کو مختلف اوقات میں ان کے سوالوں کے جوابات یا اپنی طرف سے ہدایات کی شکل میں لکھے۔ ان سے یہ حیرت انگیز حقیقت سامنے آتی ہے، کہ رسل و رسا کی کے اس دور میں بھی، ملک کے ایک کونے میں بیٹھ کر یہ مجدد ہمارے وسیع ملک کے دینی، معاشرتی اور سیاسی حالات سے کتنا باخبر تھا، اور کیسے سب کی اور سبہاں کر سب کی اصلاح کر دیا تھا۔ ان ہی مکتوبات میں اس وقت کے رسالے رسا کی، ان کا علمی حل اور عملی اقدام، اور کی صحیحہ مسائل کی اصل حقیقتیں اور حل سب یکجا ہوتا ہے۔ تفصیل کے گہرے مسائل، ان میں غیر شرعی طاقت، ظالمانہ طاقت اور رسوم و رواج اور اصل شرعی تعلیم، حکومت وقت اور خلف مجدد و امام کی برائیاں، علماء و سادات کی کارستانیوں اور ان سب کے اصلاح کا طریقہ کار، فریضہ سب یکجا ان مکتوبات میں ہی ہے۔ ان کے علاوہ کچھ خاص مسائل تفصیل پر صرف چند پھولے پھولے رسا کی ہیں۔

احمد رضا خان کی ایک عبارت

امام ربانی پر پانچ زبردست اثرات

لیکن دیکھنے کے برخلاف اس کا مجدد ان مکتوبات کے بارے میں ایک ہی جملہ میں کیا کہہ کر کیسے ان سب کی بنیاد پر ہی کلباڑی مارا، جس سے کائنات کی کوشش کرتے ہیں۔
تفصیلات اہل حضرت کا محو عمل کا، خانہ اسلامی کتب کراچی کا چھاپا ہوا نسخہ ہمارے سامنے ہے۔ جلد سوم ص ۲۵۸ کے آخر پر سوال کے الفاظ ہیں کہ کیا مجدد المکمل جانی نے کبھی حضور نوحؑ اعظمؑ پر اپنی تکلیفی لکھی ہے۔ جواب میں (اہل حضرت نے) فرمایا ۱۰۲ مکتوبات کی اول ۱۱ جلدوں میں تو ایسے اثبات طبع کے جن میں حضرت نوحؑ اعظمؑ کی تو کیا کتب ۱۰۲

تیسری جلد میں فرماتے ہیں کہ جو بکھ لٹوش و برکات کا جین ہے وہ سب سرکارِ اُمّت سے ملے ہیں، نور القمر مستطاد من نور الشمس۔ (۲) اسی میں لکھا ہے کہ ”کیا تم سمجھتے ہو کہ جو بکھ میں نے آگلی ۱۱ جلدوں میں کہہ دیا وہ شخص سے کہا؟ نہیں بلکہ زیادہ سکر ہے۔“ (۲) اب کوئی بھڑکیا ہن کے قول سے استدلال کرے اس کو وہ جانے۔ ہم تو ایسے شیخ کے حکام ہیں جس نے جو لکھا، سحر سے لکھا، خدا کے فرماتے سے کہہ دیا۔ (۵) تمام جہانوں کے شیوخ نے جو دعوے کئے ہیں، گواہ کر دیا، کہ جارا سکر ہے۔ سحر اسکی تخلیق ۱۱ جہ سے ہوتی ہیں، یا ادا بھی یا سکر۔“

ہر نین کرامِ خدای اس اعلیٰ معرقتی جواب میں جانتے ہوئے طعناک نہ رہنے جتنے بکھ کر ان سے حضرت بھڑکاف جانی کے لئے احمد رضا خان کی جاتی جنکات کا اعجاز دکھائیں۔ یہ ایک سلسلہ دار سرورِ مہارت ہے۔ جس کے پانچ جملوں میں پانچ نکات کو ہم نے خلاصہ لکھا کہ اپنی طرف سے اس پر پانچ نمبر دیے ہیں تاکہ ہر ایک سمجھ سکتا آسان ہو۔

اب آئیے ان نکات پر غور کریں۔

غور یا خود پسندی یا تعجب کا الزام

پہلے نکتے میں حضرت بھڑک پر خود پسندی اور اعلیٰ غور کا الزام ہے کہ اول ۱۱ جلدوں میں ایسے لفظ لکھے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حضرت فوتِ اعظمؒ کو کسی حقّی میں نہیں لاتے تھے۔

نمبر ۱ کی بنا سے ہیں اتنی اہمیت نہیں۔ سب بزرگ اپنے عقیدوں کو اس کا احترام ہی کیا کرتے تھے۔ بلکہ احمد رضا خان نے پہلے نکتے میں خود الزام لگا کر دوسرے میں بھیہ امام صاحب کا رجوع کیا ہے اس لئے بریلوی محققوں کو ان کی وضاحت ضروری ہے۔

امام صاحب کے سارے کام کی جڑ اکھاڑ دی

تیسرا نکتہ اجماعی طعناک اور زیرِ آلودہ ہے۔ اس میں علیر حماد کے اپنی طرف سے حضرت بھڑک پر الزام لگا کر اس کی ساری تعلیم کی جڑ کاٹنے کی کوشش کی گئی ہے کہ خود حضرت بھڑک نے بھی اپنے مکتوبات کی پہلی ۱۱ جلدوں کا شکر میں لکھا ہے ان کو ناقابلِ عمل اور

اقابل اقتدار بتایا ہے۔ آپ غور کریں، کہ ان دو جلدوں میں ہی زیادہ تر اہم حالات، وقت کے حالات کی اصلاح کی چابیات ہیں۔ تعداد میں یہ ۵۳۶ میں سے ۳۱۲ یعنی آدھی لکھ حصہ بنتے ہیں۔ اس طرح ساری محنت اور ساری تعلیم پر پانی بھر گیا۔ اور رضا خان کا یہ خالص بھوت اور اپنا گھڑا ہوا جملہ ہے، کہ نام صاحب نے تیسری جلد میں پہلی دو جلدوں کا شرکی حالت میں لکھا تھا ہے۔ کسی مکتوب میں یہ جملہ نہیں۔ اسی لئے اور رضا خان نے بھی حوالہ نہیں لکھا، کہ کوئی نمبر مکتوب میں ہاسکی ہیرو بکھر کے وہ شخصوں ماہر ہیں۔

برسوں تک لکھے گئے سب مکتوب تھا

مطلی طور پر دیکھا جائے، کہ کچھ برس تک تلف اوقات میں، تلف قسم کے لوگوں کی، تلف مسائل پر جو چابیات دی جا رہی تھیں، وہ سب شرکی حالت میں کیے ہوئے تھے ہیں، اب کہ شر ایک صوفی کی وہ حالت ہوا کرتی ہے، جس میں اس پر ایک خاص جذبہ طاری ہوا کرتا ہے، اور اگر ایسے الفاظ یا ایسی تحریکات لگ جاتی ہیں، جو قابل اعتراض ہی ہوتی ہیں، ختم ہوا، اگر اس کی گرفت کریں، تو ان کو قلعہ بھی نہیں کہا جاسکتا۔ اتنا ملحق کا نفرو، اور سبحانی، اعظم شانی شرکی حالت کی واضح مثالیں مانی جاتی ہیں، جن پر گرفت بھی ہوئی، جو چار پانی گئی، لیکن صوفیہ کرام اور متکامل علماء نے ان پر خاموشی رہنے کی بھی تاکید کی ہے۔

اب ہمارے غور فرمادے کہ ایک جملہ میں اور رضا خان نے کیا کیا زہر اگل کر ایک ہزار سالہ دانے ہوئے بھوک کو کس مقام پر لے آئے کی کوشش کی ہے۔ سارا کام، سارے مسائل شرکی اقبال اقتدار حالت کی تخریب ہو گئے، اپوری تعلیم بے اثر ہو گئی

کوئی مہر دی ہی ان سے استدلال لے

پرتے تھے میں اور رضا کا حوالہ ہے عروج تک پہنچا ہے، اور یہ بلی عمل قیلے سے باہر آگئی ہے، کہ ایسے سے اقتدار عالم سے استدلال لے کر ان سے جسے کا تو کام نہیں ہو کر ہے، وہ خود جانے، خود اس کی اپنی اور ساری۔ اصل الفاظ بھر دیکھیں! اس میں ان سب بریلوی علماء اور محققین کا رد ہے، جو زمانہ ساری کے لئے، اور رضا خان کی کسی نہ کسی طرح حضرت مہر سے وابستگی، یا تھکید، یا احترام یا استدلال ثابت کر کے، مہر دیوں کو بھی ماضی دیکھنا چاہتے ہیں۔

اس خاندان کی علمی اور روحانی حیثیت پر سے برصغیر میں کسی بھی اختلاف سے اوچ رہی ہے۔
 ہمارے ملک کا ہر ایک عالم اس بات کو اپنے لئے خصوصی اعزاز سمجھتا تھا کہ اس کی حدیث کی
 سند اس خاندان سے ملے۔ ڈاکٹر مسعود صاحب بھی کسی طرف اپنے ممدون نام کے لئے ایسی
 کوششوں میں مصروف ہیں۔ لیکن خواجہ احمد رضا خان نے اس خاندان کو بھی ٹھکر اندازی، ہمارے
 اہل عقائد میں ذہن نشین رکھا۔ صرف تصوف کے چند مسائل کے سوا، باقی مسائل میں شاد
 صاحب اور خاندان کا حوالہ نہیں ملے گا۔ کھلی مخالفت کی تو آسان ہے توہمناک سمجھ کر جرات نہ لی۔
 لیکن حضرت مجدد مطلق جانی کی طرف دے اٹھا تو میں کافی جھک کر کہہ رہی کہ آج کل کے اہل علم کے
 حوالے کر رکھے اور ان کی بحثیں نہ جانے کا راستہ صاف کر رکھے۔

نورانی رضویہ کی چوتھے جلد کے صفحہ ۱۹۰ پر ان کو طائفہ بابا کے اکابر و علمائے میں سے
 لکھا۔ اور ”ابوالحسن“ میں صفحہ ۷۷ پر یہ اٹھا لکھے کہ ”اپنے دھرم میں سب سے سخت
 تر جناب شاد ولی اللہ“۔ دھرم اور جناب کے زیر بے اٹھا، ولی اللہ کی معافی کے لئے کافی
 ہیں۔

اب کھلی گالیاں دی جانے لگی ہیں

پیشوا، امراؤں کے لئے اس ہستی اور خاندان پر دلیر بن کر خوب کچڑ اچھالنے سے
 لئے کافی تھا۔ پہلے بات صرف وہابی کہہ کر نظر انداز کرتے تھے، اب دہریہ۔ اور ہر ایک اپنے کو
 سیدھے حوالوں سے دور رکھنے میں ہی مامیت سمجھتا تھا۔ اب نوبت یہاں تک پہنچی ہوئی ہے کہ
 کھلی گالیاں دی ہیں۔

ایک پگھرہ کا کیزا کیا کیا بول گیا

تازہ دور کے بریلے ہوں گے، ہمارا جان مقرر، اور مصنف، اور اہل علم قسوں کو دلائی جا کر
 سب کہہ جانے والے کے باوجود گراں گھروا نے اپنی ان ہی مہارتوں میں مقبول کتاب ”ہمیں
 حلیہ“ میں آخر میں وہابیت کی جو تاریخ اپنی طرف سے گزرا چلی کی ہے، اس میں صفحہ
 ۵۵۵ سے ۵۵۷ تک شاد صاحب کے لئے جو لکھا ہے، اس کا خلاصہ اسی طرح کیا جا سکتا ہے،
 کہ ”جی ہر گھوڑے، مہمانوہاب نے اس کا علمی اثر دیکھ کر خوب مسرت کی اور خصوصی توجہ کی۔

واپس بندھ جان پہنچ تو باپ کے دہن سے پھر کر ابلاغ آئیں، وہ پیر و پھنس تباہیں انہما، اور
 اولیاء کی توہین میں لگیں۔ دلیل میں عام طور پر یہ ہوا کہ ولی اللہ دہلی ہو گیا ہے۔ علاء اسلم
نے حضور طور پر پھر کا لڑائی سوار کیا۔ شاہ ولی اللہ نے اپنے نئے مذہب کا نام بدل کر اپنے
 استاد محمد بن مہدلو باب کی نسبت سے محمدی رکھا۔ چند سالہ لوگ اس کے ساتھی بن گئے، کیونکہ
 اس نئے مذہب میں اپنے لئے آسانی دیکھی۔ عام لوگ جن کو خدا ہی کرم کھ کر حلا اور بھی
 ہوتے تھے۔۔۔ اس کبھی میں اپنے آبائی وطن کو چھوڑ کر اپنے دینی وطن نجد ہا کر محمد بن
 مہدلو باب کے پاس رہ کر دلایت کے مشقہ لکھو کی حقیقت سے وہیں قیام پذیر ہوئے۔
 حاتمہ الخیر عمر میں پھر لوئے اور محمدی مذہب پر ہی لوئے، اور رہے۔ انکے حالات میں اپنے
جانگنہ دلاؤ کی بنیے چھوڑے۔ انہوں نے اپنے دارا کا علی مذہب پسند کیا۔ لیکن باپ کا اثر
 ضرور رہتا ہے۔ بکوت بکوت ولی اللہ کا رنگ چڑھا، جس کا علاء کرام نے کافی جواب دیا۔
 اس کے بعد پھر سید اسماعیل حمید کا ذکر آتا ہے کہ اس نے بھی شاہ ولی اللہ کی تائید
 میں اپنا مذہب محمدی کہلایا، اگرچہ تمام مسلمان جن کو بدعتی اور دہلی کے نام سے دہا کرتے تھے۔
 اسماعیل صاحب نے اپنے ساتھ ایک اہل اُمت چڑھ لکھیں سید احمد کو دلایت میں اپنا رنگ صرا
سوار کیا۔

چڑھیں اور ہجرت حاصل کریں

ان زلفاء کے بارے میں مزید کیا کیا لکھا ہے، وہ کیسے نقل کریں: "ہا نہیں کرام سے
 گزارش ہے کہ کتاب لے کر ۱۳۳۵ھ سے ۱۳۸۶ھ تک کے صفحات غور و پرسیں، کہ امام ہمیں
 تیرے سے لے کر ان کے بعد شاگردوں، اور پھر تار و پود ہیں تک کی کی کو کسی طرح کے
 دلائل پر، بغیر کسی حوالہ کے اپنی ہی گھڑی بھلی داستان کے طور پر کیا کیا کہا گیا ہے۔ اور اپنے
 ہی اندھ کا بکھوہ کسی طرح کیسے حوالے لے کر کہلا گیا ہے۔ جب ہے، کہ کسی کو نے سے کسی
 بریلوی عالم اور محقق نے فحشی گوئی کے طور پر آواز نہیں اٹھائی، کہ آثر شاہ صاحب کی یہ سوانح
 کہاں سے لی گئی۔ اور بغیر ایک بھی حوالہ کے ان شیطانی القاد میں یہ ایسی الزامات، اور شاہ
 ولی اللہ اور اس کے خاندان کے زلفاء پر، ان کے مقام اور مرتبہ کے مقابلہ میں ایک دیکھتے کترے
 کے قلم سے"

تھے۔ لیکن حکومتِ اسلامی کے خصائص سے غافل تھے۔ شاہِ مرہب نے نہ تو کسی کائنات میں اپنے دینی وطنِ نجد کو اپنی دلی اہمیت سمجھ کر نہ تو کسی جدِ اہلب کے پاس جا کر اپنے لئے حقہ دیا نہ کسی کی مشیت میں قیام پا رہے تھے۔ چنانچہ اخیرِ عمر میں چھوٹے سہیل مرہب کی حالت میں جب نجد و تان چھوٹے تھیں باقی اہلِ حق جیسے شاہِ عبدالعزیز صاحبِ وراثت، رفیع الدین صاحبِ چھوٹے گئے اسی دو حضرات نے بھی اپنے دادا کے حق میں غیبِ اہلِ فدویا، لیکن اپنی اثرِ ضررہ متاثر ہوتا ہے کچھ نہ کچھ شاہِ ولی اللہ صاحبِ کاسمی، سادہ نگار، پڑھا، جس کا مطالعہ کرنا مٹے کمالِ جواب دہر یا اس نے بعدِ شہادت میں اس کے پیچھے جہنم پیدا ہوئے۔ علمِ دین حاصل کیا لیکن خیریت نہ پہلا سے بالکل جاری تھے۔ میرا خیال صاحب نے بھی شاہِ ولی اللہ صاحب کی اہلیہ میں لانا مرہب کی کہنا یا۔ اگر تمام سنی اہلِ کرب حق اور ولی کے بارے میں دیکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے ساتھ ایک اہلِ حق جو شخص سید احمد بریلوی کو ولایت کو دیتی ہو سکتی بنا یا۔ اہلِ حق میں کچھ حقیقت غالب تھی۔ صاحبزادگان شاہِ ولی اللہ صاحب عقیدہ اہلِ حق کے مطابق فتنے دیتے تھے۔ جہاں سنی مرہب کی کرن تھے۔ اسٹیل صاحب بلجئے تھے کہیں وہ بیت کا پرچار کلمہ کروں اور اس غیب کی اثاثت ہندوستان میں بھی ہو۔ لیکن ان کو کوئی موقع نہ ملا تھا۔ آخر کتابِ التوحید مولانا صاحبِ بریلوی نے جس کی ترجمانی میں کتابِ توحید اہلِ ایمان مولانا مستقیم الدین صاحبِ بریلوی نے کیا تھی اس میں شاخِ کیں۔ لوگ سوائے چند اشخاص کے کتابیں چھوڑ کر دے تھیں۔ انہوں نے جواب میں کتابیں نہیں۔ چنانچہ سکھ آدم نکلتے تھیں۔ اہلِ مرہب پنجاب کے حاکم بن چکے تھے۔ انہوں نے سہیل صاحب پر دیے ایسے مظالم ملے کہ خدا یا تیری پناہ۔ اسٹیل صاحب نے یہاں سے رتہ سوجھا کہ گھسوں کے بعد خدا کی سہارا کے سہاراں کو اپنی فرج بنا کر پنجاب فتح کیا بلجئے تو حکومتِ اہلِ بیت کی ہاں

ہونے پر یہ سبب ملتا ہے کہ خلافت کو بچانے کے وعدوں کی بھی دہلیز کھسکی جا رہی ہیں۔ اسی طرح ترک سولیات میں شامل مسلم زعماء پر بھی جنگ میں بندھ سکتی مسلمان سپاہیوں کو بھیجنے کا الزام شرمناک پہنچا رہا ہے، جو کم از کم مسعود صاحب کو ذیہ نہیں دیتا۔

یہ دیکھتے ہیں کہ یہ سببوں اور ڈاکٹر صاحب سے حضرت کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ شرف نہ بریلویت ہونے اور یہ سببوں کا اٹھنا ہونے کے بعد آدلی کا ذہن اور عقلی سپار یہ ہو جاتا ہے۔ قاتل اور دہلیز کا اٹھنا

یہ دعوے، یہ کردار

خصوصاً جبکہ ڈاکٹر صاحب نے اسی کتاب کے حرف آغاز میں اپنی غیر جانبداری دکھانے کے لئے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ اس کے تمام اساتذہ اور حلقہ کے قاتل نام اور رضا کے حلقہ میں ان کے شاگرد ہیں۔ یہ سببوں اور احمد رضا سے قاتل ان کے اپنے سببوں کے بعد ہوا اور اسی سے ”کیا تھا اور کیا ہوا“ کا شعور ہوا۔ تو چہ بے کھلم کھلوں کی گواہیوں کو گنج نہیں میں لانے کے لئے، غم اٹھایا۔ اور اصل فرض صرف حقائق کی دہلیز اور اپنی تاریخی تصویر پیش کرنا ہے۔“

یہ غمیں دلائل ہیں؟

اب یہ قارئین کرام یہ سوچیں کہ ڈاکٹر صاحب کو واقعی اپنی حضرت کو نہ مانتے اور غیر جانبداری سے یہ کہنے کے بعد کیسے غمیں واضح حقائق سامنے آنے، جن کو اس نے حقیقت پسند قارئین کے سامنے لانا مناسب سمجھا کہ دیکھو نام احمد رضا کا دیکھو کتنا صاف صاف قاتل ہے، کہ ان پر اگرچہ تو اسلامی الزام غیروں کی سازش ہے!

ڈاکٹر صاحب کی خیال اور حلقہ کی عورت کو کیا کہا جائے، کہ ہر ایک کی ہر ایک غمیں اور غمیں کو کسی نہ کسی طرح اپنے اپنی حضرت کی بھولی میں ڈالنے کی تمنا اور غیروں کا کہنے کری غم اٹھاتے ہیں۔ اور غم کے بعد کی حالت یہ ہے کہ اسے سامنے علم اور حقائق کے سامنے اسلام کے آج کل کے گزشتہ ہر ایک سے بچنے کے لئے کہ اس غمیں کی غمیں کی غمیں آج کل کے

سخانی کی بھی تو۔۔۔۔۔

اب ہمارے کرام خود بخود اٹھ کر رہیں۔ کہ حال تو حضرت مجدد کا کام تھا اس لیے اور دور رائز تھا۔ اور اس کے مقابلہ میں امور رضا کا اگر کچھ کام ہو بھی۔ تو وہ کیا نسبت رکھے گا۔ ان کو تو انہی میں مقابلہ کرنے کے بعد۔ اہل حضرت کے کام کو زیادہ بتانے والوں کے لئے ڈاکٹر صاحب کو ترویج کی ضرورت چڑی بھی۔ تو کن عالم القادس میں۔ کہ یہ دھماکا غیر عارفانہ ہے۔ نہیں ہوتا ہوا ہے۔

بقول غالب۔ سخانی کی بھی عالم نے تو کیا کی۔

دوسری طرف موقوفات میں ڈاکٹر صاحب کے مورخ احمد رضا خان نے جو خود واضح گستاخی کی۔ ان کو بے انتہت ہے اثر پایا اور بتایا۔ ان سے اہل سبہ انتہائی ظاہری۔ کہ سب کوئی مجددی ان کے قول سے استفادہ کرے تو اس کو وہ چاہئے۔ لیکن خود حضرت کہ۔ کو قابل استفادہ ہی نہیں سمجھتے تھے۔ سارے تہجدی کام کو شکر کیا۔ سب شیوخ کی تعلیم کو زہنی دلوے اور شکر قرار دیا۔ یہ سب ڈاکٹر صاحب نے قابل توجہ۔ قابل اعتراض ہی نہیں سمجھا!

لیکن یہ تنقیدیں ہمیں کر گئے!

آگے چلیں۔ تو شاہ ولی اللہ کے لئے جو امور رضا نے لکھا۔ پھر دوسروں نے زبان کھولی شروع کی۔ جس کا کھڑا مورخ مرزا محمد ولی کی اور ولی جی کی قریب ہے۔ ان سب کو اس طرح عقل، باہر دھڑکتا ہے۔ اور صرف حقائق پیش کرنے کے اور پھر ڈاکٹر صاحب نے اس اعتراض کے کوئی بھی نہ سمجھا۔ کہ صرف یہی سمجھتے کہ "یہ دھماکا غیر عارفانہ ہے۔" صاحب ہے۔"

ہمارے کرام! ہم نے حضرت مجدد خلف جانی اور شاہ ولی اللہ رحمہما اللہ تعالیٰ عظیم کی برکاتوں کے ہیں حیثیت کو تحصیل سے اس لئے بیان کیا۔ کہ گذشتہ چار صدیوں میں ہمارے برصغیر کی طبعی دنیا پر ان ہی دو شخصیتوں کی چھاپ رہی ہے۔ اور ہر نگاہ والیں۔ کہ ڈاکٹر صاحب بھی شاہ ولی اللہ کے کام کو حضرت مجدد خلف جانی کے کام کا تسلسل قرار دے رہے ہیں۔ اور اپنے اہل حضرت کی حدیث کی حد کو شاہ ولی اللہ سے ملانے کی کوشش اور فکر میں ہیں۔

۔۔۔

پورے ولی النبی خاندان کو نکال باہر کیا

شاہ ولی اللہ صاحب کا علمی تخیل ان کے بیٹوں شاہ عبدالغفور اور شاہ رفیع اللہ میں رہا۔ شاہ ولی اللہ تعالیٰ کے در پے چلا۔ ان دونوں کو بھی غور و اجہروں نے نہیں بٹھایا۔ اس میں اہم ترین نکتہ یہ ہے کہ برصغیر میں اس خاندان کی علمی عظمت شاہ ولی اللہ کی وجہ سے تھی۔ جب ان کو یہ پہلے احمد رضا خان نے طاقتور دہلیہ کے اکبر و ملائکہ میں شمار کیا ہے اور ”اپنے دھرم پر تکی سے کام رہتے والا جناب“ کہا تو عظمت کی وہ بڑی کت گئی۔ بعد والوں نے جو چاہا نکھلا۔ اجہروی صاحب یہاں تک پہنچا کہ ”تمام علماء اسلام نے ان پر خطوط پر کلمہ کا لٹوئی دیا“۔ الفاظ بھر دیکھیں۔ برصغیر کے تمام علماء اسلام کا خطو کلمہ کا لٹوئی۔ اس الزام پر بھی کسی بریلوی اور آج کے محقق کے کان پر جوں بھی نہیں رہ سکتی۔ اور شاہ غور و اجہروں کو بھی احمد رضا خان نے ہی لٹوئی دے دی۔ چلو چھوڑو ۱۵۰ پر بندھو چلی دہلیوں کا مسلم جاتی قرار دیا ہے۔ اس طرح یہ سارا خاندان بریلویوں کے ہاں کیا رہا۔ ڈاکٹر صاحب غور و اجہروں کا کشف کر رہے ہیں، کہ اپنے اہل حضرت کی حدیث کی سند کا سلسلہ شاہ ولی اللہ سے جڑیں۔ اس سے کیا فرق پڑے گا؟ پہلے اپنے بریلویوں کو یہ تو سمجھا نہیں، کہ شاہ ولی اللہ اور اس کا خاندان مسلمان تھا۔

جبکہ دہلی لفظ کا مفہوم یہ مانتے ہیں

کیونکہ خود احمد رضا خان اور اس کے بیٹے جس کو دہلی کہتے ہیں، تو ان کا واضح مطلب دہلی نہ اس لئے بھی گراہی اور کمر ہوتا ہے۔ کھری لٹوئی والی فصل میں، لٹوئی نمبر ۲۳ میں ہم نے یہ لٹوئی دکھایا ہے کہ ”دہلیہ کے لئے جامعہ کی دعا فضول ہے۔ وہ بھی لوٹ کر نہیں آئیں گے“ اور ”اہل انوار انشا“ میں ص ۲۳ پر ہے کہ ”دہلی کا تو نام ہی فضول ہے۔ وہ نہ بھی آئیں گی، نہ بھی ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ فرما چکے کہ وہ دہلی سے ایسے نکل جائیں گے، جیسے حیرت کاندہ سے“۔ جب یہ ادبیت پیدا کی جا رہی ہو تو پھر ان کی ننگ اور نسبت کی اس ذہن میں ادبیت ہی کیا رہے گی!

بیضاوی اور خازن اثر تفسیر نہیں

تفسیر بیضاوی کی ادبیت سے ہر ایک بریلوی عالم بھی واقف ہے۔ ان کے مدارس میں

ہر ایک، چنگے کی حیثیت اور معیار دالے بھی علم کے ان آسمانوں کو برباد کرتے ہوئے نہیں
کے۔ ہندو افسانہ تو اب ہر ایک برہمن کی خصوصی شہادت بن ہی چکی ہے۔

برصغیر کے یہ علمی آفتاب

امیر رضا خان سے کچھ پہلے دلا، اور اس کا چہرہ اور برصغیر کے مسلمانوں کا ہر لہجہ سے
ایک اچھائی متحرک دور تھا۔ جس میں دینی، ملی، سیاسی، سماجی، معاشی ہر ایک میدان میں کام
کرنے والی اچھائی معیاری شخصیات ابھریں۔ جنہوں نے اس ذاتی ناکہ کو نہ صرف اپنے سے
پچھلے بلکہ نئی قوت دی۔ ہر ایک پہلو کو سنبھالا۔ اور انگریز بہادر کا مسلمانوں کو "ترغیہ افروزی"
جاننے کا منصوبہ خاک میں ملایا۔ ان میں سے کئی کئی شخصیتوں کو اپنی معجزات اور ان کے
ساحیوں کی طرف سے دہائی، قدرتی تھی اور ان کو سراہا کیا۔ برہمنی محفلوں کو تحقیق کر کے، ان
خوش نصیبوں کے نام آسمانوں کے ساتھ جانے چاہئیں۔ ہم کو تو صرف ان کی نگاہ کے شہداء
کی ہی لمبی فہرست نظر آتی ہے۔ اور کوئی چاہا ہوا نظر نہیں آتا۔

ایک قدر آہ اور علمی شخصیت سے نوجوان احمد رضا کی گستاخانہ گفتگو

مولانا عبدالحق خیر آبادی۔ عہدہ کلا پانی جیل خانہ۔ فضل الحق خیر آبادی کے ناکہ فرزند
اور چاٹھیں، اور علم مطلق میں اپنے باپ کی طرح نہ جانے جاتے تھے۔ دہلی کے قلوب کے
پس احمد رضا خان کی ملاقات ہوئی، اور علم مطلق نے جاننے کی بات ہوئی۔ مولانا خیر آبادی نے
باتیں کرتے ہوئے، احمد رضا خان کی رازداریت کی ہم پر اعتراض کیا۔ یہاں سے وہ توک
(کسی حد تک گستاخانہ) جوابات دینے لگے۔ مولانا نے کہا کہ اگر یہ وہ ہے تو جہاد نہیں
ہو سکے گا۔ احمد رضا خان نے جہاد تو توک انتقام میں ارشاد فرمایا، کہ "اے مجھ سے مطلق
جہاد اپنے علاوہ اہل سنت کی تو جہاد ہوگا۔ اس لئے میں نے پہلے ہی آپ سے نہ جاننے کا
فیصلہ کر لیا ہے۔" اب یہ سوچیں، کہ اس وقت ایک فہر صرف نوجوان عالم کی ایک مانے
ہوئے افسانہ ساز کے آگے کیا حیثیت تھی۔ لیکن کس گستاخانہ طریقہ سے اس نوجوان نے
اس مطلق عالم کو علامہ اہل سنت سے نکال باہر کیا، اور اس سے جاننے کو علامہ اہل سنت کی تو جہاد
قرارداد!

حریم جاہلانہ معیار یہ ہے، کہ ہر ایک سوانح نگار یہ واقعہ لکھتا بھی ضرور ہے، اور اس کو

اپنے اہل معرفت کی دین کے معاملہ میں غیرت مہدی اور عثمانی جرأت کر کے پیش کرتا ہے۔
 حالانکہ تہذیب کی دنیا میں اس کو بے ادبی اور کتافی ہی کہا جائے گا۔ دینی علم کا پیروا ہم سبق
 شیخ مہدی کا یہ شعر ہوتا ہے کہ ”کون حد اٹھا جیم تو طبع ارب۔“ ہے ارب عربہ کثرت از فضل ارب۔“
 اور یہ بھی یاد ہوا ہے، کہ جہر ایک کو دوسرے سے بات کرتے وقت اس کے مرتب اور حرکات کا لحاظ
 نہیں لازم ہے۔ مثلاً، منقول بھی ہے کہ ”اگر فرقہ مراد نہ دانی، زندگی۔“ اختلاف کے اظہار
 کے وقت مرتب طاق اور ارب سے ہی تہذیب ظاہر ہونا کرتی ہے۔

اہل معرفت نے یہ ماحول پیدا کیا

لیکن بریلجیوں کے اہل معرفت نے شاید ایسا جاگیردارانہ ماحول پیدا کیا۔ جس میں ایسی
 برائیاں اور حاضر جرمیاں شہزادوں کی ٹانوں لگی ہاتھی تھیں۔ نتیجہ میں اس شہزادہ کا حراج اس
 طرح پختہ ہو گیا، کہ اس نے شروع ہی سے لے کر، ہادی زندگی تک شب بھی اور جس سے
 بھی، کوئی اختلاف کیا، تو اس کی بچھری ضرور اتاری۔ یہاں تک کہ اپنے ہم شرب اور بھائی
 خاں بدایوں اور راجپوتوں سے ایک فردی مسئلہ میں اختلاف ہوا، تو ان کی ایسے نتیجے کی، کیسے کیسے
 اثرات، کی انتظام میں گئے، ان کی تفصیل ہم نے فصل ہفتم میں بیان کی ہے، اور دوسروں
 کے لئے جو یہ کہنا مناسب سمجھا ہے، وہ فصل ہشتم میں درج نہیں۔

محکمہ میں یہ تقویٰ کا ماحول پیدا کیا

یہ تو یہ ہے، کہ اس بکرے حراج جاگیردار شہزادے نے اپنے گلے والے بچوں کو بھی
 تہذیب سکھانے کے لئے، خصوصی محنت سے ایک خاص ماحول پیدا کیا۔ تاہم ان کے برخلاف
 کے محقق اختر شاہ جہاں پوری نے جلد ۱۹۹۵ء میں ”سیرت احمد رضا“ میں ص ۵۵ پر ایک
 منہاں قائم کیا ہے ”اہل محکمہ“۔ اس میں لکھتا ہے، کہ اہل معرفت نے اپنے محکمہ میں تقویٰ
 کا ایسا ماحول پیدا کر دکھا، کہ کسی چھوٹے بچے کے منہ سے بھی کبھی کوئی گالی یا بدھتہ سننے میں
 نہیں آتا تھا۔ ان کی سب سے بڑی گالی ہے دین، بدعتیہ، اہل، چکر دہی، اور بدعتی، غیر
 عقلمند، نچھری، غولی، وغیرہ اطلاق ہوتے تھے۔“

والہ اختر صاحب واہ! اور واہ بریلوی تہذیب!

ہم نے والے ایک مخلص بریلوی عالم کی اپنی تہذیب اور تہذیب کا معیار بھی ملاحظہ فرمائیں،
 کہ کھلتا ہے، کہ کبھی کوئی گالی یا بدھٹکے سننے میں نہیں آتا تھا۔ لیکن ان الفاظ کو بدھٹکا بھی نہیں
 سمجھتا۔ پھر اس کو واہ واہ کی واہ دین، کہ اپنے ہمدردانے حاضر کا طرب اچھا تھا صرف کر لیا ہے۔ غلط
 کے پھولنے بچوں کو بھی ہر وقت غلطی آ سناؤں کی طرف تھوک کر اپنے منہ کو ہر وقت گندہ رکھنے کا
 سبق سکھا دیا۔ اب وہ جوان ہوگا تو اس کی ذہنیت کیا ہوگی؟ اگلی نسل والے غیر معیاری بد الفاظ
 ہوتے، تو بڑے ہونے پر اور سمجھانے پر پھوٹ ہی جاتے۔ لیکن اس ہمدرد صاحب نے تو
 یہودیوں کی طرف پر قصب اور بکروان کی گھنٹی میں مار کر ان کے حراج کا حصہ بن گیا۔ اور پھر یہ
 مخلص صاحب بھی اس کو تقویٰ کا ماحول کہہ رہے ہیں۔ اس معیار پر ایک بار پھر ہر سننے والے
 پر غور سوچیں، کہ مذہب گمراہوں میں بچوں کو دوسروں سے اور اپنے سے بڑوں کے بارے میں
 بات کرنے کی کیا تہذیب سکھائی جاتی ہے، اور اپنی حضرت نے کیا ماحول بنایا۔

اس کا فطری نتیجہ

اس کا فطری نتیجہ یہ نکلا، کہ اپنی حضرت کے ساتھ اس کے صاحبزادوں اور ساتھیوں کا
 یہ عام حواج بن گیا، کہ جب بھی کسی سے کسی مخالفت کا ذکر زبان یا قلم پر آیا، تو چونکہ کچھ
 بد زبانیاں ضرور صادر ہوئیں۔ جن کا کسی قدر تفصیل سے ذکر اور مطالعہ ہم اس کتاب کی
 آخر میں فصل میں بیان کرتے ہیں۔

اس طرح کی بدست افروانی سے اب یہ عام ماحول نظر آرہا ہے، کہ ایک عام آدمی چمے
 بریلوی مولوی کے بھی اذکار کا ایک اچھا خاصہ حصہ غیر بریلویوں پر تحقیر، الزام بازی، اور بدزبانی
 میں گندہ داتا ہے۔ غصہ طامست کے غم سے اور سیاسی غیر معیاری جھلسوں جھلسوں کی طرح کی ہل
 باتوں ان کی خاص مخالفت بن گئی ہیں۔ مرتد، کافر، رسول کا گستاخ، ملعون، مستحق ہے
 ادب، جھپٹکی وغیرہ کے الفاظ تو اب کوئی برائی ہی نہیں رہی، یہ تو اب بریلوی تہذیب میں عام
 استعمال کے الفاظ کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ ایسا ان سے آگے کے مخصوص افراد سے ہی
 یہ مخالفت اور واہ واہ شروع ہوئی ہے، کہ کیا خوب مقرر ہے، کہ کیا اذکار بنایا۔ کیسے منکراں سکھا

چکے جھڑائے!

اپنے لئے بھی اچھا نہیں کیا

برہمچاری حضرات اگر کچھ سے کام لیں، تو عام بے راہ روی کی ان کی عی و االی ہوئی یہ دم
ان کے حق میں بھی ابھی نہیں رہی، مست اندھے باجی کو جنگل سے نکال کر شہر کے دھنوں کے
نکلے کا راستہ دکھانے والے کو، اسی دھت یہ بھی سوچنا چاہئے، کہ باجی کو اپنے پرانے کی مستقل
اپنی تیز فو ہے نہیں، وہ ان کا رخ بھی کر سکتا ہے۔

جوز ۲۰۰۲ء کے الیکشن میں مولانا نور الدین مرحوم نے ختم و مجلس ملی سے انتخابی اتحاد کیا۔
تو ایسے ہی مست باجیوں نے کھلے بندھنوں پر، اپنی سرکھت کی دکانوں پر سرکھت کے کٹ
نگاتے ہوئے، مولانا مرحوم پر جو نیلے کسے، جو تلخے لگائے، ان کو سن کر ہم جیسوں کو بھی دکھ
ہوا۔ نور الدین، کلہوڑائی میں بہت چارہ دار دنیا کی خاطر دین چھوڑا، رسول کے دھنوں کے ہاتھوں
میں کھیتے، دلیر و دلیر و الفاظ پر ایک عجیب و مہذب آدمی تو بہت بھاری لگے۔ برہمچاریوں کے لئے
ان میں مہرت کے سداہن ہیں۔ اگرچہ ہمیں اس قسم کی کوئی امید نہیں۔ تاہم اس واقعہ پر جو چھی
نور کرتی، اس کا اثر ابھی تک جاز و قہار ان لئے ہے اختیار قسم سے نکل ہی گیا۔

بات کو سمیٹنا بھی ہے۔ تاہم برہمچاریت کی اصل حقیقت سے نا آشنا کچھ دار لوگوں کے
آگے، دہانوں طبقوں کے منتہیوں کے معیار اور کردار کی مثال پیش کرنا ضروری لگتا ہے۔ برہمچاری
عام معیار تو آپ نے کچھل دو فصلوں میں خوب دیکھ لیا ہے، تاہم تازہ حوالہ کے لئے ہم یہاں
”منتہیوں کا معیار بھر سائے لاتے ہیں۔“

علامہ اقبال کس بنا پر کافر بنے

پہلی مثال کی تفصیل آپ نے تازہ ”دوسری فصل“ میں دیکھی، کہ اپنے بھارتی قادیانی
”تے ہوئے، علامہ اقبال کے لکھنؤی کام دوران کی فکر ”خود واد“ جواب ”نے نکلے مضمون کی
جائے، صرف قلمو نے پھر شعروں کے حوالے دے کر، ان پر اعتراضات کر کے، برہمچاری بھٹ
اٹھے۔ چار اعلیٰ خان نے علامہ صاحب کو کافر غیر اوروں، علامہ اقبال ان بھی معیار کا جواب کیا
”میتے، دلی دل سے شعر لکھ گئے جو“ ”ادکار الفی“ میں بیٹھ کے لئے ان کے ”وہابی کر دے گئے“

اس پر کسی بریلوی شخص نے حرکت نہ کی تو پھر ایک جاہل غلام جو وہاں عالم طاہر دہلوی صاحب نے اس کی بیوی میں کتاب چھاپ دلی سنت میں سنو ۱۳۳۳ سے ۱۳۳۵ تک اس صفحات میں پھر بیانیہ اسباق سے کات کر صرف "تھکوہ" والے حصے کے چند شعروں نے علامہ صاحب کو پھر کافر بنادیا۔ اور یہاں تک کہ وہاں کہیں کفریوں کے پادریوں کی اگر ڈاکٹر صاحب مسلح ہیں تو معلوم ہے کہ انہوں نے اپنا کوئی اسلام گزرا ہے۔

یہ ہستیاں زمین کی گردش ماننے پر کافر بنیں

اسی دن پوری صاحب نے اسی کتاب میں سنو ۱۳۳۳ پر سنو ۱۳۳۵ اختلاف حسین حالی ا علامہ صاحب سے لڑنے شروع کی تھی قرآن اور ہر شخص ہستیوں کے علاوہ اور مرتد ہونے کی ایک دلیل یہ بھی دی ہے کہ "یہ لوگ کے علموں کی کارروائی کرتے ہوئے زمین کو سورج کے گرد حرکت کا مان لیا۔ حالانکہ حضور نے نور علیہ السلام اور ہر اہل حق اور رضا قرآن پاک سے ثابت کر چکا ہے کہ زمین ساکن اور مرکز ہے، اور سب سیارے اور آفتاب اس کے گرد گھوم رہے ہیں۔" ایسے دلیلیات تو اسے بھی بریلوی شخص حضرات نے پروا نہ تھی اس کی وجہ یہ تھا کہ جو ہم آپ سب نے ۱۹۲۹ء میں دیکھا کہ جب چاند پر انسان پہنچا۔ دیکھنے والے نے وہی پر اس کا مشاہدہ کیا تو بریلویوں کے اگلے اگلے اور کافی عقلموں نے اس کو صحیح ماننے والوں پر کفر کے فتوے کی بھرمار کر دی۔ علامہ اور مضامین میں اس کی دھم پھالی، تجویز میں کی کہ اس علمی معیار پر شرمسار ہونا چاہیے اور کافی کچھ لکھتے بھی چلو (لیکن ڈاکٹر مسعود صاحب ابھی تک اپنے اپنی حضرت کی افواہ میں ہیں)۔

بریلوی فتوؤں کے معیار

کچھ نسل میں ہم نے مسلم لیگ کی مخالفت میں بریلوی علماء کی مخالفت کا تحریری سامنا نہیں کیا ہے، کہ کن کن الفاظ میں اس پر کفر کے فتوے لگائے گئے۔ اس کو ہر جگہ عقلم لیگ لکھا گیا۔ اس کے گائیڈین کو کافر مرتد اور دوسرا بھی بہت کچھ کہا گیا۔ ان آٹھ رسائل میں سب سے سخت دو رسائل ہیں، یعنی مارچ کے شمارہ، لیکن کا رسالہ الجہادات اسلامیہ، اور شمس علی خان کا "انعام نور" یہ شریعہ بر مسلم لیگ۔" دیکھیں ایسے ہی ہیں، لیکن علامہ طاہر دہلوی صاحب

تھاب دہلی اسٹسٹ میں ستمبر ۱۸۶۶ء میں ان کو قرآنی دلیل کی حیثیت دے کر یہ لکھتے ہیں کہ ”اس کتابوں کے دلائل کا انکار وہی کرے گا جس کا ایمان قرآن پاک پر نہ ہوگا۔“ کہاں تاخیر اور کے سیاسی مباحث، کہاں قرآنی دلائل! کیا ذہنیت و جود میں الٹائی ملی ہے!

اب آپ سوچیں کہ اس پارے طے نے کفر کے کیا پاپے کیا دیکھ چکے ہیں، اور یہاں تو کئی فتوے والے اب کو بھی دیکھ لیں۔

اب دوسری طرف آئے۔ پہلے کچل فصل پر مگر نظر اہل نردیکہ نہیں، کہ قادیانہ عظمیٰ جلیل بنانہ کو یہ دیکھیں نے کس قسم کے کفر، ارتداد اور دوسرے تازیانہ اللہ سے نوازا ہے۔ یہاں تک لکھا کہ اس کو کافر نہ ماننے والے کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جائے گی۔

ایک حقانی مفتی کے احتیاط کی مثال

دوسری طرف دیکھئے کہ جہاں علم ہے، معیار ہے، خدا کا خوف، آخرت کے حساب و کتاب اور جہاد ہی کا احساس اور یقین ہے۔ تو اسے کے مسائل کی نزاکتوں کا احساس ہے۔ اس خلاف جماعت کا سرگرم دکن ہونے کے باوجود کیا فتویٰ دیا گیا۔

مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ مرحوم، جمیعہ اخصاء، ہند کے سرگرم دکن، اور مسلم لیگ کے خلاف تھے۔ اور آخر تک اپنے اسی موقف پر قائم رہے، کہ ملک کی تقسیم مسئلہ کا حل نہیں۔ لیگ اور لیگ والوں کے کردار اور مقاصد پر بھی تنقید کی اور فتوے کے جہاں میں لگی۔ لیکن کہیں معیار سے بچے نہیں آئے۔ اس کی فتوے کی کتاب ”کفایت المفتی“ حصہ خیم میں کتاب اسلامیات میں یہ سب یکسو موجود ہے۔ آپ اور بریلوی سارا اب چھ لیں اور موازنہ کریں۔ بات صاف ہو جائے گی۔ آپ دیکھیں گے کہ۔

کلی خلافت کے باوجود نہ جلیل بنانہ کو مسٹر بیتا کے خلاف نام سے یاد کیا، نہ اس کے لئے کوئی غیر معیاری خط لکھا۔ نہ کفر کا فتویٰ دیا، اور نہ یہ لکھا۔ ”اس کو کافر نہ سمجھئے والا خود کافر ہو جائے گا اور اس کی بیوی نکاح سے نکل جائے گی۔ نہ مسلم لیگ کو عظیم لیگ کہا، اور نہ اس کے گھر پر اور تاج پر کرنے والے کو کافر کہا۔ حتیٰ کہ ستمبر ۱۹۴۱ء کو فتویٰ نمبر ۵۳ دیکھئے، کہ مالک نے مسٹر گواپوں کے ساتھ چاہن کیا، کہ کوئٹہ میں مسٹر بیتا نے قرآن پاک کی بے حرمتی کی۔ شراب پینا اور عطاء کے شان میں گستاخی کی۔ لیکن جواب میں مفتی صاحب نے لکھا

کہ ”مجھے جناح صاحب کے عقائد ذاتی طور پر معلوم نہیں، اس لئے ان کے لئے کوئی عزم و کلام مشکل ہے۔“ آگے کے سوال پر تو نے نمبر ۵۳۸ میں پھر جواب دیتے ہیں کہ ”مجھے سنہ جناح کے ذاتی خیالات اور عقائد معلوم نہیں۔ وہ فرقہ شنید سے متعلق رکھتے ہیں۔ فیہوں کے عقائد مختلف ہیں۔ بعض کو یہ اور عقائد ہونے کے باوجود مسلمان کہے جاسکتے ہیں۔ اور بعض کو مسلمان نہیں کہا جاسکتا، مثلاً حضرت علیؑ کی انویسٹ یا نبوت کے قائل، یا قرآن پاک کو گنجلہ کال نہ ماننے والے۔“ ایسا ہی جواب نمبر ۵۳۹ میں بھی ہے۔ مسلم لیگ کے مخالف اور اس کے کام سے ناہم ہونے کے باوجود جواب نمبر ۵۴۰ میں مسلم لیگ میں کام کرنے والوں کے لئے یہ جملہ بھی لکھتے ہیں کہ ”بہت جولوگ ان کو تقیہ اور قوی مذاکار رکھتے ہیں، وہ ان کے ساتھ کام کرنے میں معذور ہیں، ان پر گرفت نہیں۔“

اس طرح سوالات کی مختلف فرہمیں اور مختلف طریقے، مختلف اصطلاحات وغیرہ ہیں، لیکن عقائد خدا ورس مطلق کا قلم نہیں کسی کے کمرے میں گیا۔

ہم نے اس کتاب کی دوسری فصل میں کمرے کے قوسے میں اعتقاد کے بارے میں اسلامی تعلیم اور حلقہ میں کے اقوال اور عملی نمونے تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ اس فصل پر ایک بار پھر نظر ڈالیں، اور خود فیصلہ کریں، کہ اس اہم ترین معاملے میں کون کس راہ پر چلا اور بریلوی اور میر کی کس سچا پر ہیں۔ اور ایک خدا ورس مطلق کا کیا معیار ہوا کرتا ہے۔

ایسے شہداء کی تفصیل اور تعداد

انجمن اہل تشاور المسلمین لاہور نے ۱۹۷۹ء میں سوالات عدلی کی کتاب ”مفتاب الایمان“ بحوالہ ”الاسلام“ شائع کی، تو اس کے مقدمہ میں انور احمد خان نے سط ۱۰۰ سے ۱۳۰ تک حلقہ میں علماء و اکابر میں سے ۱۶، انیسویں، دسویں صدی کے مانے ہوئے جید علماء اور زہاد میں سے ۵۴، اور ۱۲ویں صدی کے لئے قائم کی ہوئی جماعتوں اور تنظیموں میں سے ۴۰ کے نام حوالوں کے ساتھ دیئے ہیں، جن کو انور رضا سے لے کر جتوہی کے بریلویوں نے کافر قریباً ہے۔ ان میں یہ قوم کے مانے ہوئے خیر خواہ عالم اور قریب بیداری میں نمایاں کام رکھنے حضرات بھی شامل ہیں۔

غیر آبادی سلسلہ کے خاتم جید عالم، تحریک آزادی اور خلافت و ترک سوالات قریباً

کے مہاجر دکنی مولانا صفحین الدین الدبیری، مولانا حکیم برکات احمد نوکی، جو مولانا عبدالحق خیر آبادی کے شاگرد اور بادشاہ جدید عالم تھے۔ مولانا عبدالہادی قرنی بھلی، (جو تحریک خلافت کے بانی مہمان تھے۔ اس پر احمد رضا خان نے اٹھاکوڑی انعام لکائے، اور طویل خط و کتابت کا سلسلہ چلا، جو ”الطہاری الداری علی بغوات عبدالہادی“ کے نام سے تین جلدوں میں شائع کی گئی۔) حبیب سلسلہ ہے، ادھر سے بچاؤ، ادھر سے صلوات کی پوجاؤں، تحریک خلافت اور ترک مولوات میں حصہ لینے والے بدامنی ہم شرب جید علا، عبدالشاہد بدامنی اور عبدالقادر بدامنی اور عبداللہ بدامنی، ہوائے خلافت مانے جانے والے علی برادران یعنی مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شکر علی، مولانا ظفر علی مرحوم، (جس نے اپنے اختیارات زمیندار کو ایک تحریک کی شکل دی۔ اس پر بریلوی فتوہ میں کوٹاہی شکل میں لاکھوں کا نام لکھا، ”سیف الہیاد علی مکر زمیندار، المعروف بہ القسود علی اوراد مکر افکار“ یعنی صرف رب جہاد کی تلواریں بھی راضی نہ ہوئے، بلکہ مٹھوں میں ہی گدھا کرنا بھی ضروری سمجھا گیا)۔ مولانا شعلی نعمانی، (جس نے خدوہ العسطنین کے ذریعے اسلامی تاریخ پر بے بہا تحقیقی کتابیں قوم کے سامنے اور اس میں چٹنی کیں۔ ان کی دعائی اور لاجواب کتاب سیرۃ النبی اور القادوسی کو ناپاک کتاب کا لقب دیا گیا)۔ مسٹر قرآن اور قرآنی علوم پر بہت قیمتی تحقیقی کام کرنے والے مولانا عبدالشاہد دریاہادی، (جس کی انگریزی تفسیر کی شان سی اپنی ہے۔ اس کو اکثر مرتد قنادی کے چیلے کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے)۔ مولانا ابو الکلام آزاد، شاعر اسلام مولانا الطاف حسین حالی، خدوہ العلماء، مکتو کا چہرہ اور، (جس کے خلاف جنرل احمد رضا کے بھی صرف اس نے سی بچاؤ رسالے لکھے۔ حالانکہ اسلامی علوم، تاریخ، جدید مسائل، جدید ذہن کے شبہات، جدید تفسیر فقہ و حدیث و تصوف وغیرہ موضوعات پر ان کی بے بہا کتابوں کے جزو کی ایک بھی کتاب کسی بریلوی نے آج تک نہیں لکھی)۔ سر سید احمد اور سب رفقا، کار اور ان کی قائم کردہ مسلم لیجیشنل سوسائٹی، ولیمہ و غیرہ۔

باقی کون اور کتنے بچے!

یہاں تک کہ ان کے نام گنوانے کی بجائے بریلویں سے یہ سوال پوچھنا زیادہ مناسب لگتا ہے کہ تحقیق کر کے بتائیں، کہ بریلوی کی نظارہ جاپے کے اس اہم ترین دور میں

مسلمانوں کی دینی سلامتی سیاسی اور معاشرتی بھلائی اور بیماری کے میدانوں میں کام کرنے والی شخصیات میں سے کوئی سی وہ ہیں، جو بریلوی مکتبہ کی تعلیم سے فائدہ اٹھائیں۔ ابھی تک ہم کو تو کوئی نظر نہیں آ سکا ہے!

ان سب پر یہ نکتہ ہے: بیچ و ذہانوں کے نظریہ اسی قسم کے تصور سے حوالوں کی وجہ سے ہیں، جن کی مثال ہم نے ابھی توڑا پہلے طائر اقبال پر کٹر کے نکتے میں دکھائی۔ یا اچھے حوالوں سے ہیں، کہ اعلیٰ حضرت زمین کا ساکن ہو، قرآن سے ثابت کر چکے، اعلیٰ حضرت اس بارے میں یہ فیصلہ دے چکے۔ علامہ حرمین کتاب حرام الحرمین میں ان کے لئے یہ نکتہ چکے۔ علامہ شمس مارہرو اور مولانا حسرت علی یہ نکتہ چکے۔ جب کا کہنا علم شیعہ ہیں، اور کوئی ان کے کردار کے بارے میں یہ یہ مشہور ہے، تو کافر ثابت ہوا، وغیرہ وغیرہ۔

آپ لوگوں والی فصل میں یہ بھی دیکھ چکے ہیں، کہ رافضی، وہابی، غیر مقلد، پکڑا ہوی کے نقطہ کے ساتھ کٹر کا نقطہ جواز دیا گیا ہے۔ اب جس کے ساتھ یہ نام آئے گا، وہ کٹر بھی نہیں، بلکہ مرتد مان جائے گا۔ اور چونکہ مرتد ہے، اس لئے اس سے دنیوی معاملات بھی غیر مسلموں والا سلوک بھی جائز نہیں ہوگا۔ اس سے نکتہ لازم اس کی رافضی حرام اور مقلد وہابی اور ہوگی۔ کوئی ایسی سلامتی تنظیم یا کاروباری جماعت ہوگی، جس میں بریلوی دعوہ بنی رافضی، وہابی کی قیادت میں ہوگی، تو وہ بھی سب کافر اور مرتد ہو جائیں گے، کیونکہ یہ مرتد اس کے ساتھ اتحاد کو یہ نہیں سمجھتے۔

نتیجہ ظاہر ہے، انوار احمد صاحب کو تو صرف بڑے بڑے ماسوں میں سے حق تعالیٰ نے۔ اگر خود سے دیکھا جائے، تو خود بریلویوں سے بھی غیر بریلویوں سے سبیل بخل رکھنے شادی بیاہ کرنے والے، لیکن کلن میں شریک ہونے والے، حرمین میں باجماعت نماز چھٹے والے سب دین سے نکل جائیں گے، تو پھر باقی پھر سے بریلوی یعنی آج کل کے پاکستانی بھارت اور بنگلہ دیش کے چالیس کروڑ مسلمانوں میں سے کتنے مسلمان جنت میں جائیں گے، کتنے جہنم میں؟ یہ ان حقائق سے آگاہ ہونے والا ہر ایک اپنی سطوات کے مطابق فیصلہ صادر کرے، اور بتائے۔ اللہ پاک ہماری حفاظت فرمائے، سو ہو نعم الحفیظ۔

بریلوی محققین کو تو یہ سب کچھ نظر نہیں آیا۔ لیکن چار مہینوں میں سے جن کو شیخ عظام تاریخی ہستیوں سے واقفیت حاصل ہے، وہ سوچیں، کہ ان میں کتنی ایسی ہستیاں ہیں

سے نعم و مرکان پڑھائی اور معاشرتی اور علمی خدمات کی وجہ سے اس میں ان کا آسان گہرا اور بڑا
 درجہ کیا جاتا ہے۔ جب کہ ان پر عمل کرنے والوں میں سے اکثر کی سہی اور عملی حیثیت ان کے
 قابلے میں ہے اب دیکھا زمین کی سی ہے۔ پھر سوچیں، کہ ان فتوہ ان کے لئے ہمارے یہ
 نظامی حساب ہو سکتے ہیں، کہ:

زمین کمالی آجاس کے کے

فصل یازدہم

صفحہ ۲۰۲-۲۵۶

ایک اوہن البیوت کبیت العنکبوت

علمی دنیا کا عظیم ترین دھوکہ۔ صرف چار دیوبندی علماء کی ایک ایک عبارت پر پورے دیوبندی طبقہ پر کفر کا الزام۔ ان عبارات میں کسی دوسرے عالم کو کفر پر مضمون نظر نہیں آیا۔ آخر تک کسی عالم نے ان کی تصدیق نہیں کی۔ ہر کرم شاہ کا کھلا اعلان کہ الزام غلط ہے۔ ایک سو برس میں کوئی بریلوی کوئی پانچویں عبارت نہیں ڈھونڈ سکا۔ پھر بھی آج بھی ہر ایک کا اصرار۔ اور حیرت انگیز تائیدیں۔ اور مزید دھوکے۔

اعلیٰ حضرت کے دیوبندیوں پر الزامات

عرف

ایک "اوہن الہیوت کبیت العنکبوت"

بدعت اور بریلویت ایک الزامی مسک ہے

ہارنجن کرام

بدعت اور بریلویت ایک الزامی مسک ہے۔ ان کے مکتبن کا کاروبار بطور الزامات اور دوسروں کی لاشوں پر اپنی بنیادیں قائم کرنے کے چل ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ ان کے پاس اپنے بدعتی عقائد اور رسوم کے لئے قرآن وحدیث، لکھنؤ واسلاف کے عقائد کے مستند دلائل نہیں ہوا کرتے۔ ان کی کل پابندی، بے جواز مٹائی، غیر مستحضر روایتیں اور کہانیاں ہی ہوا کرتی ہیں۔ ان کو زہرہ بھانے کے لئے دوسروں کے لئے ائمہ و رسول اور اولیاء کرام کی گستاخیوں کے الزام اور حقیران کی سب سے اہم ضرورت ہوا کرتی ہے۔

انہیں نے جبکہ اس قسم کا ماحول پیدا کر رکھا ہے، کہ اکابر ایک مصلحت اور اعلیٰ و آخریٰ، ہر ایک رسالہ کا اصل مواد بنو گئے ہیں، لیکن دوسروں میں باقیہ میں یہ کھوکھی نہ کسی طرح بدعت والہانہ کے ساتھ ضرور آئے گا، کہ دیوبندی حضور کریم ﷺ کے گستاخ ہیں، وہ بدعت اسی مگر میں رہتے ہیں، کہ کس طرح ان کی شان بڑھنے نہ پائے۔ آپ کے ملامت کے منظر ہیں۔ اور شریک نہیں بن سکتے۔ اولیاء کرام کی شان کے منظر ہیں، لیبرہ و لیبرہ۔

مصلحت کا موضوع بنو گئے ہیں، لیکن اگر کسی بریلوی نے تحریک کے طور پر اس کو پرکھ نہیں کہا تو نہ ہونے یا سنے والا ہو جی ہے حوالہ: "اے مہاراج۔"

آج غالب بنو گئے فرات ہوا

اس کی ایک ایسی اور جامع مثال وہ ہے، جو مشہور ادیب مولانا ہبشہ قادری نے اپنی
 حالات سے تقریباً دو سال پہلے، اپنے ماہوار رسالہ "قادران" کی جولائی ۱۹۷۶ء کی اشاعت
 میں، ایک بریلی کی کتاب کے تجرہ میں اپنی مثال اسے کر رکھی تھی۔

مولانا ہبشہ قادری، بدایع ان کے حالات بتاتے ہیں

مولانا مرحوم کہتے ہیں، کہ ان کا ختم (بدایع منقطع میں) ایسے گاؤں میں ہوا، جہاں نہ
 ٹیچر بریلی تھا نہ دانے مسلمان تھے۔ ہم کو یہ بات ذہن میں غلطی لگی تھی کہ اپنی دور
 شریف میں جتنے دور رسولي کریم ﷺ کی ذات مبارک سے کد اور حصار کھتے ہیں۔ دایع بندی
 حضور کریم ﷺ کی تخلیق کرتے ہیں۔ اور یہ دایع بندی اور دایلی کرنا کافر ہیں۔ اس طرح
 ذہن یہ بنا، کہ کسی کتاب پر کسی دایع بندی عالم کا نام قطعیں القاب سے لکھا ہوا دیکھا، تو ان کی
 جگہ گاہیں لکھ دیتا۔

ایک بار باہر سے ایک ہارٹ آئی، ان لوگوں نے کھانے کی سہر میں نماز میں پڑے آواز
 سے آجین بھی، تو لوگوں نے نماز توڑ کر ان کو سہر سے نکال دیا اور دھوکہ کرنے والے لوگوں نے قور
 دیے، کہ وہاں کے دھوکہ کرنے سے یہ ہاک ہو گئے ہیں۔

ہم کو بتایا گیا تھا، کہ اٹھ پاک نے مولانا کرام کو یہ قدرت عطا کی ہے، کہ وہ اس دنیا کا
 کام چلاتے اور قریب اندر ایک سے لوگوں کی فریادیں سنتے ہیں۔ حضور کریم ﷺ کا تو دایلی
 کل ثنی قدر رکھتے تھے۔ حضرت غوث اعظم سے حقیقت کی اچھا نہ تھی۔ اچھے چھتے "غوث اعظم
 ہی دھیرہ دھیرہ کر" جیسے الفاظ ان کا سب سے محبوب مشغلہ تھا۔ ان کو یہ بتایا گیا تھا، کہ حضرت
 غوث پاک کا جلال اب کم ہو گیا ہے، اور یہ پہلے بغیر دھوکہ کے ان کا کام لینے والے کی زبان
 کٹ جاتی تھی۔ کسی کے ہاں کے بچے حوک آ گیا تو وہ اس بے لوثی کی وجہ سے ہاک
 ہو جاتا۔ میں بچپن میں سیدہ درخشا تھا، اور جہاں ہاک کی مشق ہوگی، تو انکی رہائشیں خوب
 جوش سے بیان کرتا اور دایلی طرف سے بھی ملتا رہتا تھا۔ (آج کا کھٹا بھی اچھا ہے ہی ہے)
 ایک بار رجب کی مسلسل میں ہوتے کے مشہور علماء، مولانا مہدی بدایلی، مہدی لاجپور
 بدایلی، شکر احمد کاندھلوی، قاضی شاد آہادی وغیرہ آئے۔ ہر دھوکہ و تقریر میں دایع بندیں اور
 دایلیں پر غور و تقریریں، بلکہ لسنے، و ماسے کی جاتی تھی۔ مولانا قاضی شاد نے اپنی تقریر میں

فرمایا کہ وہ اپنی اور روح بندی کہتے ہیں، کہ اولیاء کرام اور انہیں اسے سمجھتے۔ ہم ان کو کہتے ہیں کہ اپنی اور نفس و ہمارے بارہ بیچاؤ۔ ان کو اولیاء دال جائے گی۔

ایک جامع فی صاحب نے بیچ سہری کا قادی شعر چڑھا کہ گلاب کے ساتھ دلی خوشبودار مٹی نے کہا کہ گلاب کی صحبت کی وجہ سے میں بھی خوشبودار بن گئی، تو اولیاء کرام، بیچہ ہفتہ کے مشرب ہندے ہیں۔ ان میں اس قرب کی وجہ سے اللہ کی صفات کیوں نہیں آجائیں گی۔ انکی باتوں پر طرب و اندام ہوتی تھی۔

جب میرا جانا اور قیام حیدرآباد دکن میں ہونے لگا، تو روح بندی علماء قادی اور طبیب سولہ ہاشمیہ اور حنفی وغیرہ کی نظر پر سننے کے سوا قیام نہ کسی پر نظر نہ تھیں، نہ بریلوی خٹا کو کا نام، نہ ان کا رد۔ سیدھے اپنی بات کر رہے ہیں، اکثر موضوع رب پاک کی رویہیت و رسول اللہ ﷺ کی سیرت پاک، صحابہ کرام کے احوال، اولیاء اللہ کے اقوال و احوال۔ کبھی انسانی مسائل کا چان بھاگ، تو نہایت سیدھے سادے الفاظ میں اپنی بات کہہ دی۔ کبھی یہ ذکر نہیں جاتے، کہ جن کے خٹا کو ہمارے جیسے نہیں، وہ کافر ہیں وغیرہ ہیں۔ بریلوی اور جامع فی کا تو نام ہی مقرر ہی نہیں لاتے تھے۔ اس فرق نے ذہن کو الجھوڑا۔

اپنی بدعتیں اس طرح ثابت کرتے ہیں

بیلک پاس کرنے کے دو سال بعد ۱۸۸۸ء میں سولہ ہاشمیہ اور جامع فی کے کہنے سے حیدرآباد دکن آیا تھا۔ ایک دہائی کے ایک مضمون اور مسائل کے لئے، فقہی تلفظ کتابوں کی پیمائش میں کرتے رہنے کی ضرورت تھی۔ ہمارے ذہن میں غلطی کیا تھا کہ عرب، نذر و نیاز، میلان قیام، سنم، چلم، گیارہویں، وغیرہ مستحب کام ہیں، ان کو بدعت سمجھتے تھے اور اہل سنت و اہل امامت کے ہاتھ سے خارج ہے۔ مگر جب فقہ کی کتابیں دیکھیں، تو انکی باتوں کا کبھی بھی ذکر نہیں ملا۔ کئی مسائل میں دیکھا کہ ایک مجزؤ کے طور پر مجھوں اور حمام میں برکت کے لئے حضور کرم ﷺ نے دعا کی تھی، اس کو کھانے پر کھانہ چھیننے کی دلیل بنا دیا گیا ہے۔ ایک قبر پر خطاب کی کہ لئے آپ ﷺ نے بزرگوار رکھی تھی، اس کو اولیاء اللہ کی قبروں پر (صحبت کے طور پر) پھولوں کی چادریں چڑھانے کی مثال بنا دیا گیا ہے۔ میر و صلوات سے استسنا دال آیت کو اولیاء و انبیاء سے استسنا کی دلیل بنا دیا گیا ہے۔

ملا کر میرا مسئلہ ہے تو آج تک کسی نے مدد نہیں چاہی۔ (صرف استغاثت کے قلم کی وجہ سے کئی استغاثت کو کسی پر چسپاں کیا گیا ہے)۔ دلیر وہ دلیر۔ جب انکشافات ہوتے گئے۔

اللہ پاک سمجھ دے، تو.....

ایک بار سوانہ مہداتھہر جماعتی میڈیا پارک کی تحریف لائے، تو عرض کی، کہ حضرت! میں کے موقع پر اکثر دہائی قبروں کا طواف کرتے ہیں، چوتھے ہیں، چاند ہیں اور بھول جاتے ہیں، کانگریس کے جلسوں جلتے ہیں، چراغ بجائے جاتے ہیں، مونیٹنگ لکھ کر بائیس اور دہائیوں پر نکال دیتے ہیں، تو ان میں کوئی فصل بدعت بھی ہے؟ سوانہ نے تھوڑے تھوڑے لکھے میں فرمایا کہ ”بدعت صرف مولوی اثر علی کا نام ہے۔“ بس! اس دن کے بعد میں مساکین پر بھر سوانہ سے کوئی بات نہ کی۔ (بات سمجھ میں آگئی)

میں نے سوانہ مرحوم کے بارے میں کئی ایک جھکی یہ طویل تفصیل اس لئے جان کی ہے، کہ قارئین کرام! کہ بدعت اور اصل کا فرق، مزاج اور خدو خال معلوم ہو جائیں، تقریباً پانچ صدی کے بعد آج کل بھی دہائوں طرف کا ہر ایک پہلو میں متاثر کریں، تو یہ لحاظ سے وہ ایک ہی قسم کا نئے گا۔

اس دھلتے کے میر اور بھی تھے

اس سے ہماری فرض یہ دکھانا بھی تھا، کہ قارئین کرام! کہ یہ کھو بہ فکر اور ذہنی تفصیل رہے، کہ بدعات میں جماعتی حضرت احمد رضا خان اور بریلوی طبقے کے فاضل زاد تھے، اور فاضل بریلوی ان کے مقلد اور خوش بگن تھے۔ ان ہی سوانہ مہداتھہر جماعتی کے ۱۱۱ حضرت یعنی سوانہ افضل رسول جماعتی پہلے بدعتی عالم تھے جنہوں نے اہل بیت کے رد میں پہلی تحریر کی کتاب لکھی تھی۔ ان کے فرزند سوانہ محبت رسول مہداتھہر جماعتی اس معاملے میں فاضل بریلوی کی ایسی پسندیدہ شخصیت تھے، کہ ان کو تاج الملک کا لقب دیکر، ان کی شان میں ایک نو سے زیادہ اشعار کا مدحیہ قصیدہ ”چراغ اہلس“ کے عنوان سے لکھا جو صدائے بخشش جلد اول میں موجود ہے۔ ان ہی مہداتھہر جماعتی نے سوانہ مرحوم نامہ نوری کی کتاب تحفہ الاماس سے انکشاف کیا، اور ایک رسالہ ”بہار الکلام کا سہ“ لکھا جس پر بہک علماء سے قصہ نہیں بھی

تھوڑی سی، لیکن داخل برطانیہ کی طرح اس پر کلر کا لٹری ٹیکس دیا۔ راستے سخت اٹکاوا استعمال
کئے۔ نہ ہی ٹینڈیپ کی حد ۱۱ سے باہر گئے۔

اہلی حضرت سے قطعی مختلف تھے

لیکن اہلی حضرت برطانیہ کی روایت تھی، کہ جس کی قطب کی زبان پر اختلاف ہوا تو ان پر
بھی ۱۱ روپے سے ۱۱ روپے تک جتنی جگہ رہا پورا اور قطبی جگہ کے علاوہ بھی ۱۱ روپے
۱۱ روپے تک کلر ۱۱ روپے کر کے رہے۔ جن کی تفصیل ہم الگ فصل پہ عنوان "انک ذرا سی بات ہے"
میں دے چکے ہیں۔

پھر اس میں زبان بھی انکی استعمال کی، کہ اس پر بدامنی کی عدالت میں "افز" مثبت
مرئی "کا مقدمہ درج کیا گیا۔ جس سے اہلی حضرت سے زیادہ گھبرائے۔ آخر راہ پور کے
والی خواب ماند ٹلنے لگے میں آ کر یہ مقدمہ ختم کر دیا، تو پھر ایک مہینہ برطانیہ میں سہارنپور
جشن منائے جاتے رہے۔ جن کے علاوہ ہاتھ کا ذکر، اس کے نیچے مسینہ منانے سوانح اہلی
حضرت میں ہرے ایک صفحے میں بیان کیا ہے۔ بدعات کے استے رہا، اور بدعت کے
تالوں کے بارے میں انکی فز میں پھیلانے کے بارے میں یہ تھیں گرو، بہر حال اپنے طور پر
ملی کاموں میں مشغول تھے۔ حد سے چار رہے تھے۔ خود چھاتے تھے۔ اٹکاوا تلخ کے کاموں
میں مشغول تھے۔ اپنی جگہ ہی طریقت کی سندیں سنبھال کر، اکر ۱۱ کار، اور ڈاکٹر عیسٰی
اصلاح کردار، پاکہ و مال تھے۔ تالوں کی حقیر میں زہانی بیج و طرح تو کافی چلتا تھا، لیکن
قریب میں تھا تھے۔ اور رضا خان ۱۱ لے لڑا، ات اور زبان کے تالے میں ۱۱ اس کے ایک ۱۱
یہود تک بھی نہیں بچیں گے، کسی خلاف، کلر کا تقریری ٹیکس دیا۔

قوی احوالے میں بھی شامل رہے

اس کے ساتھ ۱۱ قوی احوالے میں بھی شامل تھے۔ غلطیوں کو یک اور ترک سادات
میں اور بعد میں جنگ آزادی میں ۱۱ مہالہ، بدامنی، مہالہ، بدامنی جیسے علاوہ کی
خدمات نمایاں ہیں۔ اس سے پہلے ۱۱۸۹۰ سے لے کر بلقان، سرہ، قریب میں ۱۱ سرہی سلطان

ہے، جن کے لئے کسی کے پاس کوئی مستحضر ہوا نہیں۔ جن کی جگہ آپ کو فصل سوم میں مضمناں، اور دوسری طرف تجلیوں پر نظر آئے گی۔

دیوبندیوں کے خلاف ہم پر ہم کو تعجب نہیں

زیر بحث مضمون کی یہ تفسیر دہائی میں کافی طویل ہو گئی۔ لیکن بریلویوں کے اہل حضرت کی یہ اہل ترین غریبیاں تھیں اور ایسی ہیں، کہ بات چل نکلتی ہے تو ان کی دشمنیت کے بغیر چارہ بھی تو نہیں، بہر حال آپ نے اس فصل کے اصل مضمون پر چلے گئے۔

بریلویوں کے اہل حضرت کا اپنے لئے پتا ہوا، ان کو سنا ہوا مناسب صرف یہ تھا، کہ ملک کے مضبوط ترین اہل سنت والجماعت طبقے کو وہ صوفیوں میں ڈانکا جائے، اور رائج بدعتوں کو اگر یہی نہ دے کہ جہاد، میں ان کو سنبھالنا کہ مضبوطی سے رائج کیا جائے۔ اسی لئے صرف ان کو دے دیں کہ ان کا کھانا ہوا سو دس روپے آج کے وقت سے آج تک ہے، جو وہ بدعت اور شائع ہوتا رہتا ہے۔ ہم کو بھی جی کافی کافی کے بعد غور و انصاف حاصل کرنے کے بعد بھی اور دوسرے صرف یہی سو دس تقریباً ستر پھولتی جاتی کتابوں کی کل میں مل پاتا ہے۔ ہائی ۵۴ علوم پر ہزار کتابوں کے صرف دو سے ہی دے دیں، جو آج ہی گزرنے کے بعد بھی صرف دو سے ہی ہیں۔ نئی کہ انبیاء کی کم کے ۳۵ برس میں بھی لے دیا اس کی بھرپور کے ۱۰۵۰ برس ۳۵۰ پھولتی سوتلی کتابیں بھی سطر عام پر نہیں لائی جا سکتی ہیں۔ لیکن اس دس نئی دیکھ میں چاروں صرف یہی دس کو تھے، جو سب باہر آچکے۔ ہائی کو عالم اور مالی دست دیکھنے والے غلط سمجھوں نے بھی بند ہی رکھنا مناسب سمجھا۔ جس کی تحصیل ہم فصل سوم میں جان کر چکے ہیں۔

بعد والوں کی تائید پر ضرور تعجب ہے

بہر حال ہم کو تعجب صرف بعد کے بریلوی حضرات پر ہے، جو یہ سب کہہ جاتے ہوئے بھی، تازہ انبیاء کی ہم میں اس "بیعت الشکوک" کو بھی ایک مضبوط اہل کتب حیات کرنے میں حلقہ، عام فہم، دیانت کے سارے سپردوں کی پست ترین سطح تک آ کر، ایک اور "تواہن البیوت" بنانے میں لگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حالانکہ دیکھا جائے، تو عملی طور پر وہ غلط بھی

اپنے اہل حضرت کی اس کفری ہم کے کافی پھلواں پر شرمسار نظر آتے ہیں۔ اور کی کفری تو ہیں
 کو طرہ بھی چھاپا ہی ضروری سمجھتے ہیں۔ مثلاً: جامع بن اور پھر اور بلی بھٹ کے ہم مسلک ۔۔
 سے ملا آرائی، اور پتھروں کفری الزامات، سید اسماعیل شہید پر تلخ ہنسنا اور الٹوکوب
 لکھنا یہ میں لگاتے ہوئے غلط پاک کے بارے میں شرمناک الزامات اور لکھنا کہ میں ہی مٹاؤ
 کا علامہ دایہ بندہ اور غیر ملکیوں پر اکی الزام، فیضوں اور بلی قرآن، اور سرسید کے طبقوں کو بھی
 دایہ بندہ میں دلی کفر پر تو ان میں شامل رہتا۔ اور دوسرے دہم ٹھانپتی، میں سب کو آپ پر بلی
 ملا، اور حقیقت بھی چھپاتے ہوئے ہی ہیں۔

اب آئیے دیکھیں، کہ اہل حضرت کی جب یہ سب چائیں نہ کام ہوئے، اور دایہ بندہ میں
 کے خلاف سید محمدی ہم چلانے کے علامہ اور کوئی چارہ نظر نہیں آیا، تو کتنی محنت سے کس طرف
 دیانت اور دلجوئی دینا، شرم کا کس دینا دلییری سے ٹوہن ہاتھ کرنے سے بھی نہ چاہے گئے۔

یہ دایہ بندی احتیاط اور غلطی دسراغ یا کرامت تھی، کہ کانت چھانت سے مفہوم بھرلے
 سے جامع بنوں پر پتھروں کفر پر لگائے بھی تھی ملا جمنوں، اور دنا بھی اتنے سے جہ
 کے پتھروں ملا، اور ہزاروں کتابوں سے صرف چار ملا، کی چار ہمارے ہی کانت چھانت کے
 لاکھ بھی احمدیہ تھے۔ اور ہر حرف ایک نہ سال سے سب ہمارے ان میں کسی چار طری
 پانچویں ہمارے کا نشانہ کرنے سے عاجز چلے آ رہے ہیں۔ حالانکہ دایہ بندی کا قہر ہمارے آب
 و تاب سے دوسرا دوسرا ہے۔ ہر ایک موضوع پر سلاک کہ کم از کم پتھروں کی تصانیف سامنے
 آ رہی ہیں۔ اور بنوں رساں مسلسل شائع ہو رہے ہیں۔ میں کی اس بھوری پر اکثر نام ہی آتا
 ہے، کہ اگر الزام بازی چھڑا دیں، تو گلشن کا کارہا، کیسے چلے اور حرف الزامات جب ان کا اس
 میدان کا ہر اہل حضرت بھی، اپنی جہ عا سال کی زندگی میں نہ جاسکا، تو یہ چارے تو بہت ہی
 بھولے حضرت ہیں۔

ہر حال آئیے دیکھیں، کہ کس طرف اہل حضرت نے چار طبل ہتھ، خالی ملا، کی میں
 حق پرستی ہمارے کو آ کے پیچھے اور دہان سے کانت چھانت کہ، کفر پر ہمارے حاکم، ایک
 بھٹ کا کاس لگ گیا۔ جس کو کھرے کے چالے سے بھی کھڑا ہونے کی جہ سے ہم نے
 "کو میں ہمت نہ تھی، انکسبت" کا منہ دیا ہے۔

طوالت کی جنگی معذرت

قارئینِ کرام سے ہم جنگی معذرت کر لیں، کہ یہ سہولت کافی حد تک طویل ہو جائے گا، لیکن ہم اس میں بھروسہ ہیں، کیونکہ احمد رضا خان سے لے کر آج تک برطانیہ کی ساری عمارت اسی سہارے قائم ہے، کہ دوج بندی (ان ملامتوں کی وجہ سے) انبیاء کی عطا کردہ وحی الہیہ اور رسول کے منکر اور مکتبہ اور اسی لئے مرتد و کافر ہیں اور مرتد ہونے کی وجہ سے حق سے کسی قسم کا تعلق رکھنے والا بھی خود پہ خود کافر ہو جائے گا۔ اب اگر یہ اقرار ہی نکڑے کا پھانچا جارت ہو جائے، تو ساری عمارت خود پہ خود گر کر، صرف یکوا اختلاف تک ہی آ جائے گی۔ اس لئے یہ ہماری فطری اجتنابی ضرورت ہے۔

پہلا الزام

”دوج بندی ختم نبوت کے عقیدے کے منکر ہیں“

کتاب تحذیر الناس اور ختم نبوت کا عقیدہ

برطانیوں کے پاس پہلا الزام یہ ہے، کہ دوج بند کے مدرس کے جانی سہولت احمد قاسم خان کوئی نے اپنی کتاب ”تحذیر الناس“ میں حضور کریم ﷺ کے خاتم النبیوں ہونے کے عقیدہ کا انکار کیا ہے اور لکھا ہے کہ آپ کے بعد بھی کوئی نبی آ جائے تو کوئی مرجع نہیں۔

آپ اصل کتاب کا قلمبر اور اس پر حقیقت پسندوں کی سامنے دیکھیں۔

سہولت مرحوم نے یہ کتاب ۱۹۹۰ء میں لکھی۔ کتاب اردو میں تھی۔ نام بھی۔

لیکن کسی کو اس میں وہ مضمون نظر نہیں آیا، جو ۱۹ سال بعد چاک احمد رضا خان کو کھرا آیا۔ سہولت مرحوم کی یہ کتاب خالص ختم نبوت کے عقیدے کے ثبوت اور دلائل کے بارے میں نہیں، بلکہ ایک بہت باریک سوال کے جواب کے طور پر لکھی تھی۔

سوال کرنے والے نے یہ چما کہ ”ایک روایت میں طبرہ قرآن حضرت امین عباس کا

یہ قول ہے، کہ اللہ پاک نے سات زمینیں پیدا کیں اور ہر ایک زمین میں یہاں کی طرح آدم لگی ہے، اور انہما لگی، تو اس حالت میں ہر ایک زمین کے نہیں کا ایک خاتم بھی ضرور ہوگا۔ اس حالت میں ہمارے خاتم النبین ﷺ کی حیثیت کیا ہو سکتی، ہے گی۔

یہ سوال پہلے بھی اٹھا رہا ہے۔ کہ علماء نے اپنے اپنے طریقوں سے اس کا جواب بھی دیا ہے اور اکثر علماء اس پر سچے سے صبح کرتے، اور اس کو اللہ پاک پر بھروسے کی تکلیف کرتے آئے ہیں۔ جیسے سورہ اعراف کی آخری آیت کے بارے میں بھی اکثر مفسرین نے یہ لکھا ہے، کہ اس کے حرفہ مطہم کو اللہ پاک پر بھروسہ نہ چاہئے، اس آیت میں بھی ہے کہ مطہم الذی عطف علیہ سبع سنون و من الاوحی مطہم یعزل الامر بہن۔ (اللہ وہ ہے، جس نے سات آسمان پیدا کئے، اور زمینوں میں بھی اس کی طرف، حق میں اللہ کا حکم نازل ہوتا ہے، نہ کہ تم کو مطہم ہو، کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔)

سوال آتا کہ اس کی یہ انوکھی تفسیر کبھی میں آئی

سورہ انفار کی اس سہل پر ایک عجیب و غریب، عقل و ہمت میں ادبی، بولی تفسیر لکھ میں آئی، جو انہوں نے ۶۰ صفحات کی ایک کتاب میں لکھ کر اس کا نام ”تفسیر اللہ اس میں انکار اثر میں مہاس“ رکھا۔ (یعنی لوگوں کو حضرت حق میں مہاس کے اثر کے انکار سے باز نہ چاہئے۔) ظاہر ہے کہ یہ سورہ مرحوم کی اپنی سوچی اور تفسیر تھی۔ اور اس کے لئے اپنے عقل و ادب کے ایسے حالات میں صحت سے نفس مطمئن، وہاں تک تفسیر و تفسیر، ہر انکار کا بھی ہو سکتے ہیں، یہ بھی کہا جاسکتا ہے، کہ اس دلیل کا اس طرح جواب ہوتا تو زیادہ اچھا ہوتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ مسئلہ بھی عجیب ہے۔ جن زمینوں کے بارے میں یہ چاہا گیا ہے، جن کے حالات بھی انہی سامنے نہیں ہیں، کہ واضح بات سامنے ہو، کہ وہاں کی زمین پر زندگی کس مرحلہ میں ہے۔ اس لئے اکثر مفسرین اس معاملہ میں کہہ سچے اور گھٹے سے صبح کرتے آئے ہیں۔

اس سے ہمارے آقا ﷺ کی شان سات گنی بڑھ جاتی ہے

لیکن سورہ مرحوم کے جملہ اس کو جو جواب لکھ میں آپ اس میں اس نے دیکھا، کہ

اس سے دوسرے محبوب ہادی ﷺ کو ایک کی بجائے سات زمیروں کی فتح نبوت کا مروجہ حاصل ہو کر ان کی شانِ سات گنا ہو جاتی ہے۔ تو کیوں نہ اس کو چاہن کہ وہ جائے۔ جب کہ اس سے آپ کی فتح نبوت اور مرتبہ میں کمی کی یا تہدیل کا کوئی دور کا شائبہ بھی نظر نہیں آتا۔ سو سوائے مرحوم نے یہ تفصیلی جواب لکھ ہی لیا۔

اصلی ذاتی نبوت صرف ہمارے آقا ﷺ کی ہے

سوائے مرحوم کے دلائل اور تحریحات کا خلاصہ یہ تھا کہ نبوت ذاتی یا مرتبی یا اصلی صرف ہمارے آقا خاتم النبین ﷺ کی ہے۔ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت، تعلیم اور فیض صرف آپ سے حاصل شدہ ہے۔ جس طرح روشنی کا اصل مرکز سورج ہے اور ہماری زمین کی طرح دوسری سب زمینیں اسی مرکز سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح دوسری زمینیں یہ بھی اگر آدم ہوگا، نبوت کا سلسلہ ہوگا، تو سب زمینوں کے سب انبیاء کے نبوت کے طوم اور فیض کا اصل مرکز بھی ہر حال آپ ﷺ ہی ہوں گے۔

سوائے سوائے سورج کی روشنی کو سب گہوں یا سب زمینوں کے لئے مرکز کے عام طور پر مانے ہوئے دلیل کو عام قلم چیل جا کر یہ کچھ ثابت کیا کہ اسی طرح سب زمینیں اور وہیں کے انبیاء کرام کے طوم نبوت اور فیض نبوت کا مرکز آپ ﷺ کی ذات مبارکہ ہونے میں کوئی دلیل باطل نہیں ہوگی۔ کیونکہ جب یہ مانا جاتا ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آئے، ان سب کی نبوت اور نبوی طوم اور فیض کا مرکز آپ ہیں (اور ان سب کے طوم آپ کے طوم میں شامل ہوتے ہیں) تو آپ ﷺ کو ساتوں زمینوں کے نبیوں کی نبوت کے مرکز ماننے میں کیا چیز باطل ہوگی۔ اور آپ کی شانِ سات گنا ہو جاتی ہوگی۔

خاتم النبین کے دو مفہوم

سوائے سوائے لکھتے ہیں کہ اس طرح اس کلمہ میں آنے والے مفہوم کو لیا جائے گا تو پھر خاتم النبین کے دو مفہوم ہوں گے۔ ایک وہ مفہوم جو عام طور پر ہر ایک عام مسلمان کو بھی معلوم ہے۔ جس کے نزدیک فتح نبوت ذاتی کے طور پر جانتا اور مانتا ہے۔ یعنی جس طرح سب کے طوم اور مرتبہ بھی جانتے دیکھتے ہیں کہ یہ نبی ہی آتا ہے، یا اس کی طرف آخر میں رجوع

نہا۔ اب کوئی نی نہیں آئے گا۔ جیسا احادیث میں بھی اعلان ہے کہ ”لما صلحنا الحسن لا نسئ بسعدی“ یا آپ نے فرمایا، اگر کوئی طلبہ اسلام بھی زندہ ہوتے تو میری بی بی بن کرتے، یا یہ واضح اعلان ہوا کہ اسان پر اللہ نے بسنی طلبہ اسلام بھی پھرا نہیں گئے تو حضور کریم ﷺ کے دین کے تابع رہیں گے، جیسی حسن کمال ہے۔ (مسلم ۳)

عوام اور اہل فہم کی سوچ کا فرق

ہر سب سمجھتے ہیں، ”مرحوم کو آ کے جل کر زہر بھٹ لانے دے، اس لئے قبیہ کو شرعی رہا“ اس الفاظ سے کیا کہ: ”جواب سے لگن پہ گناہ لاش ہے کہ رسول خاتم النبیین کے معنی معلوم کرنے چاہئیں، تاکہ جواب کے فہم میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے طریق میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا، اللہ تعالیٰ کے ہے کہ آپ کا زمانہ سائنس دانوں کے بعد ہوا آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشنی ہوگا کہ فقہ یا فخر زبانی میں ملتے جلتے کچھ غلطیاں تھیں۔ (۱) کہ تمام دین میں ”واللہ رسول اللہ و عہدہ الحسن“ کے الفاظ کا کوئی خاص مطلب ضرور ہے، اہل آخر۔ اس کے بعد آپ خاتم نبوت مرتبی کی طرف نہ دھن سے پہلے، یہ سوال اٹھاتے ہیں، کہ اگر کہا جائے کہ اس آیت میں یہ اعلان نبی نبوت کے دواؤں کے سوا باپ کے لئے کیا گیا ہے، تو سوچنا چاہئے، کہ اس سادہ سے اعلان کے بجائے ”اہل قبیہ کی نظموں کا استعمال یہ اشارہ کر رہا ہے، کہ کوئی اور ایسا معلوم بھی ہے، جس سے نبوت کے لئے نئے دواؤں کا بھی سہارا ہو جائے، اور غلطیاں نبوی بھی دور ہوا ہو جائے۔ یعنی سب نبیوں کے سب مرتبوں اور علوم کا خاتم یا انتہائی مرتبہ ہر سب کے رسول۔

اول عام فہم عقیدہ یعنی خاتم زمانی کی واضح تصدیق

اس ”ختم نبوت مرتبی“ کا معلوم سمجھاتے اور دلائل دیتے ہوئے مسلم ۱۳ تک کم از کم سات بار سولہ مرحوم آپ کی ختم نبوت زمانی کو بھی اپنے دلائل کے ساتھ بالکل واضح طور پر بیان کرتے جاتے ہیں۔ (۱) خلاصہ طور پر اس حدیث کو دلیل دیتے ہیں، کہ آپ سب نبیوں

(۱) اس جگہ کو دیکھیں نے تمام کو خواہ مخواہ اور صحیح کرنے کے لئے اچھا ہے۔ اس لئے

آگے ہم اس کی ایک وضاحت کریں گے۔

کے بھی نی یعنی نبی الانبیاء ہیں، اور کہنے سے یہاں سے آپ پر ایمان لائے اور آپ کے
 اقرار کا مہد لیا گیا۔ جس کا ذکر سورہ آل عمران کی آیت چال میں ہے۔ (۲۰) پھر آپ کا
 ارشاد بھی ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے، تو میری ہی اقرار کرتے، یعنی علیہ السلام
 بھی آئیں گے تو آپ ہی کی شریعت پر عمل کریں گے۔ (سطح ۷) (۲۱) اور آپ کا یہ بھی
 ارشاد ہے کہ حضرت طوم ۱۱ یعنی دوا فریں۔ اور بھی اسی کی دلیل ہے (سطح ۶)۔ (۲۲) اس
 حدیث کے مضمون کی تخریج میں حیرت کا تے نکالے ہوئے، سورہ ۱۱ مرحوم سطح ۱۰ پر یہ نکات بھی
 نکالے ہیں، کہ جب آپ نبوت کی صفت میں موصوف بالذات ہیں، اور دوسرے انبیاء
 موصوف بالعرض، اور سب کے علوم بھی آپ کو دیے گئے، تو یہ لازم تھا، کہ آپ کو سب سے
 آخر میں بھیجا جائے، کیونکہ جب سب علوم آپ پر فتم ہیں، تو آپ کے بعد دوا فری کیا تعلیم دیا۔
 اسی لئے عقل طور پر بھی آپ کو سب کے آخر میں ہی آنا تھا۔ (۲۳) پھر یہ بحث چھاتے ہوئے
 سطح ۳ پر لکھتے ہیں، کہ آپ کے صریح ارشاد: نبی بعدی سے یہ معلوم ہوا، کہ صاف واضح ہے۔
 (۲۴) پھر نتیجے ہیں کہ ان مضمون پر ایمان متفق ہو گیا ہے۔ اور یہ اپنے تو آخر تک چکی گیا ہے،
 جیسا کہ مذکورہ دیکھتوں پر ہے۔ سو اس کا منکر کافر ہو گا۔ (۲۵) یہی سورہ ۱۱ اپنے ان مباحث کا
 حاصل مطلب نکالتے ہیں کہ ان دلائل سے موت کی غائبہ بھی بطریق احسن ثابت ہوئی، اور
غائبہ زمانہ بھی قائم رہی۔ (۱۳)

ان طرح دونوں طرح کی غائبہ بطریق احسن ثابت ہو گئیں

یہ پہلا ہی ہے، جو سورہ ۱۱: پہلے شروع قیام میں دیا تھا، کہ ان آیت میں امام احمد
 رحمہ اللہ، رسول اللہ کے الفاظ کے بعد فقہ خاتم النبیین سے مراد صرف خاتم زمانہ کا ایمان
 نہیں، کہ آنکھ نبوت سے دوا فری اداں کا سزا دیا جائے، بلکہ خاتم انسانی بھی ہے، یعنی سب
 نبیوں سے سب انھوں، ان کے علوم، نبی نبوت کا بھی خاتم اور اصل مرتبہ اور اصل دوا فری
 نبی ہوا۔ سو اس سے بھی ایک طرح خاتم زمانہ ہوا، یعنی قطعی طور پر سب سے آخر میں آ کر،
 حتم نبوت کے کمال کا ثبوت دیا۔ اور اس پر بھی صریحاً ہی ثابت ہوا، اور دوسرے دلائل،
 احادیث، امت کے ایمان سے قوت سے بھی ثابت ہوا، کہ آپ خاتم النبیین کے موصوف
 ہونے کے ساتھ ساتھ خاتم زمانہ کے طور سے بھی آخر میں آئے، اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ آیا،

ذاتی ہونے سے اتنی ہی تھیں بلاشبہ یہ وصف اگر آپ کا ذاتی نہیں تو میں کام
 کہو وہی موصوفہ بالذات ہو گا۔ اور اس کا لہذا ذاتی ہو گا کسی اور سے کتب اور
 کسی اور کا نہیں نہ ہو گا۔ الغرض یہ بات یہی ہے کہ موصوف بالذات ہے آگے سلسلہ
علم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو
یہی ہے مبنی ممکنات کا وجود اور کمالات کا وجود سب عرضی یعنی بالعرض ہی اور
بہود جو ہے کہ کبھی موجود کبھی معدوم کبھی صاحب کمال کہیں ہے کمال و جہت میں
اگر یہ امور مذکورہ ممکنات کے حق میں ذاتی جوئی تو یہ انفصال و اتصال نہ ہو سکتا
لہذا الدوام کا وجود اور کمالات کا وجود ذات ممکنات کو لازم ملزوم ہے جس سے اس سے
کسراں اللہ علیہ السلام علیہ وسلم کی باقیات کو تصور فرما دیجئے۔ میں آپ موصوفہ بوصف
نبوت بالذات علیہ السلام اور اس سے آپ کے اور نہیں موصوفہ بوصف نبوت بالعرضی ہیں کی
نبوت آپ کا نہیں ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا نہیں نہیں آپ پر سلسلہ نبوت ختم
ہو جاتا ہے۔ غرض آپ جیسے نبی ہوتے ہیں ویسے ہی نبی الٰہی یا نبی ہیں اور یہی وجہ ہوئی
کہ شہادت۔ والہ اعزہ اللہ میثاق النبیین لہما ایتھما کہ من کتاب وحکما فوجہا کہ ہو
مصدق لما سکو تو مونیہ۔ ولشکوۃ اور انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ پر
ایمان لانے اور آپ کے اتباع اور اقتداء کا حکم کیا گیا اور صرف آپ نے یہ ارشاد
فرمایا کہ حضرت موسیٰ بھی فہم ہوتے تو میرا ہی اتباع کرتے مگر اللہ و بری بید
نزل حضرت علیؑ آپ کی شریعت پر عمل کرنا اس بات پر مبنی ہے کہ اور رسول اللہ
علیہ السلام علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ علمت علم الٰہیہ والاخرین بشرطہ فہم اس جانب
مشیر ہے شرح اس حدیث کی یہ ہے کہ اس ارشاد سے ہر خاص و عام کو یہ بات واضح
ہے کہ علوم الٰہیہ قبل از خلق اور علمی اور علوم آخرین اور۔ انکین وہ سب علوم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں جو جیسے علم سچا اور ہے اور علم بصر اور پر باس
برقوت عاقلہ اور نفس ناقلہ میں یہ سب علوم مجتمع ہیں ایسے ہی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ہاتھ کو سمجھتے۔ پر ظاہر ہو کہ سچ و دہرہ ہر جگہ عالم میں تو بالعرض

اہل حق سے ملنے والوں میں سے کسی ایک کو لایا جاتا ہے اور اس کا نام جو مذکور ہو
مذکور اس نقطہ قائم نہیں ہے۔ تاہم اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مفہوم ہے
تو اثر کو پہنچ گیا ہے جس پر اس پر اس میں متفق ہو گیا تو الفاظ مذکور پسند تو اثر
مستقل نہ ہوں سو یہ عدم تو اثر الفاظ باوجود تو اثر معنوی یہاں ایسا ہی ہو گیا
تو اثر اور رکعات فرشتوں و تر و عزیزہ باوجود دیگر الفاظ احادیث مشرقی تصاویر رکعات
متواتر نہیں جیسا اس کا منکر کا ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کا ہے جو منکر دیکھئے کہ

اس صورت میں حلف بیچا جائے اس میں ایک استدراک اور استثناء مذکور میں بتا دیت

وہ جو یہاں نظر آتا ہے اور خاقیت بھی جو اس میں ثابت ہوتی ہے اور خاقیت قرآنی

بھی ہوتی ہے نہیں جاتی اور نیز اس صورت میں بھی قرأت تمام کسوتوں پر یہاں

ہے ایسے ہی قرأت قائم ہے اور بھی نہایت حد کو بے تکلف موزوں ہو جاتی ہے

کیونکہ یہ قائم ہے اللہ کا شہرہ و نقش منوم علیہ میں ہوتا ہے ایسے موصوف بالذات

کا اثر موصوف بالعرض میں ہوتا ہے اس لئے مطلب آئے کہ یہ اس صورت میں یہ جو قائم

کہ اللہ موصوفہ تور سولہ اللہ معلوم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر اب وہ معنوی

اقیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے۔ انبیاء کی

نسبت تو نقطہ قائم نہیں تھا۔ ہے کیونکہ اور مان موصوف بالعرض موصوف

بلذات کے فرق ہوتے ہیں۔ موصوف بالذات اور مان موصوف بالعرض میں ہے اور

اور وہ اس کی نسل ماد کا ہے کہ والدہ کو والدہ اولاد کو اولاد اس کا ہے

کہتے ہیں کہ یہ اس سے پیدا ہوتے ہیں حال میں ہے چنانچہ والدہ کا اسم داخل ہے اس

پر شاہد ہے اور یہ مفعول ہوتے ہیں چنانچہ اولاد کو والدہ نسبت اس کی دلیل ہے

سبب ذات یا بلذات محمد کی معلوم موصوف بالذات یا نبوتہ محمدی نبی الہی

موصوف بالعرض تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ آپ معنوی ہیں اور انبیاء باقی آپ کے

حق میں چنانچہ اولاد معنوی اور انبیاء کی نسبت مفاد سولہ اللہ علی خور کیے تو یہ

بات واضح ہے کہ انہی اولیٰ بالوہابیہ و علامتہ کی منہایت ہے محمد رسول اللہ

د آئے گا، اس کی ضرورت۔ اس طرح آپ کی خاتم الہام کی جیت ہوئی اور غاصبہ زبانی لگی خاتم رسول اور آپ کے بعد نبوت کے لئے دعوے والوں کا بھی سنا باپ جیت ہوا، کہ سب نبوی علوم جب ختم ہو گئے، تو پائی آ کر کیا کرے گا۔ دسی تبلیغ، تو وہ قیامت تک ہر جگہ ہر دور میں ہوا کرتے رہیں گے۔

اس سے آگے ختم المرتبت کی منتقلی بخشیں

اس کے بعد باقی کتاب میں مولانا دین اللہ علیہ السلام کا سارا رخ خاتم مرتبی، اور ختم مکانی کی بحثوں پر مرکوز رہتا ہے۔ نبی میں اکثر دلائل منتقلی ہیں۔ جو اکثر "فرض کرو، اگر یہ مانا جائے، اس کا تسلیم اگر اس طرح لینا پڑے، تو اس سے جیت ہوا، بلکہ اس پر یہ دلیل ہے، دلائل، اگرچہ مکرر، اگر، دلیر، دلیر، "الفاظ اور دلائل سے چلتا ہے۔ جس کو کہنا، انہوں انہوں بلکہ کئی بہت انہوں سے بھی دوسری جیت ہے۔ اس میں منطق میں مہارت کی ضرورت ہے، جو قبول خود اسوہ رضا کے اس نے کسی اسوہ سے نہیں پڑھی۔ کسی برائی میں اگر اس کا تسلیم ہے، تو خود چاہ لے۔ ہماری اس سے یہاں کوئی فرض بھی نہیں۔ جس کو ختم ہوا، تو اس کے لئے مروجہ نواہی، شواہد، صاحب کے بارے میں کچھ نظر آئے، جو ہم قہراً آگے بیان کریں گے

بریلویوں کی مکمل خیانت اور فریب

بہر حال اس طویل تفصیلی تجزیہ اور عقائد سے ہماری فرض یہ جیت کرنا ہے کہ یہ جو بریلوی اہل حریت نے بھی مولانا مرحوم پر الزام لگایا، کہ اس نے ختم نبوت زبانی کو مہم کا خیال قرار دے کر اس کا انکار کیا ہے، تو قدرتی کرام طور دیکھیں، کہ مولانا مرحوم نے پہلے تیرہ صفحوں کے اندر کم از کم سات دفعہ تو واضح دلائل سے جیت کیا کہ آپ کو آخر میں ہی آنا چاہئے، آخر میں ہی آئے، اب یعنی علیہ السلام بھی آئیں گے، تو آپ کا اجراء کریں گے۔ آپ نے دینی ہماری کا واضح اعلان کر دیا ہے۔ اس عقیدہ پر امت کا ایسا اعتقاد اور تواتر قائم ہو چکا ہے، کہ اس کا انکار کرنا ہے۔

لیکن بریلوی حروف کے اہل حریت نے یہ سب کچھ جان کر غور کیا۔

مہارت جانی بھی، تو کافی آگے جا کر، جہاں فرض کر دیا، اگر یہ مان لیا جائے، دوسرے مسئلے
 دلائل سے فتحِ نبوت سچی اور دوسری زمینوں کے نہیں کی بات چل رہی ہے۔ پھر وہاں سے
 اگلی پہلے ۱۰ سطریں، ۱۸ سے لیں، پھر راجہ سطر ۳۳ کی۔ ان سے بھی دلیل کے شروع
 والے ”اگر یہ مان لیا جائے اور فرض کر دالے“ انتظام کل دیئے۔ پھر ان کے آخر میں سطر ۴
 کے حمید والے الفاظ دیئے۔ میں میں بھی پہلی سطر قابِ کردی کہ ”خدا اب میں عرض ہے کہ پہلے
 خدا خاتم النبیوں کے معنی معلوم کرنے چاہئیں۔“ اور یہاں سے لیا کہ ”عوام کے خیال میں تو
 میں سب کے دھوکے کے شکات بھی لگا رہے۔ اور ایک ذریعہ دار مسلسل مہارت
 کر کے چلی کر دی۔

اس کلی پیر پیر سے جانی ہوئی مہارت پر ہی ایک سو سال سے سب رہ چکی اور ان
 کے پرانے اور نئے محقق بجائے نام ہونے کے، اعلیٰ ادا میں بھی بجا کر کہہ رہے ہیں کہ یہ
 مہارت واضح ثابت اور شرعی حجت ہے کہ مولانا مرحوم عقیدہ فتحِ نبوت کے منکر تھے، اور اس
 طرح سب دیکھتی اس میں مثال ہیں۔ اس لئے وہ کافر ہیں۔ دلیل اٹھانے لگی۔

ہم نے پوری قلمی کھول دی ہے

ہم نے ہر ایک کتبہ صلاحت کے حالات کے ساتھ دیئے ہیں۔ قارئین کرام، اگر اصل
 کتاب سے ہر دھوکے پر پوری ملاء اور عوام خود دیکھیں، کہ مولانا مرحوم نے پہلے تیرہ صلاحت میں
 کس طرح کم از کم سات بار واضح الفاظ میں عام طور پر فتحِ نبوت کا سمجھا ہوا اور عوام کے فہم میں
 بھی آنے لگے ہیں اس عام معلوم کر، لیکن آپ کے سب سے بعد میں آنے اور آپ کے بعد کسی
 نبی کے نہ آنے کو واضح کیا، اور اسے اپنا اور امت کا عام عقیدہ بنا کر، اس کے بعد دوسرے
خصوصی مسائل میں بھی لکھ کر آنے لگے جسے غفلت پر بحث کی ہے۔ ہمارے پاس دارالاشاعت کراچی
 کا شائع شدہ نسخہ ہے، جس کے حوالہ جات کے صفحات ہم نے دیئے ہیں۔ آپ کو دوسرا نسخہ
 ملے گا اس سے صفحات کی مطابقت کر کے خود سب دیکھ لیں۔

پیر کرم شاہ مرحوم کو یہ کتاب اس طرح نظر آئی

ہم نے اپنی طرف سے سوال کو بالکل صاف کر دیا ہے۔ اگرچہ یہ بات کافی طویل

ہوئی ہے۔ بلکہ اس معاملہ کی اہمیت کو مد نظر رکھ کر ہم ایک مزید بے ریا شہادت بھی پیش کر رہے ہیں۔ جس کو ہم بریلیوں کی اپنی گھڑی کو ایسی کہیں گے۔ یہ گواہی جو کرم شاہ ازہری کی ہے۔ جس نے ۱۹۶۳ء میں مولانا کمال الدین رحمانی کے ایک سوال کے جواب میں مد سطوراً اپنے ہاتھ اور دھکا اور سر سے جو جہاں تک لکھا ہم اس کا فوٹو کس دے رہے ہیں۔ یہ ضامین فوٹو کس کے، مکتبہ علمیہ کی سہ، جو برائوں کی تاریخ ۱۹۸۷ء میں چھاپی ہوئی کتاب ”تقریر الہاس“ میں ص ۳۰-۳۱ دیا ہوا ہے۔ اس ضامین کو بھی صاحب مرحوم نے سلام مستون کے بعد شروع ان الفاظ میں کیا ہے کہ ”حضرت قاسم سلطانی کی تصنیف لطیفہ کی یہ تقریر الہاس کو مستند اور مورد دل کے ساتھ بخیر حال اور بر دار ناطق اور حاصل ہوا مقام حق کے نزدیک علمیہ اور عقلی صاحبہا الف الف صلوٰۃ و سلام شکایات سے ہے۔ اور اس کی کج معرفت انسانی جملہ انسان سے باہر ہے۔ لیکن جہاں تک انسانی فکر کا تعلق ہے، حضرت مولانا قدس سرہ کی یہ تقریر حقیقت کی شہرہ چشموں کے لئے سرسبھت کا کام دے سکتی ہے، اور ہے فرہنگی مفسر مسطور، تو ان کے بے قرار دلوں اور بے تاب دلوں کی بارگاہی دنیا انسانہ کا ذخیرہ مولانا کی اس کتاب میں موجود ہے۔ آپ نے اپنے علمی، عقلی اور مستند اور عقلی میں یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ برہم کا کمال علمی ہو یا عقلی، مفسر ہو یا مستور، ظاہری ہو یا باطنی، حضور ﷺ کا ذاتی کمال ہے۔ اور جہاں کہیں کم دہش اس کی جلوہ لگائی ہے، وہ اہل نظر فہم صاحب کبریا ہے۔ علیہ اجمل الصلوٰۃ و الطیب التہنات۔

دوسرے کے اس ضامین کا آخر اس طرح لکھتے ہیں کہ ”گواہی میں قاسم سلطانی سرسبھت ایہم کار حضور کی غایت کہ کچھ نہیں، لیکن حضور ان دہک کو ابھی طرح مسطور کہ حضور سیدنا بنی آدم دلوں طرح سلسلہ نبوت کے خاتم ہیں۔ اہم صلی علیہ وسلم۔“

اس کے بعد یہ جملہ ہے کہ ”فتح نبوت کا یہ ہم گیر علوم جو سہارا، مال، اعتبار اور اعجاز اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے، وہ اگر سب سرائے کی طس سرائے سے بلند تر ہو، تو اس میں کئی کئی کا کما قصیرا“

یہ صاحب کے اس آخری جملہ میں ہم حالات کے تقاضے کے تحت اس طرح صرف کرتے ہیں کہ ”فتح نبوت کا یہ ہم گیر علوم، جو..... اگر سب بریل کی طس سرائے سے بلند ہو، یا نبوت لوگوں کی دنیاؤں کے کام آئے، تو اس میں حضرت قاسم سلطانی کا کما قصیرا“

بی صاحب مرحوم کا آخری دور کا موقوف

پانچ سال کے عرصے کے بعد ۱۹۸۶ء میں بی صاحب مرحوم نے ایک اور کتاب "تذکرہ انیس بری نظریں" لکھی۔ اس عرصے میں بی صاحب مرحوم بریلیوں کے کافی بھدہ بن چکے تھے۔ آپ کے اٹھاتی ہمارے "فیما نظر ان ہلکھو" سے آج بھی بریلی کتب شائع ہو رہی ہیں۔ پہلے دور میں جس بی صاحب آپ پہلے بریلی بننے سے نا اہل و سرور آتا تھا اب ان کو یہ احساس بھی ہوا کہ تذکرہ انیس کی جگہ مہارتی کسی کے لئے جگہ تھوڑی نہیں ہے۔ جب بن گئی ہیں اور صلو ۶۰ پہ لکھتے ہیں کہ "کاش سوانہ مہارت میں مہارت کے اس اثر کو اتنی اہمیت دے دیتے، اور مہارت انہوں نے اس کی وضاحت میں صرف کیا ہے، وہ کسی اور اہم موضوع کے اگے نہ آئے جو سوانہ نے ہی صرف کرتے۔"

تاہم ختم نبوت کا انکار نظر نہیں آیا

تاہم ان کی کتاب میں ختم نبوت کا انکار واضح طور پر لکھ کر دیا گیا ہے۔ ان کی کتاب میں کوئی علم ظہور آتا ہے بلکہ صلیب صیب کبریا کا اعتراف ہی نظر آیا۔ صلو ۵۸ پہ لکھتے ہیں کہ "میں نے صلیب ذیل اقتباسات بننے کے بعد یہ کہا درست نہیں سمجھا کہ سوانہ مہارتی عقیدہ ختم نبوت کے منکر ہے۔

کیونکہ یہ مہارت بطور مہارت اہل اور اثرات اہل اس امر پہ بلاشبہ دلالت کرتے ہیں کہ سوانہ مہارتی ختم نبوت زمینی اور خرد و بات دین سے چھین کر لے رہے تھے۔ اور ان کے دلائل ناقص اور حواہز کھتے تھے۔ انہوں نے اس بات کو سراہا ہے ذکر کیا ہے کہ جو ختم نبوت زمینی کا منکر ہے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

سوانہ مہارتی کے اہم نکات کے

بی صاحب آخر تک صالح ہی رہے

اسی کتاب میں صلیب ذیل مہارتی بھی دیکھئے۔ صلو ۶۶ پہ ایک خط لکھا ہے جس کو "کتابت مصطفیٰ کا کتبہ اعتراف" کہہ لیتے ہیں کہ "پہلے ہم ان کلمات کو اہل کا ذکر کرتے

ہیں۔ جو فخریہ لباس کے مصنف نے اپنی اس تصنیف میں جان رکھے ہیں۔ جن کو اہل سنت و راہ اصول سے ہی اپنے ایمان کی جان اور اپنے عقیدہ کی مدافعت یقین کرتے ہیں۔ اور صلوٰۃ ۳۲ پر لکھتے ہیں کہ ”مولانا کی اس تصنیف کا مطالعہ کرتے ہوئے جب دو دو الگ سامنے آتے ہیں، جن میں مولانا نے حضور کریم ﷺ کی علیحدہ شان اور رعبہ مقام کو ثابت کیا ہے تو ہر عامی کا دل فرحت اور انہماک سے لبریز ہو جاتا ہے۔ اہل حقانی ہمیں شان مہر کی کوکھا حلہ گھنے کی خوشی ملے لڑائے۔ آمین ثم آمین۔“

دع بندگیوں کی ختم نبوت میں خدمات کا کھلا اعتراف

یہ صاحب مرحوم کو یکہ ساس کی میں خصوصاً نو جوان و دع بندی علماء سے یکہ نکاحات بھی ہیں۔ لیکن ختم نبوت کے مطالعہ میں دع بندگیوں کی بے مثال جدوجہد اور اس کے مثبت اثرات کا کھلا اعتراف بھی ہے۔ صلا صلوٰۃ کے آخری دو سطروں سے یہ لکھتے ہیں، کہ ”ظاہر دع بندہ اپنا اور ہم رہا ہر تک ان عبادات کا ایسا عمل حاصل کرنے میں صرف نہ کرتے، جو کتاب و سنت سے بھی ہم آہنگ ہو اور مولانا فتویٰ کے یکجہ حلہ کی بھی عکاسی اور ترجمانی کرتا ہو تو معلوم نہیں مرزا کی جھڑپ سے بے شمار سالہ لوح مسطوروں کو اپنا غرور خالی ہے۔“

یہ بریلویوں کے گھر کی گواہی ہے

فارغیہ کرام اسم نے یہ صاحب مرحوم کے آخری موقف تک کے اسے تفصیلی حوالے اس لئے پیش رکھے ہیں، کہ یہ صاحب کی انگریزی شہرت ازہری سے زیادہ بریلوی کی ہوگی تھی۔ اس نے بریلویوں کی کئی مقالات میں انہی خاص نکات بھی کی۔ بریلوی بلاشبہ اس کو اپنا لکھتے ہیں۔ اس طرح بیان کی اپنے گھر کی بے لاک گواہی کی جانے کی۔ اور پھر دہلی سے کہا جاسکتا ہے کہ ”مئی لاکھ پ بھاری ہے گواہی تیری۔“

اس مثال سے ہم یہ دیکھتے بھی واضح کرنا چاہتے ہیں، کہ بریلوی کسپ میں ہوتے ہوئے بھی علم اور کردار کی پہلی تھی، نامہائی شہرت اور دیگر افتخارات انکشاف پیدا ہونے کے بعد بھی یکجہ بات لکھنے سے اسے دور نہیں رکھے، اور کہ پرمیا گھر سپہ چہ نہیں چھوٹا، کہ مولانا کی ہر دلیل ان کو سپہ حق نظر آتی۔

معاذہ باوجود ہوگی، کہ آخر میں بریلوی شہادت حاصل کرنے اور اس کی کاپی واپس کے ہا جوڑ، اپنے امانت دارانہ موقف کا زور اظہار کیا، کہ مولانا خانووی بہر حال حکمت اور شان لہری میں اس کے لئے بھی قابل رشک اور ایمان کی حرارت پر جانے والی عبادات کے معص ہے، وہ بلاشبہ ختم نبوت زمانی کے انکاری نہ ہے، بلکہ زوردار وکیل ہے اور اس کے نہ ماننے والے کو کھلا کافر اور اسلام سے خارج سمجھتے تھے اور علماء و مہتممین نے اسے ختم نبوت پر برسرِ اہل تکلیف سمجھتے تھے۔ تو نہ مسلم سمجھتے تھے اور تمام مہتممین نے اسے کھلا کافر سمجھتے تھے۔
انہما۔

کاش! یہ بھی کر جاتے!

لیکن ان کے اٹھ جانے پر ایک سرٹ سی دی، کہ ای یہ جرات بھی دکھا سکتے تھے، کہ ہونے تو وہاں سے اور ٹھیکہ دار کے ہاتھ میں گواہی کے طور پر دے دیں گے کہ وہاں سے کیسے کیا گیا ہے، اور اس کی طرح صاف کوئی سے جانت کر جاتے، کہ اس سے کیسے کیا گیا ہے، اور اس کے ہا جوڑ، ان کا دامن اس کفر پر ہماروں اور ان کے حامی لئے جانے والے مطہم سے پاک ہے۔ وہ کم از کم گستاخ رسول اور تحقیرِ شانِ مصیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پاک ہے۔ کہ ان کے اہل کفر و ارتداد سے پاک و صاف ہیں۔ جبکہ جس نے جہنم سے کہہ دیا کہ وہ ان کے کفر کے باعث کافر نہیں تھے۔ جیسا کہ اپنے کفر کے ادا چاہے اس کی نگاہ ہے، کہ بنیادی عقائد میں وہوں جنوں میں کوئی اختلاف نہیں۔

ایک لطیف نکتہ قابلِ غور ہے

یہاں پر یہ لطیف نکتہ بہر حال قابلِ غور ہے، کہ وہ صاحبِ مولانا خانووی کو مسلمان اور ختم نبوت کا قائل سمجھتے تھے، اور اعلیٰ حضرت کا ائمہ تک یہ موقف قرار دینی واضح لفظی موجود ہیں، کہ ان کے عزم جانے والے چار کاہر دینے والے کا کفر تھا، کہ ان کے کافر ہونے میں شک کرنے والا بھی خود پر خود کافر ہو جائے گا، اور پھر ان کا کفر نہ سمجھتے وہ بھی۔ اس طرح نئے نئے جیسے جیسے صاحبِ مولانا ان کے موقف کی طرف بھی جھپٹتے تھے، ان معاملہ کو صاحبِ مولانا نے کیسے سلجھایا، اور دوسرے ان کے موقف میں جان و جان دے کر بریلوی کیسے سلجھا رہے

ہیں۔ یہ عبادی کلمہ سے باہر ہے۔ اگرچہ صاحب مرحوم نے اس بارے میں کبھی کوئی وضاحت کی ہو، یا دوسرے کسی ایسے بریلوی عالم نے ان کے اہل حضرت کی الجھائی ہوئی یہ سمجھی سمجھائی ہو تو اس کی نگاہی پر ہم اس کے اہل طور پر منظور ہیں۔ گے۔ ہمارے ہیں تو بہر حال ایسے عالم اور اہل اس اور ہی صاحب کامل احرام مسلمان ہی ہیں۔ انکوائٹ اپنی جگہ ہے ہیں، لیکن کم از کم اس لحاظ سے ہم دوح بندی بڑی سہجی والی اور آسان رہا ہے ہیں۔ اور ہادی اعظم **رحمۃ اللہ علیہ** کی اس دہد میں انکوائٹ سہجی ہی کی رہا ہے ہیں، جس میں آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ ”جس نے کسی مسلمان پر کفر یا لعنت کا کلمہ کہہ دیا تو وہ دونوں میں سے ایک پر لونا ہے، انگا ہیا ہے تو اس پر نہیں تو کہنے والے ہے“۔ ہماری محام سے بھی گزارش ہے کہ کھلا ہے، اور سہجی والی رہا اختیار کریں۔ محام یہ کلمہ ضرور ذہن میں رکھیں۔ کہ بریلویوں کے کافی بدعتی کاموں کے لئے دوح بندیوں کی طرف سے ”نہ کفر یہ کلمہ، شرک کا کام“ وغیرہ کے الفاظ ہیں، ان سے ان کا تسلیم دہد اور ختم مذمت ہے۔ ان میں سے کسی کسی نے یہ نہیں کہا، یا کھلا، کہ ایسے لوگ مشرک یا کافر ہو گئے۔ (جیسے حدیث پاک میں نماز پھونڈنے پر کفر کا کلمہ ہے۔ لیکن عام عکرتا بھی ہے کہ یہ دہد اور ختم مذمت کے لئے ہے)۔

اسی کتاب کی مزید دو مہارتوں میں بھی خیانت

سوالہ مرحوم کی کتاب سے نبوی پر ایسی لا جواب کتاب میں سے بریلوی حضرات دوسری دو صاف مہارتوں میں بھی واضح خیانت کر کے، سوالہ مرحوم پر کھیں شان اور حضور **رحمۃ اللہ علیہ** کی کتبائی کا احترام لگاتے ہیں۔

تالیف سوالہ مرحوم نے خطبہ چمکد آپ کی اصل شان آپ کی خاتم مرتبت میں لکھتے ہیں اور خاتمہ زمانی کو اس کا نظریہ تہذیب لکھتے ہیں، تو اس کلمہ کو واضح کرنے کے لئے، تہذیب میں یہ جملہ لکھتے ہیں کہ ”مگر اہل فہم پر روشنی، کہ جعفر یا عتیم زمانے میں باذات بکہ نصیبت نہیں“۔ اس جملے میں یہ واضح اور مانا جا سکتا ہے، کہ کلمہ ”قول یا آخر“ میں باذات کوئی ایسی نصیبت نہیں کہ صرف اس کو ہی معیار ہا کر کسی کی نصیبت کا معیار بنایا جائے، کہ ہر ایک بعد میں آنے والے پہلے سے بتر ہوگا۔ اگر بریلوی بھی فہم رکھتے ہیں، تو ان کو بھی معلوم ہوگا، کہ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا چاہا ہے، اس کے بعد اس کی ذریت میں آنے والے انبیاء میں کوئی بھی

کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکا۔ سابقین اور اولین صحابہ کرام کے رتبہ کو بعد والا کوئی صحابی نہیں پہنچ سکا۔ صحابہ کرام کے بعد آنے والا کوئی ثلث و ثقب ان کے رتبے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ تو پھر سولہ کا یہ جملہ قابل اعتراض کیسے رہا؟ کسی فقہ کے ہاذاات مطہم کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ یہ مطہم ان فقہ میں آکھلا ایسے طایفہ ہوں کہ اس سے دوسرا مطہم سوچا بھی نہ جاسکے۔ اگر فقہ اول، اور آخر میں ہاذاات فضیلت ملتی ہوئی ہوتی تو ہر ایک بعد والے کو اول آنے والے پر خود پر خود فضیلت حاصل ہو جاتی۔ لہذا کاتہ ~~کاتہ~~ کہ اگر آخر میں آنے سے فضیلت ہے تو یہ بھی اس خصوص میں ہے کہ آپ ~~صلی اللہ علیہ وسلم~~ سب نبیوں کے نبوت کے مرتبہ، فیض اور طہم کے بھی خاتم ہیں۔ اس لئے ان کو آخر میں ہی بھیجا گیا، اور عقلی طور پر بھی آپ کو آخر میں آنا چاہئے تھا، کیونکہ سب سب طہم آپ کے تھے، تو نیا آ کر کون سے طہم دے گا، اور اس پر حق کی کیا ضرورت ہوگی! اس طرح خاص آپ کے معاملہ میں اس فقہ آخر زمانی کو بھی ایک فضیلت حاصل ہوگئی۔ اور محام کا فہم چھک صرف آخر میں آنے کو کھسکا ہے، اسی لئے اسی کو آپ کی فضیلت بھی کھو رہا ہے، جو فقہ تو نہیں، لیکن ظاہر ہے، کہ اہل فہم کے ہیں تو اصل سید اور ہی ہیں، صرف بعد میں آنا نہیں۔

اب بریلوی حضرات کا فہم سے عاری ہیں، یا جان بوجھ کر خیانت کر کے، اس سید سے منافق بننے کو بھی سولہ اور دس بندہوں کے خلاف لازم قرار دیتے ہیں تو کیا کہا جائے!

احتی محل میں بڑھ جاتے ہیں

پیش: اسی کتاب میں سولہ کے جان کردہ ایک اہم نکتہ کو بھی بریلویوں نے خاص خیانت سے قابل اعتراض اور محام کو برا سمجھنے کرنے والا نکتہ ٹالیا۔ سولہ مرحوم یہ بحث کر رہے ہیں کہ نبیوں کا خصوصی مرتبہ ان کا طہم ہوتا ہے۔ جس سے ان کا یقین اور سرلوب الہی کا مشاہدہ اور عقلی کیفیت اور حال اس سے بڑھ کر ہے۔ کہ اس کو کوئی غیر فی سوج بھی نہیں سکتا۔ اسی لئے ان کے ایک چھوٹے محل کو بھی وہ مرتبہ ہوتا ہے، کہ غیر فی کا کوئی بڑے سے بڑا محل بھی (بلکہ ساری زندگی کے احوال بھی) اس کو نہیں پہنچ سکتا۔ ہاں رہے احوال کی مقدار تو اس بارے میں حضرت سولہ کے سطرے سطرے کے الفاظ ہیں، ”وَلَمْ يَرْوُا نَحْنُ“ میں یہاں بات نہ نکالو، احتی ساری ہو جاتے، نہ کچھ بڑھ جاتے ہیں۔“

اگر توڑا سا بھی فہم دکھایا جائے تو یہ صاف ہے لغز بمل ہے۔ بلکہ یہ عقل کے باروں کا بھی ایک طرح کا دلیل یا احتمال بھی تھا، جس کا رد انا نے سب دبا کر دیا، اگر کہیں کو یہ تو براہ نظر آتا ہے کہ آپ ﷺ نے صرف ایک جی کیا، اور ایک مرد اور یہاں کلی کے نہ معلوم کتنے غمراہ آتے ہیں۔

آپ نے صرف بارہ تیرہ سال لازم بدعت ہوا کی، جب کہ دوسرے ساتھ ستر سال غمراہ آتے ہیں۔ اس طرح دوسرے چپ گل، تو اس کے لئے جواب بھی موجود ہے، جو بریلے ہیں کہ بھی ضرور معلوم ہوگا، کہ کسی بھی عمل کا مرتبہ علم و تحقیق اور معرفت و مشاہدہ کی دل اور ایمانی کیفیت پر ہوتا ہے۔ اسی لئے حضور کریم ﷺ کی واضح حدیث ہے، کہ میرے کسی صحابی کے ایک ساتھ یا مجھ کے صدقہ کو غیر صحابی کا امداد پر از ہوتا سنے کا صدقہ نہیں پہنچ سکتا۔ خود آپ ﷺ کے بعد اس میں اور لازم تھا ہو جانے کو بھی ایسا درجہ حاصل ہے، کہ آپ کے بعد اس کے بارے میں افضل البشر بعد الانبیاء، صدیق اکبرؓ نے فرمایا، کہ کاش صدیق (کے بارے میں اہمال) امر ﷺ کی سب (کے بعد) میں جائیں۔ کیونکہ ان میں پہلی امت کی سہولت کی رحمت ہے۔

بات تو صاف ہے، لیکن بریلے حضرات اگر ”باب ایمانی میرا ہی سہارا“ کا نعرہ لگا کر یا فہم سے ماری جانے کے باعث ایسے صاف کتوں کو بھی گستاخانہ قلمے لگاتے اور اور قاتلے رہیں، تو اہل فہم اور اہل علم اس جہالت اور خیانت کو کیا کہیں! یہ کار نیکی کی دیانت کے حوالے کر کے، ہم ایسے ہی مجھنے دوسرے اہل حضرتی التزام کی طرف جڑتے ہیں۔

دوسرا التزام

شیطان کا علم، حضور کریم ﷺ کے علم سے زیادہ ہے

بریلےوں کے اہل حضرت کا دین بدیوں پر دوسرا یہ التزام ہے، کہ میں کا عقیدہ ہے کہ شیطان کا علم حضور کریم ﷺ کے علم سے زیادہ ہے۔ (نمودہ بانہ میں ہذا التزامات)

حقیقت یہ ہے کہ اگر واقعی کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا تو وہ کہاں کسی بھی طرح یہ اہل حق استعمال کرے، تو علماء کے اہل حق سے اس پر کفر و کفرانہ لڑکا متفق نہ ہوتا تو یہ کفر و کفرانہ لگے گا، اور اس کو مردود و مہملین مرتد کہنے میں کسی کو تھوڑا سا ہنگامی حال نہ ہوگا۔

یہ کہ مجھ نے حضرات اہل کتاب دیکھے ہیں اپنے اہل حضرت پر اہل حق کے اس میں اپنے حریفہ صالے مار کر سولہ لٹیل اور سہاون چوڑی کا نام دے کر یہ لکھ دیتے ہیں، کہ اس نے "اپنی کتاب براہیہ جلد" میں یہ لکھا ہے، کہ شیطان کا علم حضور کریم ﷺ کے علم سے زیادہ ہے۔ کیونکہ شیطان کے علم کے لئے نفس دلائل موجود ہیں اور حضور کریم ﷺ کے علم کی وسعت کے لئے کوئی نفس دلائل ثابت نہیں وغیرہ وغیرہ۔

یہ ایک کا حوالہ ایک اور اہل حق اپنے اپنے لکھیں گے۔ حالانکہ حوالہ کا بنیادی اصول ہے کہ حرام کے اہل اہل حق میں مکمل لکھنے ضروری ہیں۔ (بمعنی سابق و پہلی دشمنان کے)۔ کسی پکڑ کے احرام میں اہل حضرت نے تو غیر ذمہ داری کی حد ہی کر دی، جیسا کہ آپ سولہ ہاتھوں کے ختم نبوت کے عقیدہ کے بارے میں اس سے پہلے دیکھ آئے ہیں، لیکن بعد ازاں نے اس کو بھی بات دے دی ہے، کہ حوالہ ہی اہل حضرت والا اور اہل حق اپنے اپنے۔ پھر اہل حضرت نے اس بارے میں غصوں کے لئے بدذہالی اور بدعتی کی جو دم دانی اور بدعتیوں نے اس بارے میں بھی حریفہ اضافہ کیا۔ آئے پہلے اس بارے میں اہل حضرت کی ایک عالم کے لئے ثابت زبان اور احرام کی زبان دیکھیں:-

برے احرام کے برے الفاظ

اپنی کتاب حرام الحرمین میں صلوٰۃ پر لکھتے ہیں کہ "چھ حریفہ واپس شیطان ہے اور"۔ بالخصوص کے لڑکے شیطان کی طرح ہیں۔ وہ شیطان اہل حق کے ہوتے ہیں اور یہ شیطان آفاق اہل حق میں کے ہوتے ہیں، اور یہ بھی (سولہ لٹیل اور) اس مکتوب خدا کرنے والے لکھوئی کے نام پہلے ہیں، کہ اس نے اپنی کتاب براہیہ جلد میں تصریح کی، کہ ان کے ہر شخص کا علم نبی ﷺ کے علم سے زیادہ ہے، اور یہ اس کا برا قول خود اس کے بد الفاظ میں صلوٰۃ پر اس طرح ہے کہ "شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی۔ لڑکے عالم کی وجہ علم کی کوئی نفس قلعی ہے، کہ جس سے تمام خصوصیات کو رد کر کے ایک شرک ثابت کیا جائے، اور اس

مہار کی طبی وسعت کی نفس دلیل مانگے گا اور شیطان نفسی کے علم کی وسعت کا نفس دلیل سے ثابت ہونے کا اور حضور سے وسیع علم ہونے کا قائل ہوگا اور پھر تقریری طور پر اس کا ثبوت دیکھنے کی جرأت بھی کرے گا۔ یہ عقل کی دنیا میں انسانی دانت برائی کے نام نہاد اعلیٰ حضرت اور اس کو کام سامنے والے اور مہمان اور چھوٹے حضرتوں نے ہوتی کر دکھائی ہے۔

اصلی ملزم عبدالسیح راپوری تھے

اب آئے اس اہل حضرتی کا رحلتی کی تحصیل دیکھیں:

پہلے سہ ۱۳۰۳ھ تا ۱۳۱۶ھ میں بریلی ذہن کے ایک لیر معروف مولوی سکی مہداسیح راپوری نے ایک کتاب ”انوار سلطہ“ چنان مولودہ قاضی کے نام سے لکھ کر شائع کی۔ سہ ۱۳۱۶ھ فضل رسول چاچانی کے بعد یہ پہلی انفرادی قسم کی کتاب تھی۔ جس میں اس دور میں مانج بطل بدعاتی رسوم، میلان، قیام، سوگم، دہم، ہستم، بیٹلم سالانہ عرس، بھرات اور عیدوں کی غرضی شریعتی اور فاضلی، قاضی کے طریقے وغیرہ کی تائید میں اور دوسرے عام خطاوں سے تائید لکھی گئی۔ اور خطائوں کو الزام دینے کی کوشش کی گئی۔ اس کے شائع ہونے کے اگلی ہی سال دہم کے سہ ۱۳۱۷ھ عالم سہ ۱۳۱۷ھ قلیل اور سہ ۱۳۱۸ھ نے اس کے جواب میں کتاب ”براہین کاملہ“ کے نام سے اس طرح لکھی۔ کہ ہر ایک مسئلے میں دو انوار سلطہ کا سہارا رکھا گیا اور پہلے اس کا جواب اور دلائل لکھے گئے۔

۱۳۱۸ھ سے پاس اس کتاب کا ۱۳۱۸ھ میں ”دارالاشاعت کراچی“ کا شائع کر دیا گیا ہے۔ اس میں سہ ۱۳۱۸ھ سے ”انوار اول کے بعد وجہ“ (یعنی باب اول فصل چہارم) سے حضور کریم ﷺ کے مولود شریف کی مخلوق میں حاضر ہونے کی بحث شروع ہوتی ہے۔ کسی مولوی عبد الجبار مرہروی کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہیں، کہ اس نے فتویٰ دیا ہے کہ ”حضور کریم ﷺ کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا کہ آپ مولود شریف کی مخلوق میں عریف لاتے ہیں یہ شرک ہے، کیونکہ ہر جگہ موجود خدا پاک کی صفت ہے، جو اس نے کسی کو عطا نہیں فرمائی“۔ اس کے جواب میں سہ ۱۳۱۸ھ راپوری دلیل دیتے ہیں، کہ لفظ پاک کی موجودگی چہرے کائنات زمین و آسمان اور دوسری لیر معلوم ہر جگہ ہے، اور حضور کریم ﷺ کے لئے ہم صرف مولود کی مخلوق میں حاضر ہونا سامنے ہیں، نہ یہ برائی نہیں ہوتی۔

سوال: غلیل احمد کا مدلل جواب

سوال: سہادی پہری نے اس کا مناسب جواب دیا، کہ آپ کو تو انکا بھی علم نہیں کہ شرک ایذا کی کسی صفت میں شرکت کا نام ہے، براہی کا نام نہیں۔ اس طرح تو کوئی شرک بھی شرک نہیں رہے گا۔ کیونکہ جن کو وہ خالص خدائی صفات میں شریک مانتے تھے، مخلوق دنیا کے تفکرات کا سون میں تصرف، رزاق اور مالک اور دینا، عطا کرات اور کرنا وغیرہ ان میں وہ بھی اصل خالق، رازق، مالک، پر معاملے میں ہے حد و حساب قدرت کا مالک تو اللہ ہی کو مانتے تھے، البتہ ان کا شرک یہ تھا کہ کچھ دوسری معزز ہستیوں کے لئے بھی، کچھ حد تک یہ اختیارات مانتے تھے، جیسے ایک لئے ان کی بھلا کرتے تھے۔ یہ قرآن پاک میں کئی جگہ واضح بحث ہے۔ راہپوری کی اس دلیل پر تو دنیا میں کوئی بھی شرک نہیں بنے گا۔ کیونکہ اختیارات کی براہی تو کبھی کسی شرک نے نہیں مانی۔ گارنجی کرام یہ بریل کی دلیل خصوصاً ذہن میں رکھا کریں۔

راہپوری کا خطرناک جہل

آگے سطور ۶۲ سوال: راہپوری بڑا ہی خطرناک جاہلانہ جملہ لکھتے ہیں کہ ”وہ نے زمین پر کل جگہ موجود ہونا تو کچھ خاص خدایا پاک کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ ہر جگہ ہوتا ہے۔“

ملک الموت اور شیطان کی موجودگی کے قصص و دلائل

اس کی تفصیل میں سطور ۵۲ کی طرح سے فقیر معلوم اضطرار، رسالہ ہزار شاخ و بار سبھی اور علامہ ذرقانی کی شرح سواب کے حوالوں سے کہتے ہیں، کہ ملک الموت قابض ہے کچھ اور اہل جن و انس و بہائم اور کچھ مخلوقات کا، اور اللہ نے (اسی منصب کے لئے) اس کے آگے دیا کہ ایک چھوٹے خواں یا غشت کے کردار ہے۔ اس طرح مشرقی سے مغرب تک ہر ایک سرے والے کے پاس ہر جگہ موجود ہے۔ ہر مخلوق و شریک کی ایک طرف ملحد کے حوالے اور قابض ثناء اللہ پانی پتی کی کتاب تذکرۃ الموتی اور طبرانی کے حوالے سے ۵۲ ہے کہ ملک الموت نے خود حضور کریم ﷺ کو بتایا کہ میری نظر ہر جگہ موجود رہتی ہے۔ اس طرح کئی کئی اور ان حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ملک الموت ہر جگہ حاضر ہے۔ اس کے

نعت ہے کہ ملک الموت تو فرشتہ ہے، خود شیطان کو دیکھو کہ ہر جگہ موجود ہے۔ اس کے لئے بھی اور عمارت سے مسکن نماز کی فصل اور عمارت ثنائی کی اس کی شرح کے حوالے سے لکھا ہے کہ شیطان بر بنی آدم کے ساتھ ہوتا ہے، اور اپنے نے اس کو یہ قدرت دے دی ہے، جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا۔ صفحہ ۵۵ سطر نمبر ۸۔ (اس طرح ثابت کرتا ہے کہ اپنے کے ساتھ دوسرے بھی ہر جگہ موجود ہوا کرتے ہیں۔ ہر جگہ کے اس محدود معلوم کی جہالت کو کیا کہا جائے؟ جس کو کہ جگہ ہر ایک سے زیادہ سمجھوں گا فرق اور معلوم معلوم نہیں۔)

پھر یہاں پر بھی ایسی نفس دلیل دینی چاہئے تھی

ان فقہاء حدیث کے دلائل اور حوالوں کے بعد ظاہر ہے کہ اس کو حضور کریم ﷺ کے علاوہ یا دیگر مخلوق میں حاضر ہونے کی بھی ایسی ہی دلیلیں دینی ضروری تھیں۔ کیونکہ اصل موضوع تو وہی تھا جس کے لئے یہ دلیلیں اور مثالیں دی جا رہی ہیں۔ لیکن اس کے بعد فوراً سورج اور چاند کے ہر جگہ ہونے کی عقلی دلیل کی طرف چلے جاتے ہیں، اور صفحہ ۵۷ کی پہلی تین سطروں تک مسئلہ اور لحد (یہ اب) ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کریم ﷺ کی مخلوق میں حاضر ہونے کے لئے اس کو بھی کسی عقیدہ یا فقہ کی کتاب، حدیث یا کسی کامیتر قول اور دلیل نہیں بلکہ ہاتھ نہ آ سکا۔

مولانا غلیل احمد کی دلیل جرح

ان دلائل کے جواب میں مولانا سہارن پوری نے جو عقیدہ جرح کی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اصل حنف کا عقیدہ یہ ہے کہ اپنے پاک کی کوئی صفت بندہ میں نہیں ہوتی اور وہ اپنی بلکہ صفات کا جو عقل کسی کو ظاہر فرماتے ہیں، اس سے زیادہ کسی میں ہونا ممکن نہیں۔ سچا دھرم، علم و تصرف حق تعالیٰ کا عقلی ہے، اور عقل حق کا پھاری۔ پھر جس کو جس قدر کوئی علم، قدر و تدبیر، ظاہر ہوئی ہے، اس سے زیادہ وہ اندر ہی اندر بھی نہیں جودہ سکتا۔ شیطان کو جس قدر وسعت ملی، اور عالم کو جس طرح کی جس قدر وسعت ملی، یا سورج اور چاند کو جس قدر وسعت پر ملا، اس سے زیادہ کوئی نہیں چاہا اور نہ پاسکتا ہے۔ مغرب فرشتوں میں بھی ہر ایک کو اپنے منصب کے لحاظ سے، اور شیطان کو اپنے منصب کے لحاظ سے، قدر تھیں دیں، و تدبیر و تدبیر۔

اور یہ بھی ہے کہ ان میں کسی کی کوئی طاقت یا منصب کے لئے دی ہوئی قدرت کی کیا زیادتی پر اس کے رہنے کی بھڑی یا کسی کا مدد نہیں ہوتا، اور نہ کسی کی کوئی مثال دوسرے کے لئے دے کر اس کی لطیفیت یا ہدایت کا لہجہ کیا جاتا مناسب ہوگا۔ اس کی مثال میں سواۓ سہارن پوری سطور ۵۵ پر بہت اچھی اور نہایت مناسب طرح کرتے ہیں، جس سے معاملہ بالکل عام فہم طرح سے گل ہی ہو جاتا ہے۔

اس طرح تو ہر ایک مسلمان بھی ہر جگہ حاضر ہونا چاہئے

سوال: دلیل دیتے ہوئے وضاحت سے کہتے ہیں، کہ ملک الموت اور شیطان کو اپنے منصب کی ادائیگی کے لئے جو یہ لیاقتیں یا قدورتیں دی گئی ہیں، جن کے نص سے جاہت ثناء دلائل اور حوالے سواۓ ماہی پوری نے بھی دیے ہیں، اگر ان کو دوسروں کے لئے بھی معیار اور مثال خاکر ملاحظہ قائم کیے جائیں۔ یا کسی کا وجہ اور احتیارات اور لیاقتیں فیصل کی جائیں، تو پہلے سواۓ یہ لہجہ کریں کہ ہر ایک مسلمان کم از کم شیطان سے قبالہ لے رہا ہے۔ خود سواۓ صاحب دانش، اللہ ایک مسلمان بھی ہیں اور عالم دین بھی ہیں۔ اس طرح بھی شیطان سے کہیں لہجہ لیں۔ بھروسہ خود اپنے لئے کم از کم شیطان دہلی بچوں پر سوجھ ہو سکتا، اور اس والے دوسرے کام کر سکتا ثابت کر کے دکھائے۔ (ظاہر ہے کہ اگر کسی بھی بریلوی عالم سے من الفاظ میں سوال کیا جائے تو سر جھکا کر اپنی عاجزانہ کالاشی بہتے رہیں گے)۔

ملاحظہ صرف نص دلائل سے جاہت ہوتے ہیں

یہاں پہنچ کر سواۓ سہارن پوری کی دلیل جبراً اپنے کلمہ عروج کو پہنچتی ہے، کہ ملاحظہ کے مسائل ملاحظہ اور اختلافوں سے غلط نہیں ہوتے، وہیں نص دلائل ضروری بنا کر دیتے ہیں۔ اللہ پاک ہی نے ہر ایک کو اس کی ذمہ داری، منصب اور رہنے کی ضرورت اور حیثیت کے مطابق صلاحیتیں، لیاقتیں، قدورتیں دے رکھی ہیں، اس لئے اسی دے والے سے یہ پتہ چلے گا، کہ کس کو کیا دیا ہے اور کیا حیثیت دی ہے۔ سب مانگو تو کچھ صرف چار مغرب خانہ کے کام اور لیاقتیں بھی ایک دوسرے کی مثال سے غلط نہیں ہوں گی۔ موزل اختلافات اور سمجھ تریں شیطان کے موزل تریں منصب کی جہ سے اس کو دی ہوئی خالص مکر و فریب دہی

مسلم جنتوں اور قوتوں سے افضل مخلوقات اسے مبارک کی صلاحیتوں کی تحیہ تو خیر مولا
مہد مسیح راجہ دہری اور اس کو عالم ماننے والا بریلوی باطنی حضرت اور درمیانے اور مولوی حضرت
عیسے کے تھے ہیں۔ چنانچہ سورج کو ہر جگہ موجود ہونے کی مثال بھی اس قسم کے عمل کو ہی
زیادہ دیتی ہے۔ لیکن عام عمل و فہم اور حقائق کی دنیا میں ایسی مثالوں سے کام نہیں چلا کرتا۔
اس طرح تو جنوں کو عوام میں متاثر کر کے بارود پھیلانے کی دکان سے بہتر عقول انسان کے لئے
بھی یہی جگہ مانا جاتا ہے۔ ہر ایک مسلمان کے شیطان سے اچھا ہونے کی دعا ہو، ہر ایک مسلمان
کے لئے بھی بہت جگہ مانا جائے گا۔

ملکوت شریف میں "باب فی ۱۶۰۲" حدیث نمبر ۶۱۱ میں حضرت انس سے روایت اور
بخاری و مسلم کی حج حدیث ہے کہ "آپ کریم ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان کی رگوں میں
خون کی طرح جاتی و ساری ہے۔" تو کہا جائے کہ ہر ایک بریلوی کی رگوں میں طون کی طرح
ان کا باطنی حضرت جاری و ساری ہے۔ اس طرح اس بات آتی آگے جا سکتی ہے، جو بریلویوں کو بھی
قول نہیں ہوگی۔ وہ بھی کئی باتوں کی اپنی طرف مناسبت بھی قبول نہیں کریں گے۔

شیطان کے لئے نص و دلیل

حضور کے لئے اس کی مثال

شرعاً طہرہ کا تو یہ مانا ہوا اصول ہے کہ کسی عقیدہ کے لئے کوئی مثال مانی جائے
کی۔ کسی کا قول، بلکہ صرف نص و دلیل یعنی قرآن پاک اور حج حدیث ہی مانی جائے گی، یا ان
اسلاف کے وہ فیصلے، جو انہوں نے ان نص و دلائل کے حوالوں اور ان کی روشنی میں صادر کیے اور
ان کی کتابوں میں بیان کئے ہیں۔ اب زیر بحث مسئلے میں دیکھیں، کہ اس مسئلے میں خود وفاق
دیتے والے مولا مہد مسیح راجہ دہری کتنے بے بس ہیں، کہ مختلف مقامات پر حاضر ہونے کے
لئے ملک الموت اور شیطان کی موجودگی کو مثال دیتے ہیں، تو ان باتوں کے لئے تو حدیث،
قرآن اور عقائد کی کتابوں سے کئی حوالے دے دیتے ہیں، لیکن حضور کریم ﷺ کے لئے ایسا کوئی
ایک حوالہ بھی دوسے کئے ہیں۔ یعنی ان کو بھی ایسا کوئی مستحضر حوالہ نہیں مل سکا ہے۔

تو ان مثالوں کے لئے مولا مہد مسیح راجہ دہری پہلے تو خود اس پر جرح کرتے ہیں، کہ اس
مثال کے تحت تو آپ کو بھی ہر جگہ موجود ہونا چاہئے، کیونکہ شیطان مخلوق سے تو بہرہ رمل آپ

کتب میں آپ کو موجود رکھنے یا مٹانے کو اختیار کیا ہے۔ اب اگر بریل میں کو اسے اہم سحر کتابوں پر بھی بھیجیں نہیں، اور اپنی شیعان، ملک الموت، چاند سورج و لمبرہ کی کتابوں پر اسرار ہے، وہ کمال کر ان کو نکالیں۔ اپنی مہم کو گروہ کرنے کے لئے، ان عبادتوں کو چھپا کر ان دوسروں پر الزام لگا کر مہم کے خلاف فریب کرتے رہیں، جن کے بارے میں واضح نص و دلائل ان کے خلاف ہیں۔

مثلاً لفظی کتب اور صحاح کی کتب کا ہم نے حوالہ دیا، یہ واضح حدیثیں موجود ہیں، جو مشکوٰۃ شریف، مکی جلد میں "باب مسئلہ اعلیٰ اتقی" میں ہر ایک دیکھ سکتا ہے۔ (۱) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے، میں اسے سنا ہوں، اور جو شخص درود سے مجھ پر درود بھیجے، وہ مجھے پہنچا جاتا ہے۔ (۲) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کے بہت سے فرشتے زمین پر جاہت کرتے رہتے ہیں اور وہ میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔ (۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اپنے گروہوں کو قبروں کی مانند نہ بناؤ، اور میری قبر کو سیل (مید) نہ بناؤ، اور مجھ پر درود بھیجا کرو، کیونکہ تمہارا درود میرے پاس پہنچتا ہے، چاہے تم نہیں بخن۔ کسی بریلی نے نہیں کوئی صحاح نہیں دیا، کہ میں تمہارا درود سنتا ہوں، اس لئے قبر مبارک کے سامنے کے۔

اس طرح موجودگی کا مسئلہ خلاف نص ہے

ان حدیثوں کی صحت سے بریل میں کو بھی انکار نہیں۔ مگر اگر مولاؑ سہارن پوری نے یہ لکھا کہ آپ کو زمین کی مسطحات ہونے (علم پیدا زمین) کی کوئی نص قطعی ہے، کہ جس سے خصوص کو دور کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ یعنی آپ درود پڑھنے والوں کے پاس موجود نہیں ہوتے، بلکہ فرشتے پہنچاتے ہیں، یہ نص دلیل حدیثوں سے ثابت ہے، اور لفظ میں آپ کو موجود رکھ کر گواہی بخود کی سحر زدہ کتابوں کے مطابق شرک عقیدہ ہے، وہ مولاؑ نے کیا لکھا کہ، بریل میں کو لازم ہے کہ ان خصوص کے مدعی ان سے زیادہ مستند دلائل لائیں۔

اہل حضرت کی کارستانی

اب اہل حضرت کی کارستانی کی طرف آئیں۔ ایک سحر زدہ دین کے عالم، قطعی مکر کا الزام

نکار ہے ہیں، اس کو بہت ہی غیر سعادت یافتہ قرار دیا کہ وہ ہے ہیں، لیکن چار صفحات میں پٹنے والی بحث کا نہ موضوع بتاتے ہیں، نہ حقائق و اسباق، نہ دلوں طرف کی بحث میں دلوں طرف کے دلائل، صرف آخری حاصل کام والی طرح لیتے ہیں۔ وہ بھی پوری نہیں۔ ایک بار پھر ص ۵۱۲ طویل امر کی مہارت کا حاصل کام دیکھیں۔ جو کہ الفاظ میں ہے کہ ”اکمال نمود کرنا چاہئے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم معجزہ میں کا فخر عالم کو خلاف خصوصی قصے کے بلا دلیل محض تپاس سے جوت کرنا، ”ترک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔“ یہ سارا حصہ اپنی حضرت نے جان ہی نہیں کیا۔ کیونکہ اس سے چھٹے واسطے پر ظاہر ہو جاتا کہ بات حضور ﷺ کو زمین کی مطوعات حاصل ہونے کی ہو رہی ہے، اور اس کے لئے نص دلائل کی بجائے شیطان اور ملک الموت کی مثالوں کو بنیاد بنایا جا رہا ہے۔ اس کے آخری اشاریہ کی گہرے پیچھے ہونے کی آخری سات الفاظ کو بھی مثال کرنا گناہ کیا اور ان کو مہارت کی بھر والی ۱۱ سطروں کے بعد رکھا۔ اس طرح اپنی نئی طرہی مہارت شروع ہی بعد والی سطروں سے اس طرح کی کہ ”اس کا یہ تا قول خود اس کے اپنے ہی الفاظ میں ص ۵۵ پر ہے کہ ”شیطان اور ملک الموت کی یہ وسعت نہیں ہے جتنی ہے، بلکہ ظہر عالم کو وسیع علم کی کوئی خصوصیت نہیں ہے کہ جس سے تمام خصوصی امور کر کے ایک ترک جوت کرتا ہے۔ اور اس سے پہلے لکھا کہ ترک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔“

فارسین کرام یہاں ۱۱ سیدھی واضح ہے ایمان میں ملاحظہ فرمائیں۔ کہ اول تو سوائے کے حاصل کام کی پہلی ۱۱ سطریں حذف کر دیں، جن سے محالہ صاف ہوتا کہ بات علم معجزہ میں یعنی زمین کے واقعات کے خبر ہونے کی جملہ رہی ہے، نہ کہ آپ کے علم مبارک کی۔ پھر اسی کے ساتھ دسے مزید اضافاتی یہ الفاظ یعنی ”ترک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے“ دسے ۱۱ سہیلی الفاظ کو سینے سے کاٹ کر آخر میں رکھ دیا۔ جن سے اس کے پٹے ہونے اور دوسرے حصہ کو مزید تقویت بخٹی ہوئی ہے کہ آپ کی وسعت علم کو پہلے ترک لکھ چکا ہے۔ مزید اس کے لئے یہ بھی لکھ دیا کہ اس کا یہ تا قول خود اس کے نوے الفاظ میں ص ۵۵ پر اس طرح ہے، تاکہ اس کے پٹنے ۱۱ سطروں کو ہی اصل مکمل مہارت سمجھا جائے۔

بعد والوں کی مزید کارستانیاں

نہایت ہی اپنی حضرت کی طرف سے بات کو اپنی اسباق سے الگ کر کے، جملوں کو آ کے

پچھے کر کے اس طرح دوسروں کی عبادتوں کے مطہم کو بدل کر اس میں اپنی مرضی کا مطہم ہر اپنے کی نگلی ہے ایسا ہی دلی پر دم اب ہر ایک بریلوی چھوٹے حضرت کی نگلی بن چکی ہے۔ بلکہ اکثر وہ اب دوعبدی مٹانے کا عنوان بنا کر صرف ایک (اجودہ جملوں کے نگلی اپنے ہی الفاظ دے کر ان کے لئے کتاب برآیین قاعدہ کا حوالہ گھو کر، بلکہ غرت ہرے الفاظ کا استعمال ہی کافی سمجھ گئے ہیں۔ مٹانے والے کے لئے دوسرے بریلوی ستر مستنوں کے الفاظ کو دھڑکرائیں:

(۱) علیہا صلحہ از سوادتا مہر انجوری۔ مٹو ۳۸ "دوعبدیوں کے نزدیک نبی ﷺ سے سواد اللہ شیطان اور ملک الموت کا علم زیادہ ہے۔"

(۲) کتاب "پہر الحق" از مطلق احمد یار خان گروٹی، مٹو ۳۸۔ دوعبدی مٹانے نمبر ۸ "شیطان اور ملک الموت کا علم حضور ﷺ سے زیادہ ہے۔" (برآیین قاعدہ)

(۳) کتاب "دوعبدی دھرم" از مطلق عبدالرحیم سکندی۔ وہابی دوعبدیوں کا عقیدہ نمبر ۵۔ "دوعبدی مولویوں کے عقیدے کے مطابق (نوروز ہفت منہا) رسول کریم ﷺ کا علم مہر کہ شیطان کے علم سے کم ہے۔ شیطان اور ملک الموت کے لئے یہ وصیت (علم کی) تو نص سے ثابت ہے۔ حضور کے علم کی وصیت کے لئے کوئی قلعی نص ہے؟ جس سے سب نصوں کو رد کر کے ایک ترک کو ثابت کیا جاتا ہے۔" (برآیین قاعدہ مٹو ۵۵)

(۴) دلی جہاں کہنی کا مہر کا شائع کردہ ترجمہ کراچی میں طبع غیر نور انور خان۔ مٹو ۳۵۔ مختصر دلی دوعبدی مٹانے کے چند نمونے۔ عقیدہ نمبر ۷۔ شیطان اور ملک الموت کو تمام ۱۱ نے زمین کا علم اور حضور علیہ السلام کے علم سے زیادہ ہے۔" (برآیین قاعدہ مٹو ۵۵)

اب فیصلہ کارئین پر ہے

حرف تجویز ہم کارئین کرام پر پھونڈ دیتے ہیں۔ بات کافی طویل ہو چکی ہے۔ لیکن ہم نے جہاں ہو جو کہ پہلی تفصیل کو بیان کیا، جس سے ہم کو یہ دکھانا مقصود تھا اور ہے کہ بریلوی غیر کس بتی سے اٹھا ہے اور کس قسم کی پلید کیا اور پانی سے یہاں چڑھ کر کس طرح امت کے سوا بہار مٹانے اور علم کی فضا کو سوسم کر رہا ہے اور اس کے پیچھے کس کے کون سے حامد ہوتے ہیں۔

محبت کے نام پر جاہلانہ گستاخیاں

اس عنوان میں مزید ہم کو یہ بھی دکھانا ہے، کہ بریلجیوں نے اپنی طرف سے جو بدعات اور شرکیہ عقائد گڑبگڑ کئے ہیں، ان میں ان کو کہیں خاص دلائل یعنی قرآن، حدیث، صحابہ کے عمل، ائمہ اہل بیت، فضیلت، کی تائید حاصل نہیں۔ ان کا اکثر کاروبار بدعت، کہانوں اور مثالوں اور غیر مستند حوالوں سے ہی چلتا ہے۔ اس گورنر دھندے میں محبت، تعظیم، ادب و احترام، اور تہذیب کے نام لہار اور بارشوں کے ہاں تعظیم کے نام پر ایسی ایسی گستاخیاں بڑھاتی ہیں، کہ ان کا اصل مقصد سمجھنے والے، انھیں اس سے کان پکڑ کر اختلاف کا بے اختیار اور شروع کر دیں۔

رامپوری کی مزید گستاخیاں

اس مسئلہ کے شروع ہی میں صلوٰۃ ۵۴ پر سوانہ محمدیہ صریح رہی کہ یہ حلال ہے، کہ مولود کی محفلوں میں آپ کی حاضری کا عقیدہ، شرک ہے۔ کیونکہ ہر جگہ موجود ہونا صرف اللہ پاک کی صفت ہے۔ تو رامپوری صاحب نے کیا جاہلانہ دلیل دی، کہ اگر اللہ کے لئے بھی صرف کافیل میلاد میں ہی حاضری ہونے کا عقیدہ ہوتا، تو مسلحہ لٹائی میں شرک لازم ہوتا۔ لیکن جب وہ پوری کائنات میں ہر جگہ موجود ہے، اور یہاں صرف جگہ تو شرک نہیں ہوا۔ اس کا جواب ہم سوانہ ظلیل احمدی زبانی پہلے بیان کر آئے ہیں۔ مگر دیکھ کر رامپوری دلیل کا جملہ ملاحظہ فرمائیں! کہ شرک صرف تب ہوگا، جب مکمل برابری مانی جائے۔

(ب) اسی سلسلہ میں صلوٰۃ ۵۴ پر لکھتے ہیں، کہ دینے زمین میں ہر جگہ موجود ہونا، خاص خدا پاک کی خصوصیت صفت نہیں۔ کیونکہ ملک الموت کے بھی ساری زمین کا ہر جاعادہ سامنے ہے، اور وہاں ہر ایک جاعادہ کی روح قہقہہ کر رہا ہوتا ہے۔ مگر آگے جمل کر صلوٰۃ ۵۵ شیطان کے بھی ہر جگہ موجود ہونے کی دلیلیں دیا ہے۔ (میں پر سوانہ سہارن پوری نے ان الفاظ میں جواب دیا، جن کو فقہ حاکم علی حضرت نے اپنا کفر یہ تکمیل سمجھا ہے)۔

اب کوئی بتائے، کہ یہ جمل کی انتہا نہیں، کہ دنیا میں اپنے حسب کے لئے اللہ پاک نے صغریٰ کو جو صلاحیتیں یا قدرتیں دی ہیں، ان کی مثالیں دے کر یہ کیا جائے، کہ اس طرح کے صفت، ان کے لئے کی گئی ہیں۔ اس سے تو شرک کا بند بھانک عمل طور پر مکمل کیا۔ نئی طرح

صحت میں دل کھال کر دوسروں کے رزق کی کثافت کرتے ہیں، تو رذائیت کی صفت انہی
انہ کی صفت نہیں رہ گئی، وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہ بھی سوچیں کہ اس جہل پر نیرت کی جانے یا
انہوں! کہ انہ پاک کے لئے ہر جگہ کا دائرہ انہوں نے بھی سمجھا ہے، کہ جہاں انسان اور
جانور ملتے ہیں، وہاں کھانسی کثافت کی وسعت ہر ایک کو معلوم ہے۔ مگر سورج اور چاند کو بھی ہر
جگہ سورج، چاند کہا جا رہا ہے۔ انہیں کثافت کی وسعت کا بھی علم نہیں۔

آپ نیرت کریں، یا انہوں، لیکن سوچیں کہ انہ پاک کی ہر ایک صفت کی اصلاح و نیرت
کو اس طرح محدود کر دیا جس کی شان میں کھلی گستاخی اور کفر، شرک نہیں؟

شیطان کے کفر و فریب کو علم کہا، خود گستاخی ہے

مگر یہ بھی گستاخی، یا انہیں، کہ شیطان کو جو تو نہیں دی ہوئی ہیں، ان کو علم کہا جا رہا ہے،
اور اس کی وسعت کو نہی علم سے مقابل کے لئے بھی ہوا جا رہا ہے۔ وہاں کہ اس کو جو لیاقتیں
اس کے منصب کے لئے دی گئی ہیں، وہ علم کے زمرے میں نہیں آتیں۔ وہ سراسر مکاری،
دھوکہ، گھٹن، مکاری، اور شرعی شر ہے۔ دوسری طرف قطعاً علم، خصوصاً انہی علم ایک مقدس خطہ
ہے۔ ہر طمرے پر طمرہ ہے۔ جو نام ہے انہ پاک کی معرفت، کثافت اور انسان کی حیثیت کی صحیح
شان، اور انسانی روحانی پیلو کی بلندی، انسان کی خود شناسی اور خدا شناسی وغیرہ جیسے لطیف
کثافت کی شان اور لطیف حقائق کی پہچان کا۔ انسانی مغلر اس لئے دنیوی علوم کو بھروسہ
(Aptitude)، سائنس اور ٹیکنالوجی کے نام سے ہی موسوم رکھتے اور سمجھتے کے قائل ہیں۔ اور کہتے
ہیں، کہ قطعاً علم صرف انہی علوم اور حقائق و مسائل کے معنی تک ہے۔ مگر انہی علوم کے دائرے
کے پار سے میں تو خود انہ پاک نے یہ حدود قائم رکھے ہیں، کہ شعر و شاعری میں چونکہ خیالی
باتوں، خواہشوں اور مہالے کی تمجاش ہوتی ہے، اس لئے نئی کریم ~~کھانسی~~ کے لئے سورہ ناس
کے آخری دو کلمات میں واضح مشورہ ہوا، کہ ہم نے آپ کو شاعری کا علم نہیں دیا اور نہ یہ آپ کے
شان و شان ہے۔ آپ، چاہا، اور اس کے قوز کے لئے انہ سے بچنا مانگنے کی آیات مازل
کی گئیں، چاہا، کوئی اور یہ نہیں سمجھا یا کیا۔ سنی ملیہ اسلام فرماؤں کے ساحلوں کا عظیم قوز نے
آئے۔ لیکن میں کہ چاہا، کا علم نہیں دیا گیا۔ بلکہ بھولتی لاشی کا ملود دیا گیا۔

اور ہمارے بریلوی حضرات شیطان ملعون کے صرف کمری کر، دھوکہ اور ماریاں ترین

ہاں کو بھی علم کہتے ہیں۔ وہ بھی جیسا کہ اس کو حضور کریم ﷺ کے علم کے ساتھ مل کر کیا جاسکے، کہ اگر شیطان کو علم ہو سکا ہے تو آپ ﷺ کو کیوں نہیں۔ اور اللہ پاک کے لئے بھی کیا جانے کہ ہر جگہ سوجھ بوجھ صرف اکیلی اللہ کی صفت نہیں ہے؟ ہر جگہ تک الموت بھی ہے اور شیطان بھی۔ اس جہالت اور گستاخی پر کسی بریل کی کیخبر نہیں ہائی۔ نیا لٹوب۔

گستاخی کی انتہا۔ ابلیس لعین حضورؐ سے زیادہ علم رکھتے ہیں

(۵) پھر اس کلمہ (فصل) باب ۱۰ کے آخر میں مطروحات کی آخری دو سطروں سے اس نام نہاد بریلی عالم کے مکمل جملہ برے یہ الفاظ بھی دیکھیں، جن سے ہم اس بحث کو سیتے ہیں، کہ ”اب فکر کرنی چاہئے، کہ جب ہمارے سوجھ بوجھ سوجھ اور ہر جگہ زمین پر شیطان موجود ہے، اور تک الموت بھی ہر جگہ سوجھ ہے تو یہ صفت خالص خدا کی کہاں ہوئی اور تلاش یہ کہ اصحاب فصل میلاد (یعنی مصنف جیسے) تو زمین کی تمام جگہ، پاک و ناپاک، مذہبی اور غیر مذہبی ہاں میں حضور ﷺ کے حاضر ہونے کا ذکر نہیں کرتے۔ تک الموت اور ابلیس کو اس سے بھی زیادہ تر سخاوت، پاک اور ناپاک، مکمل، غیر مکمل، یہ سب سوجھ حاضر ہونا چاہئے، تو تمہارے استدلال کے سائل تو یہ سب بحث اور فقہاء ابلیس اور تک الموت کے ہر جانے ہونے کو ماننے کی وجہ سے ان سے زیادہ مشرک ظہر رہے گئے۔“

اس مہارت کے ہر ایک لفظ پر غور کیا جائے، کہ شروع سے آخر تک پورے باب میں بات ہر جگہ کی مطروحات ہونے کی، اور وہیں حاضر ہونے یا ہونے کی ہی جملہ رہی ہے۔ اب اگر ایسی مطروحات کو حضور کا علم اور اس کی وصیت قرار دیا جائے تو کن انتہائی الفاظ کی نزد سے ابلیس کے علم کو حضور کریم ﷺ سے زیادہ کہنے والے سوائے صمد صمد مسیح و مہدی اور اس کی ان مہارت کو کج سمجھنے والا اہل حضرت اور اس پر اعتقاد کرنے والے بریل کی قرار پاتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ یہ اسی کے الفاظ ہیں، کہ تک الموت اور ابلیس کو اس سے بھی زیادہ سخاوت، پاک و ناپاک میں حاضر ہونا چاہئے۔

آخر میں ہم سب بریلیوں کو دعوت دیتے ہیں، کہ اس کتاب کے چاروں صفحات اور ہر حصہ یعنی باب چارہ کن الفاظ کی نکال دی کریں، جن سے صاف واضح ہو گا کہ پورے باب میں کبھی حضور کریم ﷺ کے نبوی علم مبارک اور اس کی وصیت کے کچے کو بھلا کر ابلیس کا

ہے۔ ساتھ ہی جازہ بریلوی عالم اور عام گارنٹی یہ بھی دیکھیں، کہ ۱۸۸۶ء تک بھی سب بدعات کو گنج ماننے والے عالم بھی حضور کریم ﷺ کے لب کی مطوعات اور حاضر ہونے کے عقیدے میں صرف یہی تک جاتے تھے، کہ دیا میں ہونے والے مولود کی مخلوق کی ان کو خبر ہوتی ہے، اور وہیں آپ حاضر ہوتے ہیں۔

بلکہ اہل حضرت نے اس کو یہاں تک پہنچا دیا، کہ ”برصغیر اکبر، برصغیر دیباکی جو چہ کرتا ہے، زمین کی اوجریں میں جو دانہ نکلیں چاہے وہ سب ٹھیکہ آپ نے جان لیا، حریہ یہ بھی کہ آپ کو تمام سوچ و ذات، جملہ ہو چکے اور قیامت تک ہونے والے حالات، سورج مظلوم کے جملہ سجدات اور عرش و رُخس کا ذرہ ذرہ آپ کے علم میں ہے۔“ (انہاء معطلی ص ۳۳ اور ۳۶)۔

حریہ یہ بھی، کہ ”دنیا اور جہان کو قیامت تک ہونے والا ہے، اس کو ایسے دیکھ رہے ہیں، جیسے اپنی عقل کی۔“ (انتقاد صاحب ذرا اور رضا، ترجمہ و ترتیب ضلیل احمد گادری برکاتی، دوسرے اسمن البرکات، حیدرآباد، ص ۷۸)۔

یہ اب عام گارنٹی اور بریلوی علماء ہی سوچیں۔ یہ بھی خوب خود سے دیکھیں، کہ احمد رضا کے اس عقیدے پر علماء دین نے اس کا کس طرح کی سخت افشاں کی کس طرح مکمل رد کیا، خاص اس کا تفصیلی ذکر آئندہ فصل بعنوان ”میں نظر اور پیش نظر میں آنے لگا۔“

مولانا کی تردید

اور یہ بھی دیکھ لیں، کہ خود مولانا سہارن چرتی نے اس الزام کی تردید کی واضح افشاں میں کی:

”مولوی احمد رضا خان بریلوی نے جو بندے پر الزام لگایا ہے، وہ بالکل بے بنیاد اور خیر ہے۔ خدا اور محمد سے اساتذہ ایسے نہیں کہ کافر، مرتد اور مشرک کہتے ہیں، جو شیطان علیہ السلام تو کیا، کسی بھی شخص کو جناب سرور عالم ﷺ کی عزت و شان کے۔ یہ کفر یہ مفسون، کہ شیطان علیہ السلام کا علم ہی ﷺ سے زیادہ ہے، براہین کاملہ کی کسی عبارت میں نہ صراحت نہ کتبہ لکھا۔ بلکہ کو تو ساری عمر بھی اس کا دوسرے بھی نہیں ہوا، کہ شیطان تو کیا، کوئی نبی اور فرشتہ بھی آپ کے علم کی برابری کر سکے، چہ چاہے علم میں زیادہ ہو۔ یہ عقیدہ، جو خان صاحب نے بنا

کی طرف منسوب کیا ہے، مگر خالص ہے۔ اس کا مطالبہ خان صاحب سے روزِ جزا ہوگا۔ میں اس سے بالکل بری اتھ سہ ہوں، اور پاک سونگنی ہاتھ نہیں آتے۔
 کارِ نیچے کرام اس کتاب کی کوئی اور دورہ فی فصل میں پھر دیکھیں، کہ سب فقہاء کرام کا اس پر اتفاق ہے، کہ کسی اعتراضِ قابلِ مہارت میں طرم کی اپنی تحریر آ غری دیکھائی جانی جائے گی اور دونوں کا حال دونوں کے بھیہہ جاننے دانے اتھ پر پھون دیا جائے گا۔
 اس معاملے میں مولانا کی اتنی صاف وضاحت کو اعلیٰ حضرت نے کیوں نہ مانا، اور آتی تک سب بریلوی کیوں نہیں مان رہے، یہ آپ میں سے پوچھیں۔ ہم آپ اگلے مضمون کی طرف آگے بڑھتے ہیں۔ جس کا احاطہ ہم ان سے بھی زیادہ ماننا ہے۔

تجربہ الہام

حضور علیہ السلام جیسا علم

بچوں، ڀاڱو، ڄاڻورو ڪو بهي حاصل ٿي

ملزم، مولانا قحطانوی کی علمی حیثیت

تیسرا اہرام برصغیر کے چارویں صدی کے سب سے بڑے دانے ہونے عالم
بچکوں غلام رکھے دانے کی طریقت۔ ہزاروں کے مرشد لاکھوں کی محبوب شخصیت مولانا
اشرف علی تھانی ہے۔ چار ہزار صدیوں کے سب سے کثیر تصانیف عالم ہے۔ جس نے
دین کے ہر ایک پہلو پر تقریباً آٹھ سو کتابیں لکھیں۔ ہر احمد شاہ کی طرح صرف نجب و سچ
نہیں۔ بلکہ سب ان ہی کی زندگی میں چھپیں اور بار بار چھپیں، اور آج تک بار بار ہر جگہ سے
پلیئر کسی، خصوصاً اجازت حاصل کرنے کے شائع ہو رہی ہیں۔ ان کی مکمل فہرست بھی ان ہی کی
زندگی میں لکھی۔ مکمل سوانح بھی ان ہی کی زندگی میں لکھی۔ ان کے علاوہ سات یا دس
دنانے ان کے علاوہ سوانح ہی شائع کرنے کے لئے مخصوص رہے اور سوانح کی اشاعت کا
یہ سلسلہ ملت کے بعد بھی کئی سال تک جاری رہا۔ پھر سوانح اور معلومات کے انتخابات و دیگر
بھی کئی جیسے اور ابھی تک ہو رہے ہیں۔ جس کی فہرست کی صرف یہ خاکہ دیکھیں:-

قطعات ۳۲ جلد: طووفات ۴۵ جلد: تہذیب شری ۲۳ جلد: اشرف الکتاب ۲ جلد:
اشرف المصنف ۲ جلد۔ خلف کتب فردوس کی لہرتوں سے اندازہ ہو ہے کہ چالیس چالیس
جزرہ روپے لے کر اگر آپ تھیں تو کراچی والا ہے جسے شہر سے ایک دن کی مسافت کافی ہے۔
اللہ دیاں بھر جائیں گی۔

اس کی طرف منسوب عہد تھی

ایک برادر علیٰ غیبت، اہل معرفت کا الزام ہے کہ اس نے عظیم کریم ﷺ کے علم

غیب کے بارے میں اپنی چھٹی سی کتاب ”حفظ ایمان“ میں لکھا ہے کہ ”غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ ﷺ کو ہے، ایسا تو ہر شے، ہر جگہ، ہر جگہ اور ہر جگہ ہائے کو حاصل ہے۔“ (حسام المرحوم، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور، دسمبر ۱۹۸۹ء، ایڈیشن، ص ۱۸) یہ الفاظ مولاؑ مرحوم کی مسلسل عبارت نہیں۔ بلکہ ایک سوال کے جواب کی ایک مربوط عبارت سے درمیان میں اس طرح لائے گئے ہیں، کہ اس ۳۱ کی اس عبارت کے درمیان سے چار سطریں لے کر، پھر اس کی وضاحت والی پانچ سطریں پھوڑ کر پھر اس کے بعد اپنے کام کی آج ۷ سطریں لے کر، دونوں کو ایک مسلسل عبارت بنا کر اس سادھی پانچ سطری عبارت کو کلمہ التزام ہا کہ پھر زور سے چنان شروع کر دیتا ہے، کہ دیکھو کیا کیا انداز میں کیا ہے، اور حضور ﷺ کے علم غیب کی کن کن سے برابری کی ہے۔

گیارہ سطری عبارت بھی مکمل نہیں دی

یہ پہلا سوال اور مکمل جواب صرف تین چاروں نے مکمل ہو جاتا ہے۔ اب چار حصے ہائے خود کریں۔ کہ ایک حصے ۷ سے عالم اور اس کو چار ہٹا گئے والے لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو کافر اور مرتد بنایا جا رہا ہے اور پورے تین صلیبات تو در کچھ، صرف ایک گیارہ سطری عبارت بھی سلسلہ وار پہری نہیں دی۔ لیکن تیرہ والی تحریر کے الفاظ والی پانچ سطریں درمیان میں سے نکال دیں، جن میں صاف الفاظ ہیں کہ ”کیونکہ (اس طرح) ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے، جو دوسرے سے چھپی ہے، تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کیا جائے۔“ اگر یہ سطر ہی بھی درمیان میں قائم رکھی جائے، تو ہر ایک خود پہ خود کہہ جاتا کہ بات آپ ﷺ کے علم غیب کی مقدار کی نہیں، بلکہ آپ کو عالم الغیب کہنے یا نہ کہنے کی جگہ دی ہے، جو ہی اس رسالہ کا بنیادی موضوع ہے۔

اصل سوال ہی دوسرا ہے

اصل حقیقت یہ ہے کہ نہ جملہ رسالہ ”حفظ ایمان“ ایک چھ صلیبات کا مختصر رسالہ ہے، جس میں تین صلیبات کے جملات دیئے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ نہ جہاں شخص کو جان کر کہتا ہے، دوسرے خود کے خلاف کو جان کر کہتا ہے۔ تیسرے یہ کہتا ہے کہ علم ذاتی کی وجہ

سے اللہ پاک کے سوا اور کوئی عالم الغیب نہیں ہو سکتا۔ (لیکن) واسطہ علم غیب کی وجہ واسطی سے رسول اللہ ﷺ کو بھی عالم الغیب کہا جائے گا۔ اس تیسرے سوال کا جواب صرف نہیں سہلات کا ہے۔ سوال پھر جواب آپ کے علم غیب کے حضور کے بارے میں کچھ نہ کہ آپ کو عالم الغیب کہنے کے بارے میں ہے۔ جس کو تمہارا کرا، کانت چھانت سے علم غیب کی حضور کا معلوم ہوا کیا ہے۔

تینوں جوابات سے اصولی طور پر احمد رضا خان کو بھی اتفاق ہے

ان تین سوالوں کے جواب میں مولانا قاضی نے جو کچھ لکھا، احمد رضا خان کا بھی نہیں سے اتفاق ہے۔ اس کا ایک رسالہ عام ”الترجۃ الزکیہ“ جو آج کل بھی جاریہ شائع ہوا ہے اس میں پہلے دو سوالوں کے جواب تقریباتی ہیں۔ یعنی سب سے نفیس حرام ہے۔ اور تیسروں کا لطاف حرام ہے۔ لہذا دینی رضویہ جلد چہارم میں بھی صلوٰۃ ۱۸۸ اور صلوٰۃ ۱۸۹ پر ایسے لکھے ہیں۔

تیسرے نمبر سوال، جو اس وقت زیر بحث ہے، یعنی آپ کو عالم الغیب کہا: اس کے بھی جواب میں اصولی طور احمد رضا خان بھی مولانا قاضی سے متفق ہی نظر آتے ہیں، مگر اپنی کتاب ”کلامی دلائل“ (مطبوعہ مکتبہ نور) پر رضویہ شکر المصباح دوم) میں ۱۸۸ صلوٰۃ لکھتے ہیں، کہ ”علم غیب بالذات اللہ پاک کے لئے خاص ہے۔ کھارہے باطل سمجھوں کے لئے مانتے تھے، لہذا غلوں کو عالم الغیب کہنا مکروہ ہے۔“ اب یہاں کوئی حرج نہیں، کہ اللہ کے بتائے سے اس (غیب) پر ان کو اطلاع ہے۔“ واضح رہے کہ خود میں یہاں صریح مکروہ کا لفظ لکھا جائے گا، تو معلوم مکروہ تحریمی ہوگا۔ یعنی حرام۔ خود احمد رضا خان نے بھی کئی جگہ اور لکھ دی رضویہ جلد دوم صلوٰۃ ۱۸۵ پر بھی لکھا ہے۔ احمد رضا خان کی اس مہارت سے یہ بھی واضح ہوا، کہ غلوں کو عالم الغیب کہنے کے مکروہ تحریمی یعنی حرام ہونے کی وجہ یہ ہے، کہ کھارہے سمجھوں باطل کے لئے یہ علم ذاتی مانتے تھے۔ اسی لئے اگر کسی غلوں کو عالم الغیب کہا جائے گا، تو اس سے یہ شرک و ایم یا خیال پیدا ہوگا، کہ اس غلوں کے لئے علم ذاتی مانا ہے، جو باطل خلق کفر ہے۔ اسی طرح لکھنا ہے، اہل حضرت جلد سوم صلوٰۃ ۱۸۵ میں سراج مونی کے عنوان کے تحت حضرت بی بی عائشہ کے حضور ﷺ کے ”علم بانی اللہ“ کے قول کی وضاحت میں لکھتے ہیں، کہ ”علم (کا لفظ) جب مطلق بولا جائے، خصوصاً جب کہ غیب کی طرف اشارہ ہو، (یعنی علم

غیب) تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے۔ اس کی تحریر حاشیہ کشاف پر میر سید شریف نے کردی ہے، اور یہ بھی حق ہے، کہ کوئی شخص کسی حقوق (بیع حضور کریم ﷺ) کے لئے ایک اور کا بھی علم ذاتی مانے، "یہی کافر ہے"۔ اس طرح ذاتی اور کلی غیب کو تو ذاتی معرفت بھی نہیں مانتے اور علامہ ابن اعلیٰ دہلوی صارت کی نزد سے "عالم غیب" کہنے کو بھی کفر و آخری مانتے ہیں، جو یہ سولہ قانونی کا بھی مرکزی نکتہ ہے۔ صرف سہل کی نوعیت کے لحاظ سے طرزِ تحریر کی اور دلائل اور مثال کے لحاظ کا فرق ہے۔

سولہ قانونی وہی نکتہ، اس طرح بیان کرتے ہیں

سولہ قانونی بھی اس سہل کا جواب شروع ہی یہاں سے کرتے ہیں، کہ شرعی احکامات میں "علم غیب" اس علم کو کہا جاتا ہے، جو بالذات، بلا واسطہ اور کسی کے اپنے بغیر حاصل ہو، تو ظاہر ہے کہ یہ صرف اہلِ پاک کو ہی حاصل ہے۔ اس لئے نہ تو کوئی شخص اگر باقرہ حضور ﷺ پر بھی اس خط کا اطلاق کرے گا، تو اس سے یہ قطعاً بھی بچا ہوگی، کہ آپ کو بھی ذاتی طور پر یہ علم حاصل ہے۔ جو بالاعتقائے کفر ہے۔ ایسے ہی وہام سے بچانے کے لئے قرآن پاک میں خط "مخفی" کہنے کی ممانعت آئی ہے۔ اور احادیث میں مہدی، اہل بیت اور دینی کہنے سے منع کیا گیا ہے۔

سولہ دوسری دلیل دیتے ہیں، کہ اگر ایسے خط کا اطلاق جائز کیا جائے گا، تو پھر آپ کو خالص اور رازق کہنا بھی جائز نہیں ہوگا۔ کیونکہ آپ اس دنیا کی ایجاد اور جہاد کا سبب ہیں (۱)۔ اور مطاع ہونے کی وجہ سے مالک و معبود کہنا بھی جائز ہوگا۔

سارے علوم نبوت حاصل ہونے کی صریح عبادت

دوسرے مسئلے پر بحث کرنے سے پہلے یہ بھی دیکھیں، کہ تیسرے مسئلے پر سورہٴ اعراف پر بھی صاف الفاظ میں لکھتے ہیں، کہ "نبوت کے لئے جو علوم ضروری ہیں، وہ سب آپ کو تمام

(۱) حضرت سولہ، "تکولایک لیساً مصلحت الاملاک" کے چکل ہیں، جن کی ایجاد کے مضمون پر حقیقی و مستحق میں ذاتی ہوئی کتاب "تحریر غیبی" ذکر اجمعی الخیر "قروری" اس مضمون سے ہوئی ہے، انکی محبوب حق کو بھی اور مضافاً میں لکھتا ہے، رسول مرتد ہاکے رکھو، یہی غائب!

اور جزوی یا بعضی چیز۔ (جیسے ایک دریا کے تھالے میں ایک قطرہ بھی جزو نہ ہوتا ہے۔ اور اس سے نکلے والی لاکھوں ایکڑ کو سیراب کرنے والی نہر بھی جزو نہ ہوتی ہے)۔ اور پھر یہ دیکھی چیز ہے کہ انبیاء کرام کے علاوہ اگرچہ بہت سی اہل مقدار میں (جیسے دریا اور قطرہ کی نسبت سے) لیکن بہر حال دوسری مخلوق حتیٰ کہ بہائم کو بھی حاصل ہوتے ہیں۔ تو صرف جزوی علم کی وجہ سے اگر فقہ عالم غیب کا اطلاق کیا جائے تو حتمی طور پر ان سب پر بھی کرنا چاہئے گا۔ اور اگر سب پر کیا جاتا ہے تو پھر وہ کائنات نبوی میں کیسے شمار ہوگا جس میں کسی نہ کسی حد تک ہر ایک حتیٰ کہ دوسرے جاندار تک شامل ہو۔

علم غیب کی مقدار زیر بحث ہی نہیں

پھر اس ساری مہارت کو دیکھا جائے تو کئی حقیقت ہے کہ ساری بحث خاص آپ کو عالم غیب کہنے کی ہی بل رہی ہے۔ حضور کریم ﷺ کے علم غیب کی اہمیت اور مقدار کے بارے میں نہ سوال ہے اور نہ جواب میں کوئی پہلو اور کھو۔ اسی لئے اہل زبان میں سے مولانا قاسمی اور دج بندی طبقے سے اختلافات دیکھنے والے طبقوں یا اخصاس میں بھی کسی نے احمد رضا خان کے اعتراض سے پہلے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور احمد رضا خان کے اعتراض یا شکایت کے بعد بھی کسی نے اس سے اتفاق نہیں کیا۔ حتیٰ کہ زبیر احمد چاچا تو بدلتی مسک والے جامع غلوں و اہل بدعتوں نے بھی اس کو خالص رضا خانی فکر و فریب ہی قرار دیا۔ (جیسا کہ ان کے ساتھ اختلافات کے ذکر میں الگ فصل میں جان ہو چکا ہے)۔

یہ سب کچھ دہن میں رکھ کر آپ بھی دیکھیں کہ اصل مہار و سطری سرمد (خالص مطلق دلیل پر مبنی) یہ مہارت کیا ہے اور اہل حضرت نے درمیان والی یہ پانچ سطریاں کیوں حذف کیں۔ "جانوروں کو بھی حاصل ہے" کے الفاظ کے بعد اہل حضرت کی حذف کردہ مہارت کے اصل الفاظ سلسلہ وار اس طرح ہیں: "کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے چلی ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم غیب کہا جائے، پھر اگر زبیر اس کا احترام کہہ رہا ہے کہ ہاں میں سب کو عالم غیب کہوں گا تو پھر غیب کو جملہ کائنات نبوی کہیں شمار کیا جاتا ہے جس میں ہر شخص، بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو۔ وہ کائنات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور احترام نہ کیا جائے تو نبی میری میں وہ فرق جان کر ضروری ہے۔"

اب ہمارے کرام خود بخود کریں، کہ اس خاص خلق اور رضا حق وکیل کو بجلی مبارک سے ملے ہمارے کرام چڑھا جائے، تو اس میں حضور ﷺ اور دوسروں کے نبیوں کی عظمت اور مقدار کا سوال کہاں اٹھتا ہے؟ تو زیادہ کو اپنی نفسی نگاہ کے لئے، پہلے وکیل کے بعد دوسرے طریقے سے خلق طور پر بھی سمجھانے کی کوشش کی جا رہی ہے، کہ یہاں سوچو، تو کئی کئی کو عالم الغیب کہا جڑے گا، اور اس سے حضور کریم ﷺ کے کمالات پر کیسے ذرا جڑے گی۔

فاضل بریلوی بھی دوسری مخلوق کے علم غیب کے قائل ہیں

اب ہائی رواد یہ سوال کہ دوسری مخلوق، انسان اور جانوروں وغیرہ کو بھی غیب کی کچھ نہ کچھ خبریں ہوتی ہیں، یا ہو سکتی ہیں، انھیں بتا آئے پہلے خود امیر دہلی خان کا موقف دیکھیں:-
فاضل بریلوی کا علم غیب پر ایک رسالہ الدلائل الحکمہ ہے، اس میں صفحہ ۱۳ پر، اور دوسرے رسالے فاضل کا مقدار میں صفحہ ۲۳ پر قرآن کا خلاصہ یہ ہے کہ "ہم قیامت، جنت اور جہنم، علیہ پاک کے وجود اور سب اہل صفات اور ولی، طاغوت، رسالت وغیرہ غیب کی چیزوں پر یقین رکھتے ہیں، اس طرز پر کہنا کہ مکہ میں حضور کریم کو اس غیب کا علم ہے، جس کے لئے ہمارے پاس ثبوتی دلیل ہے۔" اہل حضرت کی اس عبارت سے ہر مسلمان کے لئے علم غیب ثابت ہوا۔ پھر ہر ایک مسلمان ایک بندوں کے کشف کا قائل ہے۔ بریلوی تو اس معاملے میں غیر عقلی سید ایک مثالوں کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ پھر ہر ایک اس کا بھی قائل ہے کہ ہر گھنوں اور راجوں کو بھی راحت اور ہمارے سے کشف اور نبی صافات کا علم ہو چکا ہے، تو اس طرز پر ایک انسان کے لئے کسی نہ کسی حد تک یہ ممکن ہوا۔

گودھے کو بھی کشف تھا

خان صاحب امیر دہلی خان تو گودھے کے بھی کشف اور نبی خبر ہونے کے قائل ہیں۔ اپنے مکتوبات میں، (جلد چہارم، صفحہ ۱۷۷) کا رخا نہ کتب، کراچی) میں صفحہ ۲۷۸ پر ایک بزرگ کی خود بیان کردہ حکایت لکھتے ہیں، کہ اس بزرگ نے فرمایا، کہ ہم سب میں تھے، ایک بکرہ بیچ دیکھا، قریب جا کر دیکھا کہ ایک شخص نے اپنے گودھے کی آنکھوں پر پتی باندھ رکھی ہے۔ ایک چیز کی شخص کے پاس رکھ دی جاتی ہے۔ مگر گودھے سے پوچھا جاتا ہے، وہ ساری

بھلی کا دوسرا کرنا ہے اور اس چیز والے شخص کے سامنے جا کر سر ٹک دیتا ہے۔ اس پر بھلی صاحب کا اچھا رنگ ہو رہا ہے کہ ”یہ بھلی کھنگھڑی کر رہی ہے۔ اسے میرے انسانوں کے لئے بھی ہر شے ہے۔ (یعنی کھنگھڑی کی خبر کا مسطور ہونا) اور انسان کے لئے کمال بھنگھڑی۔“

گودھے کے ایسے کھنگھڑی اور ٹپ کو تو بریلوی جانیں۔ ہائی وادے پاس بھی اس بارے میں کچھ بتا دی شریف کی ایک حدیث منقولہ ”اب اثبات خطاب اھم“ میں ہے، کہ قبر کا خطاب انسانوں اور جنوں کے علاوہ سب سنتے ہیں۔ ”ہن سب میں ساری غیر انسان مخلوق، چننے پر مد شامل ہیں، تو ہن کو بھی ٹپ کی خبر ہوتی ہے۔ ایک آدمی ہمدے کے لئے بھی مشہور ہے کہ صاف فضا میں بھی اگر وہ آدمی نکلتا ہے، تو کچھ لوگ ضرور بارش آنے والی ہے، ہن کو بارش آنے کی کئی از وقت خبر ہو جاتی ہے۔“

ہدایات اور جمادات کو بھی حاصل ہے

فاضل بریلوی نے تو ہر ایک ہدایت اور جمادات کو بھی حضور کریم کی رسالت اور اہل پاک کی تسبیح کا کھنگھڑی کیا ہے۔ یعنی اس طرح ان کو بھی آپ کی رسالت کی کھنگھڑی خبر ہے۔ انشکات جلد چہارم میں ص ۴۵۴ پر ہے، کہ ”ہر شے کھنگھڑی ہے، کہ حضور پر ایمان لائے، اور خدا پاک کی تسبیح کرتے۔“ اور ص ۴۵۶ پر لکھتے ہیں کہ ”ایک ایک جمادات تو ہر ایک ہدایت اور ہر ایک جماد سے مخلوق ہے، خواہ اس کو روح کہا جائے، یا کچھ اور، اور وہی کھنگھڑی ہے، حضور پر ایمان لانے اور اہل کی تسبیح کرنے کی۔“

سلسلہ جانور رکھتے ہوئے لکھتے ہیں، کہ حدیث میں ہے کہ کوئی شے ایسی نہیں، جو کچھ کہ خدا کا رسول نہ جانتی ہو، سوائے سرکش جن اور انسانوں کے۔“ سلسلہ چلتے ہوئے اس سطروں کے بعد لکھتے ہیں کہ ”طا فرماتے ہیں کہ جو ان (یعنی ہدایت و جماد) کے بیچ واداک پر ایمان نہ لائے، اس کے ایمان میں نقص ہے۔۔۔ یہاں تک کہ انسان کی مصنوعات، جیسے یہ گھڑی، یا یہ ایبہ وغیرہ جن کو انسان نے بنایا ہے، مگر روز اول سب سے مہد لیا گیا تھا، کہ حضور پر ایمان لاؤ۔ تو اگر (ان میں) ایمان واداک نہیں تھا، تو یہ مہد کیا؟“

ان شکات کا خلاصہ

ہن جانوروں والے ہدایت اور گھڑیوں، ہاتھ کی ڈبیلوں کے بھی ایمان لانے کی صحت

والیروہ کی ذمہ داری بریلے ہیں اور ان کے اہلی حضرت پر۔ ہماری یہی فرض ہے کہ حضور کریم ﷺ کی ذات مبارکہ طیب نہیں، لیکن آپ کی رسالت بلاشبہ ایک طیب ہے۔ جو دیکھی اور محسوس نہیں کی جا سکتی۔ یہ خطہ اور رسول کے درمیان ایک جلی اتصال ہے، جو ہمارے نگاہی احساس کی دھڑکن سے باہر ہے۔ صرف ظہیر کی صداقت کی حد سے اس کو مانا جاتا ہے۔ بہر حال بریلے ہی اہلی حضرت کے ان سب حوالوں سے متعدد ذیلی نکات واضح ثابت ہوئے:-

- (۱) ہر ایک مسلمان کو طیب کی جگہ دائمی ضرور معلوم ہوتی ہیں۔
- (۲) غیر مسلموں کو بھی کشف اور کیمک عمل دائمی معلوم ہو جاتا کرتی ہیں۔
- (۳) گوہر سے جیسے ہمارا کو بھی بعض جلی باتوں کا طم ہو جاتا ہے۔
- (۴) کائنات کی ہر ایک چیز نباتات اور جمادات کی روحانات کو بھی طیب کی جگہ دائمی معلوم ہیں۔
- (۵) انسان اور جن کے علاوہ ہر ایک چیز پر کو قہر کا جلی خطاب معلوم ہوتا ہے۔

پھر سولانا قانونی کا کیا قصور ہوا

اب آپ ہی بتائیں، کہ اگر ان کے ایک جگہ نام اور مثل دے کر مطلق دلیل حاکم سولانا قانونی نے گمراہ کیا، اگر بعض علوم فیہ مراد ہیں، تو ایسا طم طیب (بعض چیزوں کا) تو زیادہ مر۔۔۔ بلکہ کچھ حیرات اور بہانہ کو بھی حاصل ہے، تو کیا کفر کیا؟ اگر ان کو بعض طیب حاصل ہونے کو مانا کفر ہے، تو اس میں تو اہلی حضرت کی ہر ایک کے قصور وار ہیں۔ اتنی رہا کلمہ "بعض اور ایسا" سے جہاد کو کفر کا کفر ہے، غرض بدلتی ہے۔ طم اصطلاح میں کل کے مقابلے میں کچھ بھی زیادہ جہاد قصور حال بعض ہی کہلاتا ہے۔ ایک ادب کی جنس میں ایک لاکھ دس لاکھ بھی بعض کہلاتا ہے، اور ایک دو بھی "بعض" ہوتا ہے، ابھت اس کی حیرت کفر کا لفظ طرہوں سے ہوئی۔ اور پھر سولانا نے "ایسا طم طیب" نہیں لکھا کہ جس سے آپ کی مصلحتی برائی کا خبر ہو، (جو بھی کفر یہ اور طعون عقیدہ ہوگا) بلکہ الفاظ ہیں کہ "اگر بعض علوم فیہ مراد ہیں، تو اس میں حضور ہی کی کیا قصور ہی کی کیا قصور ہے، ایسا طم طیب تو..... کو بھی حاصل ہے"۔ یہ جملہ ایک سال نیت روایتی چم سے لکھے کو بھی صاف چم رہا ہے کہ کلمہ "ایسا" کا اتصال بعض علوم فیہ سے ہے، نہ کہ عقیدہ کے مقابل سے۔۔۔ یعنی مطلب ہے، کہ ایسا بعض بھی خبروں کا طم۔

احمد رضا بھی بعض فیہ کے قائل ہیں نہ کہ جمیع فیہ

ہائی، وہ یہ سہل، کہ اللہ پاک کے ذاتی اور الگ علم فیہ کے کسی طرح قائل میں آنے کے بعد، آپ **رحمۃ اللہ علیہ** کے علم کو بعض کہا جاسکتا ہے یا نہیں تو یہ کلیہ بریلے ہیں کے ہیں بھی عام طور پر مانتا ہوا اور عام استعمال ہے۔ مثلاً:- خود اہل حضرت علم فیہ پر اپنی تحصیل اور مدد شریف کے علاوہ کے بھی ذرا اعتراض آنے والی کتاب اللہ دلائل اللہ کے میں صلوٰۃ ۱۵ پر لکھتے ہیں، کہ ہمارا یہ دعویٰ نہیں، کہ آپ کا علم شریف تمام سطواتِ الہیہ کو محیط ہے، کیونکہ یہ تو حق کے لئے قابل ہے۔“ اسی کتاب میں صلوٰۃ ۱۸ پر لکھتے ہیں کہ ”ہم صلوٰۃ ۱۸ کے ہیں کہ بعض علم صلوٰۃ ۱۸ ہے۔“

نہ کہ جمیع۔“

علم فیہ ہی پر بھی دوسری کتاب ”خالص صلوٰۃ ۱۸“ میں بھی اپنے ان ہی حوالوں کے ساتھ حوالہ صلوٰۃ ۱۸ پر لکھتے ہیں کہ ”علم ذاتی و علم مبدیہ تحصیل اللہ پاک کے ساتھ خاص ہے، بندوں کے لئے صرف ایک کو ذمہ صلوٰۃ ۱۸ ہے۔“ پھر آگے لکھتے ہیں کہ ”ہم صلوٰۃ ۱۸ سے بھی بعض علم صلوٰۃ ۱۸ کہتے ہیں، نہ کہ جمیع۔“ صلوٰۃ ۱۸ پر اپنے چچا میں لکھا ”بعض“ کی تخریج میں یہ جملہ بھی لکھتے ہیں کہ ”سادہ تو دور کتاب، تمام اولیٰ و آخریٰ، و انبیاء و مرسلین، و ملائکہ و عرفین، سب کے علوم ہی کہ علومِ الہیہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے، جو کہ ہر ایک کو ذمہ صلوٰۃ ۱۸ سے ایک ذاتی علم کے کہ ہر ایک کے لئے ہے۔“ (۱)

پھر سہل اس طرح حضور کریم **رحمۃ اللہ علیہ** کے علم فیہ کو بعض پاک کے صلوٰۃ ۱۸ پر لکھتے ہیں کہ ”بعض“ کا لفظ بریلے ہیں اور ان کے اہل حضرت کے ہیں بھی مشتمل ہے، اور صلوٰۃ ۱۸ پر ان کے دوسرے بنیادی نکات پر بھی اہل حضرت کا بھی اتفاق ہے، کہ بعض فیہ غیر مسلموں

(۱) یہ جملہ اور مثال بریلے ہی اہل حضرت کی اطراف و اطراف اور انہوں کی چشم پائی کی ایک دوسری مثال ہے۔ جس پر ہم کو سخت اعتراض ہے۔ ادا ہوگی کہ اس بارے میں عام مثال ”قصرے اور وہ“ کی تواری پائی ہے۔ لیکن فکر ہے کی بجائے ہر ایک کا علم، پھر اس کا بھی کہ ہر ایک جس کی جگہ جگہ اس کا مطالعہ ہوا، اس سے، ہے بھی نہیں، بلکہ کہ ہر ایک کو ذمہ صلوٰۃ ۱۸ ہے، اگر کوئی دیکھتی دیکھتی پھر اس کو ذمہ صلوٰۃ ۱۸ کہتے ہیں کہ وہ تو بریلے ہی کے بارے میں نہ معلوم کیسے مطمئن، اور ہم کہ انہوں کی سوا دوسرا دلیل بریلے

ہاتھوں، عبادات، خدشات کو بھی ہوتے ہیں، تو ہر سوال کا قانونی کے جواب پر بنیادی طور پر
 تو کوئی اثر عام نہیں رہا۔ سوائے اس کے کہ سوائے کو مثال دیتے ہوئے ان ”بعض علوم فنیہ“
 میں دوسروں کے بھی مثال ہونے کے لئے کسی دوسرے طریقے اور دوسرے الفاظ میں مثال
 دینی چاہئے تھی، جس سے کوئی بدہمت لفظ کا کدو نہ اٹھا سکے۔ اہل حضرت دیانت سے کام لیتے،
 تو صرف اس مثال کے میں الفاظ کو ہی نامناسب کہہ سکتے تھے۔ دوسرا کوئی اعتراض کسی طرح
 مناسب نہ تھا۔ کیونکہ بنیادی بحث سے اس کو بھی انکشاف نہیں۔

منطقی دلائل اصل عقائد نہیں ہوا کرتے

لیکن منطقی دلائل کی ایک عام مشکل یہی ہے، کہ سوال کے الفاظ میں سہل کرنے
 والے کی اس بارے میں للٹلی اور اس کے معیار و طریقہ کے متعلق ہر ایک سوال، حتیٰ کہ ایک ہی
 سوال مختلف اوقات میں مختلف دلائل، ان کا طریقہ اور زبان استعمال کر سکتا ہے۔ اس لئے ان
 پر اختلاف ظاہر کرتے وقت جاتی کشادہ دلی اور دیانت کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ دوسرے یہ
 کہ اس حالت میں دینے والے کے دلائل اور الفاظ کو کسی بھی طرح سوال کا اپنا حقیقہ نہیں کہا
 جاسکتا۔

اس نزاکتوں کا پیرایہ کی اہل حضرت کو بھی اور پاک ہے۔ اپنے ہر ایک اس قسم کی آج
 آنے پر خود اس نے اپنی کتاب ”فہم المسووع“ کے صفحہ ۱۵۲-۱۵۵ پر مکمل دو صفحات میں اس
 کی مکمل وضاحت کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ”بحث و مباحثہ اور سوال و جواب میں
 شارع جو کچھ دلائل اور جو کچھ بحث لکھ جاتے ہیں، وہ مضطربان کے اپنے عقائد نہیں ہوا کرتے
 اور نہ اہل حلف کے عقائد ہوتے ہیں۔ حقیقہ وہ ہوتا ہے، جو حقان دلائل میں بیان کیا جاتا
 ہے، ہوائی تقریریں اور دلائل اس کے سوالی ہیں تو حق ہیں، مگر ان کے خلاف ہیں، تو وہ ان
 کی بحث باز ہیں، انہیں آزادانہ طور پر حکم کی جگہ نہیں ہیں۔“ ان دو صفحات میں اس موضوع پر
 ایسے سب اہم نکات ایسے اچھے اور واضح طریقے سے آگے ہیں، کہ ان کی ادبیت کے بغیر غرض
 ان دونوں صفحات کا مکمل اور اہل حضرت کی اپنی حریفہ عز و جلال، ہم انکی فصل میں پیش کرنے
 والے ہیں۔ چاہیں تو بھی دیکھ لیں، کوئی بھی مضائقہ کے لئے۔ جنہوں نے ”منطقی دلائل میں
 اصل عقائد نہیں ہوتے۔“

مولانا قاضی کی وضاحت

اور مولانا شرف علی قاضی نے اس کی تردید میں ایک گیارہ سطر کا رسالہ ”بطلان
کے نام سے لکھا، جو اس وقت سے خطہ طایمان کے ساتھ اکٹھا شائع ہوتا آ رہا ہے، اس میں
اپنے مضمون کی وضاحت بھی پیش کی، اور حسام الحرمین دہلی مہارت کے بارے میں لکھا، کہ
”میں نے یہ غیبت مضمون، جو حسام الحرمین اور حمید و طبرہ میں میری طرف منسوب کیا گیا ہے
کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ ﷺ کو ہے، ایسا تو ہر بچے پر پاگل، ہر چاند اور ہر
چمکانے کو حاصل ہے، کسی کتاب میں نہیں لکھا، اور لکھنا تو دور نکار، میرے قلب میں بھی اس
مضمون کا شعور بھی نہیں گذرا۔ جو شخص ایسا استکبار کرے، یا اس استکبار سے اس کا اشارہ کرے اسے
کہے، میں اس شخص کو خوار و ذلیل از اسلام سمجھتا ہوں، کیونکہ وہ تکفیر کرتا ہے خصوصاً قطعہ کی وجہ
تحتیق کرتا ہے حضور سرور عالم ﷺ کی۔

پھر آخر میں لکھتے ہیں کہ میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ ہمیشہ آپ کے اصل
الفاظ و باتوں ہی پر جمنا تھا، اعلیٰ و اعلیٰ کے باب میں ہے، مع بود خدا بزرگ توئی،
قد مقرر۔

اک تماشہ ہوا

اس کھوکھلی کوئی نیا خلق بھی جواب نہیں دیتا اور پرانے بھی سب خاموش ہیں، کہ
جب طروں نے اتنی سادہ وضاحتیں تھیں، اور سب فقہاء کا اس کھوکھلے پر اعلان ہے، کہ کسی
اعتراض دہلی مہارت میں طرم کی اپنی خیرات آخری مانے جانے گی۔ خصوصاً جبکہ سب طرم کثیر
تصانیف عالم ہیں، جن کی کوئی دوسری ایک حریہ قابل اعتراض مہارت بھی سو سال میں کسی کو
نہیں مل سکی، تو پھر یہ کلمہ قاضی بھی تک کیسے اور کیوں قابل قبول کیا جا رہا ہے؟ یہ کھوکھلی
بار بار لکھنے آئے ہیں اور ہر ایک بریلوی چمکانے والے عالم و عام فہم گاری کو بھی بار بار سنا

ہوتا ہے۔

چوتھا الزام

بریلویوں کے اہل حضرت کا چوتھا الزام مدحِ بند کے انتہائی اہم استحقاق بزرگ عالمِ سولہؒ رشید احمد گلگوتی کے لئے ہے کہ وہ لکھتا ہے کہ اٹھ پاک کے لئے جھوٹا ہوا لکھن ہے، اور ایک انگِ نوے میں اس نے یہ بھی لکھا، کہ اٹھ پاک جھوٹ بریل بھی چکا ہے۔

یہ قطعی جھوٹ ہے۔ منجلی طور پر بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ ہر کوئی کسی اچھے انسان کے لئے بھی جھوٹ کو محب اور برائی جانتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس پر فصلِ دہم میں سید شہیدؒ الزامات کے حوالوں سے کافی بات ہو چکی ہے۔ یہ بھی جان ہو چکا ہے کہ یہ ایک خالص خیالی مسئلہ ہے، جس کا نام ہی مسلمان کذاب ہے، کہ اگر اس طرح مانا جائے گا تو اٹھ پاک کے لئے کذاب کا مسلمان ہو جانے کا، جب کذابت پاک کے لئے یہ محب ناممکن ہے۔

حدوتہ یہ ہے کہ خود طرم یعنی سولہؒ رشید احمدؒ کی اپنی فتوؤں کی کتابِ قدوسی رشیدؒ میں، ص ۱۱۱ پر اہل حضرت الزام سے پہلے سے لے کر آج تک سوجود ہے۔ جس کے اطلاق یہ ہیں:-

”کذابت پاک حق تعالیٰ پاک و معزز ہے اس سے، کہ اس کو مصطفیٰ نہ مصطفیٰ کذاب کہا جائے۔ سزا اٹھ تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز شائبہ کذاب کا نہیں۔ خود اس کا قول ہے، وہی اصولی میں اٹھ لکھا۔

جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے، یا زبان سے کہے کہ وہ جھوٹ پر ہے، وہ قطعاً کافر ملعون ہے۔ اور مخالف ہے، قرآن وحدیث کا اور امت کے اجماع کا اور ہرگز عامین نہیں۔“

اوھن الھیوت کھیت العنکبوت

بہر حال اہم چارویں مدعی علماء کی چاروں مہادات سے صاف عیاں ہے، کہ بریلوی اہل حضرت کا یہ کھلا دھوکہ تھا، جس کو کسی نے نہیں مانا۔ کسی مسک نے بھی اس پر تصدیق نہیں لکھی۔ تین سال کی ایسی بے فرباشی کے بعد احمد رضا خان کو ایک نئی چال سونجی، وہ عرب

تھے۔ وہیں اس کو رہی لہاں دے کر خوب دور کر دیں سے خود بخود حاصل کرنے کی کوشش کی۔ چار مہینے میں صرف ۳۷ تصدیقات حاصل کیں۔ جیسی آج تک سب بریلوں کی انکی پہلی ہے۔ اور وہ ان کو سارے عرب کا خط لکھنے دے رہے ہیں۔

پھر وہیں پہلی حضرت کے تحریر کا مطالعہ پہنچا۔ دسے شریف کے مطلق اور بریلوں نے اپنی حضرت کے عقیدہ عالم فہم کے بارے میں کتاب "تذکرہ املا سول" لکھی۔ جس پر حرام پر تصدیق کرنے والے ۳۷ علماء میں سے ۱۱ مدنی علماء نے انکی تصدیقات لکھیں۔ جن میں ابو رضا خان کو جہاں، بہت دھرم، فقیری علم سے عہدہ، اپنی بات پر اڑ جانے والا، اور ایسے کی کتاب سے نواز کر اس کی عمل تروا دیا گئی۔ یہ سب داستانیں فوراً چھپیں، جو اس عہدے سے مکمل طور پر بند ہو گئی۔ لیکن ان سب کا کوئی بریل ہی بھولے سے بھی ذکر نہیں کرتا۔

پہ ساری ماجرا ہم اس کتاب کی اگلی آخری فصل میں، آخری لمبوی تجزیے کے طور پر دکھائیں گے۔ یہاں آپ صرف اس کچھ کو مرکزی بحث کے طور پر دیکھیں، کہ صرف ان بیت اشکبورت کی طرح کزہرہ الزاموں کی بنیاد پہ اپنی حضرت نے دیا ہے ان پر کچے کچے اور کچے کھری کھری کی بھرنا کر دی۔ اور ان کے ساتھ ساتھ دوسرے بھی کئی کئی لڑکوں کو طوطہ تو ان شریک کر کے، پھر سے ملک کو کافر ہی قرار دیا۔

چونکہ ان کی اصل کوئی حیثیت نہیں، اسی لئے ہم نے اس فصل کا عنوان ہی "انہیں اہمیت کہہ اشکبورت" مناسب سمجھا ہے۔ کیونکہ اسے بڑے الزاموں کو کسی نے بھی ان کا مضبوط دیکھنے کی طاقت نہیں کی۔

فصل دوازدهم

صفحہ ۳۵۷-۳۲۰

پس منظر کا خلاصہ اور پیش منظر
سراب ہی سراب کے سوا کچھ نہیں
علماء حرمین کی تصدیقات کی اصل حقیقت

ای سز میں اصل عقائد کھلنے پر انہوں نے احمد رضا خان
کے لئے کیا کیا کہا اور لکھا۔ (جامل، ضدی، اپنی بات پر
اڑ جانے والا، علمِ تفسیر سے محروم، اپنے دلائل گمزنے والا،
صریح جھوٹی حدیثوں کی تصدیق کرنے والا، اور مانی ہوئی صحیح
حدیثوں میں تحریف کرنے والا وغیرہ وغیرہ)۔

نئے محققوں کے لیے چڑے حق و باج کے دعوے۔ ان
کے پردے میں نئے سراب۔ اصل حقائق پر پردہ ڈالنے، اور
تائید میں کھلی خیانت کے کھلے ثبوت۔

پس منظر کا خلاصہ اور پیش منظر

قارئین کرام!

اس سے پہلے کچھ فصلوں میں ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے، اس کو برطانت کا بھی منظر ہی کہنا چاہئے۔ جس میں ہم نے برطانت کا ہر ایک وہ پہلو ہماری تفصیل سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے، جس سے چاہئے والے کو برطانت کے بانی کے حواج، اس کے قطعی معیار، دینی خواہ و دنیوی اہمال کی عملی حیثیت، دینی تقسیم سے نفاذ، دین کی فکر، کیا ہوا کام، اس سے کہاں نظر آنے والے مقاصد، طرحے و ادوات، اصل کردار، زبان، تہذیب، اسی وجہ سے تمام میں ہم مندرجہ بالا تمام باتوں کی ہم کا حواج اور خود بخود، دلیرو سب پہلوؤں کی ہماری دلیل، مفصل اور مستند واقفیت حاصل ہو جائے۔ ہم نے اس میں اختصار کی پروا نہ کرتے ہوئے، ہماری کوشش کی ہے، کہ ایک درمیانہ رو سے کی دین کی کچھ اور علم رکھنے والے کو بھی ہماری بات سمجھ میں آجائے۔ آج کل کے عمومی فیروارہ داری اور خصوصاً برطانیہ کی فیروارہ داری کی روش کی وجہ سے ہم نے جو حوالے دیئے ہیں، ان کی بھی ہماری تفصیل اور مکمل مہم دینے کی کوشش کی ہے۔ اور یہاں ضرورت محسوس ہوئی، پورے صفحات کے عمل تکس دیئے ہیں۔

کچھ فصلوں کے چند اہم نکات

اس فصل میں ہم بات کو سیدھے کی کوشش کرتے ہوئے، جو کچھ پیش کریں گے، اس کو برطانت کا تازہ ترین موجود حال اور قیام و اثبات کی حدود و پائش منظر ہی کہنا چاہئے۔ جو بھی ہم یہاں منظر کی طرح ہماری تفصیل اور مستند حقائق سے پیش کریں گے، انہیں اس سے پہلے کچھ فصلوں کے چند اہم نکات ذہن میں ہونے ضروری ہیں۔ جن میں سے اہم یہ ہیں:

۱۔ کلر کی سزا ایک مسلمان کے لئے انتہائی سزا ہے۔ جس میں انتہائی احتیاط کی

ضرورت ہے۔

۲- اسی لئے پہلی تاریخ میں کفر کے لئے خلی خلی نھر آتے ہیں، حتیٰ کہ اہم صحابی فرقوں پر بھی کفر کے لئے خلی خلی نھر آتے ہیں۔

۳- ہر پہنچیدی مسئلہ نہیں۔ کئی جہہ قضیات کے لئے اس کو من کے جہہ کاروں نے بھی من کی اپنی رائے قرار دے کر من سے اتفاق نہیں کیا۔

۴- جبکہ زبانی اور تحریری طور پر ان نکات پر اتفاق دکھانے کے باوجود بریلویت میں سب سے سنا لئے کفر کا یہ نھر آتا ہے۔ طبقوں کے طبقے معمولی اختلافات پر کفر کی زد میں آئے۔ اور آخر تک رہے، اور آج تک اسی دلیل کی بنیاد پر کار کبے جا رہے ہیں۔

۵- کوئی مسلمان اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے لئے کسی گستاخی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ بلکہ اس پر اپنی جان اپنے کسمپرسی ہی کہتا ہے۔ برصغیر کا مسلمان تو اس معاملہ میں مٹلی طور پر بہت ہی حساس رہتا آتا ہے۔ جس کی کلی جڑی مثالیں بھی تاریخ کا حصہ ہیں۔ لیکن بریلویوں کے ہیں سب سے سنا لازم بھی ہے۔ سونے پر سوالی بھی کسی بھی وقت کسی پر بھی یہ الزام مان کر سکتا ہے۔

۶- دنیا جہاں میں اب تک یہ مجرم تھا، کہ مسلمان اپنے نبی اور دوسروں کے بھی انبیاء کرام اور اللہ پاک کی گستاخی کے بارے میں نہایت حساس ہے۔ لیکن بریلویوں نے ان کو بھی تنازعہ مسئلہ بنا دیا ہے۔ اس طرح غیروں کو یہ راہ دکھانے کی کوشش کی، کہ اب مسلمان وہ نہیں رہا، خود انکے طبقوں کے طبقے ایسے ہیں، جو ہر وقت اس کوشش میں رہتے ہیں، کہ کسی طرح من کی شکن گھٹا دی جائے۔ آپ تو صرف اللہ کے ایک بیٹے کی باتے کرتے ہیں، یا بلکہ کو اس کا اتنا رائے کی وجہ سے اپنے کفر کا دفاع کرنے کی سوچ رہے ہیں، کہ یہ ان عقلی دلائل کی وجہ سے ممکن ہے۔ لیکن یہی تو کافروں کے طبقوں کے طبقے اللہ کے لئے جی بے جا، اور، سرکتے، زہر، لوط، جہوت، مکر، اور رب، اور رسول کے لئے بچوں، پانگوں اور جانوروں جیسا اور جتنا ظلم و غیرت کے قائل پیدا ہو چکے ہیں۔ اور سہ احمد رضا خاں بہت چلائے، کتابوں کی کتابیں لکھ کر تفریق کی۔ عربین سے قصور نہیں کرنا کیوں، لیکن پہلی تو ہمیں بارے میں اب اتنی ہے غیرت اور احمیت میں بھی ہے، کہ چارے کا کسی نے ساتھ نہیں دیا۔

میں ان کے ساتھ ہیں، کرائی محنت کے باوجود کسی غیر مسلم نے بھی عملی طور پر اس کو نہیں مانا۔ کسی عیسائی یا ہندو کی طرف سے اگر کسی گستاخی کی وجہ سے کوئی مبرا بھی تو کسی نے یہ دلیل نہیں دی، کہ پہلے خود اپنے ان نام نہاد مسلمانوں کو تو روکا، تہہ سے نہ قول بھی اور ساری گستاخوں کے ٹھکان ہیں۔ نہ کبھی کسی گادریانی نے یہ دلیل دی، کہ ہمارے ہی پیچھے کیوں پڑے ہو، دوج بند ہیں کو بھی تو غیر مسلم قرار دیا، جو بھی تہہ سے کہنے کے مطابق یہ عقیدہ رکھتے ہیں، کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس طرح اہل حضرت سے لے کر اس کی تعلیم اور مساباہ المرحین کے دفاع کرنے والے سب بریلوں کے لئے یہ ایک طرح کا اہلیہ کہا جائے گا کہ ان والے اثرات غیر ہوں کو بھی حلیم تھیں۔

۷۔ اہل حضرت نے زبان بھی ایسی استعمال کی، جس کے لئے اب بار بار کیا کہا اور نکسا جاتے۔ آپ ہی بار سے اس نکل فصل کو بار بار کیے تھیں۔ اب آجے اس نئے فصل کے مضمون کی طرف دیکھیں۔

گھڑی بھم ہی اہم ترین مسئلہ ہے

۱۔ بریلوں کے اہل حضرت اور اس کے بعد چلنے والے حضرات کی طرف سے دوج بندوں کے خلاف جو گھڑی بھم چل رہی ہے، وہی اہل سنت والجماعت کہلانے والے (یا دوجہاد اور دوسرے طبقوں کا اہم ترین مسئلہ ہے۔ یہی آج کل کا وزیر پاک و ہندو بلکہ دہلی کے مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ بن چکا ہے، جو کئی اہم مسائل میں رکاوٹ کی وجہ بن رہا ہے، اور بن جاتا ہے۔ یہی بریلیت کا یہی خطر بھی ہے، کہ اہل حضرت نے صرف اسی عقلی نظریہ پر کام کیا۔ اور اپنی ساری صلاحیتیں اور قوتیں اول سے آخر تک اسی میں صرف کر دیں۔ اور یہی آج کل کی بریلیت اور اس کے احیاء کی بھم کا مرکزی نکتہ ہے۔ فرق صرف اتنا آیا ہے، کہ اہل حضرت نے اس وقت اپنی سب مسلم طبقوں کو بھی نشانہ بنائے رکھا اور آج کل اس ساری بھم کا مرکزی نکتہ صرف دوج بندی بنتا ہے۔

دوج بندوں کے کام کی اہمیت

اہل حضرت کے اپنے لئے طرہ رکھے یا اس کو سہلے ہوئے منصب یا خود اس کے

بقول اس کے دین و ادب میں اصل رکاوٹ دوجہ بندی تھی جن کا دوسرے بچک آزادی کی ناکامی کے دس سال بعد، ۱۸۶۷ء میں خالص اسلامی علوم کی حفاظت اور اشاعت کے لئے قائم کیا گیا۔ جو دیکھتے دیکھتے چند سال میں پورے برصغیر کا سب سے بڑا ادبی مرکز بن گیا۔ وہاں مانے ہوئے معیار اور کردار کے ضمر بھی تھے اور بھٹ بھی، لقیہ بھی اور مفتولات کے ماہر بھی، قرآن کے میدان کے جازی بھی تھے اور قرآن کے بھی، صحیح طریقت بھی، اور صاحب شریعت صوفی عالم بھی۔ جن سے فیض حاصل کر کے ہر سال ہجرتوں کا عالم پورے ملک کے کونے کونے میں دینی طم بھیلانے لگے۔ اور دوسری طرف ان ہی میں کی صاحب طریقت اہل ذات پانت خلفاء بھی ہوتے تھے، جنہوں نے اطراف میں پھیلی کر تعلیم کے ساتھ روحانیت، لوگوں کے اخلاقی و کردار کی تربیت اور اصلاح کی سندوں کو بھی سنبھالا۔ جلد ہی اس کو عالمی شہرت بھی حاصل ہو گئی۔ اور مسلم سماج کے علماء بھی یہاں آ کر علمی اور روحانی فیض لے کر اپنے سماج میں پھیلانے لگے۔

بکھی کے علمی مراکز چار، سرحد کے، اور اترقی سماج میں بارہش اور افریقہ جیسے دور دور کے علماء بھی یہاں آتے۔ قریبی سماج برما اور افغانستان کی تو یہ حالت تھی، کہ افغانستان کے ظاہر شاہ کی دعوت پر دوجہ بند کے مجسم سولانا قاری حبیب افغانستان مجھے تو شاہی دعوت میں جو علماء شریک ہوئے اور سب دوجہ بند سے فارغ التحصیل تھے۔ جس پر قاری حبیب مرحوم کہاتھے کہ ”دوجہ بند سے دوجہ بند آجائیں۔“

مسک کے لحاظ سے وہ شاہ ولی اللہ اور اس کے خاندان کے علمی وادب تھے جو ہندو مسلم علماء و سافروں کی وجہ سے راجہ ہندوستان و رسوم و رواج۔ اور عقائد کی اور ملی بدعات کے سخت خلاف تھے، اور خالص اسلامی توحید، سنت کے اقرار اور قرآن و حدیث اور فقہ میں اسلام کی تحریکات کے زوردار رہائی تھے۔ حصول میں بھی وہ صرف اسی طریقت کے حاکم تھے، جو شریعت پر عمل اور سنت کے اقرار کے جذبہ اور عمل کو مستحکم کرے۔ اس بارے میں صاحب شریعت صوفیاء، کرام خواجہ نظام الدین اولیاء، سیدنا جیلانی بغدادی، اور تازہ دہر کے مجدد اہل حق اور ولی الہی خاندان کے وہ بدعات کے نکات پر خصوصاً عال اور ان کے زوردار رہائی تھے۔ اور بکھی ہی بدعت کو بھی اس آغوش دین کے لئے ختم قائل سمجھتے تھے۔

بچک بریلجیوں نے حضرت مجدد اور شاہ ولی اللہ کو تو مکمل کرکات ہی دیا ہے۔ اور

دوسرے علماء کرام صحیح ہیں حق کے حوالے ہیں کے خود ساختہ عقائد میں کبھی نظر نہیں آتے۔
صرف کلمات و لطافت کو ہی وہ ان کا سارا کام کر کے پیش کرتے رہتے ہیں۔

احمد رضا خان کی طرف کے اصل حالات

۲- دوسری طرف غلام احمد رضا خان کی یہ حالت تھی، کہ نہ تو ان کی کوئی علمی حیثیت تھی، نہ کوئی مائتہ سیوری استاذ یا تلمیذ اور نہ جس پر معمولاً ہر ایک عالم کو ناز بھی ہوتا ہے، شہرت بھی اور غور و فکر بھی۔ نہ کہیں ذالو لک کر کسی مستند اور مشہور رجحان کی طرف سے کی رہنمائی میں طریقہ کی عزت لیں گے کہ اس کی اہمیت سے کوئی روحانی مسند سنبھالے اور نہ لوگوں کی روحانی تربیت کے لئے کوئی خانقاہ یا تربیت گاہ قائم کی۔ صرف اپنے جاگیردار باپ سے مگر میں علوم حاصل کئے، چند سال چھ طلبہ کو تعلیم دی۔ بعد میں کبھی کبھی پڑھایا۔ والد صاحب نے احمد رضا کی لڑائیت کے بعد دوسرے قائم کیا بھی مگر وہ ان کی بے توجہی کی وجہ سے دیر بخیر کے پاس چلا گیا، تو وہاں نے کوئی پروا نہ کی۔ حتیٰ کہ اپنی علمی زندگی کے چوتھیں برس بعد، اور زندگی کے ۴۸ ویں برس میں ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۴ء میں ایک مدرسہ مظاہر اسلام کے نام سے قائم کیا۔ لیکن اپنی دوسری ساعہ علمی اور عقلی تحریرات میں انہماک کی وجہ سے وہ مکمل کسبہ کی حالت میں، جس نام کا چھوٹی اور بڑی

احمد رضا خان اچھے مقرر بھی نہیں تھے۔ یہ سب حالات ہم نے اہل معرفت کی ساری پرکھی تھی وہ سب سے مستحکم ہیں سے لے کر ایک الگ فصل میں پیش کئے ہیں۔

وہاں طرف کے علم اور دینی فکر کا یہ کھلی فرق ہم نے تفصیل سے یہاں ہی لئے بیان کیا ہے کہ یہ ذہن میں رہے، کہ کس زمین نے کون سے آسمانوں کو کھانے کی کوشش کی، اور اس کا فطری نتیجہ کیا ہونا چاہئے تھا۔ اس کی مزید باتیں کچل فصل میں بھی دیکھ سکتے ہیں، کہ نام نہاد اور دلی الٹی خانقاہیں بھی اس کی زد میں کس طرح آئے۔ اور دوسری کون سی بلند استیوں کو کیسے پابل کرنے کی کوشش کی گئی۔

غلام دوح بند کا علمی رسوم

۳- علمی اور ملی میدان میں اس فرق کے ساتھ دوح بندی علم اور عقائد میں اچھے دوح،

کردار میں آئے تھیں اور بلند اور قویہ و عظیم میں آئے تھے اور ادب تھے۔ کہ ان کی کسی بھی قویہ سے کوئی ایسا عقیدہ ثابت نہ کرنا ہر ایک بریلے کے لئے ناممکن رہتا آیا ہے جس سے ان کو کارڈنگسٹارٹ رسول ثابت کیا جاسکے۔ زیادہ سے زیادہ اہم علم قصوں کہانوں سے ان کے خلاف اس قسم کی گالی گوج اور غرٹ کی ہم ہی چلائی جاسکتی تھی۔ جن کا ذکر مولانا ابوالکلام علی کی زبانِ جامع نے اور دایموری بدعتی علماء کے ذکر میں ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ لیکن احمد رضا خان دہلوی ہی مزاحم اور عقائد سے آئے تھے۔

اہل حق حضرت مہم کا

تفصیل جائزہ

ان سب نکات کو ذہن میں رکھ کر اب اس اہم بحث پر آئیں۔ کہ احمد رضا خان کو اصل جو کام کرنا تھا اور جو بدعتیں کو دین سے خارج دیکھنا تھا۔ جو ہی اس کے اصل کام، یا منصب میں رکھتے تھے۔ لیکن ایسا کوئی سہولت ہی نہیں رہا تھا۔ اور کارڈنگسٹارٹ ایسے اصل کام نہیں ہیں رہا تھا۔

شاہ شہیدؒ کے خلاف مہم صرف ایک تمہید تھی

اس لئے اہل حق حضرت نے پہلے تو یہ راہ اختیار کی، کہ سید اسماعیل شہید کے خلاف ہزار کام کیا۔ جس میں اس کو وہ طرفہ قائم نظر آیا۔ ایک تو یہ کہ شاہ ولی اللہ کے خاندان کی پورے برصغیر کی ملی اہل پر چھائی ہوئی عظمت میں آہستہ آہستہ کمی آتی رہے گی۔ دوسرے یہ کہ اس سے وہ یہ ثابت کریں گے، کہ یہ بدعتی جو اپنے کو ولی اللہی عقائد و علوم کا وارث کہتے ہیں، ان کے بھی اصل عقائد بھی ہیں۔ البتہ اپنے لوہے لہارہ اوزھے ہوئے ہیں۔ لیکن اپنی طبیعت کے نظریہ صحرائی زبانوں، افراط اور بے احتیاطی میں بڑی کمزور کیا بیٹھے۔ ایسا کہ اس طرح کچھ بیٹھے اور ایسے ایسے افراطات ایسی زبان اور افراط میں کچھ بیٹھے رہا، مسلسل گھٹتے رہے۔ کہ وہ خود بریلوں کے لئے بھی آج تک نماز کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ پہلے ہم یہ سب کچھ دیکھا

آئے ہیں، کراچی حضرت کے پارلیمات خصوصاً اللہ پاک کے بارے میں مزاحیہ مذاکرہ کا آج تک نہ کسی دوسرے بریلوی نے بھی کوئی حوالہ دیا ہے، اور نہ آج کل دے دے رہا ہے۔ البتہ وہ اگر سید اسماعیل شہید کے مذاکرہ پر کمر یہ اور گستاخانہ ہونے کا اہرام لگاتا بھی ہے، تو صرف تقویہ الامانیوں کی بلکہ مہارات کے حوالے سے، جن کو اہل حضرت نے بھی کمر یہ نہیں لگا، ان کی سید شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت میں کبھی مٹی تھیں، اہم کتابیں کھن، مسو، ج، انکوکب لکھا یہ اور سل اسیراف میں تقویہ الامانیوں والی ان مہارتوں پر کوئی جرح کر کے ان سے کوئی ٹکراہٹ نہیں کیا گیا ہے۔ جن کو آج کل بریلوی طوب اچھالتے رہتے ہیں، کہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ کی عزت بڑے بھائی کی طرح ہے۔ وہ سرگزشتی میں مل گئے، آپ سے زیادہ اختیار اور قوت فاطمی کو حاصل ہے، نماز میں حضور کے فیصل آئے سے گدھے کا فیصل آتا بہتر ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اہل حضرت کے ساتھ عام بریلوی علماء کا یہ اختلاف خصوصاً کابل قحبہ ہے!

شاہ شہید کی عظمت کے آگے بے بسی

بہر حال اہل حضرت اپنے حواج کے ہاتھوں ٹھوکر کھا گئے۔ اول تو اس وقت کے عام لوگ بھی آج کل کے بریلوی علماء سے زیادہ، کچھ برا اور زبردار تھے، کیونکہ وہ ایک انتہائی فاضل اور فاضل دوسرے وہ سید یحییٰ شہید یحییٰ کی شہادت کا انکی قریبی اور قریب۔ انکی گھر گھر میں ان کے کردار اور جہاد کی تحریک کے تذکرے زبانوں پر تھے۔ ان کی نصیحت، عظمیٰ، کرامات، مشکوٰۃ سے براستی ملی، مگر اہل، صحرائے سندھ، اور شمالی سندھ سے سرحد تک کا طویل سفر، جگہ جگہ عام لوگوں اور علماء اور علماء اور غلامی بیروں کا استقبال، دشمنی، لوگوں کے دلوں کو گرانے کے مناظر وغیرہ سب کچھ جازہ اور ہر جگہ زندہ زبانوں پر موجود اور زبانوں میں محفوظ تھا۔ انکی ہستیوں کے لئے ایسے گندے مذاکرے کرا کر لوگ کیا سمجھتے "تھوڑا دے۔۔۔۔۔ تھوڑا۔۔۔۔۔"

اختلاف کرنے والے بھی کردار کے قائل تھے

جن علماء نے سید اسماعیل شہید کی بلکہ قریبوں سے اختلاف کیا تھا، انہوں نے بھی اس کو عیا کا ٹھٹھ نہیں سمجھا، جیسا کہ احمد رضا اور اس کے پیروں نے ردایہ جاری کیا ہے۔ اگر ان کے اختلافات مشہور تھے، تو ساتھ ہی ان ہی کے بارے میں یہ بھی مشہور تھا، کہ فضل حق خیر آبادی

اس دور کا عام مزاج

انہوں میں غیروں کی ان گواہیوں سے ہم کو یہاں صرف یہ دکھانا ہے کہ وہ ایک نئے جوش، باغری اور اصل پسندی کا ذوق تھا۔ آج وہاں گراہی پسند دور نہ تھا، جس میں اکثر لوگوں بلکہ اکثر دانشوروں کو بھی یہ مطوعات نہیں ہوتی، کہ انگریز کے خلاف کس نے کیا کام کیا۔ عہد ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی تہیت کیا تھی، اس کی تحصیل کیا ہے، اور اس میں حصہ لینے والوں میں اہم حصہ کس کا تھا۔ آج کل کے لوگوں کو پاکستان کی تحریک آزادی کی اہم شخصیات بھی معلوم نہیں ہونے لگی تھیں۔ نصیبی تاریخ سے یہ نکتہ بالکل بھٹکا گیا ہے کہ مسلمان بندوستان میں کب آئے، ان میں اہم حکمران کون تھے۔ انہوں نے بندوستان کو کیا کیا دیا۔ اور کیا اس اور ہم آہنگی کا دور آیا۔ طرلی تو میں کب آئیں، کون سی آئیں، ان کی آپس کی تفکک میں انگریز کیسے کا سیلاب ہوا۔ پھر اس نے بندوستان جیسے دولت مند اور دنیا کے خوش حال ترین ملک پر کیسے قبضہ کیا۔ اس کو کس کس طرح لوٹ کر بھوکے برطانیہ کو برطانیہ عظمیٰ اور بندوستان کو غریب ترین بھوکا ملک بنا دیا۔ اس کے خلاف کئی قوتوں اور کئی طاقتوں نے کب کب اور کس کس طرح مقابلہ کیا۔ وہ کیوں ناکام ہوئے۔ کس کس نے ملک و ملت کے ساتھ نہاں ہاں نہیں۔ عہد ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کا کیا کیا کیا اور کیسے لڑا۔ ان کو قہم کرنے کے لئے کیا کیا منصوبے بنے۔ ان سے بچنے اور اپنا وجود قائم رکھنے میں وہ کیسے کامیاب ہوئے۔ وجود کی بچاؤ اس جدوجہد میں کس مسلمان لیڈر اور طبقے نے کیا کیا کام کیا اور کیسے کیا۔ تھوکت، بھاپ کی مسلم آبادی کے لئے کتنا خاتمہ ہو گا، دلیرانہ دلیرانہ۔

انگریز بہادر کی سکاڑیاں

دنیا بھر میں کروڑوں کی سیاست کے ہائی اور آج تک بھی اس میں کلیدی کی کردار ادا کرنے والے انگریز بہادر کو پروانہ بہر حال دینی ہی چڑے گی، کہ جانے کے بعد بھی ایک تو یہ کیا کہ جانے جاتے بھی ایسے سسائیں بہر حال پھوڑی گیا کہ دونوں آزاد کشمیش آئیں میں ہر وقت ابھی اور لڑتی رہیں، نصب اور آئیں کی دشمنی بدعتی رہے اور تو میں اسی میں غمرف ہوتی رہیں۔ ایسے انتظام بھی کر ہی گیا، کہ ان کی تفکک بالخصوص کی اور بہر حال اپنے ذاتی نظام

اور ان کی تہذیب سے وہ قادر ایسے لوگوں کے ہاتھ بندھے رہے، کہ جس سے مسلمان اپنے باطن سے بے خبر بھی رہے، اپنے دورِ اقتدار کی اچھائیں اور عظیم کردار سے ناواقف رہے۔ اور دوسری طرف ہندو کسٹریل یہ سچ اور سچے روز سنے انگشتاں لٹے رہیں، کہ مسلمان ایک بڑے سال تک ان کا برکات سے غائب رہا۔ جن کا وجود ان کی تہذیب، مذہب اور رواج کے لئے ایک ماتھے پر ٹھک کا پتلا تھا۔ جن کا نظم کے ظہر آزادی کا جمل بے حود رہا۔

اس سے سامراج کے اصل اپنی اگرچہ اور آج کے مغربی سامراج کا وہ بڑا عقیدہ خود پہ نمودار ہو رہا ہے۔ ایک مسلمان کی ہمتی دوسرے برصغیر کی طاقت کے اصل غائب اگرچہ کے مظالم اور لوٹ کھسوٹ سے توجہ دور رہتا۔

اصلی حضرت کی یہ ہم نہیں جمل سکی

یہ تو ایک جملہ سرفہرہ، دل سے اٹھنے والے ایک۔۔۔۔۔ کے ساتھ بے غم آمیز۔ ہماری بات یہ جملہ دی گئی، کہ احمد رضا خان نے جس وقت سید شہید کے خلاف ردائیں ترین زبان میں دلیل ترین الزامات کی پوجا شروع کر دی، تو سید شہید کی تعلیم، کردار اور اس کی قریب جہاد کے چرچے ابھی باطنی قریب کے واقعات اور ذہنوں میں جڑے تھے۔ وہ جڑے چلنے والے ہمدرد کی بنیاد تھی۔ اگرچہ اور اس کے پورے پتلائی عناصر ابھی اس پر وقت اور پورے پتلائی کی دھڑکی اور خلاف نہیں چڑھ چکے تھے۔ پھر سونے پر سہاگر اپنی حضرت کے انتہائی ملو پرستی کھری الزام اور انتہائی گندی زبان تھی۔ دوسری طرف اس کو کسی عالم کی تائید حاصل نہیں تھی۔ اس لئے یہ نزدیک کوئی کام نہیں کر سکی۔ بلکہ احمد رضا خان کے دماغی توازن اور کردار پر * اٹھیاں اٹھنے لگیں۔ اور اس کی محبوبیت کا گراف بخوبی سے گرنے لگا۔

احمد رضا خان نے ہار نہ مانی

دوسری طرف ہار نہ ماننے کے لئے احمد رضا خان بھی میدان میں نہیں آئے تھے۔ ہاں زیادہ سچ اتفاق میں لانے کے تھے۔ مگر ۱۹۰۷ء کے ۱۴ برس اور اپنی ہم کے تیس برس کا حاصل اور بے نتیجہ نظر آئے تو ایک سر نے ہلی کی آواز نے نئی راہ دکھائی، کہ خود بخود ہندوؤں کی مبارکوں کو کھرہ دکھا کر ان کو سیدھا کھرہ کا نشانہ بنا دیا جائے۔ ان کے قریبی امتیاز اور دوسری باطنی

پر سوج نہیں دیا، تو اہل حضرت نے ثناء شیعہ کی طرح ان کی چند مہارتوں کو بڑی مشکل سے کانت جہانت کے لاکھ اصوات میں لیا۔

اس کی تحصیل ہم پہلی فصل "عام" بیت انگبوت" میں پیش کر آئے ہیں۔ چاہیں تو اس کو ایک بار ملاحظہ کر کے دیکھیں، کہ اسے جو بے طوار کی صرف ایک مہارت بھی تھیں نہیں مل سکتی۔ لیکن پھر بھی خطرناک ترین کفری اقوام کا ہی لئے۔ جی آج تک یعنی ایک سو طویل برس گزرنے کے بعد بھی سب بریلوں کی اکیلی چٹائی ہے، حالانکہ دوج بندی ایک مسلسل فرقہ جلتے ہے۔ ان ایک سو سال میں ان مہنومات پر بیگلوں اور دوسری اسلامی تعلیمات پر ہزاروں کتابیں لکھی جا چکی ہیں، اور کبھی جاری ہیں، لیکن کوئی رضا خانی ایک چھوٹی سی پانچویں مہارت بھی نہیں اصوات میں لیا۔ پھر اسی ہر ایک کے ہر ایک وقت اور محل کا اہم ترین موضوع بھی ہوا کرتا ہے۔ حالانکہ اپنے اس دماغ پر ایک آکر ان جہانتی چاہتے۔

کارکنی کرام یہ تکتہ ذہن میں رکھیں، کہ احمد رضا خان نے دوج بندیوں کی یہ کانت جہانت اہل مہارات ۱۳۲۰ھ میں تیار کر کے "المستند المسند" کے نام سے شائع کر دائیں۔

کسی ایک نے تائید نہیں لکھی

۷۔ اس کو اہل ذہان ہم اہل کسی نے نہیں لیا۔ آخر تک میں برسی کے طویل عرصہ میں کسی ایک بھی نکل عالم حتی کہ ہم مسلک جامع لکھوں اور اپنے ہم مرشد بھائیوں اور خود مرشد گمرانے بارہو کے کسی ایک عالم نے اس پر تائید یا تصدیق کا ایک جملہ بھی نہ لکھا۔ یہ آج تک نگار کو بے سوجہ ہے۔ اس طرح اس بھوت دگر کے بیت انگبوت کو نہ طواں میں سے ایک بھی تائید حاصل ہو سکتی، اور نہ مقام میں بھی کوئی وقعت حاصل ہو سکتی۔ کیونکہ وہ بھی ایسے تماشے برسل سے دیکھ رہے تھے اور دوج بندیوں کا کردار اور کام ان کے سامنے تھا۔

حرمین شریفین سے تائید حاصل کرنے کا منصوبہ

۸۔ یہ ناکامی دیکھ کر اہل حضرت کو ایک خطرناک حکیم سوچی (پانچواں جلد) ۱۳۲۳ھ میں چاکر ایک جگہ کاروان کر کے وہیں روانہ ہوئے۔ اپنی کتاب کو آخری مصراع حیات کے ساتھ حرمین کے عربی میں ترہ کر کے طواں حرمین کے سامنے خوب روایا چاکر، کہ بعد صحت کے دینی

حالات دیگر کو ہیں، نیا کی اپنی نسبت کا اعلان کر چکا ہے۔ نئے سے خالص کلمہ کلمہ دالے اس اس طرح کلمہ کو کوئی کو مرتبہ ہمارے ہیں۔ ٹوگ تجربہ دہر چنان ہیں۔ آپ حرمین میں رہیں کے پاس ہیں، آپ کی وہیں خصوصی سا کلمہ احترام ہے۔ آپ کی ان کلمہ کے واضح کلمہ ہونے اور ان کلمہ دالے کے کافر ہونے کی تصدیق سے وہیں کے مسلمانوں میں اعتبار و یقین پیدا ہوگا اور یہ حقہ فہم کرنے میں مدد ملے گی۔

تانیہ حاصل کرنے کی کوشش

حرمین شریفین میں کچھ ہندوستانی علماء بھی قیام پذیر تھے۔ امیر رضا خان نے ان کو بہارا ملا۔ وہ دعوت کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے تھے۔ اور برسوں کی دوری کی وجہ سے اہل حضرت کے بارے کو بارے کم واقف تھے۔ ان کی تانیہ سے حرمین کے علماء میں سے کچھ سادہ حجاج علماء اس بھانے میں آئی تھے، کاد پانی نی کی ٹبریں تو وہیں پہلے لنگی رہی تھیں۔ اس لئے وہ کچھ پہلے کلمہ تہ سے زیادہ دیگر کو ہیں۔ بھرا ایک عالم کاد رہیں کے دور میں اس قدر روئے، بھٹا اور اپنی بے بسی دکھانا، اس پر موجود ہندوستانی علماء کی تانیہ، کچھ غصہ علماء کے دلوں میں ہندوئی کے جذبات پیدا کرنے، اور امیر رضا خان کی تہی کردہ مہارت اور جان کر، کلمہ تہ اور کلمہ کلمہ کو کلمہ کے لئے کافی ثابت ہوئے۔ اور انہوں نے انکی مہارتیں لکھنے والوں کے کلمہ کلمہ اور تہ میں لکھ دیں۔

صرف ۳۷۷ علماء نے تصدیق لکھی

امیر رضا خان اور اس کے ہندوستانی حواریوں نے یہ کم غریب چلائی، تمام بھی دلوں حرمین سے صرف ۳۷۷ علماء کی تصدیق لکھا تھے۔ جن میں وہیں رہنے والے کچھ ہندوستانی بھی شامل تھے۔

اسے بڑے سک اور دنا جہاں کے دینی مرکز سے صرف ۳۷۷ علماء کی تعداد کوئی جوی نہیں۔ لیکن ان کو اہل حضرت اکثر سب عرب علماء کا حلقہ فیصلہ کہتے رہے۔ اس کی حویہ تحصیل آگے مناسب جگہ پر آئے گی۔ یہاں "صرف ۳۷۷" کا کلمہ بھیجیں، کہ جب ڈاکٹر مسعود صاحب کی ایسی ستر میں لکھی گی، اور تصدیق تہ کی ایسی دوسری کتاب "کلمہ تہ" کے

لئے لکھے ہیں کہ اس پر دل کھول کر عہد قصد چاہت تھیں، تو پھر ۳۷ کی قصد کو صرف ۳۷ کہا جائے۔ یا پھر سے عرب کا خطہ فیصلہ ۱۲

پھر یہ بھی ہوا کہ قحطی نے ہی ہاں اور رضا خان کے اصل حکام اور حالات سے واقف ہو کر مدینہ شریف کے مفتی اعظم نے اور رضا کے دو میں ایک محل کتاب تھیں۔ جس پر پہلے قصد ہی کرنے والوں میں سے کیا، نے کل کر قصد ہی تھیں۔ اس طرح ۳۷ میں سے بھی یہ کیا، خود جسٹس لکل تھیں۔ لیکن ان کا اور رضا خان سے لے کر آج تک کوئی بھی ذکر ہی نہیں کرتا۔ اس کی پہلی تفصیل ہم قحطی آ کے بیان کریں گے۔

شرطیہ تائیدی، کہ اگر ایسا ثابت ہو جائے، تو

اور رضا خان نے یہ مہارت اس طرح بتائی تھیں، کہ عرب طار، کو کسی طرح یقین نہیں آتا تھا، کہ وہی طار مسلمانوں کے درمیان رو کر یہ باتیں کہے گئے تھے ہیں۔ اس لئے نہیں طار نے ان پر تفریق لکھنے سے کھانا نکال کر دیا۔ جن کے نام اور سرجہ سلاطین نے فوراً ہند میں تھیں مگر کتاب مہتاب القاب میں تھے۔ جن کی تردید نہیں کی گئی۔ بلکہ نے بہت زور دیا، کہ طار کر کا تفریق تھیں۔ لیکن پھر بھی احتیاطاً یہ شرط لگا دی، کہ اگر واقعی یہ حکام ہوں، اور ثابت ہو جائیں، تو یہ بھی کفر ہوگا۔ اس طرح کم از کم سات جہ عالم ایسے ہیں، جنہوں نے ان شرطیہ طار کے ساتھ تفریق تھیں، کہ اگر یہ حکام ثابت ہو جائیں، تو ان کے ماننے والے بھی کافر اور مرتد ہوں گے۔ اب یہ عام قیاس بات ہے، کہ آج تک جب یہ ثابت ہوئی تھیں، کہ ہے، کہ یہ حکام کیا یہ مہارت ہی تھی، تو پھر یہ کیسے قائم رہیں گی؟ آپ تمام اہل عربی کھول کر ان خبروں والی قحطیوں کے حکام خود بخود لکھیں: ۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-

لکھ دیا جائے گا۔ جیسے کہ کوئی عبادت یا اپنی ستر کو دھو کر نہ آ گیا، جو پہلے وہ کیا تھا، یا چھو
دیا کیا تھا، وغیرہ وغیرہ، یہ لٹوئی اس لحاظ سے بھی براہیک معیار پر مائل ہے۔

طرز ان کے انکار سے یہ لٹوئی خود پہ خود ختم ہو جاتا ہے

۱۲۔ ہادی پہلی فصل، دلی اس شری دلی میں ابو رضا خان بھی مکتوب ہیں۔ کہ شری
کفری لٹوئی میں سب سے پہلے طوم کی اپنی تخریج لے جائے گی، اور وہ ہر حال قبول کی جائے
گی۔ اور دلوں کا معاملہ عظیم و عظیم و عظیم و عظیم پر چھوڑا جائے گا۔ اس لئے کہ انہیں زعم
طوموں نے اپنے اس عقیدہ و عہد طوم کا صاف رو کیا، کہ یہ طوم بھی ان کے ایمان میں بھی نہیں
آتا، نہ معاملہ تو اسی وقت ختم ہو گیا۔ (اس عام ڈاکٹر مسعود کے والد مکتوبی مظہر غفر الدلی نے بھی
تصدیق سے انکار کیا تھا)۔ مگر اس طرح بھی تو ہوا کہ۔

علامہ دج بند سے سوالات اور ان کے جوابات کی تصدیق

۱۱۔ کہ جو سرحد طوم، حرمین کو احساس ہوا کہ ان سے لٹوئے پر دھوکہ سے
تصدیقات کھوائی گئی ہیں، لیکن حرمین سے مل چکا تھا، اس لئے مل یہ نظر آیا، کہ خود علامہ
دج بند سے ان کے جواب کی وضاحت پہنچی جائے۔ مگر وہ جواب نہیں دیا، نہ ہیجے
کئے۔ یہاں سے تفصیل مگر دج بند کی تصدیقات کی پیروی کئے۔ ان پر حرمین شریفین
کے ۳۶ طوم نے تصدیق نہیں۔ شام، حلب اور مصر کے طوم نے بھی تصدیقات نہیں۔ یہ
"مگر طوم دج بند" کے نام سے ۱۳۲۶ھ میں شامی ہجر مگر مگر بجلی، اور آج تک عام مل
رہی ہے۔ لیکن قاضی الامام کی طرح اس اہم ترین کتاب کا ابو رضا خان نے اپنے
مکتوبات میں ذکر کیا ہے، اور نہ آج تک ہندو اور کے مکتوبوں تک کوئی بھی ذکر کرنا ہے۔
صرف ایک سولہ، عظیم مراد آبادی نے ایک چھوٹے سفینی رسالہ لکھا، "جو ہندو گناہ بدتر از گناہ"
حرم کا دفاع تھا، جس نے خود عظیم صاحب کی پڑائیں کو دھوکہ لگایا۔

یہ اس بارے میں ایک سوال کا نظریہ جان پہچاننے والا جواب ہے، جس میں حرم
الحرمین کے بارے میں صرف وہی ہیں کہ "اپنی معرفت نے اپنی طرف سے کڑھیں لگادی۔
نصیبی (معدنہ) نقل فرما کہ جن کے (اپنی معرفت والے نے ہرے طوم کے کئے)

کمر ہونے کے دیو بندی بھی چاکل ہیں۔ جیسے خود انہوں نے بھی جواب میں لایا، کہ جو شخص میرا
اعتقاد رکھے، وہ خود بھی ان کو کافر سمجھتے ہیں۔ (اوس طرح اہل حضرت کے ایسے نہیں ہیں
کرنے کی وجہ سے وہ خود اپنی زبان ہی کو کافر ہونے نہ لگائیں کی بے ایمانی ہے)۔

پھر سمجھتے ہیں کہ یہ قصاص ملا ہے، کہ اہل حضرت نے مہارت میں قطع و برہ کر کے
کمری معلوم ہوا (بلکہ) مہارتیں ہلکا ہلکی کی گئی ہیں۔ البتہ ایک مضمون کی چند مہارتیں ایک
کتاب (تخیز الناس) میں قلمبند ہیں ان کا اختصار کے لئے کیا کر کے لکھ دیا ہے۔

بہت کھلی کانت چھانت اہل مہارتوں کی بھی اس طرح تانیہ ہے، تو ”ملا، ملا کہ
دیو بند“ یہ جرم کے سپرد کا قصور چار تین خود ہی کر لیں۔ یا اصل در سالے کر دیکھیں۔

ہم کہ یہ جرم کہ قلمبند ہوا، کہ برہیت بھی کیا جڑ ہے، کہ کتنے جڑے عالم، مسلم قرآن
سے کیا کھسکا دیا کہ دیو بند ہیں کے اصل ملا کہ خصوصاً کی شکل میں ہی ہمارے اہل حضرت نے
پیش کیے ہیں۔ اور تین مختلف مصلحت اہل مہارت کے لئے قلمبند ہوتی سے لکھ دیا، کہ یہ اختصار
کے لئے ایک جگہ کیا کی گئی ہیں۔ پھر اس کا نام بھی رکھا، ”الخصایات لوضع الخصایات، عرف
اصول کاہل“۔ کیا تحقیق کے کیا غلطی سپرد ہیں

بھوپال کی شرعی عدالت میں دیو بندی عبارات کی چھان بین

اہل حضرت کی دیو بندوں کے خلاف چائی ہوئی ان چار مہارتوں، اور ان میں اپنی
طرف سے لکھے ہوئے کمریہ معلوم کا معاملہ مسلم ریاست بھوپال کی شرعی کورٹ میں بھی گیا
تھا۔ جہاں کافی تفصیلی چھان بین کے بعد یہ فیصلہ ہوا، کہ یہ مہارتیں قطعاً بے غبار ہیں۔ اور ان
کے بیان و پہنچ میں دیکھنے کے بعد ان سے کسی بھی حال میں کمر کے معنی اور معلوم نہیں لگے
سکتے۔ اس پر ملک بھر کے ۱۱۶ علماء کرام نے تائیدی دھواں کیا۔ اس کا ذکر بھی احمد رضا خاں
سے لے کر آج تک کوئی برہنہ نہیں لکھتا رہا بھی نہیں کرے۔

دیو بندی اور رامپوری بھی تو ملزم بنے تھے

ہم نے اس کتاب میں پہلی ایک فصل ختم میں دکھایا ہے، کہ کسی کی کسی مہارت کو
کھٹائی رسول بنا کر اس پر کمر کا الزام لگا دیا احمد رضا خاں کی پندرہ جہ اور خصوصاً مہارت کی

ملاہیت تھی۔ جامع غیاں کو دیکھنے کے لیے گھبراہٹا، رسول اور افسانہ خواہشیت کر کے کچے کھر جہ لے۔

بزرگرم شاہ مولانا قاسم کی تائید

ہم نے مولانا قاسم کی مہارت میں بزرگرم شاہ مرحوم کی عقلی گواہی دیکھی ہے، کہ مولانا مرحوم اور دیگر بزرگوں کو ختم نبوت کی امر پر تائید کرنے والے ماننے تھے۔ لیکن اس کا بھی کوئی بریلوی عقل ذکر نہیں کرتا۔

اس لئے ذکر نہیں کرتے

قارئین کرام! ہمارے یہاں کچے ہوئے ان سب اہم نکات پر غور کریں، کہ یہ سب دلائل اس بارے میں کوئی طور پر خارج کر دیتے ہیں۔ اسی لئے کوئی بریلوی عقل ان کا ذکر تک نہیں کرتا۔ اس سے آپ ان کی نیت، غلط فہمی، تحقیقی معیار پر کوئی کر اپنی طرف سے دوسرے بھی گئی اٹھنے والے سولات کا جواب خود حاصل کر سکتے ہیں۔

اپنے اوپر آئی، تو یہ معیار بنایا

اب آپ ایک اور سب سے اہم نکتہ دیکھیں، کہ خود اس پہلی کہانی ”صام المرین“ کا مصنف بریلویوں کا اہل حضرت اور بھڑا اپنے اوپر آئی آنے پر اس طرح ایک طرف لڑے حاصل کرنے کے بارے میں کیا کہہ بیٹھا اور کیا معیار بیان کر لیا۔

ہم نے یہاں ایک ایک فصل میں اہل حضرت کی جامعیت اور راہرونی علماء کے ساتھ جیسے کی ایمان جانی کی بارے میں اختلاف اور لڑے بازی کی لین دین کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ اس نزاع کے دوران میں جامعیت سے کسی نے اس مسئلہ کی تفصیل گھر کر حدیث شریف بھیج دی، اور اس پر ان کی رائے پہنچی۔ وہیں سے جواب آیا، کہ یہ ایمان حضرت صوم کے دور سے جس طرح بزرگ سب کے اور خلیفہ کے سامنے ہو رہی ہے، یہی درست اور یہی حوالہ معمول اور درست ہے۔ یہ نتائج کرنا کے چھائی گئی۔ اس پر امر و رضا خان کو چوتھی پہلی اور یہی ہوئی تو بیکہ عرصہ پہلے اپنے سمرقانی ملحق مہدیا اور قوئل پر بھی انتہائی نامناسب جبر کی۔ (جس کا تفصیلی ذکر اس فصل مطلع میں ہو چکا ہے)۔

عرب سے لڑے اس طرح لیتا چاہئے تھا

اس کے ساتھ اپنی کتاب "مسئلہ اذان کا حق لٹا لپٹا" میں سطور کی سطر نمبر ۱ سے اصل حضرت نے اس فیصلے پر اہم اعتراض یہ کیا کہ اس طرح ایک طرف سوال یہ ہے کہ مسئلہ یہ تھا کہ اس طرح درست نہیں۔ اس طرح جو جواب ملے گا وہ بھی ایک طرف اور دوسرا سوال کا حل اختیار ہوگا۔ اس کے اپنے الفاظ ہیں کہ "جو صاحب عرب شریف سے لڑے لیتا چاہے، اس کو چاہیے کہ بات پہری چٹنی کرے۔ جن کو دین مرد نہ ہو، جن کی تحقیق سے فرض نہ ہو، صرف یہ بیت ہی قصور ہو، اس کا حساب غلط واحد قرار ہے۔ اور جن کو حق تصور ہو، جن کی یہی تحقیق تصور ہو، وہ ہم سے بھی نکلو، کہ ہم اپنے سولات کا مرئی ترجمہ کریں، اور ان میں جہاں جہاں جو دلیل دے چکے ہیں، ان کا غلط مطالعہ کریں اور (بکھر) اگر یہ حضرات کوئی سوال پوچھنا چاہیں، تو یہ پوچھ لیں۔ اگر ان پر ہم کو کوئی سوال اٹھتا ہو تو ہم کریں۔ تو اس طرح فریقین کے اختلاف سے یہ سولات فریقین شریفین جائیں۔ اس کے بعد دیکھئے کہ جواب کیا ملتا ہے۔۔۔ بکھر وہی سے جو جواب آئے، مگر ہمارے ہمارے آپ کے سولات میں سے کسی کا جواب یا وضاحت نہ ملے گی، یا نہ ملے گی، یا کسی جواب پر ہم کو یا آپ کو ابھی کچھ کہنا ہوتا ہے مگر ہمارے آپ کے اختلاف سے یہ طے کر کے بکھر چکا جائے، (اسی طرح ہوتا رہے) یہاں تک کہ حق بریلو سے ہر طرح واضح ہو جائے۔ ہم اور چتے ہمارے بھائی (جامعی ماسچوری) سنی علماء ہمارے خلاف رائے رکھتے ہیں، سب کے اختلاف سے ان سولات پر (اس طرح) کارروائیاں ہوں۔ کہ ہر ایک کو اپنے دلائل کے اعتبار کا سہو ملے۔ ہم دھوکے دیتے ہیں کہ اس خدا پسند طرح سے اگر حق ہمارے خلاف ظاہر ہوتا تو سب سے پہلے اس کو قبول کرنے والے ہم ہوں گے۔ اور اگر حق ہماری طرف ثابت ہوتا تو وہ کھ کر دیں، کہ وہ اسے قبول فرمائیں گے۔ حق جبری حق ملے اور حق برہنہ کا طریقہ تو یہ ہے، اور اگر کسی کو ہنہ و محری ہی منظور ہو تو وہ جانے اور اس کا بیان۔"

اللہ پاک نے حق بات ظاہر کر دادی

ہم اس پہری مہلت کو دیکھ کر حیران ہوئے، اور اس کو دیکھ ہی منظور اہل غلط علماء کی

نراست اور ان کی آواز کا اثر سمجھا، کہ ہر سال پہلے صرف ایک ایک داغ اور چھری اور قطعہ ویرہ کی ہوئی عمارت پر ایک طرف اور دوسروں کی بے خبری میں کھڑے ہوئے اپنے دالے ٹھنسی کے ٹھم سے اٹھ چاک نے یہ سمجھنے کی بات اس صاف الفاظ میں نکھوادی۔

ایسے احمد رضا خان نے اس دلیل میں جو کہہ نکھا ہے، وہی عام انصاف کا بھی اور عام عقل کا بھی ٹکڑا ہے، اور حق اور صرف حق ہی ہو سکتا ہے، کہ دونوں طرف کو کھل کر یہ سوچنا چاہئے کہ وہ اپنے دلائل اور دلائل دوسری طرف کے جوابی دلائل، پھر ان پر اپنا ٹکڑا دھڑکائی کر رہے۔ لیکن اس کو کیا چاہئے، کہ خود اپنی معترض نے بھی اس عام فہم حق کو جب مانا، جب ایک طرف لڑائی کی آغوش خود اس کو پھینکی۔

پھر بھی رجوع نصیب نہیں ہوا

عام قسم کے حالات میں ایک ٹھنسی کی طرف سے بعد والی اس قسم کی موقف کی تبدیلی کو اس کا کلی رجوع مانا جاتا ہے۔ اور ہم نے بھی اس سے یہی سمجھا، کہ اٹھ چاک نے اس کو آخر حق سمجھنے کی اور اپنی غلطی کی عافی اور رجوع کی خوش نصیب کی۔ لیکن یہ اپنی ہی سادگی اور غلط فہمی ثابت ہوئی، جب یہ دیکھا، کہ یہ سب کہ اس طرح داغ ٹھنسی کے باوجود اس پر عمل کرنا نصیب نہیں ہوا۔ اور اپنے کچھلے روئے بلکہ اندر میرے ہی قائم رہے۔ اور اندر ٹھنسی کے ٹوڑے میں بھی دیر بندوں کے خلاف اپنے دھوکے کے کاک گل "ساماں ٹھنسی" کے ہی حوالے اور دلائل پر حریف توڑے ٹھنسی رہے۔ والی اٹھ اٹھ گئی۔

یہی حال بریلوی علماء اور محققین کا بھی ٹھنسی آ رہا ہے، کہ وہ ایک طرف تو ان سارے دلائل کو محام کے سامنے ہی نہیں لاتے۔ بلکہ پھر بھی اپنی معترضی اندر میر کی حریف تانبہ میں حریف اندر میر کر رہے ہیں، جن کی ہر دلائل خود ہی آگے آئے دلی ہیں۔

لیکن عام مسلمان سوچے کہ.....

لیکن ہم محام کے سامنے عام عقل و فہم کے تحت بھی ہر طرح درست اور کسی نہ کسی وجہ سے سخی، لیکن اپنی حضرت کا قصیم شدہ یہ سیدار پٹی کر کے، ان کے دل کی حالت سے یہ چہتے ہیں، کہ کیا اس کے بعد اپنی حضرت اور سب بریلویوں کی انکی اپنی "ساماں ٹھنسی" کے کاک

گل کی ساری قیصر کی ایک ایک لخت زمین میں ہوئی۔ یا بکھرتا بھی ہے؟

ایسی ہی ایک اور مثال

۲۱۔ اللہ پاک کے اپنے بندوں کو کمرای سے چانے، جلی کو پہنانے اور ان پر اتمامِ نیت کے لئے اپنے انکلمات جڑے ہیں۔ اس کی ایک یہ مثال خود احمد رضا کے قلم سے آپ نے دیکھی۔ ایک مثال اور بھی ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔ جس کے حوالے دینے کا ہم نے کلمن مسوح دالے الزامات میں وعدہ کیا تھا۔ وہاں آپ نے ملاحظہ فرمایا، کہ کس طرح کتاب کلمن مسوح میں اسکاں کذب کے خالص مطلق خیالی مسئلہ کی ایک مطلق دلیل کو بھی مزید تو اسرارِ کربد شیعہ پر اللہ پاک کے بارے میں پیچھے دلیل ترین مطلق نہ مڑا لئے، جن کا کس خدا دشمن طے نے بھی کبھی سوچا بھی نہ ہوگا۔ لیکن اسی کتاب میں مکمل دو صفحات میں اللہ پاک نے اسی قلم سے دو دلیل کھسادی، جس سے نہ صرف اس کتاب کے الزامات کی، بلکہ سید شیعہ اور روح بندوں پر لگائے ہوئے سارے الزامات اور حسام المریم کی ساری قیصر زمین میں ہو جاتی ہے۔

یہ مانی فلسفہ کی پلٹاؤ

اس کا جس سحر کھینے کے لئے یہ کتب کھسادی ہے کہ دوسری قیصری صدی بھری میں اسلامی علوم میں یہ مانی فلسفہ کے عقیدات و افکار اور اصل پرستی کی پلٹاؤ ہوئی۔ اور ہر ایک عقیدہ کو اصل مسئلہ پر پرکھنے کی دم کل چڑی، اور ایسا ایک فرقہ ”مسخران“ کے نام سے وجود میں آیا تو ان کے دماغ میں طام اسلام نے قلم کلام یا مطلق کا فن ایجاد کیا۔ یہ طویل جامع اور طویل بحث ہے۔ آخر کلام اشعری اور کلام ماتریدی و مجاہد اللہ نے یہ کمرای قلم کر کے، اسلامی عقائد کو کج دلائل سے مرتب کر کے، بکھ کھائی تھیں، جن کو ہی اہل سنت والجماعت کے ہیں قبول عام حاصل ہوا اور وہی آج تک مستند مانی جاتی ہیں، اور مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں۔ ان میں سے دو کتابیں، یعنی ”سائبرہ اور شرح مواقت“ کا حوالہ آئے ہیں، کلمن مسوح کے ہی صفحہ ۱۵۳ کے آخر میں اہل حضرت خود اس فرقہ و فتنہ کو کتب کرتے ہیں، کہ:

مختلف دلائل میں اصل عقائد نہیں ہوتے

”مسئلہ! عقائد و مذہب ہیں، جو سید المرسلین ﷺ اور صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین اور خلف صالحین، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہیں۔ انہیں کے بیان کے لئے عقائد کی کتابوں کے حوالہ موضوع ہوتے ہیں۔ زمانہ اخیر میں یہ عقائد اکثر سڑے سگھنے کے ہاتھ تھے۔ اور مسلمان اپنی صلاحیت و سواد سے ان پر ایمان لاتے تھے، انہیں چوں و چرا کی طاقت نہ تھی۔ جب ہندوؤں کا شعور بیدار ہوا، اور گروہوں نے تمام مسلمانوں کو بھگانے کے لئے اپنے عقائد کو بھڑے، اصل اپنی مثال آپ بنی کرنے شروع کئے، مگر نظامِ اعلیٰ مذہب کو ممانعت ہوئی، کہ ان کے دلائل بھڑے کا رد کریں۔ اور اپنے عقلی عقائد پر دلائل قائل کریں۔ یہاں سے کام سطرین کی مدد چلی۔“

مجموعہ کتب میں کہ اس کے بعد والے دو صفحات میں ایسا مواد آ گیا ہے، جو ہمارے چارہنجی کام کو یہاں مزید بحث و ترویج دہرائی مہار نہیں رکھنے کے علاوہ اور بھی کئی طرح سے کام آ سکتا ہے، اس لئے ہم یہاں ان دونوں صفحات نمبر ۱۵۵-۱۵۶ کا مکمل نقل دیتے ہیں۔ سطر ۱۵۳ کی آخری سطر میں ہم نے بیان کر دی وہی ہیں۔ جو سطر ۱۵۵ پر چلا ہے۔ ہم نے ان دونوں صفحات میں اہم نکات کی سطروں کے لیے گہر کھلی دی ہے۔

احمد رضا کا اقرار، کہ سوال و جواب والے دلائل اصل عقائد نہیں ہوتے

اب قارئین خود غور کریں، کہ ان میں اپنی حضرت نے یہ تعلیم کیا ہے، کہ سوال و جواب، بحث و جدل، اور دلائل کی سوانحیوں میں اپنے اپنے دلائل کی اپنی ایک طرف سے ہوتی ہے۔ اور جاننے والے کے اپنے عقائد نہیں بھاڑتے۔ اور ان میں تو حضرت کی پابندی نہیں ہوتی۔ بلکہ جواب دہنے والے کی ساری توجہ اس طرف ہوتی ہے، کہ یہ چھوٹا والا، جو اپنی عقل و دلیل کی وجہ سے غلط رہا ہے، چاہا ہے، اس کا کسی ”غرض گروہ“ کی خیالی یا عقلی دلیل اور مثال سے اس طرح جواب دیا جائے، کہ وہ اس سطر میں گمراہی سے نکال کر، کسی طرح اپنی عقل اور فہم کو سلطنت کر کے حق کی راہ کی طرف آ جائے۔ اس میں جو دلائل دیئے جاتے ہیں، ان میں ایک سے زیادہ دلائل ہونے کی، اور اعتراض کی کھانسی جیسا کہ لکھی ہے۔ لیکن اس کو طور جواب

نہیں کی جاتی، اور معرفتِ سابق پر پھوٹا ہوا ہے، عقیدہ اہل حق آئے معلوم ہے، ان کی ہر بات
 کرنے کا امرِ اہل حق میں ہے اتنے قہر مذہب اہل الحق و اخلاص میں لا مثالیہ
 لا اعتناء ملے معرقتک بھائی موصوفہ اشرف میں ہے نصیحت جماعہ قواعد اہل الحق فی
 جمیع المباحث و ان لم نصبر ہم اشرف مقاصد میں ہے کثیرا ما فرسہ الاسماء الباطلۃ
 الفلاسفۃ من غیر قہر من لیسان البطلان الانبیاء یحتاج الی نیادۃ بیان حیدر ہی طرح
 من طبعی علی السید میں ہے آرٹھ خدائے کے وہی میں جو تہن اور خود ان کے کام میں جا بجا
مصرع ہیں، اگرچہ بحثِ بابائیں کے کہیں ان خصوصاً یہ جن پر غلط کار تک چڑھا، ان کو
لم ولا تسلیم کا وہ پکارا جاتا، جس کے آگے کھائی، خضوع و صبرا، پند و سب یکساں نہیں،
طہرعات میں وہ باتیں کہ جانتے ہیں کہ خدا کی پناہ اشرف تقدیر میں ہے یہ نہاد امام شافعی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لقد اطلعت من اهل الکلام علی شیء فضاظننت مسلما
بنو القریب نے اہل کلام سے بعض باتیں وہ نہیں کہ مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی مسلمان ایسا کہتا ہے
وہ تو کبھی نے کہ بحثِ مذہب پر حاکم نہیں، چارے عتقاد معلوم و معروف ہیں لم ولا تسلیم میں
جہالت اس کے خلاف ہوگی، ناظرین خود ہی سمجھ لیں گے، اہل حق کے متعدد اکابر نے اس پر
تنبیہ بھی کر دی، مگر عقل منوی کا کیا علاج، وہ تو ایسے ہی موش کی تاک میں رہتا ہے، اور
حالی ہے چہرہ دار اپنا، یا دینی حیرت میں سرگردان رہا، اسے ہر بات میں قاعدہ اہل حق
کماں معلوم کر اس کی مراعات کرے گا، یہی وہ باتیں ہیں جنہوں نے اس قسم کے کلام متاخرین
کا اثر دین کی نگاہ میں سخت ذلیل و بے قدر بنادیا یہاں تک کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ
قہار نے فرمایا من طلب العلم بالکلام تزدنقا فقہائے کلام نے فرمایا جو مال طلبا کرتے
وحیث کیا گیا ہر مشکلیں کا اس میں حصہ نہیں آئے کتب کلام، کتب فہم میں داخل، ہندیہ میں
محیط سے ہے لاید خل فی هذه الوسیۃ المتکلمون انہیں میں امام ابو القاسم معتزلہ
رحماتہ تعالیٰ سے ہے کتب الکلام نیست کتب العلم شیخ الرضی الاذہر میں فتاویٰ
نحویہ سے ہے اوصیٰ لعلہا ہلدۃ لاید خل المتکلمون، لو اوصیٰ ان لہ قہر من
کتبہ کتب العلم افضی السلف لہ پیام ما فیہا من کتب الکلام طریقہ محدثہ میں جو الہ

دینے والے کا اچھا عقیدہ کیا ہے اور کچھ جملہ کی جگہ اور علم کی جگہ۔ اہل حضرت نے مسلمانوں کی آخری دوسو برسوں میں کیا خوب لکھا ہے۔ کہ ”لائی تقریریں اور سوالات ہیں جو حق ہیں اور اگر حق کے خلاف ہیں تو یہ بحث ہار جائے، لیکن آراء نہیں اور علم کی جگہ نہیں ہے۔ ان میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ ان میں تو اہل حق کی پابندی نہیں کی جاتی، اور معرفت مسیح پر چھوڑ دی جاتی ہے۔ اصل عقیدہ اس مسیح (یا چھٹے والے) کو معلوم ہے، وہ خود اس کی رعایت کر لے گا۔ اصل عقائد ان کے وہی ہوتے ہیں۔ جو خود حقوں (عام معلوم) اور خود ان کے کلام میں پایہ جاسمیت ہیں، مگر یہ سماعت میں وہ کچھ (اور طرح) کہیں پائیں۔

مسلم ۱۵۵ پر خود اہل رضا خاں کا ہی یہ اقرار بھی ملاحظہ فرمائیں، کہ ان سوالات و جوابات اور فلسفیانہ سوالات میں تو ایسی باتیں بھی آ جاتی ہیں، کہ جن کو دیکھ کر امام شاہی کو کہنا پڑے کہ ”میں نے علم کلام والوں سے بعض باتیں ایسی نہیں، کہ مجھے لگتا ہے کہ انہوں نے کوئی مسلمان ایسا کہہ سکا ہے۔“ امام ابو حنیفہؒ نے اپنی تالیف کی کا اعتبار ان الفاظ میں کیا، کہ ”میں نے علم کلام پڑھا، اس نے ذہنی کی راہ اختیار کی۔“

لیکن پھر بھی سب ایسی ہی مہارتوں سے کفری حکم لگائے

اہل حضرت سے لفظ پاک نے یہ حق بات کا کچھ جس تفصیل سے خود بیان کر دیا ہے۔ اس کو ملاحظہ رکھ کر چار کچھ گرام خود سمجھیں، کہ کلمن مسودہ میں، اور اسکا کتب کے بارے میں دوسری جگہوں پر بھی خود اہل حضرت نے یہ سیدھیہ پر اور حضرت مسلمانہ رحمہ اللہ پر حسام الغریبیں اور دوسری جگہوں پر، جن پر بھی جہاں پر بھی احکام لگا کر ان سے کفر منسوب کئے ہیں، وہ سب اسی قسم کی مہارتیں ہی تو ہیں، جن میں پچھلے والے نے سہلی کیا اور اس کا سہلی دکان سے جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو جملہ اہل حضرت کے بھی بحث ہار جائیں، لیکن آراء نہیں اور علم کی جگہ نہیں ہوا کرتی ہیں۔ جن سے ان کے اپنے اصل عقائد ثابت نہیں ہوتے، اور ان میں حق کے قواعد کی پابندی نہیں ہوا کرتی۔ یہی حال دوسرے جہاں کے باقی نہیں طرہوں کی مہارت کا ہے، کہ وہ ان کے اپنے عقائد کی کتابوں میں مسلط ہار جان کے ہونے نہیں۔ انہیں مہارتیں مختلف سوالات کے جوابات کی بحث ہار جائیں کے غلطے میں ہیں۔ جن کے بارے میں یہ تو کہا جا سکتا ہے، کہ یہ بحث اور یہ دلیل اس طرح ان الفاظ کی بجائے دوسری

طرح بھی ہو سکتی تھی، یا یہ کہا جائے، کہ یہ دلیل اور یہ الفاظ اس طرح مناسب نہ تھے۔ لیکن اس کو اصل حقائق کے طور پر پیش کرنا، اس پرصرہ کرنا، اور طروہوں کی وضاحت کے بعد بھی اس کو نہ ماننا، اور مسلسل اسرار کرتے رہنا، خاص دھوکہ بھی تھا۔ اور اہل حضرت کی بھوری بھی تھی، کہ حقائق اور حقائق کی کتابوں میں ان کو کوئی توفیر مراد کے کوئی مہارت بھی نہیں ملے گی۔

بہر حال آپ یہ کچھ بھی برداشت ذہن میں رکھیں، جو اٹھ پاک نے انعامِ جنت اور اعترافِ حق کے لئے خود اہل حضرت سے تلخ اسوج میں مس ۴۴ کی آڑی طور میں جان کر دیا۔ آج کے نام لہذا حق اور صرف کے درمیان حقیقی حاسین کو خود اپنی سالم عقل کے تحت بھی یہ کچھ ذہن میں رہنا چاہئے تھا۔ اور اہل حضرت کی کتابوں کے مطالعے سے بھی کچھ اور فہم میں آنا چاہئے تھا۔ لیکن اس سے اس کا پورا کس ختم ہو جاتا تھا۔ اس لئے اس پر اسے ہوئے ہیں۔

حرمین میں احمد رضا کو رد جان لیا چوٹیں

حرمین شریفین کے اس سزاوارہ قصدِ حیات کی ہم کے اور ابنِ احمد رضا خان کو دونوں جگہ ۱۱ جان لیا حتم کی چوٹیں بھی نصیب ہوئیں۔ ایک جگہ کے نور احمد، جس میں شریف مکہ نے اس کو اپنے علمِ طبیب کے حقائق کو کچھ کر پیش کرنے کا حکم دیا۔ اور اس معاملے کے صاف ہونے میں اس کو کھل دیا۔ پہلے وہاں رکنا چاہا۔ پھر مدینہ پاک میں اسی جہاں میں کھسی ہوئی کتاب ”المدائن النکبہ“ پر غنت اعتراضات ہوئے، اور اس کے رد میں مفتی مدینہ نے الگ کتاب لکھی، جس میں احمد رضا خان کو خوب لڑا۔ جس کا نام ”نکبۃ الدنا رسول فی علم دار رسول“ رکھا۔

اسی کتاب پر مدینہ شریف کے ابنِ چہرہ میں سے کیا اور علماء نے قصدِ حق لکھی۔ جنہوں نے یکہ دن پہلے اصل حالات اور احمد رضا خان کے اصل سواد اور حقائق سے بے خبری کی وجہ سے حسام الحرمین پر قریطیں لکھی تھیں۔ یہ کتاب چندی بندوستان میں اردو ترجمہ ہو کر عام شائع ہوئی۔ ساتھ ہی حسام الحرمین کے دستخطوں والی ہم سے واقف ہو کر، مدینہ پاک میں اسی برسوں سے قیام نہ ہونے والے تھیں احمد مدنی نے یہ سارے حالات ایک کتاب ”تظہار الیقین“ میں لکھ دیے۔ یہ بھی فوراً شائع ہوئی۔ اس سے حسام الحرمین والے فہرے کی ساری برائگیں گئی۔ خصوصاً یکہ بریلویوں کی طرف سے اس کی تردید تو نہیں ہوئی، البتہ کتاب المدائن کی اثبات کو چھاس برس تک ہٹایا رکھا گیا۔

یہ واقعات دو کتابوں سے معلوم ہوتے ہیں۔ ایک رسالہ مولیٰ کی انتساب المآتب، جو امیر رضا خان کی دکانی کے راج ۱۲۳۵ھ میں لکھی۔ اس میں امیر رضا کی مکہ پاک میں آمد سے وطن واپسی تک اور ان دنوں واقعات کے تفصیل اور سلسلہ وار حالات، حرم الحرمین پر قصد حج نہ کھینے والے تھے جید علماء کے نام اور حوالہ، اور خلق برزخی دہلی کتاب کے اہم عناصر اور اہم تفصیل اور قصصات کی تفصیل سب یکو لکھا گیا اور فوراً شائع ہوا۔ جن کے جواب میں امیر رضا خان اور ستر کے ساتھی بنے حامد رضا نے بھی یکو لکھی نہیں لکھا۔

دوسری طرف امیر رضا کے مخطرات کی جلد دوم کے شروع صفحات میں اس سفر کا ذکر ہے لیکن ایسا ہے رہا اور دوسرا، کہ صرف اس کو دیکھتے دیکھتے اہم واقعات کو لکھی نہیں لکھ پائے گا۔ یہ تجزیہ بعد میں کریں گے۔ پہلے یہ دیکھیں کہ دونوں بیان کا اصل واقعہ کا خلاصہ یہ کیا ہے:

اس واقعہ کی مکمل تفصیل

امیر رضا خان ۱۳۳۳ھ میں آخری جہاز میں حج کرنے پہنچے، تو رسالہ مولیٰ لکھل امیر سہیلن ہادی وہیں پہلے حج کے لئے پہنچے ہوئے تھے۔ اس کو امیر رضا کی آمد کی خبر ہوئی، تو اس کے ارادوں پر ٹک ہوا۔ اس نے کئی طریقہ یہ بات شریف مکہ تک پہنچا دی، کہ یہ شخص حضور کریم ﷺ کے علم فیہ اور دوسرے مقام کے متعلق سخت لغو پرستی کا کو دیکتا ہے۔ اور بعد میں اس میں ایک عام لہجہ بچانے میں مشغول ہے۔ شریف مکہ کی طرف سے امیر رضا خان کو ۱۲۵۰ھ اور لہجہ پر علم کا کہ وہ ان کے اندر حضور کریم ﷺ کے علم فیہ پر اپنے اعتقادات بیخ و بال کے تقریری طور پر پیش کرے۔

جواب میں "الدولۃ الکبیرہ" لکھی

امیر رضا خان کے یہ قول اس نے بخار کے امیر و حکیم شای کی قہقہہ میں صرف دو شخصوں میں آٹھ گھنٹوں میں یہ جواب لکھا۔ اس کا نام "الدولۃ الکبیرہ" رکھا گیا۔ اس کتاب کا تازہ تر و ستر پیشتر لاہور کا چھاپا ہوا نسخہ ہمارے سامنے ہے۔ ۳۷۶ صفحات کی اس کتاب میں اصل عربی سواد جو کہ شریف میں لکھا گیا، عربی میں ۱۲۵۹ھ سے ۱۲۵۸ھ تک ہے: حوالہ بھی

بعد کے ہیں۔ اپنی کتاب میں اردو نثر، تصدیقات کا اردو نثر، تصدیقات کا عربی نثر ہے۔ اس طرح کے شریف میں اس کے لئے نثر سے بعد لکھے ہوئے حواشی کو لکھا جائے تو تقریباً ۳۶ صفحات بنتا ہے۔ ۸۲۴ کی گنت پر اٹھ کے لکھے گئے حرف پر ہی یہ سہولت کوئی غیر معمولی بات نہیں، بلکہ اپنی پسند کا مضمون ہو۔ جس پر وہ معمولی طور پر اردو میں کی رسائل بھی لکھ چکا تھا۔ اور رات دن کھنگڑا بھی سوسرا تھا۔ لیکن آج کل کے عام بریل کی اس کو ۸ لکھنے میں لکھی ہوئی، ایک ضخیم کتاب کے حصوں سے جڑی کر کے، اس کو اپنی حضرت کی کرامت اور اللہ کی فیضی مدد سے پھر باطل کا دمار لکھتے رہتے ہیں۔ ایک صاحب نے تو اس کو چار سو صفحات کی ضخیم کتاب اور صرف آٹھ لکھنوں کا کمار لکھ دیا ہے۔ ہم نے یہ تفصیل عام بریل کی طبعی دیانت کی مثال دکھانے کے لئے لکھی ہے۔ چاہیں تو اصل کتاب دیکھ لیں۔

دو مہینے رکا رہتا ہوا

شریف کے اس کو ایک محل میں آدھا سنتے کے بعد دوسرے مشاغل نکل آنے کی وجہ سے دوسری قسط میں نہ سکے۔ احمد رضا وہاں دو مہینے انتظار کرتا دکا رہا۔ پھر شریف کو یاد دلایا گیا، تو مناسب سمجھا، کہ ایک ہدیہ کو کیا اور کے رہ گئی۔ اس کو غم کا کہ گورا کہ پھوڑ دو۔ شریف کے مدد میں بھی تھے۔ مدد شریف اس وقت شریف کے مدد میں نہ تھا۔ احمد رضا خان اور بریل کی اس طویل قیام کی وجہ اپنے اہل حضرت کی طویل بیماری تھاتے ہیں۔ بلکہ سولہ تا حسین احمد دہلی کا بیان دو ہے، جو ہم نے اوپر دیا ہے۔

مدینہ پاک کا واقعہ خود اپنی زبان میں

بہر حال کہ شریف (ادعا ہے شرفا و فقیرا میں دو مہینے دیکھنے کے بعد احمد رضا خان ۲۵ مئی کو مدینہ شریف روانہ ہوئے اور وہاں اپنے ہندوستانی ساتھیوں مولانا کریم اللہ و الجبرو کی مدد سے حسام الرحمن پر تصدیقات لکھوانے کی ہم چالو رہی۔ ان تصدیقات لکھوانے کے دوران اس کے دل میں یہ خیال آیا (بالا لٹ پیچا ہوئی) کہ کہیں نہ کہ پاک میں لکھی ہوئی کتاب اللہ والہ لکھیے پر بھی تصدیقات لکھوائی جائیں۔ یہ اس کے اپنے الفاظ ہیں، جو تحفہ کات جلد دوم سطر ۱۸۶ پر موجود ہیں۔ کہ ”حسام الرحمن کا کام یہ ہے جو نے کے بعد اللہ والہ لکھیے“

تقریبات (قصودات) کا خیال آیا۔ تیسری بار مطلق ثانیہ (فلج اور برزخی) کی آئی۔ یہ آنکھوں سے منظر ہو گئے تھے۔ اس کے علاوہ کے گھر پر کتاب سننے کی مجلس ہوئی۔ بعض جگہ مطلق صاحب کو شکوک ہوئے۔ میری عقلی، کہ حسب حالات برائے کے ساتھ مسکت جواب دیے، جو مطلق صاحب کو اپنی صلوٰۃ شان کی وجہ سے ناگوار ہوئے۔ ایک رات ان کے شانہ و فلج مہدی اور عیسیٰ طرفہ ملی آئے اور بعض مسائل میں جھگڑا کھینچ گئے۔ مادرِ رختانہ ان کو جواب دیے، جن کا وہ جواب نہ دے سکے، اور وہ بھی بیٹے میں فہار لے کر اٹھے۔ جن کی ہم نے پروا نہ کی۔ انصاف پسند تو ان کے کہنا ہوتے ہیں اور جو انہیں صاحب کی بات مانتے نہ ہوں کہ بات کو لیکر جواب نہ دے سکیں اور بتانے سے دلچسپ نہ لیں۔

بات ادھوری ہی چھوڑ دی

اپنی حضرت نے مزید حالات یعنی الدواۃ انکبہ کی تصدیقات، اور مطلق برزخی اور طرفہ ملی سے بات چیت کا سلسلہ بھی چھوڑ دیا ہے۔ آگے بڑھ کر پاک میں اپنے اکرام کی جگہ ملائیں دے کر اگلے سلسلے پر اپنی دواۃ کا ذکر شروع کر دیتے ہیں۔ یہ ذکر کبھی کسی دوسری جگہ بھی نہیں کیا، کہ مطلق برزخی نے اس کے جواب میں ایک ایک کتاب لکھی۔ جو بھی بھی۔ یہیں عاقبتی کرام یہ بھی دیکھیں کہ حسام الحرمین کی تصدیقات میں نمبر ۱۳ اور ۱۴ پر مطلق برزخی اور فلج طرفہ ملی کی تقریبات کے تعارف میں ان دواۃ طیارہ کی شان میں احمد رضا خان نے کتنے بھر اتفاق لکھے ہیں، اور جگہ ہی دن بعد ان کے اختلاف پادل میں فہار لینے پر ان کا نام کس طرح لیا گیا ہے۔ اور کس طرح آخر میں ان کو حق کی راہ اور دلائل پر انصافی کے رو بہ کا اہرام لگایا ہے۔ ان الفاظ کو ہم نے کبیر دے کر واضح کر دیا ہے۔

مکہ شریف کا واقعہ بھی ادھورا چھوڑ دیا

اسی طرح احمد رضا خان نے شریف مکہ کے علم پر الدواۃ انکبہ لکھنے اور منظر کرانے کے قہر کو بھی سطر ۱۹۰ پر لکھ کر ادھورا ہی چھوڑ دیا، کہ ”۷۷ ذوالحجہ کو منار کے بعد کی مکمل میں آدمی کتاب سننے کے بعد وہ یہ کتاب اپنے ساتھ لے گئے اور وہ آج تک انھیں کے پاس ہے۔“ بلکہ کبھی اس افسانے کو مکمل نہیں کیا، کہ آخر شریف نے اس کو کب اور کیسے اجازت دی۔

اور کتاب کے بارے میں یہ کہہ دیا کہ مولانا دہلوی نے لکھا ہے، کہ احمد رضا خان کو انتقاد میں رکھا رہنا چاہ کر شریف سیاسی حالات اور مسائل میں الجھا رہا۔ احمد رضا خان دو بیٹے تک رکھا رہتا تو سوتے ہیں، لیکن اس کی وجہ اپنی ایسی بنیادی بتاتے ہیں، جس میں کئی جگہ حرم پاک بھی نہ جائے (صفحہ ۱۷۷)۔ لیکن یہ بھی ملحوظ رہے کہ چار مکمل سلاطین میں تفصیل سے لکھتے ہیں، کہ کسی طرح اس قیام کے دوران کسی بزرگ کے علم سکھانے والے کی تلاش کی، ڈھونڈھا، پایا، لکھا، خوب عمل کیا، کتاب لکھی وغیرہ (اس طرح یہ لکھتے ہیں بنیادی تھی)۔ بہر حال مولانا نے اس کتاب کا اعلان اور شریف کے حرم پر علم کا اعلان انہیں انصاف سے کا ہوا اور ای دہنے والا اور آج تک انصاف ہے، جو ۱۹۶۱ء دہلی کے بیان سے ہی مکمل ہو سکتا ہے۔

جرات کر کے لکھ دیجئے، تو اچھا ہی ہوتا

یہ تفصیل غیر ضروری حد تک طویل ہو گئی۔ حالانکہ ہماری غرض یہ دکھانا تھا، کہ جس سزا کو سب بریلوی "کامیابوں کے جھنڈے گاڑ کے لوتے والا" بتا رہے ہیں، اسی میں احمد رضا خان کو وہ ایسی چٹائی غصب ہو گئی، کہ اچھا حال ہوا ان کا سطر عام پر آئی احمد رضا خان کے زوال کا بنیادی سبب بنا۔ دوسرے ہم کو یہ دکھانا ہے، کہ واقعات بتاتے اور لکھتے ہیں احمد رضا خان سے لے کر ہر ایک بریلوی کے پاس کچھ اور بھوت کا کاسب کیا ہے۔ احمد رضا خان نے ایک واقعہ کو شریف تک پہنچا کر، آگے بڑھ کر ہی چھوڑ دیا۔ حالانکہ یہ سب کچھ کئی برسوں بعد لکھنات میں اس وقت لکھا گیا تھا، جب کہ کئی برس پہلے اصل واقعہ کے کچھ ہی بعد یہ سب کچھ لکھنا ہوا تھا۔ سب کے سامنے آ چکا تھا۔ اور بریلوی طرف سے خاموشی نے اس پر سر قند تھی جیسے کہ وہ تھی۔ قراب خود احمد رضا خان کے حق میں بھی بھڑکا، کہ واقعات کو مکمل لکھ دیجئے۔ اور مولانا دہلی کے بیان کی دلائل سے تردید کرتے۔

دوسرے واقعہ کو بھی ملتی بڑھتی کے دل کے غبار اور اپنی بے اختیار ہی پر چھوڑ دیا۔ حالانکہ ایک عرصہ پہلے لکھنا ہوا تھا کہ اس کی مکمل تفصیل کے علاوہ، خود ملتی بڑھتی کی احمد رضا خان نے علم غیب کے حقیقے کی کتاب کے مکمل دو میں لکھی ہوئی کتاب "تھانویہ الہامیہ" اور زمر کے ساتھ چھپ کر، پورے ملک میں احمد رضا خان کے سزا اور ملتی مقام کے چل کر مکمل

خود ایک سال کے اندر خود ترجمہ کے ساتھ شائع ہو کر ہر جگہ پہنچی۔ اور تازہ بھی ۱۹۷۹ء میں
ایجن اور شاد اسلمین لاہور نے خود ترجمہ کے ساتھ شائع کی ہے۔ اور اسی سال سے سامنے ہے۔ جو
ترجمہ کے ساتھ ۱۳۲ صفحات پر ہے، لیکن اصل کتاب تقریباً ساٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس سے حسام الحرمین زائل ہو گئی

اس کتاب پر شیخ عبدالحق حسنی طرابلسی اور شیخ کاغ بن محمد غابری اور شیخ حاجی احمد بن
الہاس نے کئی صفحات کے تفصیلی تبصرے اور خود تبصیریں لکھیں۔ اور احمد رضا خان کے علم طب
والے مقالہ کو ہائل، شیطان کے اٹھا، کرور، واضح بطلان والے اور، بیکار دلائل دہلی
فراقات، اور خود احمد رضا کو بھڑکایا، میں نہ ہائوں کی زور دینے والا، چالاک و لیبر، کھسا ہے۔
دوسرے گیارہ دہائی علماء نے تصدیق دیکھا ہے۔ ان چند میں سے گیارہ دہائی علماء ہیں،
جنہوں نے کچھ دن پہلے حسام الحرمین پر بھی تصدیق لکھی تھی، کیونکہ اس وقت تک ان سے
اصل حقائق چھپے ہوئے تھے۔ اس طرح حسام الحرمین کی تصدیق کرنے والے ۱۵ دہائی علماء
میں سے گیارہ کا حسام الحرمین پر اصرار اور تصدیق خود بہ خود ختم ہو گئی۔ پھر یہ جو علماء دہائی علماء کا
اپنے اور اصرار کہ انہوں نے بچہ اہل اسلام پر کہ شریف سے بھی تصدیقات کھانے کی
ضرورت ہی محسوس نہ کی۔ ورنہ کیا مظلوم، کہ وہاں کی بھی کتنی تصدیقات اس طرح خود بہ خود ختم
ہو جائیں۔

یہ تصدیقات کس طرح زائل ہو گئیں

ہر نیکی کام کو اگر یہ شبہ پیدا ہو، کہ بچہ اہل اسلام پر تصدیق لکھنے سے حسام الحرمین پر
کھسی ہوئی تصدیق کیسے واپس ہو گئی۔ تو یہ بات خود مطلق برادری صاحب نے بچہ اہل اسلام کی
تہذیب میں ہی واضح کر دی ہے۔ ان کے واضح الفاظ ہیں کہ ”احمد رضا آیا، اور اہل ہند میں کفر و
مکحل کے قصے بتائے، اور ان کی مہارتیں دکھائیں۔۔۔۔۔۔ جن میں ان کے اقوال کا مختصر ذکر
اور رد تھا۔ ہم نے اس پر تفریح اور تصدیق لکھی، جس کا خلاصہ یہ تھا، کہ اگر ان لوگوں کے یہ
مکمل تصدیقات ثابت ہو جائیں، تو یہ لوگ کافر اور گمراہ ہوں گے۔۔۔۔۔۔ بعد میں احمد رضا نے
ایچ علم طب پر رسالہ (الدولۃ الکبیر) دکھایا۔۔۔۔۔۔“

اس کے قصداً آگے اپنی طرف سے یہ جہاں کتاب لکھنے کی جہ ملتی صاحب یہ بتاتے ہیں، کہ ”ہم نے یہ رسالہ (غایۃ الما سول) لکھا، تاکہ ایک تو احمد رضا کے اس رسالہ کے قصور اور عدم محنت جان کی جائے، دوسرے جو شخص اناری غرور (صاحب الحرمین والی) قصور حق دیکھے، وہ یہ گمان نہ کرے کہ ہم اس مطلب میں اس کی ساقبت کر رہے ہیں۔“

دوسرے تین حضرات نے بھی احمد رضا خان کے بارے میں بہت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ مثلاً شیخ مہد احمد غنی کے یہ الفاظ دیکھیں، کہ ”ہمارے احمد رضا کے خاص بھائی والے دھول، بے کار دھاک، دلی خرافات اور دہلیات باتوں کو ثابت کرنے کے لئے بے جا حمایت کا جواب دینا ضروری تھا۔“

شیخ قاضی غامبری نے لکھا ہے کہ، ”ایسے لوگ واضح دھاک کے بعد بھی اپنے دوسروں کی اتباع کرتے رہتے ہیں، جو ان کے شیخ شیخوں نے ان پر لٹا کئے ہیں۔“ پڑھنے والے سمجھیں کہ جب احمد رضا خان کے علم دیانت اور کردار کی حالت یہ سامنے آگئی، تو پھر اس کے پہلے والے جان بھنی صاحب الحرمین کی حمایت کہاں قائم رہی، جبکہ وہ قصور حق بھی شریعتی، کہ اگر یہ صحیح ثابت ہوں تو پھر ان کے لکھنے والے کا فقرہ درج ہے جانیں گے۔

اتحادیہ سدا از نندہ واقعہ اور بریلوی دیانت

کارنیں کرام بریلوی دیانت دیکھیں، کہ پہلی ایک صدی سے احمد رضا خان سے لے کر کسی بریلوی نے اتنی اہم جوابی کتاب کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ اگر ان کے جہل صاحب الحرمین کی سہائی کا انکلا بھی ثبوت کافی ہے، کہ اگرچہ اس پر کسی مقامی عالم کی تصدیق نہیں، لیکن علامہ حرمین کی تصدیق ہے، جو آخری نسخہ ہیں، تو ”ندوة الہکبہ“ کے خلاف مدینہ پاک کے اسی ہی ۱۵ھ میں سے گیارہویں پر لکھا ہے۔ پہلی صاحب دلی کو ہی تو ایک مہمان کے عزت کی جہ سے اور اس کی طبع دیانت اور حیثیت کی بے غبری کی حالت میں تھی، اور یہ اصل حیثیت معلوم ہونے کے بعد کی ہے۔ اپنے پر ہمارے حق، تو اس کا ہر پار جواب دیجئے، کہ ہمارے علائکہ اس اس طرح درست ہیں، اور غایۃ الما سول کے اس طرح غرور ہیں۔ اس سب کی بجائے عرب انداز پر یہ ہے، کہ ندوة الہکبہ میں بعد میں ایک مکمل باب بڑھایا گیا، اور پہلے حاشیہ بڑھائے گئے، لیکن پہلی کتاب کے آخر میں نام نہاد تصدیق کا اطلاق دکھاتے رہے۔

ہیں اور یہ بھی سمجھتے رہتے ہیں کہ اس کتاب کو خوب پڑھ لیں۔ غلط پڑھا ہو گیا، اور دل کھول کر غور سے لکھی گئیں۔ حالانکہ وہ سب بعد میں دس سال تک کھسکی جاتی رہیں۔ جس کی تحصیل ہم آگے خود ان ہی کی اپنی گواہیوں کے ساتھ پیش کریں گے۔

بہر حال آپ آئیے، کہ اس فیصلہ کن کتاب کے مطالعہ کا مکمل جائزہ لیں، جن سے یہ ظاہر ہے کہ اس کی ہر سے احمد رضا خان کے اس سفر کی ہماری کئی عملی طرح نتائج ہوگی۔

یہ ہماری کتاب ایک مکمل روزہ کی شکل میں لکھی گئی ہے

ہماری کتاب کو اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کی ہر ایک فصل کے داخل احمد رضا خان کی کتاب ”المدونۃ الحکمیہ“ کی ہر ایک فصل کا واضح روزہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ شروع سے یہی میں مطلقاً صاحب واضح طور پر طور پر لکھتے ہیں کہ ”میرے پاس ہندوستان کا ایک احمد رضا نامی شخص آیا۔ اس نے مولیٰ ہندوستان میں کمرہ گریہ والے کچھ لوگوں کا ذکر کیا۔ ہر ایک ایک رسالہ ان کی تحریریں دلاؤں گا۔ ہم نے اس پر ایک تقریب لکھی، جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر ان لوگوں سے یہ کچھ سے قول ثابت ہو جائے تو ہم یہ لوگ کا فرہہ گروا دیں گے، کیونکہ ان کے یہ قول امت کے شعاع کے خلاف ہیں۔ (یہ ”مقام الحرمین“ پر مطلقاً صاحب کی تقریب کی طرف اشارہ ہے)۔

احمد رضا خان پر سخت جرح

آگے لکھتے ہیں، کہ اس کے بعد احمد رضا خان نے اپنا ایک رسالہ لکھا، جس میں وہ اس طرف سے ہیں، کہ نبی کریم ﷺ کا طم ہر ایک جہ کو سمجھا ہے حتیٰ کہ علیہ السلام کو بھی۔۔۔۔۔ میں نے اس کو دلیل دی کہ۔۔۔۔۔ لیکن اس نے اپنے قول سے رجوع نہیں کیا، بلکہ وہ اپنے قول پر تڑپ رہے اور حق سے ہٹا دیا۔ کیونکہ اس کا یہ گمان غلط ہے، قرآن پاک کی تعبیر غلط ہے، یہ دلیل قوی، اس نے میں نے چاہا کہ ایک مختصر کام پیش کریں، میرا اس کے دلائل کے دلائل کے دلائل، میرے کے ساتھ ساتھ اس کے رسالہ (المدونۃ الحکمیہ) کی بعض اہم باتوں کی طرف اشارہ کر کے کہ اس رسالہ کا توڑ اور ٹکڑا ہوا ہے۔۔۔۔۔ اس سے اس رسالہ کے وہ باب ہیں، ایک ان دلائل میں، جو کہ احمد رضا کے گج نہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں، اور

دوسرے میں ان دونوں کی اس سادگی میں اہم تصریحات ہیں۔ آگے کی تفصیل میں کی جگہ اور رضا کا نام لے لے کر اس کے علم اور دلائل پر واضح جرح اور رد ہے۔ مضافاً بالچونہ فصل میں آیات مہارک ”تہا فلک شہ“ کی رضا خانی تفسیر پر لکھتے ہیں۔ اس کی یہ تفسیر مردود تفسیر ہے۔ یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس مجلس آتفسیر کے علم کی کمرانی اور فہادی اصولوں کا علم نصیب ہی نہیں ہوا۔

احمد رضا خان کے لئے مدنی الکتاب

بریل میں کے لئے عبرت کا مقام

اس کتاب میں آگے احمد رضا خان کے لئے واضح طور پر یہ اطلاع بھی استعمل ہیں: (۱) حضرت ولیدہ خطابات کے جہانے ایک مجلس احمد رضا اپنے لکھنؤ ہے دلائل اقول سے قطعی دلائل سامنے آنے کے بعد بھی رجوع نہ کرنے والا اپنی بات پر اڑ جانے والا حق سے ہٹ کر نہ والا قرآنی آیات کی تخریج میں حضور کریم ﷺ کے بتائے مطہم سے ہٹ کر دوسرے مطہم لینے والا۔ قطعی حقائق خود دلائل کی بجائے اپنے دلائل گھڑنے والا، ضعیف شبہات کو قطعی دلائل قرار دینے والا، اصل دلائل چلی کرنے والا، مربع جہونی مدثر کی تصدیق کرنے والا، بدلی ہوئی کج مدثر میں تحریف کرنے والا، مانے ہوئے تفسیری مطہم اور اصولوں سے محروم۔ یہ تقریباً وہی اعتراضات ہیں۔ جو مدنی بھی بریلیت پر لکاتے ہیں۔ کہ فیصل خود مٹا کر اور سبکی کو احمد رضا نے بے تفسیری مطہم اپنے اور اپنی مرضی کے مطابق بے مٹا کر گھڑے جو مانے ہوئے مٹا کر کی کتابوں کے قطعی خلاف ہیں۔

مفتی صاحب اس کے اہل شروع میں یہ بھی لکھتے ہیں، کہ اس سے پہلے ہی سرے پاس احمد رضا سے علم فہم کے بارے میں ایک سوال آیا، جس کا جواب میں نے لکھا تھا کہ بلاشبہ آپ کا علم دہاؤ اثرات کے تمام اہم امور کو سمجھتا ہے، لیکن مطبوعات نے آپ کے علم میں داخل نہیں۔ لہذا اس کے بعد ایک مجلس احمد رضا خان کے سے پاس آیا ہے۔

غایۃ المأمول سے اس قسم کے کچھ حوالہ جات

۱۹۷۳ء میں اس کتاب کا انجمن اہل تشاور السلفین لاہور کا ۱۹۷۹ء میں پھیلا ہوا نسخہ

دیا ہے۔ دو بھی سولہ، حسین دہلی کی قطب الدنیا کے جرج کرتے ہوئے ان کو آٹھ کے لئے۔ ص ۱۸۹ پر لکھتے ہیں کہ ”شہاب قطب کے بہ قول مدینہ کے ایک عالم طائر سید احمد برزنجی کا رسالہ غایۃ الما سول فاضل بریلوی کے دو میں ہے۔ حالانکہ ہم نے اس کے خرابی اور اہم اقتباسات طائر کے لئے“

(۱) اعجاز ہوا، کہ بعد حسانی طائر کا قصہ کے اختصار پر انہوں نے یہ رسالہ لکھا ہے، جس میں یہ صراحت کی ہے، کہ بعد حسانی طائر، جس سے احمد رضا دہلی ایک عالم قریضہ لکھتے، انہوں نے ہم سے یہ سہلات کئے، اور ان کو ہم نے یہ جوابات دئے۔ (۲) چند جہات فاضل بریلوی کے مسک کے میں مطابق ہیں۔ مگر اس میں بعض جہات ساتھ کی تصدیق مزید ہے، نہ کہ تردید۔ (۳) مگر شہاب قطب دہلی نے اس سے فاضل بریلوی کی تحفہ کے اردو پہلو لکھائے ہیں، کہ۔۔۔ اور خوب حواشی چڑھائے ہیں۔ اس پر بھی بس نہیں۔ دھام طرزی سے دہلی کی بلا اس نکالی ہے۔ حالانکہ طائر برزنجی کا جواب جدا مہذب و دانشمند ہے، مگر شہاب قطب کے قصیری حواشی نے اس کی تہذیب و دانش نگاہ میں لاکر رکھ دیا ہے۔

مگر نیک کرام خود دیکھیں تو صاف ظاہر ہے، کہ سولہ دہلی نے اہل طائر کے ترجمہ اور مواد میں کوئی سیر بیکھر نہیں کی۔ جہت کی جگہ اس کی اپنی بکریات چھپا کافی سخت ہیں۔ لیکن یہ فطری رد عمل ہے، اس انداز پر، جو اہل حضرت کی طرف سے مسلسل ہوا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کو جرج کرتے ہوئے اس کا خیال رکھنا لازم تھا، لیکن اپنے اہل حضرت کی زبان کو تو وہ شائع کا غلطیہ دیتے ہیں، اگرچہ نقش گاہیں ہیں۔

(۴) اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی لکھا ہے، کہ اگر طائر برزنجی نے اختلاف کیا، تو یہ ان کی اپنی رائے ہے۔ اس سے جماعت بکری رائے کو کس طرح اہل کیا جاسکتا ہے۔ (۵) اس کے بعد (حقائق کا مزید مد جانے کے لئے یہ بھی لکھتے ہیں، کہ) اسی رسالہ غایۃ الما سول میں ان قریبات کا بھی ذکر کیا گیا ہے، جو فاضل بریلوی نے المستدرک المستدرک میں لکھی ہیں، اور ان پر اسی غم لکھا ہے، جو فاضل بریلوی نے لکھا ہے (ظاہر ہے کہ یہ حمام المربعین کی تصدیق کی طرف اشارہ ہے، جو شروع میں بھی شریفی ہی تھی)۔ (۶) (ڈاکٹر صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ) ”سولہ دہلی نے غایۃ الما سول کے ذکر میں اس تصدیق کا ذکر خلاف کر کے صرف اپنے مطلب کی باتیں بیان کی ہیں، جو علمی دیانت کے خلاف ہے۔“

لئے بھی جب ڈاکٹر صاحب نے ”دشام طرزی“ کا خط استعمال نہیں کیا، بلکہ اسی کتاب میں ص ۱۹۹ پر یہ شکایت دیتے ہیں، کہ ”کامل بریلوی کا لہجہ بھی نہایت درست ہے، لیکن کسی مقام پر تہذیب و ثقافت سے گرا ہوا نہیں، تو پھر مولانا دہلوی کے (ادبیل، صاحب، بھٹان، مجدد الغنائیں، مغزی، کتاب چھ) کا خط کو دشام طرزی کہہ کر، یہ لکھنا، کہ اس نے تہذیب و ثقافت کو خاک میں ملا کر رکھ دیا ہے، اس پر اب قارئین کرام ہی خود کریں۔ اس دوسرے معیار پر ہم کیا کہیں؟

چودہ قصہ یقین گول کر گئے

نمبر ۱۴ ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے، کہ اگر علماء بریلوی نے اختلاف کیا بھی تو یہ ان کی اپنی رائے ہے۔ اس سے ہماری کٹری کی رائے کو کس طرح باطل کیا جاسکتا ہے۔ چلئے ڈاکٹر صاحب نے پ ۱۷۹، کہ علماء بریلوی نے ان کے اہل حضرت سے اختلاف کیا۔ حالانکہ اختلاف اور رد اور باطل کرنے میں فرق ہے۔ آپان کا فرق ہوتا ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب کو بھی معلوم ہوگا۔ لیکن یہاں وہ واضح لفظ جانتے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ ایک رائے نہیں، اس پر حریہ چودہ دہائی علماء کی تصدیق اور ہے۔ جن میں سے میں نے تفصیلی تائید کر کے، احمد رضا خان کو ملتی بریلوی سے بھی زیادہ گواہ ہے۔ ان کے علماء قارئین کرام خود اچھے مذاکرہ کار بن جائیں۔

پھر حسام الحرمین میں بھی ایک شخص رائے کیوں نہیں؟

دوسرے یہ کہ سب دہ بندی اور حسام الحرمین کے باندھیں بھی ۲۰ برس سے بھی تو کہتے آئے ہیں، کہ دہ بندی کے خلاف جو خطا کہ احمد رضا خان نے جہاں لکھے ہیں، انہیں پر اپنی پوری زندگی میں کسی کی تائید و تصدیق حاصل نہیں کر سکے تو وہ ان کی اپنی رائے ہوئی۔ جس پر کفر کا علم نہیں لگے گا۔ چاہے وہ اکیلا شخص اپنی رائے پر قائم رہے، لیکن اس کی تائید لازم نہیں، اور عام علم نہیں مانا جائے گا۔

لیکن اس بار سے میں ہر ایک بریلوی کی اکیلی دلیل یہ ہے، کہ اس پر حرمین کے ۲۷ علماء کی تصدیق ہے، جو بہر حال ہر سے بعد ستانی علماء سے زیادہ وزنی مانی جائے گی۔ تو حسام الحرمین ڈاکٹر صاحب، اول تو اس کو آپ نے اکیلی رائے کیسے لکھ دیا۔ اگر آپ نے کتاب

دیکھی ہے تو اس کے آخر میں آپ کو چند مدنی علماء کی تصدیق، صریح اور دھڑکا بھی نظر آئے ہوں گے۔ چند مدنی علماء کی تصدیق اکیلی دانتے، اور باقی ۲۵ کی دانتے پر مرثیہ! وہ صاحب! جبکہ آپ کے یہ قول اسی سطر میں دوسری کتاب پر آئے ہے تو یہی نہیں۔ بلکہ مولانا مدنی کی اس بات کو بھی کسی نے رد نہیں کیا، کہ تیس جلد علماء نے صاف اٹھا لیا۔

ڈاکٹر صاحب! ذرا معیار قائم رکھیں

نیرۃ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں، کہ اس کتاب کا یہ اہل اسول میں ان تقریرات کا بھی ذکر ہے، جو فاضل بریلوی نے اہل بیت و اہل بیت (عربی زبان میں) کا نام حسام الحرمین (میں گھسی جھڑا، اور ان پر فاضل بریلوی کا حکم لگا ہے۔) میں نہیں ڈاکٹر صاحب محترم! اگر گڑبگڑ۔ آپ شرف پر بریلویت ہونے کے بعد اپنے پرانے مسلک کے ساتھ شاید سب معیاروں سے بھی باہر اٹھا کر نئے خوب میں آئے ہیں۔ غلطی اہل اسول میں کہیں بھی اہل حضرت کی کتاب اہل بیت و اہل بیت (عربی زبان میں) کی تائید میں ایک جملہ بھی نہیں۔ بلکہ ان کی پہلے شرط تصدیق کہنے کا ذکر کیا ہے، جبکہ وہ احمد رضا سے واقف نہ تھے۔ الدولہ اہل بیت سے اس کے علاوہ حواج سے واقفیت کے بعد مطلق بریلوی صاحب نے یہ ضروری سمجھا، کہ اپنی پہلی شرط تصدیق کا ذکر کریں اور یہ ذکر اس طرح کیا ہے، کہ واضح طور پر اس کو دیکھ لیں ہی ثابت ہوتا ہے۔ ہر تین کرام مطلق صاحب کے اٹھا پھر دیکھ لیں، جو ہم تو پہلے شروع میں اٹھا نہ تھا دے چکے ہیں۔

۱۸۷۱ء میں موجود اہل بیت اور اہل بیت (عربی زبان میں) کی ۱۸۷۹ء میں طبع کردہ کتاب کے مصلح ۱۸۷۱ء سے ۲۰۱۱ء تک یہ ساری ماجرا مطلق بریلوی صاحب کے قلم سے موجود ہے۔ بلکہ ڈاکٹر صاحب یہ سمجھتے ہیں۔ تو اس جرأت کی داد تو وصول کریں، لیکن حق جرات کی!

حسام الحرمین کے بعد الدولہ اہل بیت کا ذرا سام

کہ پہلے ہم نے ”عربی زبان میں احمد رضا خان کو وہ جان لیا چاہی“ کے عنوان کے تحت پہلی تحصیل سے یہ حالت دکھائے ہیں۔ کہ کس طرح وہیں اس کو طبع فیہ کے حلقے اپنے علاوہ کے بارے میں کہہ سکتے کے جرات کے لئے الدولہ اہل بیت یعنی چڑی، ہم نے

یہ بھی دکھایا کہ شریف میں تو اس پر تصدیق کر دینے کا سوال ہی نہیں بلکہ خدا کیلئے شریف کرنے والے وہ کتاب پہلی تھی نہیں۔ اور شاہی علم پر بھی ہوئی کتاب کے لئے جب تک حاکم ہدایت کوئی فیصلہ نہ دے، جب تک اس پر کسی کی تفریح کھوٹا ممکن نہیں تھا۔ خود اہل معرفت نے بھی اپنے سفر کے مزید پاک دالے واقعات دالے حد میں یہ لکھا ہے کہ حاتم الحرمین پر تصدیقات کا کام چلا ہونے کے بعد الدولہ انکیہ پر تقریحات کھوٹنے کا فیصلہ آیا۔ وہ تقریحات کے بعد مفتی برزنجی کی پوری آئی۔۔۔ (اسی کے جواب میں نایہ الماسول بھی لکھی)۔ (ملفوظات اہل معرفت، حصہ دوم ص ۱۸۶)

یہ تصدیقات مشکوک ہیں

یہ تصدیقات شرمشاہی سے متاثرہ اور مشکوک رہتی آئی ہیں۔ ان پر پہلی ہونے کا بھی الزام ہے۔ ۱۲۰۴ھ پر تو بریلوی دیکھار بھی ۱۲۱۵ھ ہے، کہ اہل معرفت کی دہائی کے پانچ سال بعد ۱۲۱۸ھ تک بھی ان کی تصدیق صرف ۲۰ میں تھی۔ اور کم از کم ۱۸ تصدیقات پر ۱۲۱۸ھ سے ۱۲۳۳ھ تک کی جارہی ہیں۔ اس طرح پر تو طور بریلوی دیکھار دکھار ہا ہے، کہ یہ دس سال تک کھوٹلی جاتی رہیں۔

بہر حال یہ حقیقت انکار من الحسن ہے، کہ اس سفر سے لوٹنے کے بعد احمد رضا خان نے حاتم الحرمین شائع کی۔ اس کی حیثیت کا گراف پہلی بار بڑھا، لیکن جلد ہی جواب میں ”طعام دینہ کے مطابق“ بھی حرمین شریفین کے علماء کی تفریح کے ساتھ شائع ہوئی۔ انھیں اب القاب نے بھی سب واقعات ظاہر کئے، اور مفتی برزنجی کی کتاب نایہ الماسول بھی اس دور میں کے ساتھ شائع ہوئی۔ (۱) تو حالات اس حد تک ناموافق ہوئے، کہ الدولہ انکیہ کو سر دکان

(۱) اس طرح حرمین سے تصدیقات دالے دالے سے دینے میں بھی عیاری آئی۔ انہوں نے محسوس کیا، کہ یہ شخص کس قسم کی چیز ہیں، اور اس کو نظر انداز کر کے اور مناسب نظر جواب دے کر خاموشی اختیار کر کے کئی غلطی کی گئی۔ یہی ترکی بہ ترکی جواب دینا اور سب تصدیق کر دینا۔ لہذا اول تو انہوں نے یہ چیزیں کتابیں جلد سے جلد شائع کرنا نہیں، اور ان کی طرف اشارہ نہ کیا۔ دوسری طرف دینہ کے استوار سوار کو سر غرضی چاند پوری نے اہل معرفت کا مسلسل حجاب کرتے ہوئے، دیکھیں، دالے لکھے۔ جن میں اس سے ناسی کے بکوں میں خوب لکھ دیں ہوئی۔

میں ہی رکھتے ہیں حانیت لگتی تھی۔ (امام احمد رضا رحمہ اللہ نے ان کی بھی تو کیا، پورے پچاس برس تک سطر ماس پانچ آئی۔ نہ پہننے سے گلابیوں نے غم: اور اثاثت کے مطالعے چھے۔

اللہ پاک اس طرح حق کو ظاہر کر داتا ہے

یہ ہم نہیں کہہ رہے۔ خود ڈاکٹر صاحب نے بھی اس طرح لکھا ہے۔ اپنے اہل حضرت کا گراف چھاننے کے لئے اسی کتاب کی تقریحات کو ایک موضوع جاکر ۱۹۸۰ء میں ایک کتاب لکھی۔ جس کا نام رکھا: "امام احمد رضا اور عالم اسلام" اس میں ان فقہاء کے بارے میں مختلف طریقوں کی نظر پستی ماحول کے میں درمیان میں اللہ پاک نے حق کی تلاش والوں کے لئے، انتقاد میں سطر ۲۰ کے حاشیہ میں ڈاکٹر صاحب سے یہ حق کی بات اس طرح لکھوائی۔ پہلے حاشیہ کے عمل لفظ دیکھئے:

"سب سے پہلے" لکھنے لکھنے کا جازہ ملے" (۱۹۸۰ء بریلی) کے عنوان سے اولاد لکھے کا خلاصہ شائع ہوا، اور اس میں میں فقہاء کا خلاصہ شامل کیا گیا۔ (کیونکہ)

اس فقہاء، پر ثابت کر۔ پر دیکھو، یہ جواب ... میں جارج لکھیں، جگہ مانتے آ، کہیں جواب نہیں، اس پر حرج پر سائل لکھتے ہیں، پھر جواب نہیں، پھر تو ہوا، پر ثابت کر، کہ حکومت کی وجہ سے تم کہیں کا نہیں ہوئے، کہہ دیا لکھ کا تم نہیں رہا، دلیر، دلیر، ایک مسلسل بیجا ہادی، ہا، ان میں سے امام ۲۰ رسالہ در جلدوں میں۔ تازہ انجمن در شاد السطین نے "رسالہ چاند پوری" کے نام سے شائع کئے۔ ہمارے ہاتھ در اشاعت کی پوست میں اس کی پوست اور صفوں دیکھ کر اکتا، کہیں نہیں جوتہ چھ لکھیں۔

دوسری طرف مشہور سطر ۲۰ اور حضور نبوی نے اپنے مامور رسالہ لکھنے کو بھی اس کے لئے دھت کر دیا، اور کی رسالہ اور کتابیں بھی لکھیں۔ اور کا سب سطر سے بھی کئے۔ اس مسلسل تعاقب کا اثر یہ ہوا، کہ اہل حضرت اور اس کے حامیوں کو دھت کرنے کے لئے، پیچھے پیچھے کھیل دیا، کے آخری کو نے تک جا چلا، در تمام لکھنے کے شمار سے کی پوری ہوا لکھ گئی۔ اور اس سطر کے مطابق اس کا در سرائی میں اہل حضرت کی زندگی میں نہیں چھا۔ یہاں سے احمد رضا خان کا اصولی زہل شروع ہوا، جس کو جامع نہیں مامور والوں سے طاقت نے حرج تقویت دی، اور حرج طاقت تحریک کی طاقت نے دی، نتیجہ میں آخر وہ کبھی نصیب ہوئی، جس کا ہم تحصیل سے اس کے انہوں کے حاشوں کی صورتی سے شروع لکھوں میں یہاں کر چکے ہیں۔

بعض قاتلین نے اس کتاب کی عدم اشاعت کی وجہ سے غلام اور غلامی میں اس کے مندرجات کے متعلق غلط فہمیاں پھیلا دی تھیں۔ اس لئے ضروری ہوا کہ فوری طور پر اس کا خلاصہ مع نگار چھپائی کر دیا جائے۔ چنانچہ مندرجہ بالا مضمون سے ۱۹ شعبان ۱۳۵۸ھ کو یہ خلاصہ مدرسہ اعلیٰ سنت والجماعت مظہر الاسلام بریلی کے اجلاس میں تقسیم کیا گیا۔ اصل متن اور نگار چھپو میں شائع ہوئے۔ چنانچہ ۱۳۵۷ھ تا ۱۹۵۵ء میں پہلی بار کراچی (پاکستان) سے شائع ہوا۔ اس میں غلام حرب کی ۶۰ نگار چھپو اور غلام احمد رضا کے حواشی شامل ہیں۔ مکر ۱۹۷۶ء میں کراچی ہی سے دوسرا ایڈیشن شائع ہوا۔ اس میں نگار چھپو نہیں، صرف متن اور حواشی ہیں۔ ”مسعود۔

اللہ پاک کے حق کے ظاہر کرنے اور احکامِ حجت کے اپنے انتظام ہیں۔ یہ خود اس ڈاکٹر صاحب کی گواہی ہے، جو ہر جگہ اس کتاب کی مدح سرائی میں سب سے آگے نکل گئے ہیں۔ جس کی مثالیں بلکہ آپ نے دیکھ لیں، حریف آگے دیکھیں گے۔ فی الحال اس عبارت پر تفصیلی نظر ڈالیں، اور دیکھیں کہ اس بارے میں مولانا دینی کے شبابِ حلقہ کے حوالے اور عام دینی مفت کس قدر درست ثابت ہو رہا ہے۔ اور یہ ”دینی لاکھ پر بھاری ہے، تیری گواہی“ ہی کہا جا سکتا ہے۔

پانچ سال بعد بھی صرف خلاصہ ہی تقسیم کیا

امام رضا خان کے داعی ہوتے ہی سحرِ حرمین کی قومیت عامہ کے ہر جگہ چرچے بھجھ دینے لگے۔ حسام الحرمین شائع ہوئی۔ امدادِ اہلبیت کے عام چرچے ہوئے۔ امام رضا خان کا گرفتِ بڑھا۔ اذہرِ اگلے ہی سال دوسری طرف سے شریفِ کدوالی داستان نکلی، شبابِ حلقہ اور غلطیٰ الماسول شائع ہوئی۔ قوالہ واد کی اشاعت کے عام مطالعے ہوئے، غلام فہمیاں پھیل گئیں۔ لہذا کسی نہ کسی طرح کا جواب ضروری تھا۔ پانچ سال کی جالِ منزل سے کام نہ چلا، تو جبرِ جگہ سامنے لایا گیا، وہ کتاب کی جگہ اس کا اپنی پسند کا خلاصہ تھا جو بھی عام اشاعت کی بجائے بلکہ لایا جاسا دوسرے جلد استاد کی مجلس میں تقسیم کی گئی اور اس پر تقریحاتِ محمد و مرسلہ لکھی۔

اب آپ ہی سمجھیں، کہ اس خلاصہ کا نام ہی رکھا گیا ”الفتاویٰ حرمین کا جائزہ مطبوعہ“ اور نگار چھپو نہیں ہوا، تو یہ اس وقت کی تازہ ترین ہزار غلطی ہی ہوئی۔ کتاب کے ترجمہ

ضرورت محسوس کی تھی، کہ نیاچہ ایسا سہول کا عام بڑے چہ تہذیبی مطلق صاحب کے اعتراضات دہلی مہارات کو چھڑا کر باقی مکتب مہارات دی جائیں۔ لیکن تھارچہ کی تعداد کے بارے میں تو ایسا کوئی نزاع نہ تھا۔ بلکہ دو تو زیادہ سے زیادہ دینی ضرورتی تھیں، تاکہ اگر کراف بڑھے بھی تھارچہ یہ کہا جاسکے کہ یہ مخالف ہوتا ہے۔ دیکھتے کتاب بھی لکھی ہوئی ہے، اور اس پر تھارچہ بھی ہیں۔

پانچ سال میں صرف ہیں عدد تھارچہ

حیثیت یہ ہوا کہ کچھ اور صرف کچھ بھی تھا، کہ اس وقت تک پانچ سال میں صرف اتنی ہی تھارچہ حاصل کی جا سکی تھیں۔ حرمین شریفین میں احمد رضا کی دیکھی کے بعد اس کے پہلے کھلے۔ مدینہ پاک میں تو مخالف کتاب لکھی گئی، جو ہر ایک نے دیکھی۔ چند علماء نے اس کی تصدیق کی۔ تو دوسرے بھی کم از کم اہل دین اہلک پر تھارچہ کیوں تھے۔ یہی حالات کہ پاک بھی پہلے ہوں گے، تو چارے بعد حرمین سے آ کر بیٹے والے سواہی کریم اٹھ کے کہنے پر کیوں تھارچہ تھے! یہ بھی دیکھیں کہ خود احمد رضا خان نے اپنے اس سفر کے حالات میں تھارفات حصہ دوم میں، قیام مدینہ پاک کا صرف احوالی طور کا بیان کھولا ہے، اس میں صاف بیان ہے کہ سواہی احمد رضا کی مہاجر اٹھنے کے شاگرد سواہی کریم اٹھ کے غلوں کی تو کوئی حد نہیں۔ صام الحرمین اور اہل دین اہلک پر تقریبات میں انہوں نے بڑی سلی ٹیکل فرمائی۔ اہل دین اہلک کی بھی ایک نقل اپنے پاس رکھ لی، اور پھر سے چلے آنے کے بعد بھی جب موقع پاتے، کتاب پیش کرتے، تقریبیں لینے، اور رجسٹری سے بھیجے دیتے۔“ (خامس)

کم از کم اٹھائیس تھارچہ پر اس کے بعد کی تاریخیں ہیں

پھر یہ بھی دیکھیں، کہ خود ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں جن تقریبات کے کس اور پھر اردو ترجمہ دیا ہے، ان کے طور ۸۶ سے ۸۸ تک اشارہ ہے، جن ۳۸ علماء کے نام اور تفصیل دی ہے، ان ۳۸ میں سے ۱۳۸ ایسے ہیں، جن کی تھارچہ کی تاریخیں ۱۳۳۸ھ سے ۱۳۴۴ھ تک ہیں۔ گیارہ تاریخیں ہیں ہی نہیں۔ گے کے الفاظ ہیں، کہ مدینہ آیا تو سواہی شریف کے سامنے، یا اس جگہ بیٹھی کی، اور سرسری نظر سے دیکھی، جلدی میں یہ لکھ گیا۔

تو اس سب کچھ سے صاف ظاہر ہوا کہ ۱۳۳۸ تک صرف ہیں ہی تھارچہ کھولنے جا سکی

تھیں۔ اور حکمران کا نام درست ہی رکھا گیا تھا، کہ ”اقتائے حسین کا جہز علیہ“۔ پانچ سال تک صرف میں کاروبار، پھر ۱۳۳۳ھ تک یعنی دس سال تک یہ سلسلہ جاری رہا، ہم بریلوی تھیں، اس لئے یہ نہیں کہتے، کہ اس عرصہ میں غلام مرتبہ والے تھے، علماء و علما سے رخصت بھی ہو چکے ہوں گے، اور ان کا نام اور سر اسٹیل کی گئی ہوگی۔ (جس میں یہ حضرات ملکہ رکھتے ہیں) بلکہ کسی نے یہ بھی تو نہیں لکھا کہ ان ساتھ میں تھے وہ علماء ہیں، جنہوں نے مسامحہ میں یہ بھی تفریحات تھیں۔

اس معیار کے کیا کہنے!

ڈاکٹر صاحب کے جہز معیار بھی ملاحظہ فرمائیں، اس کتاب کے بھی اسی حاشیہ والے سلسلے یعنی صلوٰۃ میں اور یہ بھی لکھتے ہیں، کہ ”بہ یہ کتاب علماء عرب کے سامنے پیش کی گئی تو انہوں نے بڑی بے برائی کی اور تقریباً علماء نے اس پر اپنی تصدیق دے دی۔“ اسی صلوٰۃ کی حاشیہ والی مہارت میں یہ بھی لکھتے ہیں، کہ بجلی دار کراچی سے ۱۹۵۴ء میں ساتھ تقریبات کے ساتھ شائع ہوئی۔ ایک ہی صلوٰۃ پر کیا لکھا، اور بچے حاشیہ میں اپنے پاک نے کیسے بچا لکھا، پڑا اور اسے پاس نہ رہ سزا ہو کر ۱۹۹۸ء کا پھیلنا ہوا سنو، اس میں بھی ساتھ ہی ہیں۔ ۱۹۷۷ء والی عدا کہاں ہیں، کسی المادی میں بند ہیں، جن سے ڈاکٹر صاحب نے دیکھیں، کب سامنے آئیں گی؟ کوئی علماء سے، کہ.....

یہ دو ہرے معیار بھی خوب غور سے دیکھیں

ڈاکٹر صاحب کے یہ حقیقی معیار بھی غور سے دیکھیں، کہ۔

اس سے پہلے ۱۹۷۲ء میں بریلویت پر اپنی دوسری ہی کتاب ”فاضل بریلوی علماء ہزار کی غور میں“ لکھی، جس کے سلسلے ۱۹۸۳ء پر یہ زہا حقیقی انکشاف فرمایا، کہ ”فاضل بریلوی نے اپنا لٹری (مسامحہ میں) ۱۹۸۳ء اور پھر ۱۳۳۳ھ کو علماء حسین کے سامنے پیش کیا۔ جس پر علماء اہل کی طرح دل کھل کر کھڑے تھیں، اور اپنی تصدیق دے کر لے لے لے۔“

ڈاکٹر صاحب! ذرا دم لیجئے۔ اپنے اہل معرفت کی تائید میں انکا جوش بھی مست دکھائیے، کہ چاہئے والے آپ کے احرام میں کسی اچھی قمیض اور رعایت کی کھانگی ہی نہ

پانچس۔ اور اپنے اور اہل حضرت کے چاہت پر بھی تو ۱۲ روز غرض اہل ی لکھے۔ پر تو آپ نے
 کچھ کھد کر کج سے فراغت کے بعد اہل حضرت نے ۱۲ روز الجو کو اپنے سفر کے اصل مقصد یعنی
 مقام الحرمین پر خود چھت کی ہم شروع کر دی۔ لیکن یہ جو آپ جوش میں آ کر کھ پٹھے، کہ اس
 پر علامہ الحرمین نے العزائم الحکمہ کی طرف اشارہ دل کھول کر تحریر فرمایا۔ تو علامہ الحکمہ کے تو کھل کر
 بھی و جد اس چار بج کے ایک بجے کے بعد ۵۔ آپ ہی کے اہل حضرت کے یہ قول ۱۵ روز الجو کو
 اس کو شریعہ کی طرف سے ۱۲ ات لے۔ ۱۱ دن میں ہی کا جواب نکلا۔ ۱۸ روز الجو کو ۱۱
 شریعہ کو کہ آدمی سالی گئی۔ اور ۱۱ سرے آدمی صبر کا سونے کا سونے ہی نہیں ۱۰۔

پھر آپ ہی کی یہ تحریر بھی دکاڑا ہے، کہ پانچ سال بعد تک بھی اس پر ہی تحریر ہی
 کھائی جا سکی تھی۔ آپ ہی کے کھد کے کھسوں میں اضافہ پانچ ۱۳۵۸ھ سے ۱۳۴۳ تک
 یعنی دس سال بعد تک جاری نہیں ہیں۔ یہ سب بھی آپ نے جان کیا، اور دکاڑا دکھایا، اور یہاں
 اپنے اہل حضرت کے اسکو دکھانے کے جوش میں یہ بھی آپ ہی لکھ رہے ہیں، کہ ۱۲ روز الجو کو
 مقام الحرمین جوش کی گئی تو علامہ الحکمہ کی طرف اشارہ دل کھول کر تحریر فرمایا۔

ب: صفحہ ۹۹ پر لکھتے ہیں، کہ علم طیب پر بحث پڑ گئی، حکومت و قہ کو طوط کیا گیا۔
 لیکن فاضل بریلوی نے اس کا مسکت جواب دیا۔ اس کا حوالہ، مالکات مختلفہ جواب کو علامہ
 الحکمہ کا ہم دیا۔ اور --- ہم سے شائع کیا۔ "مذاکرہ ہم انکی داکنر صاحب ہی کے دوسرے
 ۱۷۱۱ سے دکھا چکے ہیں، کہ یہ کتاب اہل حضرت نے تو نہیں سمجھا، لیکن اس کی رطبت کے
 بھی ۳۳ برس بعد شائع ہوئی۔ یعنی ۱۹۵۵ء میں ۱۱۱۱ بھی کراچی سے۔

جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکہ کھائیں کیا

کارنئی کرام! ہم نے بریلویت کا مطالعہ انھیں سونے کے ٹڑے کے شروع میں
 شروع کیا۔ اول اہل حضرت کو چڑھا تو جرمابی ہوئی، اور ظاہر ہے، کیونکہ اس سے پہلے ہم کو
 اسے اور میریں کا، اس قسم کے اہل سوس، انکی زبان، ایسے اور اسے لوگوں کا اعتراف نہ تھا۔ پھر
 جازہ لکھتے تھے انھوں کو چڑھا تو اس سے بھی زیادہ راجی ہوئی۔ اور ہم کو یہ یقین ہوا کہ یہ امت
 کے مضبوط ترین اور فعال طبقہ ملت و اہل امت میں تفریق لانے کی ایک عظیم سازش کے طور

کچھ نہیں۔ جیسا کہ فصل سوم میں ذکر ہوا۔

ڈاکٹر صاحب کی پہلی کتاب "فاضل بریلوی علامہ ہزارم کو ۱۹۱۵ء کے آخر میں بی۔ اے سے امتحان برآمد ہوا، دوسری کتابیں تلاش کر کے ہاتھ کیں۔ لیکن نظریاتی آیا کہ یہ سب علم دہائی کے تحت ایک کھولے کئے کو چلانے کے بعد سینہ پائی تھوڑی کی مختلف صورتیں ہیں۔ اسی سے ہم کو یہ یقین بھی ہوا کہ اصل بریلویت میں کوئی ایسی چیز تھی ہی نہیں، اور ہے ہی نہیں۔ جس کی بنا پر کوئی چھانکھا آدمی اپنی خوش تھی ہی کی بنیاد رکھ سکے کہ کچھ ثبت یہاں بھی ہو چکا ہے نہ کہیں نہ نظریاتی جائیں گے۔ ہم کو یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد چھانکھا مرحوم بھی باقی ہوئی۔ جس پر وہ کہہ اٹھے تھے کہ:

داگ ہو تو اس کو ہم سمجھیں گا؟ بہت دیر کچھ بھی تو ہو کر کھائی گیا

ڈاکٹر صاحب کے دیانت اور حق کے لیے چڑے دلوے

ڈاکٹر صاحب نے ۱۹۷۰ء میں بریلویت اور اس کے اہل حضرت پر کھٹا شروع کیا۔ ۱۹۷۰ء میں اپنی پہلی کتاب "فاضل بریلوی اور ترک سہولت" کے سطور ۶-۵ پر لکھے ہیں: "فاضل بریلوی اپنے عہد کے عظیم الشان عالم تھے۔ مگر علمی حلقوں میں اس کا کچھ تدارک نہ کیا جاسکا۔ بعد از قیام پاکستان جدوجہد ہی سے تک اس سے نالہ ہے۔ چنانچہ ایک محفل میں جہاں یہ عالم بھی موجود تھا، ایک فاضل نے فرمایا، "سوالہ اس درخشاں کے ہی تو زیادہ تر جاہل ہیں۔" گویا آپ جانوں کے پیشوا تھے ضرورت ہے کہ ایک بچی، مسٹر، محقق، دول سدا، بعد از سالوں اور محفل اسلوں کے تحت لکھی جائے۔۔۔۔۔ اسلوب جان ایسا حقیقت پسندانہ ہونا چاہئے کہ دست دشمن سب چھین لور کر لیا۔"

۱۹۷۲ء میں دوسری کتاب "فاضل بریلوی علامہ ہزارم کی نظریاتی" لکھی۔ اس میں ڈاکٹر صاحب نے اپنی غیر جانبداری کے یہ دعوے لکھے ہیں:

حقارے (پہلی کتاب) کی تیاری کے دوران فاضل بریلوی کی ہر گیر شخصیت کے مختلف گوشے سامنے آئے، مگر انھیں کل تک نہیں۔ ص ۱۳۔

"فالٹین نے فاضل بریلوی کی شخصیت کو ایسا سا کر کے پیش کیا ہے کہ عہدہ انسان اس طرف رخ کرتے سمجھیں گا۔ اس نے نصف صدی تک ایسا کام نہ ہو سکا۔ جو علمی دنیا میں

چلی کیا جائے۔ اسی کی رو سے آف اسلام میں ہم تک نہیں۔" مس۔

"بعض حضرات نے عادل و مصطفیٰ کی بریلوی و دہلوی کتابچہ لکھ کر پھیلایا ہے۔ لیکن وہ دوسری طرف کچھ لکھ لکھ کرے مٹا دیتے ہیں۔ بعض مقامات پر تو کچھ بہت چڑنے والی کیفیت بھی محسوس ہوتی ہے۔" خطا۔ مس۔

"میں نے مثلاً "فاضل بریلوی اور ترک سہولت" میں کوشش کی تھی، کہ جو بات کی جائے وہ حسب اور نگہ ولی سے دیکھا نہ کر کی جائے، اور حقائق و واقعات کو تاریخ راجی میں چلی کی جائے۔" مس۔

ڈاکٹر صاحب نے ۱۹۸۰ء میں ایک اور کتاب "مکمل ہے کھائی" کے نام سے لکھی۔ اس میں یہ نام سے لکھے گئے ہیں:

"راتم ۱۹۶۹ء تک نام اور رضا خان کے مطالعے سے محروم رہا، اس کی بڑی وجہ یہ تھی، کہ سامنے دیکھا کہ کے ذاتی نام سامانہ کا قتل نام اور رضا کے قاتلین یا قاتلین کے تاجیہ کرنے والوں سے تھا۔ ۱۹۷۰ء سے مطالعہ کیا، تو ایک بھری عالم نظر آیا۔ جسے قتل کر دیا۔ اکبر احمیت کیا تھی، اور کیا تھا کیا تھا؟" مس۔

"اگر اہل کے قاتل سے اہم پر پوز کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔ (اس طرف توجہ دینے کی) بڑی وجہ یہ تھی، کہ چڑھا تھا، لکھا تھا، اس نام اور رضا سے حاذق نظر آتا ہے، تو ضروری ہوا، کہ قاتل یہاں دور کی جائیں، اور طرہیں و تحقیق کی لڑائی کشتوں کا ازالہ کیا جائے۔" مس۔

"راتم نے خود اکر اہل قاتل کام کے لئے ہدف کر رکھا ہے۔ کہ بعض مطالب پر یہ بھی کہیں ہے۔ اب تک نام اور رضا پر اس (اگرچہ غوازی کے) اہرام پر کچھ نہ لکھا، لیکن بیچن طرہی کا سلسلہ قطع نہ ہوا، اور حقائق معلوم نہ ہونے کی وجہ سے خود دانشوروں کو کنگہ کے عالم میں پاتا تو حیرت ہوا چار۔۔۔۔۔۔ جو کچھ لکھا ہے وہ میں دانشوروں اور ان جملوں کے لئے، جو تاریخ کی بچی قصور دیکھنا چاہتے ہیں۔" مس۔

"ان ہیرو سائن میں اب تک جو لکھا گیا، (دو) دلیل و برہان کے ساتھ لکھا گیا۔۔۔۔۔۔ تحقیق کیا گیا، پرکھا گیا، چاہا گیا۔۔۔۔۔۔ کوئی بات ایسی نہیں (لکھی) جس کی دلیل و برہان نہ ہو۔" (آنچند مصروفیات، ص ۳۳، ۳۴)

لیکن یہ شراب ثابت ہوا

ایسی بہت سی مہارتوں، جانچ پرکھ کے اور صرف حق اور جھگ کے درمیان سے ہم نے صرف یہ چند پیش کئے ہیں۔ ان میں مکمل کتاب ”فاضل بریلوی اور ترک سہولت“ میں جھگ اور حقائق پیش کئے ہیں۔ کہ اپنی حضرت نے ہی ترک سہولت کے دور میں دو قوی نظریہ پیش کیا۔ اس طرح جب پاکستان کی تحریک ملی تو سب بریلویوں نے یہ چام گھر گھر پہنچا دیا اور پاکستان کے قضا کو اپنا عقیدہ بنا دیا اور پاکستان بنا کر ہی دم لیا۔ اس کی حقانیت ہم الگ فصل میں تفصیل سے پیش کر چکے ہیں۔ کہ سب بریلوی ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۶ء تک مسلم لیگ اور پاکستان کے لئے سب سے زیادہ گندمی گالیاں کا ہی دھندلچہ رہے تھے۔

تیسری کتاب ”کلام بے گمائی“ میں ڈاکٹر صاحب نے بڑے دلوں کے ساتھ یہ حقائق پیش کئے۔ کہ اپنی حضرت پر انگریز نوآزمی کا الزام لگایا ہے اور انگریز دشمن تھے۔ ان حقائق کی اصل حقیقت بھی ہم اسی فصل میں پیش کر چکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کو چھٹنے کے بعد ہی ہم کو یہ بات یقین ہوئی کہ احمد رضا خان اپنی انگریز نوادہ تھے۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب ابھی اس کا دفاع کرتے کرتے ایسے پچھان دلائل کے علاوہ کچھ بھی تو نہ دے سکے!

اپنی دوسری کتاب ”فاضل بریلوی علامہ گھازی کی نظر میں“ ڈاکٹر صاحب کے اس دعوے کے ساتھ آئے، کہ فاضلین نے فاضل بریلوی کی شخصیت کو سچ کر دکھا ہے۔ انہوں نے عادل اور منصف ہیں کہ جو قصور پیش کی ہے، اس کی اصلاح اس طرح کی جائے، کہ صرف حقائق کو تاریخ کی روشنی میں پیش کیا جائے۔ اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب نے حقائق کے دعوے کی آڑ لے کر حقائق کو جس طرح سچ کیا ہے، وہ ایک دوطرفہ الیہ ہی کہا جائے گا۔ ایک ہمارے جیسے نیاز مندوں کے لئے، جو ڈاکٹر صاحب کے پہلے والے تھے عقلی کاموں سے کافی حاذق تھے۔ تاریخ کی حقیقت کی دہائی میں ڈاکٹر صاحب کی زور توڑی اور وقت بہ وقت سامنے آتے رہنے والے اعتراضات و خطابات سے مستفید ہوتے رہتے تھے جن کا سلسلہ ہی نوٹ کیا۔

دوسرے خود ڈاکٹر صاحب کے لئے بھی یہ ایک ایسے ہی ہے۔ انہوں نے بریلویت پر ۱۹۷۰ء میں کھسکے لئے شراب کیا، کہ فاضل بریلوی جانوں کے بیڑا گئے جاتے تھے، ان کو علامہ کا بیڑا منہا نہیں۔ لیکن کاش کہ ان کو اعزاز دیا، کہ وہ خود علم، تحقیق کے کسی معیار پر آ گئے

ہیں۔ جس کو شکایت تھی، کہ دوسرے عادل و منصف ہونے کا دم مارتے ہیں، لیکن ظاہر اور سری طرف جھکے جھکے سے معلوم ہوتے ہیں: خود وہ صرف حقائق اور واقعات کو تاریخ کی روشنی میں پیش کرنے کے لیے دلوں کے باوجود جھکے جھکے معلوم ہونے کی بجائے، صاف دوسری طرف کی جہول میں چپٹ لیٹے چھپتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

ان کے پاس تاریخی واقعات اور دلائل صرف یہ ہیں، کہ اہل حضرت نے خود یہ لکھا ہے، یہ کہا ہے۔ (اور چونکہ قرآن اور کلام کے لحاظ سے وہ سب معاصرین کے ہیں مانے ہوئے صادق لائین ہیں، تو ہر دوسرا سب کچھ خود بہ خود لٹا جاتا ہو گیا)۔

اصل حقائق کا صرف ایک ہی معیار

پہلی کتاب "فاضل بریلی طائرہ چاند کی نظر میں" اٹلی کر مسعودی دلائل پر مبنی۔ تمام اہل عربی و عرب طائرہ نے قرآن میں یہ قرینگی لکھی۔ اللہ وہ اللہ کہ یہ یہ یہ لکھا۔ کھل کھل کے ہارے میں خود فاضل بریلی نے یہ یہ لکھا۔ عرب کے بڑے بڑے عالم، مفتی، مجتہد کے ہیں عزت و اکرام کے ہارے میں خود اہل حضرت نے غلوکات کے حصہ دار میں یہ یہ لکھا ہے۔ بدرالدین نے سوانح اہل حضرت میں یہ یہ لکھا، کہ عرب طائرہ میں جتنا اور رضا کو یاد کیا جاتا تھا انکا کئی کئی گنا۔ ان کا نام سننے ہی سے گھبرا کر بھاگتے تھے۔ خود رضا خان نے یہ یہ انکرامات اور اعزازات جان سکے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب ہوئے اصل تاریخی حقائق، جو ڈاکٹر صاحب کو بڑی غلطی کے بعد مل گئے ہیں، اور ان ہی میں کتاب کے ۴۵ صفحات میں سے ۱۶۶ صفحے ختم ہو جاتے ہیں۔

تقریب پاکستان میں بریلی کہہ رہا تھا کہ تاریخ و حقیقت کرنے کے لئے بھی جو دلائل دے گئے ہیں، جو ہم اپنی جگہ پر تحصیل سے پیش کر چکے ہیں، تو اپنی بات کرنے کا اور مزید دلت خوش تھی میں رہے، اور مزید دیکھئے، دیکھئے کہ وہی کیا جاتا ہے۔ جہول غالب:-

ہم نے ہمارا کوئی میں رہا، دیکھا نہیں گے کیا

آئے نہیں، لائے گئے ہیں

دوسرے یہ کہ جن دلوں کے ساتھ آ کر، پھر تیس سال تک ڈاکٹر صاحب جو کچھ

برطانیہ پر لگے تھے اور جس طرح لکھا ہے اور کھڑے ہیں۔ اس سے ہم کو یہ یقین پختہ ہو گیا کہ جیسا سالہ کل کسبہ کی آمد چاک ۱۹۷۰ء سے جو برطانیہ کی اعیانہ نو کی ہم سے زور و شور سے مل چکی، جس کا ہم نے فصل سوم اور فلم میں بحث پیش کیا ہے، اس کے پیچھے وہی پہلے والا ہاتھ چھپا ہوا ہے۔ جو کچل مدی کے مقابلے میں اپنی مہارت میں کھینچا ہوا آگے بڑھ چکا ہے۔ اور اختلاف، اختلاف، اسلام کی اصل تعلیم کو ختم کرنا اور پھر رسوم تک ہی محدود کر دینا ان کے بنیادی مقاصد میں شامل ہو چکا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب برطانیہ کی اس ہم میں آئے نہیں ہیں۔ لائے گئے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کچھ بھی حقائق نہ دکھائے

کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے ان تیس برسوں میں برطانیہ پر جو اثر چھوڑا ہے، اس میں کبھی بھی یہ نہیں دکھایا اور نہ کبھی نظر آ رہا ہے، کہ وہ اپنا یہ دعویٰ ثابت کر سکے ہوں۔ کہ ”کیا تھا، تھا، اور کیا پایا اور کیا دیکھا۔“ جس سے ان کی آنکھیں کل کھلیں، کہ اتنے بڑے کردار، ایسی پاک و ایک سیرت، اتنے اور ایسے لوگوں کی سیرت، کردار کی اس طرح اصلاح کر کے دکھائے، اور ان میں بدعات اور غیر شرعی رسوم میں اس طرح کلی تبدیلیاں لاکر دین کے توجہ دہی کام کرنے والا، ایک غیر معمولی شخصیت اور کردار رکھے، اور اتنی زندہ مسجود خفیات والا ایک مہتری شخص پیدا ہو، جس کو ان سازشی عناصر نے اس طرح کوشش کر کے اس طرح چھپانے کی کوشش کی۔ جس کو اس طرح ان ہتھیوں پر، ان غیر جانبدار گواہوں کے ساتھ چاکر، دوسرے کام چھوڑ کر اسی میدان کو صاف کرنے اور حق کو لپٹاں کرنے کے لئے میدان میں کھڑا چلا۔

اسی دور میں بھارت میں یہ ہوا

یہاں یہ سلسلہ کام کو روک کر ہم یہ پہلو پیش کرنا مناسب سمجھتے ہیں، کہ بالکل اسی دور میں، بلکہ اسی سال ۱۹۷۰ء میں بھارت میں بھی اسی قسم، اسی طرز پر اعیانہ نو کی ہم شروع ہوئی، کہ اہل حضرت۔ اس کے ساتھیوں اور عام بریلوں والا جادو، طرز، تجربہ چھوڑ کر، نئی طعنی جملی قسم کی نیا طرز اختیار کی جانے، اور اپنا مواد اس طرح پیش کیا جانے، کہ اہل حضرت کو مستحکم متعلق اور مجدد ثابت کیا جائے۔

کتاب زلزلہ کا ڈرامہ

۱۹۷۰ء میں جمشید پور (بھارت) سے ایک رسالہ ”ہام تو“ کے مدیر ارشد کاوری صاحب نے ایک کتاب ”زلزلہ“ کے نام سے شائع کی۔ یہ اچھے قسم کا ادیب تھا۔ سب جالیف میں ہی خوبصورت الفاظ میں کتاب کو ”ایک اسکینڈل“ کہہ کر اس کو قوم کے سامنے پیش کیا۔ کہ آپ ہی فیصلہ کریں، کہ ”بندو پاک میں مسلمانوں کی عظیم اکثریت انکار و اولیاء کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتی ہے، کہ اللہ پاک نے ان غریبوں کو سزا دے کر ان کو علم و ادب اور پاک کی خصوصی قربت عطا کی ہے۔ اور ساتھ ہی انہیں کاروبار و دنیا میں تصرف کا بھی اختیار عطا کیا ہے۔ جس کے ذریعے وہ مصیبت زدوں کی دھجھری اور حاجت روائی فرماتے ہیں۔“ لیکن علماء و روح ہذا اس کو کفر و شرک کہتے ہیں، اور اپنا سارا زور قرآن و حدیث کے حوالوں سے اس کو ترک ثابت کرنے پر لگائے ہوئے ہیں۔ لیکن کلی طور پر وہ بھی کام اور عطا کئے گئے کے بازوئیں کے حق میں یمن اسلام سمجھتے ہیں۔ بلکہ دین ہندی انکار کی بلکہ کتابیں اور صحاح و کتب کراہید و میرہ سے مختلف واقعات طویل و مختصر سے اے کہ کرام کے خیر کو سمجھتے ہیں، کہ اب آپ ہی فیصلہ کریں۔ عقود و اولیاء اور ثبوت ہماری طرف سے، مصلحتی آپ کی۔ ہمارے حوالے لفظ ہوں، اور ایک پرانی بڑا روپے انعام۔“

کتاب کی طرز و قریب اور اہم کے زور نے واقعی ایک زلزلہ پیدا کر دیا پاکستان میں بھی اس کے کئی ایچ ٹی پی پھا پے اور اسے لکھے۔ کئی دین ہندی بھی پکڑا لکھے۔ نہ جہاں خدا حاضر مصلحتی ایچ ٹی پی ”ماہنامہ لکھی دین ہند“ نے اپنے ہی بازوئیں کو اپنی جلد بازی میں خوب لڑ کر ایک طویل تجربہ لکھا۔ جس سے کتاب کو حربہ ٹھہری لی۔ لیکن جلد ہی عظیم اس طرح فوج، کہ بھارت میں مولانا عارف سنبھلی نے جواب میں ”بریلی لکھے کا نیا روپ“ لکھ کر ٹکڑا لکھا۔ لیکن اس سے شائع کیا، جس میں حقیقت کو واضح کیا، کہ یہ واضح دھوکہ اور سرب ہے۔ علماء دین ہند انبیاء عظام کے سچا راستہ اور اولیاء کرام کے کرامات اور کشف و الہام کے اصل سے ہی جاگ ہیں۔ جو حقیقت میں اللہ پاک کی ہی طرف سے، یہی کی حقیقت سے اپنے خاص بندوں کی ایک قسم کی تانیہ کے طور پر ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ یہ ان کے خود اپنے اختیار میں نہیں ہوا کرتے۔ بعض اوقات فریب ایجابی اور کتب کی مصلحتی سے ان پر لکھ واقعات اور حالات منکند بھاتے ہیں۔ لیکن

نصوص قبول دعا کی وجہ سے ایسے واقعات ظاہر ہوتے ہیں۔ جو دیکھنے والے کو قسوں معلوم ہو سکتا ہے۔ جب کہ بریلوی حضرات ان کو علم غیب، تصرف اور مخلوق کی حاجت برداری کی مستقل قوت و قدرت اور حریف مانتے ہیں، جیسا کہ خود ارشد قادری نے بھی شروء عقیدہ میں ان کو عقیدہ لکھا ہے۔ یہ سب دیکھنا سب حریف میں کے پاس ہونا ہوا شرک ہے۔ ارشد صاحب نے جو بھی حوالے دیے ہیں، وہ سب ایسے ہی کثیف و کرامت، الہام، ایمانی فراموش اور قبولیت دعا کی صورتیں ہیں، جن پر کوئی اعتراض نہیں۔ بلکہ کئی دواؤں کی بے ایمانی بھی ظاہر کی گئی، کہ انصافی دوا سے کے پانچواں یہ یہ حوالے پارے نہیں۔ بلکہ حصہ دے کر اصل وضاحتی مواد کے لئے..... پھوڑ کر، پھر اپنے کام کے الفاظ دیے ہیں۔ جس سے اصل معلوم اس طرح بدل گیا۔

یہ اصل غش و کجی کہ اسی خود حاضر مصلیٰ نے اس کتاب پر تحریر لکھتے ہوئے یہ بھی لکھا کہ "اس کے پڑھنے کے بعد ہم نے اندر سے دعا مانگی، کہ اسے حضور الرحیم، دروازہ چھو کر ہمارے دل میں بریلویت کے لئے جو مسمن عین پیدا ہوا تھا، اس کے لئے ہم کو صاف کر دے۔ ہم غلط فہمی میں تھے، ہمیں اور اک نہیں تھا، کہ بریلویت کا ضمیر کس مٹی سے اٹھا ہے۔" پھر پاکستان سے غلام محمد بن ایمانی نے "دروازہ در دروازہ" میں پورا آئینہ دکھایا۔ تو اصل "دروازہ" ایک داسچہ پارہ ہو گیا۔ ارشد صاحب نے جا کر لندن میں ایسی ہی دکان کھولی۔ لیکن یہاں..... ہر ایک کو معلوم ہے، کہ میڈیائی تمامہ کثیر بھی ہیں اور طویل الیحد بھی۔

لیکن اس سے بریلویوں کو ایک بڑا کھلی مل گئی

انہوں کی دنیا میں ایک آگہ اور اس پر بھی سات نمبر کا پشہ چھوڑا کہ جیوں کی فکریں تانے والا بھی بہت بلکہ پھولی کے شوکیٹ لے ہی لیتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا بہر حال ایک مقام تھا، ایک ساکھ تھی۔ سرجی اہم تھے، اور مرقی حضرت اور اس کے ہاتھوں نے ملک کی تاریخ کے اہم ترین دور میں ایسے واضح اندر پھوڑے تھے، کہ انبیاء ان کی ہم جم نہیں رہی تھی۔ ایسے میں ڈاکٹر صاحب کا نام اور کام بریلویت کو زندہ کرنے والوں کی لئے ایک مضبوط بڑا کھلی بنی۔ کئی چھانٹ لوگ اس نام اور نام نہاد بے لاک خانگی اور دوسرے مسیحی دواؤں سے دلی حریفانہ بھی ہوئے، لیکن یہ نہیں سہا گیا، کہ سرب کی مر بہر مال دھوپ کے رہنے

تک ہی ہوا کرتی ہے۔ دھوپ ڈھلنے اور صحت کے ختم ہونے کے بعد باقی رہنے اور سوا نظر والی چیز بہر حال اصلی حالت ہی ہوا کرتی ہے۔ ختم ہوتے ہی دیکھنے والے کو احساس ہو جاتا ہے، کہ دیگر جگہاں کی اصل شکل کیا ہے، اور واقعی صحت میں کیا دکھائی دے رہا تھا۔

کاش! کہ یہ ہوتا!

بریلینٹ کی فن و ذوق سرا میں بھی کئی بار ایسی گریہاں ہو چکی ہیں ”خراہی بھاری“ ابھرتے رہے ہیں، لیکن وہاں بہر حال اصل حالت اور واقعات کو ہی رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب جیسے آدمی کو آغا تیرہ جتنے اور آغا کچھ گھٹے سے پہلے یہ بحث بہر حال ذہن میں رکھنا چاہئے تھا کہ اس قسم کے ”ڈھلنے“ کے اندر کی ”سیر“ پہلے بھی ہو چکے ہیں۔ گری کے ایسے سراپ اور بحر میں کے بعد کی طغیانی میں پہلے بھی آتی جاتی رہی ہیں۔

ان کا ہمارے جیسے بچوں پر یہ ۱۱ اصناف ہوتا، اگر وہ اپنی وسیع جہرئی معلومات سے، کبھی حقیقی معیار سے بریلی اعلیٰ حضرت کے کام اور کردار کے کچھ ہی سہی، لیکن مثبت پہلو اور ان کے مثبت اثرات ہی کی نشاندہی کر دیتے، جو اتنی کھوج کے بعد بھی ابھی تک ”ہزاروں خواہشیں ایسی“ ہی کے خالی خانے میں چڑا ہوا ہے۔ مالا مال ہوگا ضرور، لیکن بریلی حضرت کی مد نظر صرف صدی بلکہ تیرہ صدی کے سب سے اعلیٰ معیار ہونے کی وجہ سے کسی کی نظر اس سے بچے نہیں گئی۔ مالا مال ان کو صرف ایک اچھا مذہب سوا ہی ثابت کرنا بھی اس کے حق میں اچھا اور کی کے لئے ایک بڑی خوش خبری ہوگی، اور اعلیٰ حضرت سے بھی ایک بھلائی ہوگی۔ جو ان سے چارہ صدیوں کی سوچوں میں حریف بچے جا رہے ہیں۔

کچھ حریف سراپ

بہر حال اس ایک طرح کے حربہ قنات کے بعد آج، کہ اپنی بات کا سلسلہ جاری رکھیں۔ جو یہ قنات کہ ڈاکٹر صاحب نے صرف جہرئی حقائق کے لیے چارے دواموں کے بعد، جو حقائق پر جتنی دلائل دیئے، ان کا سارا دائرہ نیکی تک محدود رہا، کہ خود اعلیٰ حضرت نے اس بارے میں یہ لکھا، اور لکھاں لکھاں بریلی حضرت نے یہ یہ لکھا ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت کی کچھ ہی کا ایک طرح کا اظہار ہے، کہ اپنے ۱۱ کے ہم صراط میں کوئی بھی کسی بھی مسئلے اور معاملے

میں ان کے ساتھ نہ تھا۔ ہر کسی معاملے میں کوئی ایسی دلیل بھی نظر نہیں آتی، جس کا مکمل جواب دے کر کسی حد تک اپنے موضوع کی صفائی چٹی کر سکیں۔ جب پہلی برطانیہ کا دیکار اس معاملے میں اتنا اچالے نظر آیا تو ڈاکٹر صاحب کو غالب دے لے اس طور سے پر عمل کرنا ہی بہتر قرار دیا۔

جس کو ہر دین و دل مزید، اس کی لگی میں جانے کیوں!

لیکن ڈاکٹر صاحب نے اس کے باوجود بھی، یہ ہم اپنی ہی ذاتی سادہ کو دانا پر لگا کر جاری رکھی ہوئی ہے، تو آئیے ہم بھی سلسلہ جاری رکھ کر، یہ دیکھیں کہ اسی کتاب "فاضل برطانیہ" کا دیکار میں "حقائق کے حوالہ کیا ہو ہر دیکار کے لئے ہیں!

الف استدعا کے شرع میں ہی اہرام لگاتے ہیں، کہ "انسانی عظمت ہے، کہ مخالف کی عزت دیا میں کو خاک میں ملانے کی کوشش کرتا ہے۔ سوائے امانی نے بھی اسی پر عمل کیا۔ ہر ان مناقب و اکرام کو زائل کرنے کی کوشش کی، جو اپنی حضرت کو ظاہر حرمین سے ملے۔"

یہ بالکل معیار سے گرا ہوا اہرام ہے۔ سوائے مرحوم نے ثبوت دیئے، جن کی اپنی حضرت اور کسی برطانیہ نے بروقت تردید نہیں کی، کہ کہیں ذمہ حضرت سے حوالہ تصدیق نہ کر دیا جائے اور حوالہ ثبوت نہ سمجھا ہو جائے۔ اس کتاب کا پہلا رد اہل ڈاکٹر صاحب بھی ایک مولوی محمد اسلم شاہ نے ۱۹۵۵ء میں، یعنی اپنی حضرت کی رحلت کے بھی ۳۴ برس بعد لکھا۔ اور خود اپنی حضرت نے یہ واقعات اور حالات لکھے بھی، تو ستر کے ۵۵ برس بعد طبعیات صدر دوم میں۔ جن میں بھی دواؤں واقعات اور حوالے ہی پھرا دیئے، جیسے ہم پہلے دیکھا چکے ہیں۔ اس طرح خود اس نے ہی سچ جواب اور دوسری طرح کے حالات نہ بتا کر عملی طور پر سوائے امانی کی تصدیق کر دی۔ تاریخ کا یہ اصول ڈاکٹر صاحب کو بھی معلوم ہوگا۔

الغیر چور کو قوال کو ڈالنے

یعنی ڈاکٹر صاحب اسی مسئلہ پر حاشیہ میں یہ بھی لکھتے ہیں، کہ "اس کتاب کے نام سے ہی عداوت برپا آتی ہے۔ اس کے سچے ہیں، کہ جو لے چور کے لئے شہاب و تاب اور شہاب و تاب میں لے دالے حرمین کو کہتے ہیں، جو ریم شیطانی کے لئے آسمان سے پھرا ہے

جاتے ہیں، جن کا قرآن پاک (سورہ صافات کے اول رکوع) میں ذکر ہے۔" بے فک
تحقیق کے دامیدار ڈاکٹر صاحب کو اس اعتراض کرتے وقت یہ بھی یاد نہیں رہا، کہ یہ کتاب
صام الحرمین کے رد میں تھی، جس کا پورا نام ہے "صام الحرمین علی سفرہ المکر والہین" یعنی
"دعوتی اور دوسرے فرسوں کے کفر اور جھوٹ کے گئے پر حرمین کی نکواری"۔ اس سے پہلے
یہی اہل حضرت ابن ہاشم و اہل کتابیں بھی لکھ چکے تھے: ۱۔ انکوب الصہابی فی کفریات اہل
اہل ہاشم۔ ۲۔ البیہر الصہابی علی تہ لیس اہل ہاشم۔ ۳۔ التسم الصہابی علی تہ لیس اہل ہاشم۔ ۴۔ تہ لیس
الصہابی علی التسم اہل ہاشم۔ ۵۔ تہ لیس اہل ہاشم لکھ جنت جہنم۔ ۶۔ تل البیہر الصہابی فی کفریات
اہل ہاشم۔

ابن ہاشم میں ڈاکٹر صاحب کو کوئی شبہ یا حارہ قابل اعتراض محض نظر نہیں آیا

تہذیب و شائستگی کے یہ معیار!

(ترجمہ) ڈاکٹر صاحب ص ۲۰۹ پر لکھتے کرتے ہیں کہ مولانا حسین احمد مدنی نے الصہاب
اہل قب میں فاضل بریلوی کو بہت سخت ست کہا ہے۔ فاضل بریلوی کے حلقے میں ابن کی
زبان تہذیب و شائستگی سے گری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ انہوں نے فاضل بریلوی کو ابن
خطبات سے گوارا ہے۔ وہاں بریلوی، وہاں ائمہ دین، شیطان اس کا مطمحہ اور مردار ہے۔
شیطان سے بڑھے ہوئے، گمراہ کرنے والوں کا مہرہ، کذاب، افتراء پردازوں کا مہرہ، صاب
دولت، داماد و درہم کا بندہ و غیرہ۔ پھر طعن دیتے ہیں کہ "وہ جو کسی نے کہا ہے، کہ کافر و خلیفہ کی
دلی ہوئی زبان، شاید یہی ہے"۔ ص ۲۰۳ پر پھر لکھتے ہیں کہ خلیفہ نے دشنام طرازی کو شہد
ہایہ، جہاد، عالم کو ذیہب لکھ دیا۔

سنو کی میں ایک کہانت ہے کہ پہلی کالی بھینس نے مکمل سفید لکھن صرف کالے چرو
اہل بھیل کو طعن دیا کہ "کالی دی کالے چرو سے دلی"۔ ڈاکٹر صاحب کو بھی شاید سب بد زبانیں
اور خلیفہ کا لیس معلوم ہوں گی، جن کا ہم ایک الگ فصل میں ذکر کر آئے ہیں۔ پھر یہ بھی اچھی
طرح معلوم ہوگا، کہ شہاب قاقب جس کتاب کے جواب میں ہے، یعنی صام الحرمین، اور اس
کی وہ عجیب کتابیں تہذیب و شائستگی اور طعن و تہذیب، صرف ابن میں ہی تقریباً ۸۰ الفاظ اس
قبیل کے ہیں: بد بخت، مردہ، بے دلی کے غیبت مردار، ہر غیبت ہمت و حرم سے بدتر و ناچر،

علم، کذاب، سب کافر اور سے کہتے تر کافر، روزگار کے کئے، مغزی، ناکم، ضامن، عکار،
گناہ کی گندگی میں تھڑے، حرم (سرکش)، دیر سے، ذوقی، شیطان کے دم چلے، عکار،
شہابیوں سے بل کر خاک پیاد، انجس کے سر، علم کی باتوں کو سمجھتے، سوز کے ہمسرا، اہل
دوسل کے دشمن، بطلان والے، غیر، دیر، دیر، خود اہل حضرت نے جوہر کا غلام، ایک
کتاب "غلام زمانہ" تواری میں لکھا، جو ۱۹۷۵ء تک صام المریم کے ساتھ شائع ہوتی رہی،
اس کا بھی غلام کر کے حشمت رضا خاں نے اپنی کتاب "انصاف الجند" کے شروع میں استعارہ
کے ساتھ چار حوالہ کے لئے دیا۔ ہم اس غلام کے درمطالت کا کس فصل ہضم میں پیش کر چکے
ہیں۔ اس میں آپ دیکھیں، کہ یہ اور دوسرے اور کون سے الفاظ ہیں، جن کے جواب میں
الہاب الہاب کے الفاظ اور اکثر مسودہ کو تہذیب سے گئے ہوئے لگتے ہیں۔

پھر بھی پیر جاندار حق اور اکثر صاحب کو سلام دعا کی زبان فاضل، بریل کی مطالبہ
میں تہذیب و دانش کی سے مری ہوئی معلوم ہوتی ہے تو پھر یہ فیصلہ نہ منے والے ہی کریں۔ ہم
نے دلوں طرف کے الفاظ سامنے دکھا دیے ہیں۔

حد کرنے کی بھی حد کر دی!

یہ اہل حضرت پر عکبر مسلم میں جلد بازی اور بے امتیازی کا اثر ہے۔ ہم بھی اس
کتاب میں پوری فصل میں اس کی مثالیں دے کر، اخیر میں یہ تک لکھتے ہیں پھر ہی ہو گئے، کہ
ان حالات میں سب بریل کی حضرات پر لازم ہو گیا ہے، کہ تحقیق کر کے یہ دکھائیں، کہ اس
زور میں موجود مسلم فرقوں اور اہم اور اس میں سے باقی کون مسلمان بن رہے تھے۔

لیکن اور اکثر صاحب اس تحقیقی کتاب میں ص ۴۴ پر اس اثر کا ذکر کرنے کے بعد
جواب میں لکھتے ہیں کہ "حقیقت یہ ہے، کہ فاضل بریل کی عکبر مسلم میں بہت غلط تھے"۔ اس
کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ خود وہ یہ لکھتے ہیں، کہ عکبر مسلم پسند نہیں کرتا۔ یہ کوئی بے ٹائٹ وکیل تو
نہ ہوئی۔ یہ تو ایسے ہی ہوا، کہ اگرچہ یہ جگہ ہے، کہ آپ کہنے اور لکھنے والے کو کو سمجھتے سوز
کے ... روزگار کے کئے، سب کینوں سے کہتے تر کافر، مرد، علم، دیر سے، ذوقی، غیر
الفاظ کہتے اور لکھتے ہوئے نہیں اور دیکھ رہے ہیں۔ لیکن جب اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہہ رہے تھے
رہا ہے، کہ میں بد بانی اور کفر کے الفاظ قطعی پسند نہیں کرتا تو آپ کو یہ سچا لازم ہے،

کہ یہ ضرور گالیوں نہیں ہوں گی۔ کمرے اور ام نہیں ہوں گے۔ کوئی اور ہی مطلب ہوگا۔
بلکہ یہ برعکس بھی کرتے ہیں، کہ ظالمین ہی اس الزام میں حدود سے تجاوز کر گئے ہیں۔
اب فیصلہ کارئی کر رہی کریں۔ ملائیں ہم ایک وہ خطوں میں، سے آئے ہیں۔

تحقیق کے لئے مراسلت فرماتے تھے

یہ ہماری طرف سے اس وقت کی اس طرح سمجھتے ہیں، (۱۸۸۶ء) کہ ”مختلف
واقعات کے مطالعے اور تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ قاضی بریلوی نے اپنے مطالعے کسی کو کافر
نہ کہتے تھے، وہ دھوکہ کھاتے ہوئے بھی مراسلت کے ذریعے تحقیق فرماتے، اور الزام جہت کے
طور پر مراسلت فرماتے۔ صاحب اگر نام راست پر آگیا، تو جہاد ورنہ اپنی دوسری داری چوری
فرماتے۔“ اتنی بڑی بات، اور ”تحقیق سے پتہ چلا ہے“ کا دعویٰ، لیکن مثال کوئی نہیں دی۔ اور
ہم کو کہیں نظر نہیں آیا، کہ رابطوں، لکچر، لکچر، غیر منظم، چکر دھڑوں کو جو اکثر
لوگوں میں شہس کر دکھا تھا، ان کے ساتھ کوئی مراسلت اور الزام جہت سے تھا، اور پھر ۱۳۲۰
میں المسعد المسعد تھے سے پہلے دہ بندوں سے کوئی مراسلت کی تھی۔ وہ شاید ڈاکٹر
صاحب کے پاس موجود اگلی نسخوں میں موجود ہوگی!

یہ قطعی غلط ہے

یہ توہمہ آگے دہ بندوں کے لئے لکھتے ہیں، کہ ”قاضی بریلوی کو جن مہارتوں پر
اعتراف تھا، انہما کے باوجود ان کے مصطفیٰ نے کوئی توجہ نہیں دی۔ وہ بھی بری گزار جانے
اور الزام جہت کے بعد قاضی بریلوی نے غم اظہار اور ۱۳۲۰ء میں المسعد المسعد سامنے
آئی۔“ یہ مہارت ملی ملاطفت ڈاکٹر صاحب کا بریلوی بھولی میں نکل کر ابھرا دکھا رہی ہے۔
کیونکہ دہ بندوں سے منسوب مہارتیں پہلی بار المسعد المسعد ہی میں سامنے آئیں۔

نورانی حضرت اگلی تہذیب الامان میں یہ شیعہ پر تلن اسرار، مل المصروف اور الکتاب
الہیاء کے کلموں اور بار بھی کلمہ کا غم نہ لگانے کے ذکر کے بعد ۱۸۸۶ء کی سطر نمبر ۱۴ پر یہ لکھتے
ہیں کہ ”کچھ دنوں کی گنجشہ قراب ۱۳۲۰ء سے پہلے ہے، جب سے المسعد المسعد لکھتے
اس کلی غلط جانی ہے ڈاکٹر صاحب کو کہی غلط میں دہادی جائے!

صرف ایک جملہ دیگر پر اس مفہوم ہی بدل لیا

یعنی اسی معاملے کے پہلے الفاظ یعنی ”جن مہارات پر اعتراض تھا“ کے لئے ڈاکٹر صاحب پہلے حاشیہ میں ایک اور کھلی طعنہ بیانات کے مرتکب ہوئے ہیں۔ لکھتے ہیں، کہ ”جن مہارات پر علماء عرب نے بھی خوب کاغذ لٹرایا۔ چنانچہ مولانا یوسف خیلہ کی نے ایک جگہ لکھا ”الحق فی غایۃ الفرق“ (جو بہت ہی اچھے میں ڈالتے دلتی ہیں)۔ فی الحقیقت جو خالی لفظ جن مسلمان ان مہارات کو چڑھتا ہے، وہ سخت حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے، کہ آخر ان مہارات کسے کی ضرورت کیا تھی۔“

یہاں ڈاکٹر صاحب نے پہنچ کر اصل بات میں ”طرح سے غلط پائی کی ہے۔ ایک یہ لکھا کہ مولانا یوسف خیلہ کی نے ایک جگہ لکھا۔ یہ کوئی ”دوسری نہیں بلکہ مولانا کی نے حمام المرعین پر اپنی تقریر ہی میں یہ الفاظ لکھے۔ اور اس لئے لکھے، کہ ایک قسم کی شراب خانے، کہ یہ نہ کچھ میں آنے لکھی مہارات ہیں، جو حضرت رسول کے کسی ماننے والے سے تو صادر نہیں ہوں گی۔ تاہم اگر یہ باتی ہیں، تو وہ لوگ گمراہ و کافر ہیں۔ آپ خود اس تقریر کے پہرے الفاظ دیکھیں، جو وہ مسطورہ کے بعد اس طرح شروع ہوتے ہیں، ”جو شخص پایا جائے ان اقسام میں سے، جن کا حاصل فاضل امیر رضا خان نے اس رسالے میں نقل کیا، جن میں یہ فاضل شہید دانیس ہیں، جو حدیث کے اچھے کی ہیں، اور جو کسی ایسے شخص سے صادر نہ ہوں گی۔ جو حدیث اور قیامت پر ایمان نہ ہو، (قر) کہہ چکے نہیں، کہ وہ گمراہ، گمراہ ہیں کافر ہیں۔“ (تقریر نمبر ۱۶، ص ۵۰-۵۱)

مہارت کے صرف چار الفاظ دے کر اس شخص نے بات کو کیا بٹا دیا ہے، یہ نہ ہونے والے خود دیکھیں اور سوچیں۔ باتی رہا ڈاکٹر صاحب کا یہ رویہ، کہ ”ایک خالی لفظ جن نہ ہونے والے کو حیرت ہوتی ہے، کہ آخر ان مہارات کے لکھنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔“ تو نہ ہونے والے دیکھ چکے ہیں، کہ یہ کس کس میں ہیں، بلکہ تو نہ مراد کر بٹائی گئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو خود خالی دینی ہو کر اصل حقیقت پر غور کرنا چاہئے۔

ایک اور کھلی لفظ بیانی

یعنی اسی کتاب میں حمام المرعین کے خلاف میں ص ۱۳۲ پر لکھتے ہیں کہ ”اس میں

فاضل بریلوی نے ان (دو جلدوں) کی بعض کتابوں کے متصل حوالے دیے ہیں۔ ”مستطوع
 ڈاکٹر صاحب نے کوئی سی حمام الحرمین کی کس اثامت کا ذکر کیا ہے۔ شروع سے آج تک
 بازار میں جو حمام الحرمین مل رہی ہے، اس میں تو سولہ قانونی کی تھڑ بٹاس کی تین بگلیوں
 کی ٹائی ہوئی مہارت بھی صرف چھ سطروں میں ہے۔ سولہ تنگونی کے لئے صرف یہ دیکھ
 ہے کہ اس نے گھبرا کر اپنے پاک کا بھونکا ہوا ٹنگن ہے، اور پھر گھبرا کر کہے کہ اپنے بھوت ہو
 اور یہ ڈاکٹر صاحب اس سے صادر ہو چکا تو وہ کارفرما کیا، قاضی بھی نہیں ہوگا۔ سولہ ظلیل احمد کی
 مہارت صرف چار سطروں میں ہے، اور سولہ قانونی کی صرف چھ سطروں میں ہے۔ یہی تو اس
 کتاب پر اہم اعتراض ہے۔ کہ کٹر کے قوسے کے لئے کم از کم چھ اعتراضات مہارت تہ سہن و
 سہن کے ساتھ ہر دے دیے جاتے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کی بے لاک تحقیق کو یہ متصل حوالے
 نظر آ رہے ہیں۔ لیکن یہ حال اپنے اہل حضرت کا دفاع تو کرنا ہے، حقائق و دلائل نہ لٹنے کی
 وجہ سے ہر دو نہیں مانتی احزابِ تعجب نہ مانتے والے کریں۔

کانٹ چھانٹ سے مطلب بدلنے کی اہل حضرتی سنت بھی ادا کر لی

یہ اہل حضرتی سنت ہے۔ جس پر خود ڈاکٹر صاحب نے پوری سعادت مندی سے
 عمل کر دکھایا۔ حتیٰ کہ اپنے اہل حضرت کی ”کانٹ چھانٹ“ اور ”بکھٹ لال کر، بکھٹا کر
 طلب کو مکمل طرح اٹھانے اور دکھانے کی سنت کو بھی ادا کر دی دکھایا، ملاحظہ فرمائیں:

حمام الحرمین کی آخری تھڑ تہ سہن نبوی کے قطعی مدرس سولہ مہارت غلطی طریقہ
 کی ہے۔ یہ طریقہ ہے۔ شروع کے اٹھاؤ ہیں، کہ ہر سولہ کے ہیں، جبکہ بہت اور حلق ہو
 (۔۔۔) ہر جن کی طرف نسبت کیا گیا ہے، (یعنی ان طاء کے لئے) اور وہ، جو سال میں دو بار
 تو ایک یہ ان کے کٹر پر ختم کرتا ہے۔۔۔۔۔ ہر جس نے نبوت و حقیت کی تہ سہن کے لئے
 دہی، کہ ٹھیکری راجوں میں ٹھہرا ہے، اور اس کے راستے دشوار گزار ہیں۔۔۔۔۔ ہر جس نے ہر طاء
 راجہ اس وقت پہلے ہیں، جبکہ اور نبوت پانچ اور آخر مجتہدین کی قطعی جہتوں پر اجماع فرمایا، نہ ٹھہرا
 انداز سے اور ختم ہے، اس ان کا خوف کرتے ہوئے، جس میں انھیں چھٹ کر رہا گیا کی۔

یہ مہارت فقط بکھٹا کتبہ بودیہ لاہور کی ۱۹۸۹ء کی اثامت میں صفحہ ۸۳ پر موجود ہے۔
 اس کا ایک ایک قطعہ اہم ہے۔ اس کو نظر میں رکھ کر، پھر دیکھیں، کہ ڈاکٹر مسعود صاحب نے

صرف آخری داخلی طریقے لے کر، میں میں تین جگہ تھوڑا سا کر اور بدل کی اس واضح شرط
مطلب کہ اس طرح اپنے اہل حضرت کی صداقت اور حق کوئی کا ثبوت دیا۔

"فاضل بریلوی علامہ ہزار میں" ص ۳۹ پر لکھتے ہیں کہ "فاضل بریلوی کی اسی صداقت
شعاری حق کوئی اور حرم و احتیاط کو دیکھتے ہوئے حدیث منورہ کے ایک عالم فاضل مہدھار علی
طرابلسی تحریر فرماتے ہیں: "تاریخ سرور غلام (سوانح احمد رضا) نے اس وقت ٹھیکری بریلوی
جنگ نور صحت پایا۔ اور انہی مجتہدین کی قطعی مجتہدوں پر احکام فرمایا، نہ جس اعتبار سے اور خبر کی غلط
پر اس دن کا طرف کرتے ہوئے جس میں آنکھیں پانی کی پانی رہ جائیں گی۔"

اصل مہارت میں جن الفاظ میں یہ پھر کیا گیا ہے، میں کے پہلے اور ڈاکٹر صاحب کی
مہارت میں یہ پھر والے الفاظ کے پہلے ہم نے گہر گھنچا دی ہے۔ اب چھنے والے خود غور
کریں، کہ اس واضح کات چھات کے ذریعے کیا سے کیا پایا گیا ہے؟ ایک غافل شرط
مہارت کو اپنے موضوع کی مکمل تائید و تصدیق میں بدل کر اس کے لئے یہ مہربانی الفاظ گزرتے،
کہ مطلق طرابلسی نے فاضل بریلوی کی صداقت شعاری، حق کوئی اور حرم و احتیاط کو سرما ہے۔
ڈاکٹر صاحب کی اس حق حجت کی داد دینے بغیر ہمارے کام بھی نہیں رہ سکیں گے،
اس حجت پر حرج سوالات اور سوچیں ان کے ضمیر اور ضم کی صداقت میں۔۔۔۔۔

کچھ حرج کی

ڈاکٹر صاحب جیسے آدمی کی طرف سے اس قسم کے ادراک، حتیٰ کہ واضح قطع و برہنہ
پہنچ جانے کے بعد حرج کو یہ کہنے کا ہی کیا جاتا ہے انھیں کچھ حرج کی:

پہلے ہی کتاب فاضل بریلوی علامہ ہزار میں ص ۳۹ پر ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ "میں
اسو، ان لوگوں کے ہاتھ میں اسلیموف میں فاضل بریلوی نے ایسے شرعی ادراک پیش کئے، جو
سید اسماعیل قنبد، کے کفر کے ثبوت کے لئے کافی تھے۔ لیکن یہ بھی کتب میں اور سکوت
کے"۔ (یعنی کفر کے ثبوت کے لئے اپنے کو دیکھا)۔

ہم ان کتابوں کے بارے میں تحصیل سے دیکھا آئے ہیں، کہ ان میں اسو، میں صرف
ایک کبار سطر مہارت کے بھی تین سطر تھے سے حضرت نے چھوڑے ایسے دلائل اہرام اور
وہ بھی غلط پاک کے بارے میں حکم کے ہم سے، اور انکی دلیل زبان میں جان کے ہیں،

کرائی گئی کے عام برطانوی عالم بھی اس پر شرمسار نظر آتے ہیں۔ اور کوئی اس کا ذکر نہیں کرتا۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ یہ ایسے شرعی دلائل تھے جو کفر کے ثبوت کے لئے کافی تھے۔ ڈاکٹر صاحب اس سے بھی اپنے اعلیٰ حضرت کی ہی وسیع اہلی اور علو دور نگاہ کا اچھا پتلا نکالتے ہیں۔ حالانکہ کج شرعی دلائل سے اگر یہ کفر لاکر جوئے تھے تو ہر کلمہ لسان اور سکوت شریعت سے بدترین ذائقہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ اسی بحث پر دوح بنی ماحظر سولانا چاند پوری کی طرف سے احمد رضا خان سے طویل دلائل کی لین دین ہوئی تھی کہ ایسے کھڑوں پر بھی سکوت کر کے آپ خود کافر بن گئے، آپ کا قلاع فوت چلا، دلائل حرام ہو گئیں۔ اس سب کی تہہ پہنچتے اور علی الاطلاق تہہ ہمارے شائع کیجئے۔ ورنہ..... اسی جرم اور مسلسل پیچھے نے یکوقت کے لئے احمد رضا اور ذریعہ کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کو چاہئے کہ سولانا مرتضیٰ رضا چاند پوری کے دلائل کا بھر پور مطالعہ کریں۔ خصوصاً کفر النہج، اور الفکر اور شکر اللہ کا۔

انہوں میں بھی ہر جگہ تک ایسی نکالیں کے لئے بھی ”شرعی دلائل“ کا خطاب دیا گیا کہ نادر ہے، جس کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے کہ اس کا رد فرمادے۔۔۔۔۔“

ایک کھلے دھوکے کی بھی پر جوش تائید

کہنے اس پر کافی بات ہو چکی ہے، کہ اعلیٰ حضرت نے دوح بنی مہاراجہ کو اسلحہ کا نام دیا تو کسی ایک نے بھی اس کی تائید نہ کی۔ پھر وہ تمام ائمہ عین نبی، اور اصل حالات سے ناواقف علماء عرب میں سے بھی صرف ۷۲ کی تعداد جن کے ساتھ یہاں شائع کی گئی، تو بھی اعلیٰ حضرت کی اپنی زندگی کے طویل حوزہ سالوں میں بھی اس کی کسی ایک بھی عالم نے بھی تصدیق نہ کی۔ حتیٰ کہ ڈاکٹر مسعود صاحب کے والد مرحوم دہلی کے مطلق مطہر ائمہ صاحب اور مرشد گمراہ بدایہ دہلیوں نے بھی تصدیق نہیں کی۔

پھر ان تصدیقات کے ایک ہی سال بعد سولانا دہلی نے اقباب ائمتہ میں اس کتاب پر حرمین شریفین کی تصدیقات کی کہانی لکھی، اور ان میں جید بنی گرامی علماء کے نام اور تحارف لکھا، جنہوں نے اس پر تصدیق سے صاف انکار کیا۔ اعلیٰ حضرت نے اس کی بھی کوئی تردید نہیں کی۔ لہذا پھر تصدیق کرنے والوں کو ہی ہر عرب کر کے چلی کرتے رہے۔

اس پر دو صفحات میں ”ہاں نہیں، ہاں تھا“ کرتے کرتے میں نے صاف پر چڑھ کر ڈاکٹر صاحب پر اٹھ کر لیٹے ہیں۔ کہ ”ہمارا احلیم کرلو کہ علامہ رحیم نے دھوکہ دیا آ کر قہقہہ مچا کر کہتا ہے مگر علامہ بدھ کو کیا ہو گیا تھا، کہ ایک دو ٹیبلٹیں، پورے ملک کے مشرقی سے مغرب تک، جنوب سے شمال تک پچاس سے زائد شہروں کے ۲۶۸ علماء نے ان مسائل طلبہ میں داخل و غفلت و غلطی سے اتفاق کیا، جن کی علامہ رحیم قہقہہ مچا کر بچے تھے۔“

ان دستخलों کی حقیقت

دیکھئے دوسروں کے ایک طرف جھکے اور پست چلنے کی لالچیت والے یہ ملحق خود کیسے جوش میں پست چلے ہیں۔ ملائکہ میں کو مظلوم ہے، کہ المصداق المیزان یہ ہیں دستخलों والے کارنامہ کو اس وقت کے علماء نے بھی صام والمخیم سے بااثر دھوکہ دیا تھا۔ کیونکہ جس سوار پہ اہل حضرت کی بجز زندگی کے سزا و طویل سالوں میں کسی ایک نے قہقہہ مچا نہیں کی۔ اس کی ان کی رحلت کے بھی حریہ چہ بری بعد ایک عام مولوی عشق علی کے کہنے، کہ کیسے قہقہہ مچا کر دی؟ حریہ یہ کہ اس میں بدایع، دایمہ، پہلی بہت، سورت، وغیرہ کے بدعات میں مشہور مراکز کے مشہور علماء میں سے بھی کسی کا نام نہیں۔ ایک بدایع فی عالم سوانہ اظہیل احمد برکاتی کی کتاب ”انکشاف حق“ میں ان قہقہہ رحلت کی مکمل نقلی کھول کر دکھائی گئی ہے۔ یہ حاسا سادہ دیکھو ہے، کہ اگر اس سب نے اہل حضرت کی زندگی میں قہقہہ مچا کیوں نہیں کی۔ حریہ یہ ہے کہ مولوی عشق علی نے صرف داؤد صلی علیہ وسلم میں یہ سوائے نئی اور حریہ بیر بھیر کے ساتھ جوش کئے ہیں، لیکن کو حریہ دھوکہ دیا قہقہہ ملائکہ اتنی غلامی کے بعد ان کو ان چار مہدویوں کے مکمل صفحات دے کر فریاد کیا تھا۔ حریہ یہ کہ ڈاکٹر صاحب خود بھی ان مہدویات کی تصحیح و ترمیم کی تکمیل اور جرح و تعدیل سے کڑا رہے ہیں۔

پھر بھوپال کا ذکر کیوں چھپایا

لیجئے سنے یہ سہاگ پ کہ ڈاکٹر صاحب کو مظلوم ہے، کہ المصداق سے پہلے صام والمخیم کی عبادت کا عقیدہ ریاست بھوپال کی شرعی عدالت میں جٹی ہوا تھا۔ جو ”عہدہ“ خصوصیات از غفر دار اقصاء“ سے مشہور ہے۔ جس میں مکمل بحث و مباحثہ کے بعد علامہ دایمہ

کی عبادت کی تفصیلی چھان بین ہو چلی وہ سابق کو ذرہ بحث لانے کے بعد یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ یہ عبادت بے غدار ہیں اور ان پر کوئی ٹکراؤ نہیں ہوتا۔ اس پر ملک بھر کے ۶۱۶ علماء نے تصدیق کی تھی۔ یہ سارا معاملہ وہاں کرنا بھی تو علمی دیانت کا تقاضا ہے۔ جس کو سب پر ملے ہیں کی طرح صرف حق کے دعویدار یہ حلقہ صاحب بھی بالکل کھانگے۔ خصوصاً جب آپ ”المصووم البند“ کی ۲۶۸ تصدیقات کا ذکر اس لحاظ سے کر رہے ہیں کہ ان کو ہمارے ملک کے مشرق و مغرب، شمال و جنوب کی تصدیقات قرار دے رہے ہیں تو ان ۶۱۶ تصدیقات کا بھی کم از کم ذکر تو کریں۔ چاہے اپنی جرح و تصدیق سے ان کو نکالا یا کھڑا کر دیا اور اپنی المصووم کو مستحق زاپار و سحر اور ایسا جتنے والی ثابت کریں۔ لیکن یہ کھل کر اعتراف ہی کسی قسم کا بدل و صدق اور غیر جانبداری اور جانچی پر مبنی تحقیق و علمی دیانت ہے؟

انتہائی باہوس کن

ہم نے پہلے بھی لکھا ہے، کہ ڈاکٹر صاحب کی کتابیں ہم کو بریلویت کے ساتھ کرتے ہوئے کافی بعد میں تھیں۔ جب کہ ہم خود اپنی حضرت اور اس کے ساتھیوں کی اس وقت بل سکے تھے سب کتابیں، اور پھر ۱۹۷۰ء کے بعد کی انبیاء اور کی ہم کی کافی کتابیں چڑھ کر باہوس ہو چکے تھے۔ اس لئے بڑے شوق سے نئی ڈیجیٹل اسپیڈ کے ساتھ طرہ پر یہ اور چڑھیں۔ لیکن یہاں بھی یہی حالت دیکھ کر کھل جیتیں، بلکہ میں انھیں ہوا کہ بریلویت صرف ایسے ہے آپ دیکھا وہ سچا سحر کا نام ہے، جس میں سبز، پانی اور زندگی اور صوفیہ اصول ہے۔ جس میں غلطی تمام سے صحیح نظر آئے گی تو سچ ہی سچ ہے۔ اپنی سب گری اور جوش کے وقت دیکھئے اور نظر آنے والے سرائی نکارے ہیں۔ لہذا جو اس کا دفاع کرنے چلے گا، اس کو دوسری طرف کی جھپٹکوں کو نظر انداز کرنے، یا پھپھا کر دیکھنے، اپنی طرف سے حربہ ملا حوالوں، قطع و برید، اور خوب جوش اور حدت سے سرائی پیدا کرنے کے علاوہ کوئی ہمارا نظریہ نہیں آئے گا۔ یہ ہر ایک دفاع کرنے والے کی کامل ذمہ داری ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے منظم طریقہ سے کام شروع کیا

یہاں یہ کچھ دوسری بات اس لئے دہرایا گیا ہے، کہ ہم یہ دکھا رہے تھے کہ انبیاء اور کی اس

مجم میں دیکھتے تو اہم ظلم قصوں کہانوں، عامیوں اور خالص ہے ترتیب ہندوؤں پر جس لڑکی کا ایک ڈمیر ہے، جس کی زبان، طرح طرح اور سوہو خود ہی کی ہر نشانی ظاہر کر رہا ہے۔ لیکن اپنی سادگی اور پیر چانداری کے دلوں اور ارشد قادری کی طرح نکلا زبان میں کام صرف ڈاکٹر صاحب ہی کا فکر آتا ہے، جس سے ڈاکٹر کی طرح غیر بریلوی جیسے لکھے لوگوں میں بھی لکھا نہیں میں آنے کا کافی امکان ہے۔ جس کی ایک مثال وہ ہے، جو ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب کی مئی ۱۹۸۸ء کی اشاعت میں ۲۰۱۹ء دی ہے۔ کہ ملک کے مشیر، بزرگ، پروفیسر ڈاکٹر نظام مصطفیٰ خان (میدوا دار) کی خدمت میں یہ کتاب بھیجی گئی، تو انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا کہ "نائب، اٹھ خوب لکھا ہے۔" جب ہوا کہ سولہ مہینے اور دینی کیا کیا فرما لکھے ہیں۔" ڈاکٹر صاحب اور میں جیسے محققوں کو ایسی دلچسپی کافی ہوئی عامیوں کے ساتھ ماحول میں مرحوم دلی مثال بھی زمین میں رکھی جاتے، کہ جب اصل حقیقت ہر ایک کے ہاں پہنچے گی، تو ان کا رد عمل کیا ہوگا۔ نہ مضمون وہ یہ لکھ کچھ فکر اور کر جاتے ہیں، کہ یہ سب طریقے آگئی ہیں۔ وہ صرف اور صرف ہے اور عقلی تاریخی حقائق کو ہی دیتا ہے۔

یہ حقیقت بھی زمین میں رکھیں، کہ یک طرفہ اور چاند دار حقائق فی الوقت تو خالی بکھیرتے دیتے ہیں، لیکن ان پر زور دیتے رہتے سے دوسری طرف میں بھی اثر پیدا کرنے لگتی ہے، جس کا اثر کاروباری نتیجہ ہوتا ہے، جو اعلیٰ حضرت کے ساتھ آگئی اور میں ہوا۔

اس سے دوسری طرف میں بھی بیداری آئی ہے

اپنے فطری انہام کے بعد بریلویت کی مکمل کسب پوری اور پچاس سالہ طویل "دورِ فزیت" میں یہ بیداری جڑیں بھری بھری ہو گئی تھیں۔ کتابیں بھی نہ مضمون کو ان میں بھی روکی تھیں۔ آپ کے اس قسم کے خالص دینی پہنچ پیر نکلا اعلیٰ کام نے دوسروں کو بھر پور کیا، اور وہ قابل اعتراض فیصلہ کہ کتابیں ان بولے بولے کو ان سے نکل کر بھر مہیاں میں آگئی ہیں، ہم نے بھی انہی میں سے کافی کے حوالے اور فزیت نکس دے کر اپنی بات چینی کی ہے۔ تو اب آپ لوگوں کی اس دینی ہوگی، اور دوسرا کوئی چارہ نہیں رہا، کہ صرف اپنی طرف سے یا دوسرے حوالوں کی بجائے، بھاری طرح مکمل حوالوں اور سیال و سہیل والے پرے صفحات کے نکسوں کے ساتھ بات چینی کریں۔ اب مکمل سولی جوابات، دوسرے حوالوں اور اعلیٰ مثال

سے نہ صرف اپنی مرضی کے محلوں پر مبادا کر گیا۔ دوسری طرف سے آپ کی چھپائی ہوئی باتوں سے پردہ اٹھایا جائے گا کہ ”زور“ وہی مشر ہوگا۔

نوٹ: دیکھ کر چڑھ کر لیں اسی دائی ہوتی ہے

اب آپ کو بریلیت کے مکمل انداز میں پیش کرنے ہوں گے۔ یہ آپ کی علمی، اخلاقی اور شرعی ذمہ داری بھی ہے۔ اور حالات کا لحاظ بھی۔ ڈاکٹر صاحب جیسے تحقیق کا دم بھرنے والے سب مباحثوں کے ساتھ ساتھ ہمارا عام بریلی طرز اور دلائل و اعتراضات کو بھی مختصراً ملاحظہ ہے کہ وہ بدلے ہوئے حالات کا ساتھ دیں، اپنے دلائل و تقریر اور محفلوں میں صرف وہ حالات پیش کریں، جن کا ان کے جوں کا توڑ ساتھ دے سکے۔ ایمان نہ ہو، کہ میں وہاں کے نفروں کے درمیان میں کوئی اٹھ کر ان سے سوال کرے، کہ یہ یہ مکمل کتاب، یا اس کے کلاں کلاں صفحات کے مکمل نوٹ لکھیں میرے ہاتھ میں ہیں، ان میں وہ عبارت اور حقیقہ اس طرح ثابت کیجئے، جس طرح آپ پیش کر رہے ہیں۔ دینے کے علاوہ آپ کے علم فیہ کے بارے میں یہ یہ لکھا ہوا مواد میرے ہاتھ میں ہے۔ آپ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ آپ کے اہل حضرت نے جہم کو یہ یہ لگی گالیاں لگیں ہیں۔ آپ ان کو کس قسم کی تہذیب میں شامل کرنا چاہتے ہیں؟

ہم کو خود ایک بار کا دلائل معلوم ہے، کہ حضرت مولانا صاحب اپنے دلائل میں جہ سے جوش و خروش سے کبڑ و تشہیم کی دلی ہوتی زبان میں تبلیغی جماعت والوں پر بریں رہے تھے، کہ وہ حضور کے گستاخ اور درود و سلام کے منکر ہیں۔ تو ایک صاحب نے مولانا محمد زکریا کی کتاب ”نصائے درود“ کے لئے پوچھا، کہ یہ کتاب ان کے تصاب میں داخل ہے، اور ہر ایک محفل میں روزانہ پڑھی جاتی ہے۔ میں نے خود حالات پر کھلے کے لئے تین دن ان کے ساتھ گزارے۔ ان کو یہ کتاب پڑھنے بھی دیکھا، اور ہر ایک کو روزانہ کچھ چھینیں اور شریف پڑھنے بھی پایا۔ جب کہ ہمارے ہمارے لڑکچہ میں ابھی مجھے اس قسم کے شوق نہ جانے والے تھا کہ کی کتاب نظر نہیں آ رہی۔ پھر آپ کس قسم کے آڑے کی بنیاد، ان کو درود کا منکر کہتے ہیں؟ ایسے میں مولانا بریلی محفلوں کو ان کے جہاں تھے انہوں کی جڑ و گہی کام آ جاتی ہے، اور اسی سہارے وہ ایمان پل جاتے ہیں۔ لیکن اعتراض کرنے والا پڑھ کر آدمی تھا۔ جڑ و گہی

نہیں تھی۔ اس لئے محفل کے اکٹڑنے اور حضرت مولانا کی بے ٹہی کا نقشہ آپ خود اپنے ذہن میں سوچ لیں!

ایسا ہی ایک جائزہ اور بھی ہوا۔ ایک دین سے نادانف، لیکن جدید علم و علم کے لئے نامعانی و متعصب اور مسیحہ، نے اپنی زمین پر میلاد کا جلسہ رکھا۔ وہ پارٹیوں کے کہنے پر بریل کی ملا۔ بلوائے۔ اپنے جنگ میں بیٹا کا دروائی ستارہ۔ پہلے واسطہ صاحب نے اپنی مخالفت کر دینے کے لئے، نہ سے زور و دشوار، اور گلاب و سنگ میں دھلے ہوئے الفاظ میں اس کے کہ قول میلاد اور رسول کے دشمنوں پر برساتا شروع کیا، تھوڑے ہی عرصے میں ذہیندار صاحب نے بے حرا ہو کر شکم و درباری سے کہہ کر ہم نے یہ محفل ہمارے آکا چنگل کے فضائل اور سیرت خیر کے لئے منعقد کی ہے۔ دوسراں کو صلہ نہیں جانے کے لئے نہیں۔ بلکہ یہ زبان تو میں عام آدمیوں سے بھی سننے کو پسند نہیں کرتا۔ درباری صاحب، کھوار تھا۔ مولوی صاحب کو ہلکا کر بھیج دیا۔ واسطہ کارعا مڑ گیا۔ محفل میں ایک دل چاہ بھی تھا۔ اس نے کہہ ہی دیا، کہ صاحب آپ نے گاڑی کو بے آگنی بریک لگوا دی۔ یہ تو تمہاری عالم تھے۔ اس کو آزاد چھوڑ دے، کہ محفل میں گئی تھے، تو ہر بعد والے اصل عالم کے رنگ دیکھتے۔ ہر حال اب آپ آج تو ان کے اصل رنگ دیکھنے سے رہے۔“

اگر آپ کو ان عاشقوں کے اصل رنگ دیکھنے ہیں، تو ان کی وضاحت کی کہیں اور دوسری طرف کے بھی کسی بھی عالم کی کہیں سن لیجئے گا۔ آپ کی کھواہی سے امید ہے، کہ حقیقت آپ کی کھوشی آجائے گی۔

یہ لفظ و بعد اب سب کو چاہ لینے میں ہی ان کا بھلا ہے۔

ہم تک وہ حضور کو کھائے دیتے ہیں۔

خاتمة الكلام

صفحہ ۴۲۱-۴۴۴

کچھ گذارشات - کچھ حروف تمنا

یہ بتاؤ کہ ہم عصر علماء نے کیا سمجھا۔ کس نے مجددِ حلیم
کیا۔ اسلام کے کھلے دشمنوں کے خلاف کیا کام کیا۔ آپ نے
پوری صدی میں کیا علمی کام کیا ہے۔ کچھ زندہ مسائل پر بھی لکھو
اور پڑھو۔

کم از کم اعلیٰ حضرت کی مانی ہوئی تصحیح بدعات سے تو باز

آئی۔

دعائے خیر

خاتمۃ الکلام

کچھ گذارشات، کچھ حروف تہا

میر تقی میر

گذاشتہ ہمارے فصول میں مختلف عنوانات کے تحت ہم نے بریلیت کا بہن مقرر اور کئی حد تک پیش مقرر پر ہی تحصیل سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ اس تحصیل سے اس کتاب کا علم ہمارے ذہن کے خاکے اور اجازت سے بے کافی نہ کیا ہے۔ لیکن ہمیں امید ہے کہ ہم نے اس سب کو پیش کر دیا جس سے اصل حالات اور حقائق سے جو واقف ہو سکتا ہو۔ اس کے علم و ادب کی بھی شکل واقف ہو سکے۔ کیونکہ ہم کو پیشی طور پر معلوم ہے کہ بریلی طور پر بریلی نظام، بلکہ بریلی نظام کی بڑی اکثریت بھی اصل حقائق سے واقف ہے۔ اس کے لئے ہمارے پیش کردہ مواد کے اکثر حصے ایک قسم کا انکشاف ہی ہوں گے۔ جن پر پیشی کرنا آسان نہیں ہوگا۔ اسی لئے ہم نے بڑی دقت سے مکمل سلاطہ، بلکہ کی جگہ مسلسل بلکہ سلاطہ کے نمونے دیے ہیں۔ جہاں دوسروں کے حوالے دیے ہیں تو وہاں اپنی پاس اصل کتابیں موجود کر کے اس سے ایک ایک حوالے کی مواد تصدیق کرنے کے بعد دیے ہیں اور یہ تقریریں اور کیا ہے۔ کہ کوئی بھی اپنی تحقیق، تامل کے لئے، اگر کچھ دیکھتا ہے تو جوابی حوالہ بھیجنا اس کا کام اور مقررہ نمونہ بھیجنا ہمارا ذمہ۔ اس طرح اب ہم نے کچھ حالات اور حقائق لکھنے کے خواہش مندوں کے لئے اہتمام بہت کا سارا سامان مہیا کر دیا ہے۔

تازہ دامینٹی کم میں شریک محقق حضرات میں سے کچھ حضرات ہماری تہذیب کا تعلق ہے جن میں اس پر کئی مضامین کی ضرورت نہیں لکھتے، اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ان کا تحقیقی کام اور دلائل اور مواد ان کے نام سے دہشت تو حقائق پر قطعی پورا نہیں اترتے، بلکہ حیرت انگیز اور افسوسناک حد تک باہمی ہی ہوتی ہے۔ اور اس خوش فہمی میں رہنے کا بھی کوئی ثابہ نہیں پھر ہوا گیا ہے کہ وہ کسی خطا فہمی کی وجہ سے یہاں تک پہنچے ہیں۔ اکثر مسائل اور حقائق میں اس کے اعتبار کر دیا گیا اور حوالے واضح طور پر خود گواہی دے رہے ہیں کہ یہ پہلے سے طے ہے کہ

یہی وجہ بت کرتا ہے۔ اب کوئی اس حالت میں کیا کرے، کہ انکا سامنے دیکھا رہتے ہوئے
 کوئی طرف اشارہ نہ کرے کہ، کوئی حقیقت کلی آگے کے سامنے ہے، کہ اسے نہ رنگ
 کا ہے، نہ تو بھی جواب بھی ملے، کہ نہیں کر رہا اب بھی آپ ہی ملتا ہیں۔ مگر یہ ہے کہ
 سامنے والے کوئی کہیں کے سامنے ہوتی ہے کے رنگ کو سامنے اور کہیں والے رنگ کو آگے کیا
 چاہا ہے۔

چلوا یہ مان لیں، لیکن

ایسی حالت میں ہم نے جو کچھ دکھایا ہے، عام عقل اور علم کے تحت اس سے زیادہ کھینچ
 نکالی پائی کہ اگر کچھ نہیں دیکھ کر دیکھنے کی توقع رکھتے بھی بات ہوگی۔ لیکن ہم بھی حریف ہمارے
 گزشتہات مناسب نظر آتی ہیں، کہ شاید ہماری ہی الجھن کی طرح ہو، جو ہمارے۔ یا کسی ایسی
 غلط فہمی کا سبب بن جائے اس لئے:

اصل تو ہم اس سے گزشتہات کرتے ہیں، کہ پہلے صاحب ایہ مان لیں، کہ آپ کے اپنی
 حضرت کے خلاف سازشوں کے اہل تھے۔ اور آپ نے حقائق اور دلائل کی روشنی میں یہاں
 سارا کچھ ہی کے ہو، سے نکال کر اس کو ہمارے اسی طبعی دنیا کے اپنی کا ایک بے مثال چمکا سارے
 ثابت کر دیا ہے کہ۔ وہ غیر اہل حق کے ہمارے گزشتہات میرا وہاں کا سب سے بڑا عالم۔
 سب سے زیادہ دینی غلو اور دنیوی ظلم میں نہ یک وقت ہمارے دیکھے وہاں تھا۔ اس میں سے ہر
 ایک ظلم میں بے مثال ہمارے دیکھے وہاں، اور مسٹر خیرات کا ورثہ بھڑانے وہاں اکیلا عالم ظلم
 خود میں ابو حنیفہ دینی کی مشیت دیکھے وہاں، اور ابو حنیفہ کے دلوں میں شاکروں سے ہوئی
 صلاحیت دیکھے وہاں، کہ ابو حنیفہ کے وہ میں ہوتے، تو اپنے شاکروں میں اس کو اصل نمبر پر
 دیکھے۔ میرا سارا سب ظلموں کے گھوڑے سے بھی زیادہ اچھے دیکھے وہاں۔ سب ضروری ہمارے
 محمد شہین کام کی سب اہم کتابیں پر ہمارے دیکھا حقائق دیکھے وہاں۔ سب عربی قاری قلمروں کے
 سب اہم مطالعہ ہمارے دلائل کو ایک عقلی ترجمہ میں سامنے دیکھا ضرر (جس کو خود سے نہ دیکھتے ہر
 ایک گمراہ کو ہدایت کے دلائل مل جائیں)۔ اکیلا اسی ہمارے جس کو آسانی ملیں اور اہم ہمارے
 صرف ہمارے دینی مسائل نہیں۔ بلکہ دنیا کی عقل (دینی اور خالص دینی) ظلم دکھانے کے۔
 اکیلا ہمارے جس کے ظلم ہمارے دین کو بچنے سے ظلموں سے بچانے کا تھا۔ جن کے ہمارے

کے بچے حضور ﷺ بتاتے تھے، اور وہ صرف بولتے تھے۔ مٹی دنیا کی انہی مٹری کیفیت، جس نے بنیٰ بنیٰ طوم پر گھسا، اور ہر ایک علم میں ہلکا، روزگار، تحلیف، جھوڑی۔ ساتھی طوم میں سب تو ہم نظروں جا رہی ہیں، اسی دشت، مادی، عقلی، جہاں فیروزہ، فیروزہ، بھی جرج و جرج کرنے کے سیار کا دیا۔ لیکن ہر آئی اجاڑنے کے گی جہے نظریات پر امر، و معاہدہ رو لکھتے دھار، سائنسدان۔ زمین کی گردش اور کھسک، عقل کے نظریات کو داخل ثابت کر کے دنیا سے دور، اصول کرنے والی مٹری کیفیت، فیروزہ، فیروزہ، اس طرح یہ سب یکہ حقائق اور دھوکے کی دھنی میں ثابت کر کے، آپ صحت کی دھار، جو آگم اٹھ کی، ما کے حقدار، توجہ قلب میں پکے ہیں۔ (۱)

لیکن ہمارے جیسے کم علموں کے ذہن میں ابھی بھی متعدد ذیلی بحثوں میں یکہ وضاحتیں دیا کر ہیں۔ آپ سے باہر گذارش ہے، کہ ان کی وضاحت کر کے ہمارے جیسوں کی عقل کا سامان مہیا کریں۔ لیکن ایک عرض کرنی ہے، کہ متعدد بات بات میں آپ نے جو یکہ وضاحت کیا ہے، ہمیں میں پر ہم اعتراض کیا ہے، کہ آپ نے ان کے لئے تفصیلی حوالے نہیں دیے ہیں، صرف اپنی رائے اور بیان کر ہی کافی سمجھا ہے۔ اب کی بار ہم امید رکھتے ہیں، کہ آپ تاریخی حقائق اور ستر کا بیڑا اور فیوض سے ہمارے جیسوں کی عقل کا سامان مہیا کریں گے۔ یہ سچ کر، کہ آپ اپنے کسی خدو کی نقل کر رہے ہیں۔

ہم عصر علماء کی نظر میں کیا تھے

ابھی آپ کے اہل حضرت نے جس ملک میں غم لیا، اور کام کیا، وہ دنیا کی سب سے بڑی مسلم آبادی والا ملک اور سب سے بڑا دینی طوم کا مرکز تھا۔ جہاں کا اسی د سکون دیکھ کر حقا، جلا، اور ہمارے ہی کی پرانی اور کوئی بولی چلی کے بعد پوری مسلم دنیا کے شرع اور علماء، خاندانوں کا سارا رخ بر یہاں آ کر جمع ہوا تھا۔ جس میں ہی گیارہویں صدی میں دنیا کا انا، ہزار سال، ہزار بار، ہزار ہی صدی کا مجدد، تاریخی نقطہ پڑا تھا۔ اس ملک میں دیندہ سے پہلے اور بعد بھی، دوسرے بھی کی بڑے علمی مراکز تھے۔ مانے ہوئے کج تصوف اور روحانی تربیت کے مراکز تھے۔ مانے ہوئے بزرگ تھے۔ ہر گاہ میں دینی مدارس تھے۔ ایسے ملک میں ان سب کے اور بیان آپ کے حضرت نے کوئی ہی علمی سانچہ پیدا کیا؟ آپ میں سے

(۱) یہ سب تفصیل میں حوالوں کے ہم فصل دوم جنہوں میں مٹی کی دھنی کی نقل کر چکے ہیں۔

ہر ایک حلق صرف عرب علماء کی تخریج کے قریبی اکتاف کو ہی چاہن کر رہا ہے۔ مابوک وہ ایک
مہمان عالم کی عزت افزائی اور انعام کا مکمل پچھن نہیں تھی۔ حلق بھی یہ نہیں ہے، اور حلق
ذاکر مسعود صاحب بھی اس عام حقیقت کو مانتے ہیں، کہ کسی کی عظمت اور حج کرنا کے اصل
گواہ ہم صحراء ہوا کرتے ہیں، جن کے سامنے مکمل غلط ہوا کرتا ہے۔

ہم صحراء میں کی مانتیے کر تھے۔ ہم مسک اور ہم شرب بھی تھے۔ خالص ملی اور
سیاہی کتبہ کر کے لوگ بھی تھے۔ اور یہ ہر شعر و بھی تھے۔ کسی رسائی ہر زمانہ بھی تھے تھے۔
صدیقی اعتبارات بھی تھے۔ کم از کم بھی کسی نے تو تھوڑی سی مثال بھی لکھے ہوں گے۔ اپنے
اور بے کے ساتھ "اندرضا" نے خالص نمبر بھی ۱۵۰ ہوا۔ ابھی یہ دور انکا پڑا نہیں ہوا۔

آپ سرکاری فرما کر ہی کوئی سامنے لائیں، اور تاہم کی رحمت کے سامنے پڑی،
بہ کہ ہر ایک صرف اچھا نہیں ہی سامنے لاکر جانے والے کو لڑائی عقیدت مٹتی کرتا ہے، تو
کون سے اور تھوڑی نے کیا کیا لڑائی عقیدت مٹتی کیا۔ ان تھوڑی سی چھاتی سے شروع
کچھتے ہر سامنے کر سکتے دیکھ لگ۔ میں ان کی تلاش کیا تھی۔ ہم کو آج تک میں نہیں پڑی کہ
بگو بھی لکھا ہوا مسودہ نہیں مل سکا ہے، کہ کون سی کاپی ذکر حاضر شخصوں نے اور رضا خان
کے کاہ کرنا، صفحہ کا مکمل، قصوف، تھوڑے دین، بدعات کے، بدعات کے ایسا، قرآن پاک
کے ترمیم مٹتی ہیں، اور پھر پڑا ہوں ہر اس کی زندگی میں بدعات کے بعد کوئی کاپی ذکر لڑائی
حقیقت ہی مٹتی کیا ہو۔

کس نے مجددِ حلیم کیا؟

یعنی آپ اور رضا خان کو صدی کا مجددِ حلیم کرتے ہیں۔ سرکاری کر کے پہلی تحصیل
کے ساتھ لکھیں، کہ امت میں صدی کے مجدد کے لئے کس قسم کے دینی کام کو سمجھا دیا گیا
ہے، اور اور رضا خان ان میں سے کس صدیوں پر کس طرح پورے اترتے ہیں۔ اور
رہا ہوں کے ایک مجدد ملنے کے علاوہ دوسرے کے کس دوسرے ملی فتوں نے، یا فتوں کو
پھڑنے، صرف کن علماء نے ان کو مجددِ حلیم کیا ہے۔

ناموں کی رسالت کے کچھ دشمنوں کے خلاف کیا لکھا؟

یعنی اس دور کے وہ اہم ترین تھے، یہ نہایت کا پڑا، اور بدعت کے ایسا، نوکی

تھک چھیں تھی۔ عین وہی جب آزادی لکھنے کے بعد بھارت کی پارلیمنٹ میں ہوا کہ
حکمل کو ختم کریں، تو انہی کو اس عظیم ملک میں بیجاہت کے پرچار کا خوب تقویت دے کہ اس
کو بیجاہت کے چمڑے کے لٹے لٹا جانے۔ اور یہ تاریخی حقیقت ہے کہ بیجاہت کے
پرچار کا ایک سیلاب اٹھ چلا جس میں کام سولہ کام ہوتی اور سولہ کی ہوتی (۱) جیسے کی جیسے
ظاہر نے ہر پرچار مقابل کیا۔ کتابی لکھیں، مناظرے کئے اور پارلیمنٹ کے اجلاس کئے کر کے۔
اسلام کا ریل ہوا کیا۔ حتیٰ کہ بیانی پارلیمنٹ نے مسلمانوں میں تبلیغ کا کام ترک کر کے، دھما
سارا اور اچھوت ہندوؤں کی طرف سوزا دیا۔ آج کل اس ملک کی بیانی رہنمائی میں کا کھلا
ثبوت ہے۔

یہی حال ہندو ازم کے اسیلے نوکی برسوں کا بھی تھا۔ آپ کے اہل حضرت کے قریبی
اور میں یہ لکھتے آ رہے تھے کہ ایک شریک، ہندو ہا سہا، ہندو ہندو پریشد، دانشور پریشد
تھوڑے لیڈر، اچھوت اور اپنے مروج پر پہلے۔ آپ تاریخ سے یہ ثابت کریں، کہ آپ کے ہندو
اور نام نہاد ملاح، رسولؑ نے دوسری نبوت کے حق کئے دشمنوں کے خلاف عمل غامضی کیوں
اختیار کی، کہ ایک چار ہوتی رہا، یہی حق سب برسوں کے خلاف نہ لکھا۔ دوسری رسالت حق
دہریوں کے بائیس پارلیمنٹ ہوتی تھی، یا خود اچھوت اور دھما ہندوؤں کی طرف سے؟ اگر اہل
حضرت نے حق کے خلاف جگہ کام کیا ہوتا، تاریخی حقائق سے سامنے آئی۔

آپ کے اہل حضرت پر اہم ہے، کہ اس نے کسی ایسی عظیم تاریک کے خلاف علم
نہیں اٹھایا، حتیٰ کہ اگرچہ ہندو کا آشیر باد حاصل تھا۔ اور ہر ایک ایسے ہندو، جس کا عظیم کے
خلاف خود اچھوت اور دھما ہندو سرحد کی مسلم ایجوکیشنل کانسٹبل کی طرح لکھتے دھما کہ پیچھے
چلا رہا جس سے اس اور کے مسلمانوں کو کسی نہ کسی طرح کی غلطی، جاتی یا معاشرتی طرح
تقویت کا سامنا حاصل ہو سکا تھا۔ دھما پیلو تو واضح ہے، آپ پہلے پیلو پر تاریخی حقائق
سامنے آئی۔ لیکن عمل حقائق کے ساتھ۔ صرف یہ دلیل کافی نہیں، کہ کھان کھان برٹش ہیں۔
یا خود اہل حضرت نے اس ہندو سے کیا یہ لکھا ہے۔

(۱) سولہ کی ہوتی نے بیجاہت کا لٹریچر کرنے کے بعد چار کرک پاگ میں دھما رہا
کا نام کیا۔ چار سے آپ دھما سے چلا۔ اور آج تک سولہ کی حکومت میں لکھی، اپنی طرف پر لکھی رہا
ہے۔ سولہ کی لکھی میں اس کی لکھی ہے۔ سولہ کی لکھی ہے۔ سولہ کی لکھی ہے۔

نمودۃ الصلحاء کس طرح ایسا خطر و قہار کر.....

۱۲ دوسری طرف اسی دور میں جنرل احمد رضا خان کے ”ایک اور عظیم نکتہ“ نمودۃ الصلحاء کا ذکر، جو اس کے خلاف دینی کمر کس کر (یا فکھوت ہاندہ کر) میدان میں آیا، کہ جنرل خود کے اس کے خلاف چلاس رہا تھے اور آج کل کی دنیاہ نو کی ہم دانے ان کی تھو اور ایک نو کے قریب تاتے ہیں۔ اہل حضرت پر اہرام ہے، کہ پہلے ۲۰ سیسی اجلاس میں وہ بھی شریک ہوئے، کسی جہدے کے خواہشمند تھے، نہ تھے، پر پیچھے نہ گئے۔

آپ پر لازم ہے کہ اس کی مکمل تخریج کریں، کہ نمودۃ الصلحاء کا نکتہ کس طرح قہار یانیت سے بھی بارہ گناہ زیادہ، خطرناک قہار کہ احمد رضا نے کم از کم چار رسالے فی سال مسلسل لکھے، ریاضی حساب بکھا۔ اور قہار یانیت پر نہیں سال میں صرف چار بھونے رساں لکھے، ہر بھی سوالوں کے جوابات کے طور پر لکھے گئے، اس لئے ان کے مطالعہ میں بھی اس قسم کے بے رہا ہیں، کہ اگر قہار یانیت سے ہوا مختلف شخص کو صرف یہ رساں دے دیے جائیں تو اس لئے سے مکمل آگاہی کے لئے کسی طرح کافی نہیں ہوں گے۔

یہ اس لئے بھی ضروری ہے، کہ اس کام کی جہد سے احمد رضا خان پر یہ لازم ہے، کہ اگرچہ نے برصغیر کے سب سے مشہور و جہد اہل سنت و اہل جہاد میں تخریق کے لئے وہ آدھوں سے کام لیا۔ ایک قہار یانی، دوسرے احمد رضا۔ ان میں احمد رضا خان تمام احمد قہار یانی سے بڑی لے گیا۔ دہ بندی سب سے زیادہ فاضل تھے۔ ان کے مشکل پیچھے نہ رہے۔ نمودۃ الصلحاء کے مطالعہ کو ایک جگہ جمع کر کے، آدھوں کے انتقادات کو کم سے کم کرنے، بے اگرچہ فی قضیہ نظام کے بد نظر یا ناگوار عمل، یا غصہ سوچتے، بے سیاسی ساقی اور ساشرنی ساقی جہاد کے قہار قہری کام کرنے، اسلامی جہاد پر لڑنے کو بروہی دانے، دلیر و متاسد کے لئے قائم کیا گیا قہار۔ یہ جہاد ہی اگرچہ کہ اس شخص آتی تھی، اس لئے احمد رضا کو ان کے پیچھے بھاڑا۔ اپنی دینی قہار یانیت، دہ دہ اپنی بات تھی۔ جہاد دیکھانے کے لئے ایک قہار ایک نکتہ سے میں اس کا نام مثال دیکھا گیا، بھی کھوار سہولت پر لکھے گئے، دہ کھوار جہاد کے ساتھ جملہ ۱۲ سہولت کے چار بھونے رساں لکھ کر دیکھانے کی خانہ بندی کی گئی۔ آپ اپنے اہل حضرت کا ہر سے تحصیل سے دفاع کریں، کہ نمودۃ الصلحاء کو قہار یانیت پر صرف چار رساں کو کس طرح حساب کام کیا جا سکتا ہے۔

قادرانیت پر زیادہ کام کیوں نہیں کیا؟

یہ صاحب اہل حضرت کے اور کچھ جتے عظیم کثرت قادرانیت تھے۔ اور رضا خان اور قوام احمد اور دانی قزیری اور کے لگاؤ سے تقریباً بیس صری ہیں۔ مرزا قلام احمد دہلوی نے پہلے نبوت کی لگاؤ سے تحریکات و تحریکات کی آنکھ بھولی، بلکہ نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس طرح یہ مرزا قوام احمد رضا کے زوردار قزیری اور میں پیدا ہوا، پرہیز چھوڑا اور اپنے مروج کو بچا۔ ہم نے مکمل فصل میں یہ دکھایا ہے کہ اسے جے جے کے لئے بریل کی تہذیب اس کے خیال نے صرف چار سو چھوٹے رسالے لکھے۔ جن کی مجموعی صفحات ۴۴ صفحات ہیں۔ ۱۵۰۰ یہ چاروں رسالے خیا، احمد علی، علیگنجی کو اپنی نے "بھوتہ رسالہ" کے عنوان سے چھپائے ہیں۔ جن کی ۱۲ صفحات قہر میں میرا عظیم شرف قادری نے بھی صرف انہی چار رسالے کو مرزا احمد سے بڑے بڑے کام کر کے دکھایا ہے۔

یہ سازش تھی یا حقیقت؟

یہ انکس سوسو صاحب اور دوسرے شخصیں اکٹرا لیتے رہتے ہیں، کہ غیروں کی سازشوں سے احمد رضا بھی جھڑکی غصہ کا نام اور کام چھوڑا۔ دہلی میں سے گذرنا ہے کہ صرف یہ شخص کی جہانے دلائی اور کائنات بنی کر رہے کہ یہ اس طرح احمد کو اس طرح لکھ ہے۔ کیا سرکار سے پابندی لگائی۔ کیا ہرے ملک کا سامان پس کسی ایک گروپ کے قبضے میں تھا۔ ان کتابیں بھٹی تھیں۔ قزیری قزیری خرید کر کے خارج کردی جاتی تھیں۔ جن کتابوں میں قائلوں کے لئے آئی آئی لکھا گیا تھا اور ان کتابیں ہیں، وہ تو اس وقت بھی بھیجیں۔ اور آج بھی چھپ رہی ہیں۔ عرب یہ بھی سوال ہے کہ کم از کم بھی سب لکھے ہوئے سوسو کے خطوط اور لہرست کو ان کی عالم اور دستہ دوار نے اپنے ہی پاس کیوں نہیں محفوظ رکھا، کہ آج بھی آپ دوسرا احمد کائنات میں ہیں۔ آخر انہوں نے اپنے ہمدردانہ کے ساتھ یہ کیوں کیا؟

ہم نے پہلے بھی دکھایا ہے کہ کام کا کام تھا تو سوسو قائلوں کی سب آغوش سے غریب کتابیں اور جہان، کی کتابیں، مکمل لہرست سب بکروں کی زندگی میں بار بار چھپا، اور چھپ رہا ہے۔ وہاں شخصیں کی سب کتابیں بھیجیں۔ دوسرے کسی کو بھی انکی شکایت تھیں۔ آخر

کچھ برا کلمات روزہ دہانتا ہے، روزہ عکالت اور جدوجہد سماں پر موقوفی قابل رہے ہیں۔ کچھ
لوگوں کی قبرست تانکتے ہیں؟ کچھ عیسوی بھی ہیں۔ حدیث پر کتنا کام کیا ہے؟
بیرت حب، بیرت صحابہ، اور دوا، کرم کی کج بیرت سے ہی مسلمان کی دلوں میں
ایسا ہی حرارت پیدا ہوتی ہے، اور کلی جذبہ ابھرتا ہے۔ آپ کے نام لہذا عاشقوں نے اس
بارے میں پہلی صدی میں، اور ناز و ادبیلیم کے دور میں کیا کام کیا ہے؟

کیا علم پھیلا رہا ہے

یہی ڈاکٹر مسعود صاحب کا رخ برطانیہ کی طرف پہ قول خود کے اس جو سے خواہ کہ
مکمل میں نہ، کہ ”اہل حضرت کے ہی دوزخ زیادہ تر جاہل ہیں۔“ آپ تمہیں سے زیادہ برسوں کے
بعد ڈاکٹر صاحب مکمل نکالی سائنس کے ذریعے تانکتے ہیں۔ کہ ان کے روزہ پندرہ، مسک
دلوں کی اصل طبی سماں کی طرف کئی توجہ تھی، اور ہے؟ اگر فیر برطانیہ کی کام کو مکمل کر صرف
برطانیہ میں کام کو ہی لیا جائے، تو آغا کے اور وہیں بچنے کے پاس رچی کے اہم پیلاہیں قرآن،
حدیث، بیرت، جدوجہد نفسی سماں، جدوجہد سائنس، سیاست، معاشرت، سماجی شبہات، وغیرہ کے
بارے میں رضائی کے لئے کیا ہوگا اور اہل حضرت کے نور و کس قدر علم والے ہوں گے۔

تمہیں سالوں میں ڈاکٹر صاحب ہر رطوبت بننے کے بعد آپ قرآن میں پڑھنا میں بھی
آچھے ہوں گے، کہ تانکیں، کہ گزشتہ نو صدی میں کلی طور پر ہر سو ہی رسالت کی پاسپہلی اور
خاتم کا خیال کے طے اور نے کہ صاحبہار سوا زہد اور کلی زندگی میں دوسری دوسری چارہ کی دوسری
رکھنے میں کس حد نے کتنا کام کیا ہے؟

اور کون سا طبقہ فیروں کی اس سازش اور خواہش کو پورا کر رہا ہے، کہ قیامت تک دینی
اور دنیوی بر سائنس میں، زندگی کے ہر ایک پیلاہیں رضائی اور اجراء و عمل کی حرارت کو قائم
رکھنے والا یہ دینی تہذیب، دوسرے مذاہب کی طرح صرف چند رسوم اور دلچاہہ نعروں اور کی قسم
کی بے مدعا طاقتوں ہی تک محدود ہو کر کلی طور پر دوسروں ہی کی طرف میں آ جائے۔

اس سائنس میں مکمل سطوات حاصل کرنے کے لئے کسی کو بھی تیس طویل سالوں کی
ضرورت تھی، صرف تیس دن پر سے ملک کے کتب خانوں، اثاثی اداروں اور مسجد
کاہرہ ہیں، ان کی قبرستوں، پر نظر ڈالئے اور قبرست دیکھئے اور جانے کی ضرورت ہے۔ اگر علم

سے نکال دیا اور نیت سالم ہونے پر کوئی مشکل کا نہیں۔

علامہ کرام سے گزارش

مام بریلوی علامہ اور امامت حضرت سے بھی ہماری گزارش ہے کہ آپ اپنے سوا کچھ اور کچھ کے موضوعات پر مباحثہ کر لیں، جن کا اکثر حصہ شرحیں پر ان ہی پر اسے اہمیت پر ہوا کرتا ہے، جن کو اب نواسی ہو چکی ہے۔ فرض کیجئے کہ ان چار پانچ شرحیں نے اپنے ہر سے کچھ ہی سکھائیں ایک ایک ہی عبارت تھیں اور ان کا مطلب بھی وہی تھا۔ ہر آپ کے اپنی حضرت نے سمجھا تو بھی یہ سوچیں کہ یہ سب لوگ حساب کتاب کے نظام پر جانچے ہیں۔ اب ان کی اور ان کو اساتذہ والوں کی تیسری چوتھی نسل مل رہی ہے۔ اب سب یہ نئی حقیقت سامنے ہے کہ ہم دینا کے چار طوس کے علامہ کسی دوسرے نے اس قسم کی کوئی عبارت نہیں لکھی دوسرے نہیں، انکی عبارت دیا ایسے علامہ کسی کی زبان سے نکلے میں آئے ہیں۔ دیا آ رہے ہیں تو جانے والوں کا حساب بند ہے پھوڑ کر آ کر ان کے ذمہ موجود عبارت پر ہی نظر رکھیں اور بات کرنی چاہئے۔ اب پہلی قبروں پر ہی علامہ بن کر بیٹھے رہنے کی بجائے موجودہ کسی کی دنیا بھی آئیں۔ جو یہ ہے کہ کسی دوسرے کی کوئی انکی عبارت آپ بھی نہیں دیکھ سکتے ہیں، اور یہ بھی کوئی نہیں کہہ سکتا ہے کہ اس نے بھی کسی سے اس قسم کے علامہ سنے ہیں تو بات تو قسم ہی ہے۔ علامہ اس سوا ہمارا معاشیات دین کی بنیاد ہیں۔ جن پر ہر وقت لکھا بھی چار رہا ہے، اور بات بھی بھاتی رہتی ہے۔ آپ ہی سوچیں کہ سب آپ والے والے اور تاتے رہنے والے علامہ آپ کی ہر کتاب، اور ہر ایک مسئلہ سے لگی کوچوں، محفلوں میں ہر ایک سے ہر ایک میں رہا ہے، کہ حضور کریم ﷺ کو ہر ایک ٹیپ کا ہر وقت ظہر رہتا ہے، ہم ہر ہر دین دین دین ہے، وہ نہ نہیں نہیں میں رہے ہوتے ہیں۔ آپ اور ہی اور ہے۔ آپ کو ہر کچھ اور کچھ ہے۔ جڑی کام صرف ایک بار تھا، دیر، دیر، دیر، تو ہر دوسری طرف سے دیا تھا دیا تھا نہیں نہیں نظر آئے، جن کو آپ ان کے اصل علامہ کہتے ہیں۔

ذکر مسائل پر بھی تو سوچیں

پھر بھی اگر آپ یہ سوچتے ہیں، کہ اپنی حضرت کی دنیا کو ایسا ہی لوگ کے طور پر، ان

افراد اور درجہ بند ہیں۔ وہ ہا جس کا بدشعور تھا اس میں ذکر کرنا، اور اس کی خدمت کرنا ہر ایک شخص میں خطہ، مسنون کی طرح ضروری ہے، یا اس کے علاوہ آپ کے گفتگو کا کاروبار نہیں چلے گا تو بھی ہماری گزارش ہے کہ وہ کام از کم آدھا حصہ تو اس سداغندہ دین کے، زندہ لوگوں کے زندہ مساکین کے لئے بھی وقف کریں۔ یہ بھی تو اپنی اس بدی صفت کریں، کہ اس بدشعور اور نبی میں ہلکے بھی آپ کا بیاد ہی طریقہ ہے۔ اور عطا کی اس طرف ہے تو بھی کی حد سے دور ہوتے کے چارہ سیلاب سے اس معاشرے کی دینی اور اخلاقی حالت کی سطح تک گر چکی ہے۔

ہمسراہ کی تعلیم ہے کہ حرام کا قصہ صرف شہر سے لے کر کوئی دہائی کوئی مہادت قبول نہیں ہوتی، چاہے وہ کعبہ شریف کے محرم سے لپٹ کر ماری جائے۔ جس دین کے پانی ٹھکانے سے صرف اٹلی ہوتا ہادی سے مسلمان کی دالے تاج کے اوپر سے سوکھ جائے، لگتی اور دھکیلی کر سوکھ کر کچل کر فرما کر اس کو ملت کر دے کہوں نہیں کیا؟ یہ دھوکہ ہے، اور جو دھوکہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔" اور جہاں جو کہ ایک گھنٹہ کی خدمت سے ہر جگہ کو دے سے جانے اور بچے سے بچا کر چھوڑ دینے کا خیر ہے کہ عام کاروبار کا حصہ بنادیا گیا ہے، اور اچھے اچھے بھی اس کو نہ انھیں کچھ اور فریاد کیج، تم میں بھی کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔ طاقت اسی جہت کی ہے، کہ کسی ایک چیز کے خاص لئے کام چاہی نہیں جاسکتا۔ چند سال پہلے سرکار نے عداوت کے خلاف کام چلانے اور پیچھے کی تاریخ کا اعلان کیا، تو دیکھا جہاں کا بھی شرم و لافان کرتے ہوئے، وہ پار میں نے ملک گیر پڑھان کا اعلان کیا۔ اس اسوی ملک کی گورنمنٹ نے ہے بھی کہ چھاننے کے لئے اس کو آئندہ کی کسی نئی تاریخ تک انھوں کا اعلان کیا، جو کبھی نہیں آئی۔ اسوی حکم ہر قرآن و سنت پر مبنی معاشرے کا رویہ ہے۔ ملک میں قانونی سطح پر درشت اور بے ایمانی میں دوسرے نمبر پر ہونے کا قصہ حاصل کر چکا ہے۔ راشی اسرہ، بے ایمان ہو پاری، مسلمانوں کے لئے ہے دم و ذمہ دار اپنی اکیلی گائے مری کھ کھانچ کے لئے آنے والے سریش کی یہ بدی پہلی صرف اپنی ہی ٹیکہ پر غلبہ نہیں ہے، بلکہ کہہ کر اس کے کچھ علاج اور عمل مستجاب ہونے سے ہے مگر ملک انسانیت و اکثر اپنی ذی فہم کے لئے سب جرم معلوم ہوتے ہوئے بھی بھولتی گاہیں، قانونی سولہ گاہیں اور ہونے کا خدشات کے دار ہے گل کا ۲۰ ماہ کی اور دوسروں کی ملکیتوں کا ختم کر دینے والا وکیل، آخر اور فریب دہا کی زمین چاہی اور کو، کے چیلنے اور جن پر پیش کرتے رہے وہاں چارہ ذمہ دار ہوا فرود و غیرہ وغیرہ، ایسے

ی ٹوک کر جگ اور سرے کو اپنی سادت اور بخل کا اسی طرح اور یہ کھٹے گئے ہیں، جس طرح
 بیانی بھٹکتا ہے، کہ بچ میں جانے اور صرف اعتراف کرنے سے پاک ہو گیا۔ ہر گناہوں کا
 نیا اکاؤنٹ اور نیا اعتراف۔ کوئی نہیں بتاتا کہ جگ اور سرے کے پر لٹاؤں بھٹکتا ہیں، لیکن صرف
 اسی حالت میں ہیں۔ جب ہل چلاں ہو، کھینچی زندگی پر کھینچو اور آئندہ کی پاک و صاف
 زندگی کا سہم اور ہوا ہو۔ چاہے کچھ کو اپنی جاننے پر جنت کی بھرت اور لی کو بھوکا مارنے پر
 جہنم کی دھوکا دینے والے اپنی اعظم **تکلیف** کی بہت کام کرنے والا مسلمان اپنے گناہ کی بخشش
 اور گناہ سے گھڑنے کی قسمت اور کھانے کا خیال رکھتا ہے: تاکہ گناہ کام کر سکے اور گناہ
 دے سکے، لیکن اپنے خادم انسان کی ایسی کوئی فکر نہیں۔ خوب کام لو، اور کم سے کم ضروری ہو:
 باقی مسائل خود جانے، سمجھ کر کریں۔ مراجعہ سیدوں، چنانچہ، علویوں، عاشقوں کی سبیلوں،
 مرنے والوں کے سویم، و جلیں، سلطان جس و الجہرہ کی دھوم دھام پر انکار یہ طریق ہوتا ہے، جس
 سے کسی مستقل غصے سے پانی کی سطحیں، اپنے جوں میں طرحوں کے لئے ہوا، انہیں نہیں اور
 طوطا، اور دوسرے مقام عامر کے لوگوں کا مستقل انتظام ہو سکتا ہے، جو کہ اب اس اسلامی
 ملک میں غصا ہوتے جا رہے ہیں۔ حالانکہ مودت جاریہ کا قطعی اسلامی تعلیم نے حصول کر دیا
 قہر کرنے کے بعد بھی ثواب دیا رہے، اور آخرت سنوئے کا مستقل راز پر جاری رہے اور
 عبادت مودت کی عبادت رہائی ہوتی رہے۔ اب یہ کام صرف میرا نہیں اور جہادوں کے رہ
 گئے ہیں: مسلمان تو جہاد ثواب کے نام پر بھی سرانے قرار نہیں دھوتی کارا دیں پر جا کر، قہر
 کھانے لگو اگر اپنے جیسے سبیلوں کو کھانے گا۔ اور عالم حضرت بھی اس میں اپنے جیسے
 پر ہی نظر نہیں گئے۔ عاشقوں کے انہوں میں شہرہ کی نیویں داستانوں پر بہانے لگا کر چہ شہر
 میں کوئی ایسی جگہ نہ ہو، جہاں وہ گئے مسافر پہنچ کر، پانی پی کر تازہ دم ہو۔ وہ تازہ چہ دے کر
 ہی کوئی شہرہ استعمال کرے۔ ہر سے سال میں کسی کو سمیٹنے کی پاس پاد نہیں آتی۔

جس و دین نے ایمان کا سیارہ پر تارا تھا، کہ گئے میں کوئی چڑھی بھوکا نہ سوتے، وہیں
 خیرات اور سویم و جلیں کا کھانا بھی بھوکے کو صیب نہیں ہوتا۔ نہ کہ اب قریب پائل قیمت کھ کر
 ہر ایک عظمیٰ کر جاتا ہے۔ اناکارا ہوتا۔

گئے اور قرب و جوار میں، مزاج و اکارہ میں بھوک ہے، چادری ہے، غرض میں کی
 مرنے لگی چادری ہے، جہاں گناہ کر رہے ہیں۔ گناہ کی تعلیم، غرضی علم، اور صاحب دل

اولیاءِ کرام کے مشاہدوں کے مطابق غلی مہدات کے مقابلے میں حق کے دیکھو اور غلطی کو غلی جگ اور مردہ کی جگہ حق کی مدد کرو اور ایسا ہی ثواب کے لئے حق کی حمایت و مدد کرو۔ زیادہ عجیب و غریب ہیں: لیکن پورا سا شہر حق سے غافل ہے۔ جس دین کا ہادی کسی کی جھوک اور گھجی دیکھ ہی نہیں سکتا، خدا اس کی بہت اور احسان کا دم بھرنے والے ہی چاہی، انہی میں سے حق کے مقابلے میں خستہ دل اور بے پناہی کے انزال کوٹنے سے بے ہوش ہیں۔ معاشرت اور ملتی اجتماع میں کے بچے سے بچے اچھے بچے کی بھی تحصیل سے تقسیم دینے اور مٹانے اور فرض مہدات کے بعد اس پر ہی غرضی مٹانے اور انہماک کا دم بھرنے والے دین کی حال تو مری ہو کر حق میں دوسروں سے پیچھے نظر آ رہی ہے۔ ”دین غیر غرضی کا نام ہے“ کی واضح حدیث والے دین کے ہی کیلئے والے ہی دوسروں سے غافل ہونے میں سب تو اس سے پیچھے نظر آ رہے ہیں۔ ”اسراف والے چیتا شیطاں کے بھائی ہیں“ کی قرآنی نصیحت دیکھو، والے مسلمان ہی آج رسوم و رواج اور فحاشی و فحاشی والے اسراف میں سب سے پانی لئے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ دیکھتے دیکھتے شادی بیاہ کی ہر ایک رسم میں اسراف کا کاغذ چھ گیا ہے، کہ اچھے غائبے کھاتے پیچے لوگوں کے لئے بھی شادی سب سے بڑا مسئلہ بن گیا ہے۔ حالانکہ کسی کے آنجناب کی طرف سے معاشرے میں بھی کم از کم شادی کے رسوم اور تعلقات کوئی مسئلہ نہیں۔ اب تو انہماک و شادی سنت کی رسوم بھی بڑے بڑے کھانوں کی دھڑوں اور مجلسوں کی آغا بکا بننے لگی ہیں (۱)۔ اور کسی کا سر نہ بھی دراز کے لئے حریہ ہولناک نہیں بننا چاہ رہا ہے، کہ رسم بھانے کے لئے حریہ قرض کس سے لیا جائے گا۔ کیا کیا جان کیا جائے۔ بھول گئے ”میر تقی میر“ داغ دلاؤ، شہ پور کا کچھ۔

ہر ایک کو معلوم ہے، کہ اس دینی لطافت میں انسانی حقوق اور خیریت، سلام اور معاشرت کے چھوٹے سے چھوٹے پہلو پر بھی نصیحت اور تاکید سب بندوں اور معاشرہ میں سے زیادہ ہے۔ اور ہر پہلو پر تاکید و نصیحت تک محدود نہیں۔ حق کو دوسروں کے حقوق کا نام دیا گیا ہے۔ اور ایک طرح سے حق کو اٹھ پاؤں کے حقوق سے بھی زیادہ اہم بتایا گیا ہے، کہ اٹھ پاؤں چاہئے تو اپنے حقوق کو اپنی مثال اور رضا سے معاف کر دے، اور اپنی توجہ اور اصلاح سے تو وہ معاف ہو ہی جاتے ہیں۔ لیکن بندوں کے حقوق صرف حق سے نکلتا ہے، یہی معاف ہیں

(۱) اور بھی حضرت لڑاتے ہیں کہ ”تھن کی حالت چاہو ہے، کہ چہ لڑائی کا ساتھ ہے۔“

کے اجابت ہی شکل بلکہ تقریباً ممکن سا کام ہے۔ اسی لئے شیطان کی طرف سے عقائد میں پکڑ لانے کے بعد سب سے زیادہ توجہ اسی پر ہوتی ہے کہ مہدات میں کی کرے یا نہ کرے۔ لیکن دوسروں کے حقوق میں کتابیں ضرور ہوں۔ تاکہ ایمان کی وجہ سے ہائی جہتی نہیں ہو سکا۔ لیکن کم از کم اس کی مزاحمت تھکے۔ شاید اسی لئے آج کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ اسی قسم کی کتابیں پھرتی رہی ہیں۔

امت کے حکیم بن کر علاج کریں

برخلاف کے علماء کرام کو یہ معلوم ہے کہ ان کو سوچنا چاہئے کہ وہ اس امت کی اصلاح اور حفاظت کی، مصلحتی اور اخلاقی چاروں کے حکیم ہیں۔ امت کے جید علماء، علما، اور مجدد حضرات کی سوانح گو کہ ہیں کہ ہر ایک نے اپنے اپنے دور کے خصوصی مسائل پر ہی مادی توجہ مرکوز رکھی اور علاج کیا۔ آج کل یہ کتابیں (اور چاروں) عام دہائی کی صورت اختیار کر چکی ہیں۔ عام دہائی کی صورت میں پھیلیں بھی خسوف ہو چلا کرتی ہیں۔ ان کی مادی توجہ طاقت کی دواؤں اور تکنیکوں کی بجائے صرف دہائی دوا کی دوا کے طریقوں اور دواؤں کی چوری کی طرف ہو چکی ہے۔ ملک اور قوم پر حملہ اور دہائی کے خطرے کے دور میں عام شرعی حقوق میں حرج و مرجع کے مسئلے اٹھتے ہیں انے جاتے ہیں۔ غور کیا جائے، تو ہم کو تو یقین ہو چکا ہے کہ مادیت کا دور سے زیادہ قلب دوسروں سے ہے پر اسی اور فاضل، اور دور پر جان کی ہوئی کڑواہی (جن کی ہم صرف ایک جھلک دیکھ کر گئے ہیں) یہ ایک دہائی مرض کی طرح ان دہائی دوا کی چھٹی کی دوا سے ہمارا سب کچھ ختم کرنے کے بجائے ہے۔ ہمارا جوش میں آئے۔ امت کے علماء کا اہم دہائی دوا کیجئے: اس سے پہلے کہ سب اچھا نہیں اس آگ کی لپٹ میں جھلس کر ختم ہو جائیں!

اس بار سے ہم کو برطانیہ کے علماء دوسرے سب طبقوں سے بھی دیکھی ہی طاقت بھی ہے اور یہی گواہی بھی ہے۔ البتہ یہ فرق ضرور ہے کہ دوسروں کی طرف سے تو بہت کچھ ہو چکی رہا ہے۔ خلا سوائے اشرف علی تھانوی نے اسلامی معاشرت پر فتح و تسلیم ہے۔ "اسلامی اصول، حقوق اور سماج، حقوق و فرائض، آداب معاشرت، فرائض و عبادت" انہیں خود کی ہونے پھر نے سنا کی، اور صرف سوائے میں کافی ایسا سواد ہے۔ سوائے ذکر کی حکیم کتاب فضائل

حزبہ کے ساتھ قولی حرام ہے

پیشہ حزبہ کے ساتھ قولی کے لئے اہل حضرت نے اپنی کتاب احکام شریعت میں ۱۰ جگہ اہل الحرام اور سب حصہ لئے جانوں کو سخت نکہا، قرار دیا ہے۔ پہلے صفحہ ۶۰ سے ۶۵ تک تفصیلی حواشی، سویت اور زبانوں کے اقوال کے حواشی سے لکھا ہے کہ یہ قسم سخت حرام ہے۔ سب حاضری نکہا دیوں گے۔ اقوال پر دیتا اور سب حاضری کا بھی اور انتظام کرنے والوں پر دیتا، اقوال کا اور سب حاضری کا نکہا نکہا ہوگا۔ کیونکہ یہ حق کے نکہا کا باعث ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ اس سے صاحب قہر کو سخت ایذا پہنچتی ہے۔ مس ۵۵ پر بھی یہی جواب ہے، کہ تلخہ کی سزا اسے کے جائز، اور اصول اسے سزا کے ساتھ حرام ہے، اور بگہ ہو گیا، نے اس کو سزا کے ساتھ نکہا کیا ہے۔ تلخہ بریل کی عالم اور پارخان گروانی نے بھی کتاب جہا، اپنی میں اس کو قطعی حرام قرار دیا ہے۔ لیکن ہو کیا رہا ہے آپ کو معلوم ہے۔ شوکی دہلی میں ہر مہارک کے لئے چارے اشتہار کے پروگرام میں درج ہے اور اور ایساں طرز قولی کا اور قولی کا بھی ذکر ہوگا۔ اور وہیں علماء حضرت حماد سے بھی زیادہ جھڑتے، اور اپنے لوہے وہ جھڑتی ہوئے کا اعتقاد کرتے ہوئے ملیں گے۔ ریلج اور لی وی پر مید سید کے سوئے ہ قولی کو "مہارک مغل" کہا جاتا ہے۔ کہیں کہیں کہنے سے کسی عالم کا اعتراض کسی نے دیکھا یا نہ جاسی، تو اس کی ایسی اطلاع پر ہم اس کے سطور میں گئے۔

ایسے مریں نا جائز ہیں

یعنی تلخہ بگہ بزرگوں کی قبروں پر مریں مہارک، جنی کا بریلیت سے پہلے عام عام میلہ تھا، اور حماد میں آج بھی مشہور ہے۔ اس کے بارے میں اہل حضرت کی تعلیم کا خلاصہ اور حوالے ڈاکٹر مسعود صاحب نے اپنی کتاب فاضل بریلی طہار میں ۵۲-۵۳ پر، اور کتاب حیات احمد رضا خان میں ۱۳۶ پر اس طرح لکھا ہے کہ "مرجہ امور اس میں شرکت کے بارے میں پوچھا گیا، تو سخت شرمناک کے ساتھ اس کے جواز کا نفی دیا، کہ "سہل میں جانیں رکھے ہوئے مریں، جنی میں مورتوں کے عظام، خردوں کے تھائے، شرک کے کام، گناہوں کے علقہ سناہن، دھارم طوائفوں کے ہانچ، لہو و لب کے سناہن، اور سزا و

سرور و لیرہ، چائز کام نہ ہوں، میری ہی میں چائز ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس کی اصل فرض بھلا
 ثواب، باقر غوثی اور قرآن غوثی ہے۔" اکثر صاحب اپنی طرف سے لکھتے ہیں، کہ سولہ
 بریل کی کہ ہیں انکی صورت دالے میں قطعاً جائز نہیں۔ اب آپ سہجوں، کہ کہاں پر کیے
 میں ہو رہے ہیں۔ جن کو بریل کی علامت میں سہار کہ کا خطاب اپنے ہوتے ہیں۔ ہر کہن جن
 قبیح کاموں سے روک رہا ہے۔

زائر مہر قوں پر مسلسل لعنت

یعنی اسی طرح حریمات پر مہر قوں کے ہاتھ کے بارے میں اہل حضرت کے
 عقائدات جلد دوم میں ۳۶۷ میں ارشاد ہے، کہ "یہ مسرت پر چلا، کہ یہ جائز ہے، انھیں، کہ یہ
 پر چلا، کہ اس صورت پر کہ قدر لعنت ہوتی ہے، خط کی طرف سے، اور صاحب قبر کی طرف سے،
 سرور، کرنے سے لے کر دیکھیں مگر کچھ تک لعنت برتی رہتی ہے۔" تاہم کسی نے بھی بریل کی
 سواط میں اس کے خلاف ہم سن ہے؟

طواف، مسجد سے نا جائز

یعنی اسی طرح اہل علم کے کام کی قبروں کو طواف، سرور، انھیں جو بے کے بارے میں
 احکام شریعت میں ۳۳۳ پر حرام اور نا جائز کا خطی ہے۔ جو بے کے بارے میں تو ایک ایک
 سرور، "زبدۃ المذکر" کے نام سے لکھ کر اس کی چوری تحریر کی ہے۔ لیکن کیا ہو رہا ہے، اور اس
 پر کسی نے تصحیح کرتے ہوئے، داد کا مقرر میں اس کے خلاف تصحیح کرتے ہوئے دیکھا ہے؟

قبر ایک بالشت ہو

یعنی سرور کے لیرہ کے بارے میں بھی اہل حضرت کا ہی "تقریبات اہل حضرت سرور
 سوم" میں ۳۳۳ پر ارشاد ہے، کہ "قبر کو لو چاہا کہ طواف ملے ہے۔ میرے والد ماجد، والدہ
 ماجدہ اور بھائی کی قبریں دیکھیں، ایک بالشت سے چھٹی نہ ہوں گی۔" لیکن آج کی کیا حالت
 ہے؟ اور اہل حضرت کی قبر اس حد کے اندر ہو گی ہے؟

میت کا کھانا صرف مساکین کھائیں

بے جانے والے کے کھانے کے بارے میں بھی اہل حضرت کے کسی بزرگ واضح لکھتے ہیں کہ یہ فقراء کا حق ہے۔ لکھتی رضویہ چارم کے صفحات ۱۹۳، ۱۹۵، ۱۹۶ کے حوالوں سے مولانا نسرخ صاحب نے کتاب ”کام احمد رضا اور نہ یہ عانت“ میں ص ۵۲۶ پر احمد رضا کا یہ خوبی لکھا ہے کہ ”سوچو، وہم، علم کا کھانا مساکین کو دیا جائے، برادری میں تقسیم کرنا، یا ان کو جمع کر کے کھانا جائز نہیں۔ کتاب مجمع البرکات میں ہے کہ سات میں دواوت جائز نہیں۔ اور صحیح فقہاء میں ہے کہ ”چھ دست ہے“۔ اسی جلد میں ص ۱۹۳ پر یہ بھی ہے کہ ”سوچو، جو جو تقسیم کیا جائے، وہاں جوں کا توں ہے، کئی اس میں سے نہ لیں۔“

کتاب احکام شریعت ص ۵۵ میں بھی سوال نمبر ۴۲ کے جواب میں لکھتے ہیں کہ ”مردہ کا کھانا صرف فقراء کے لئے ہے۔ عام دواوت کے طور پر دے کر دینے ہیں۔ یہ صحیح ہے لہٰذا نہ کھائے۔“

سولم کردہ (تقرری) اور منوع ہے

اوپر آپ نے اہل حضرت کی طرف سے مشہور تھی کتاب ”مجمع فقہ“ کا حوالہ دیکھا کہ میت کا کھانا بدعت چھ ہے۔ حریہ دیکھیں کہ احکام شریعت ص ۵۵ میں مسئلہ ۴۴ میں اسی قسم کے سوال کا طویل ساٹ صفحات میں جواب دیا ہے۔ اور فقہی مشہور اور عام محدثی اہل ائمہ کتابوں کے حوالوں پر بھی لکھتی مائیکیری کا یہ لکھتی نقل کرتے ہیں کہ ”لکھتی جس سے ”میت کی دواوت جائز نہیں، کہ دواوت تو خوبی میں ہوتی ہے“۔ آگے نام بدلتی کا فقرہ دیتے ہیں کہ ”میت کے پہلے یا اخیر سے دواوت یا آخر کے بعد دواوت کھانے سے کھانا جائز ہے۔“

سب کردہ اور منوع ہے۔ (ماخوذ ہے کہ فقہی کتابوں میں صرف فقہاء کردہ کا مطلب کردہ تقرری ہوا کرتا ہے کہ اسی جواب میں آگے نقل کر لکھتی ۴۴، غایب، بدلتی مائیکیری اور کاظمی خان سے یہ حوالے دیتے ہیں کہ ”البتہ سب مائیں بدلتی دواوتوں کی اجازت سے یا ان میں سے کئی کی طرف سے اگر فقراء کو کھانا دیا جائے یا دواوت دے تو یہ ابھی بات ہے۔“ اب چھنے والے خود سوچیں کہ فقہی سب اہم کتابوں سے سولم منوع اور کردہ تقرری ہوا۔

چھنے والے دیکھیں، کہ ہم نے چاہے ہمارے ایک تو اکثر مسعود صاحب کے ہمارے
کے ساتھ اصل کتابوں سے دیے ہیں۔ جنہوں نے اہل حضرت سرور بدعات و منکرات کا
مذہب قائم کر کے پیروی کرنے کی کوشش کی ہے، کہ اہل حضرت پر بدعات کا اصرار نکلا ہے۔
دوسرے گروہ جس آخر مصباحی کی تقریر یا چھ مسلمات کی ضخیم کتاب "کلام احمد رضا اور بدعات"
کے نام سے ۱۹۸۰ء میں نکلی اور شائع ہوئی ہے۔ اگرچہ اس میں ۱۱ بدعات پر صرف
ایک دو مسلمات اور باقی ۳۰ مسلمات پر بڑی سخت یعنی حادی میں ہیں، تاہم اس نے بھی کم از
کم ان چھ مسلمات کو اپنے اور اہل حضرت کی طرف سے صحیح بدعات تسلیم کیا ہے۔

ان کو کیسے روکیں گے

اب مجاہد حق کے بڑی علماء، حضرات سی نور کریں، کہ ان کے اہل حضرات کے بھی
ایسی واضح اور سخت الفاظ میں روکی ہوئی بدعات میں ان کے علماء کا کمالی کردار ہے؟ اور کیا
ان کے لئے اپنے نام کے نہ قول میں صحیح و فصیح بدعات، اور کردار تحریری اور حرام سخت حرام
کاموں اور کافوں ہے؟ تمام تو درکار، اپنے علماء کو وہ اب حدود کے اندر رکھتے ہیں؟ جب
اہل حضرت بھی نفسی ثابت کر چکے ہیں، کہ سارا سرور دہلی تو اہل نفسی حرام سخت حرام ہے، اور
اور بغیر سار کے تو اہل کا اب تصور بھی نکلا ہے، جب نہ ہی کوئی ایک آدمی جس ی ان
خداوند، اور صحیح مسلمات اور شرکیہ کاموں سے بچا ہوا، اور خاص کافر اور قرآن قبول تک
حدود ملے، جب طواف قبروں کا پیر اور جہود کے بغیر کوئی مقبرہ نظری نہیں آتا؟ جب دیکھا
دیکھی کم از کم ہر ایک قبرستان میں آدمی سے زیادہ قبریں مکمل کی اور اونچی بن چکی ہیں، جب
دیکھا دیکھی کم از کم مسلم کا کھانا تو شادی کے کھانے جیسی حیثیت اختیار کر چکا ہے، کہ دعائی
کارواں اور منکرات کے ذریعے سب مذہب کو بھایا جا رہا ہے، اور آپ ی کے عالم حضرات
روکا تو درکار، خود شریک بھی ہوتے ہیں، بلکہ کھانے پر قاف کے خصوصی طریقے پر عمل کرنے
کی کتابیں بھی پھیلا رہے ہیں، اور صحیح کرنے والوں کو یہاں تو اب کا منکر کہ ان کے خلاف
غیرت پھیلانے میں مصروف نظر آتے ہیں، تو اب آپ ی سہیں، کہ یہ سب منکرات، صحیح
صحیح بدعات، حرام اور گنہگار کی کام اور دیکھیں، کسے غم میں ہیں، کہ ان غم کے سبب کہ
آپ ی کے لوگوں کا واضح اعلان کیا رہنا، صحت غرضت، اور شرکیت کا جائزہ لگایا، کہ حاصل

بچے آپ ہی کے اہل حضرت کی حلیم کی ہوئی عکرات، عمرات، اور قحجہ و منیع بدعات میں آپ ہی کا پرانا طائر کاغذ ملی طور پر مثال، بلکہ دور دورہ والی نظر آئے، یہ ایک عیاں علیہ ہے جو صرف اکیلے اور رضا خانی کو ہی نصیب ہوا ہے، جسکی حقیقت پر نگاہ رکھی جائے تو یہ بھی سن کی اپنی ہی کمال ہے، کہ انہوں نے امت کے علماء، اسلاف کے اس اہلانی فہم والے نکتے کو حلیم نہ کیا کہ جب کسی مہاجر مل میں کسی قسم کے زہرے اثرات داخل ہوتے ہوئے نظر آئیں تو اس کو سختی سے موعظ قرار دیدہ۔ جیسے شکر کے چار کے لئے طحال اور مہاجر ملکی کو سختی سے موعظ قرار دیا جاتا ہے۔ یا کسی چار میں کے اسکان کی وجہ سے کسی ہاتھ بیڑوں کے استعمال سے بھی سختی سے روک ٹوک دی جاتی ہے۔

اہل حضرت کی ملکی تائید

دور دور دورہ کی جو بدعات سے کسی ایسے مہاجر کا سن کو روک کر رکھنے کی بجائے، جسے انہوں نے کرتے رہے اور چاروں مہاجر کی حدود کے قسطنطنیہ پر زور دیتے رہے۔ مہاجر کی اس ملانی ہوئی تعلیمات اور طرز عمل اور شیطان کے اس ماننے ہوئے حربے اور شرک و بدعات کی تاریخ کو سامنے نہیں رکھا، کہ یہ ہے جانے والے اکثر بت مانے ہوئے عقد والے بزرگوں کے ہی تھے۔ پہلے ان کی صرف قصاص نہیں، جن پر احترام سے نظر پڑتی تھی، بلکہ حقیقت کی بات نہیں اور ہاں، بلکہ خاص مواقع پر ان سے گفتگو اور سرگوشیوں، بلکہ دل کا جو جو بگاڑ کرنے کے لئے بہت بھی دالم کی شدت میں ان سے گفتگو، بلکہ صوائیں، بلکہ روئے کے لئے پھارنا اور پھارنا۔ ہر جگہ شرک کی یہی جو ملیں متحدہ تھیں، اور وہیں کی۔ اسلام نے قصور کو سختی سے یہ واضح کیا کہ وہی کا انہاں، مانگن تھا، تو ایک دور صدی کے غیر افریقہ اور اس کے اثرات کے بعد شیطان قصور کی جگہ کو ملتی تھی، اور موعظ لے آیا۔ اپنی سب مراحل اور حوالوں اور دیکھی وہی ہیں۔ اور رضا خانی کو جو معاشرہ تھا، دور بعد مسلم مملکت معاشرہ تھا، جس میں بعد اثرات سے کسی بعد وہ رسوم بھی مسلمانوں میں داخل ہو گئی تھیں۔ موعظوں پر پہلے بھی تھے، بعد کے طواف اور بوسے بھی تھے۔ آدھ زاری سے دعائیں مانگنا بھی تھا، مرنے کی رسم میں کھانے والی روٹی کی فراقات بھی تھیں۔ سوئی ٹک بھی تھے، فریجہ دور سب فراقات عام تھیں۔ اس نے خلف مملوں پہانوں سے ان کے جوار کی راجیوں کا لے کی ہر ہر کوشش کی۔ اولیاء، عقد کے حاکم کو شیطان عقد تھا۔

ہم ہم

عی سہلگی کہ یہ سادہ و سہل تھے اسی طرح ہوا کہ:-

ہم بن کر اہل اسلام بنے تھے، قصور اپنا گل آؤ

بھاری بھاری آپ اپنے ہی اہل حضرت اور آپ کے مخلص صاحبان سے غالب کے
ان الفاظ میں نکالتے کریں، کہ:-

لو! وہی کہہ رہے ہیں، یہ بے شک اسلام ہے

حرف آخر

کاش کہ یہ سچے اور ان کے سادہ حضرت کو بھاری اس کتاب میں پیش کئے ہوئے
سب حقائق پر غور سے دل سے غور کرنے کی توفیق نصیب ہو۔ اور اپنا کاسب کریں، کہ وہ اصل
دی اور اصل منزل قصور سے نکال کر گل آئے ہیں، اور ہوتے جا رہے ہیں۔
اللہ پاک ہم سب کو حق کو سمجھنے پر کھلے اور اختیار کرنے کی توفیق دے۔

اللهم ارحنا من الضيق والهم ارحنا من الضيق والهم ارحنا من الضيق والهم ارحنا
اجتماعہ۔ اللهم ارحنا من الضيق والهم ارحنا من الضيق والهم ارحنا من الضيق والهم ارحنا
اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و ائمہ اجمعین۔ آمین یا اللہ العظیم۔

دعا گوہ طالب دعا

حافظ نظام الحق بن

سہانی کاشفی - حیدرآباد (سندھ)

8 فروری 2008ء، 1429ھ کی تاریخ

کتابیات (ماخذ و مراجع)

ملاحظات	نصف	نام کتاب
	امیر خاندان امیر خاندان گرجانی امیر خاندان برنجی	کوزلینسکی (زیر آرائین) تفسیر نور مرقیان مقام المرحوم عسکری اندک دانی تفسیر طایمان آیات القرآن مرآت شریعت انکام شریعت (نجمی ص ۵۵) لذاتی تاریخ لذاتی دستور (جلد اول) روم اخیل سید اسحاق علی مرادین صاحب تکلیف امور دینی و دنیوی نور الهدی انوار نظام الکرب فیما یجوز من الترویج الهدایة فی الترویج لذاتی المرحوم صاحب انوار مسائل دینی شریعت و طریقت نصرت و مکتوت چهار ذرات احمد رضا که در حدیث الجزء الاول امام اسحاق (علم لیب و سول) الهدایة الی الله (علم عسکری) عالم و اخیل
۸۶		
۸۸		
۹۳		
۱۰۶		
۱۳۵		
۱۴۳		
۱۵۸		
۱۶۸		
۱۷۰		
۱۷۸		
۱۸۰		
۱۸۲		
۱۸۴		
۱۸۶		
۱۸۸		
۱۹۰		
۱۹۲		
۱۹۴		
۱۹۶		
۱۹۸		

۷۰	امیر رضا خان	امیر رضا خان کی محل، نواب، دہلی علی
۷۱	" "	خاص کا مندر (مستطیل لپ)
۷۲	" "	نکاح کا مندر اور نیکو اور
۷۳	" "	جلی المین
۷۴	" "	اکھڑا ہوا ہوا
۷۵	" "	اکھڑا ہوا (کڑے سے کر کے اور دھوا چھا)
۷۶	" "	دھوا چھا کی مٹا دھوا
۷۷	" "	انہوں کا بری کا ہوا
۷۸	" "	جھاکی بھٹا (جھاکی دھوا دھوا)
۷۹	" "	جھاکی بھٹا دھوا دھوا
۸۰	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا
۸۱	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا
۸۲	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا
۸۳	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا
۸۴	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا
۸۵	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا
۸۶	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا
۸۷	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا
۸۸	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا
۸۹	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا
۹۰	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا
۹۱	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا
۹۲	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا
۹۳	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا
۹۴	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا
۹۵	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا
۹۶	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا
۹۷	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا
۹۸	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا
۹۹	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا
۱۰۰	" "	دھوا چھا کی دھوا دھوا

۱۵	امیر رضا خان	علی حسرت (دہشت سید)
۵۲	" "	تحکات کے خفاکی و آداب
۲۲	" "	محب واپس چلے گئے (ایضاً ۳۳)
۵۵	" "	انور احمد رانی سائل راج
۸	" "	ایجنٹ احمد راج کو پارک احمد راج
۲۲	" "	نور احمدی (تحکات کو سہارا)
۳۹۹	فرحان رضا خان	تحکات علی حضرت (پارک)
۵۶	امیر رضا خان	پزل احمدی (دہشت راج، احمد راج، احمد راج، احمد راج)
		کے ساتھ (دہشت)
۵۸	" "	راج احمدی کو احمد راج
۵۹	" "	احمد احمدی (دہشت)
۲۳	" "	احمد احمدی علی احمد راج
۱۸	" "	فرحان احمدی علی احمد راج
۲۴	" "	احمد احمدی علی احمد راج
۲۴	" "	احمد احمدی علی احمد راج
۶۹	" "	احمد احمدی علی احمد راج
		احمد احمدی علی احمد راج
۸۰	احمد احمدی	احمد احمدی علی احمد راج
۱۵۲	" "	احمد احمدی علی احمد راج
۱۸۰	احمد احمدی	احمد احمدی علی احمد راج
۳۹۰	احمد احمدی	احمد احمدی علی احمد راج
۶۳	احمد احمدی	احمد احمدی علی احمد راج
	احمد احمدی	احمد احمدی علی احمد راج
۲۵۲	احمد احمدی	احمد احمدی علی احمد راج
۲۵۳	" "	احمد احمدی علی احمد راج
۷۹	" "	احمد احمدی علی احمد راج
	" "	احمد احمدی علی احمد راج
۵۸	" "	احمد احمدی علی احمد راج
۲۳	" "	احمد احمدی علی احمد راج

۸۰	دکن کی مسجود	فاضل و علی کی اور دیگر مساجد
۱۹۹	■ ■ ■	عام اور رضا اور عالم اسلام
۹۰	■ ■ ■	عرب اور سنی
۹۸	■ ■ ■	عام اور رضا اور عالم اسلام
۹۰	■ ■ ■	عام اور رضا اور عالم اسلام
۱۶	■ ■ ■	شرعیات کے امور
۹۹	مہاجرین کی	شرعیات اہل حضرت
۱۵۰	جہلی اور شرعی	شرعیات اہل حضرت
۵۸۳	نہیں اور مساجد	عام اور رضا اور عالم اسلام
۳۸	ریاست علی گڑھ	مساجد و رضا (چند چارم)
۵۵۴	علاقہ مساجد	امور و رضا
۵۶	امور مساجد	و مساجد اہل حضرت
۸۸	چند مساجد کی	امور و رضا
۳۵	مساجد علی گڑھ	قراردادیں و امور مساجد اہل حضرت
۳۶	عام اور رضا	امور و رضا
۳۴	شہر اور مساجد	امور و رضا
۳۰	مساجد علی گڑھ	امور و رضا
	شہر اور مساجد	امور و رضا
	امور و رضا	امور و رضا
۳۸۰	امور و رضا	امور و رضا
۳۸۴	امور و رضا	امور و رضا
۸۰	■ ■ ■	امور و رضا
■ ■	■ ■ ■	امور و رضا
۶۴	■ ■ ■	امور و رضا
۵۰	عام اور	امور و رضا
۳۰۶	امور اور	امور و رضا
۳۰	مساجد اور	امور و رضا

۳۳۶	عالم مسیحی قریشی	جیوہی
۳۳۷	عقلمند شرف رومی	جیوہی کے رمانے
۸۰	سرورِ زمانہ	ازبک مجاہد
۳۳۸	راہِ ہدایت	انتہا درج
۹۶	میراثی مہدی	علاؤ الدین
۳۳۹	میراثی مہدی	آئینہ دار
۳۴۰	■ ■ ■	دینِ علی نام کے پیچھے لڑے
۳۴۱	■ ■ ■	کیا غوث اعظم اپنی حق
۳۴۲	■ ■ ■	نورِ حق
۳۴۳	■ ■ ■	نیلِ مراد (فصلِ مبارک کا حق)
۳۴۴	■ ■ ■	تخلیِ عامت کے کارنامے
۱۶	نہالِ مہدی	تخلیِ عامت کا اعلیٰ ولایت
۸۰	مہدی مہدی	مصحح ولایت اور تخلیِ عامت
۳۴۵	اسدِ نظامی	سربِ انگیزی
۳۴۶	جہاںِ مہدی	بہشتیوں سے ملنے
۱۸	کبریٰ رشتہ کے اسطغی	لغزِ جنوں کی کائنات
۱۹	انہی مہدی	کارِ کاروان کیا ہے؟
۳۴۷	مہدی مہدی	دینِ علی و حرم (مہدی)
۳۴۸	مہدی مہدی	ولایت چاہتے ہیں؟ (مہدی)
۳۴۹	مہدی مہدی	تسلیمِ ایمان کی مہم کو چاہتے ہیں؟
۱۹	پادشہ سہواری	کون چاہتے ہیں؟
۳۵۰	مہدی مہدی	جہاںِ مہدی
۳۵۱	مہدی مہدی	مصلحتِ مہدی
۳۵۲	■ ■ ■	شیخِ مصیب الدین
۳۵۳	■ ■ ■	روحِ خداوندِ مہدی
۳۵۴	■ ■ ■	سودا گری
۳۵۵	■ ■ ■	اسرارِ نظام
۳۵۶	مہدی مہدی	دلکشِ نظام
۳۵۷	■ ■ ■	انجمنِ توحید و توحید

۷۹	■ ■ ■	نورانی غفرانی برادران غفر
۸۰	■ ■ ■	محمود مہدی
۸۱	■ ■ ■	محمود علی لاجپور
۸۲	■ ■ ■	محمود علی لاجپور
۸۳	■ ■ ■	محمود علی لاجپور
۸۴	■ ■ ■	محمود علی لاجپور
۸۵	■ ■ ■	محمود علی لاجپور
۸۶	■ ■ ■	محمود علی لاجپور
۸۷	■ ■ ■	محمود علی لاجپور
۸۸	■ ■ ■	محمود علی لاجپور
۸۹	■ ■ ■	محمود علی لاجپور
۹۰	■ ■ ■	محمود علی لاجپور
۹۱	■ ■ ■	محمود علی لاجپور
۹۲	■ ■ ■	محمود علی لاجپور
۹۳	■ ■ ■	محمود علی لاجپور
۹۴	■ ■ ■	محمود علی لاجپور
۹۵	■ ■ ■	محمود علی لاجپور
۹۶	■ ■ ■	محمود علی لاجپور
۹۷	■ ■ ■	محمود علی لاجپور
۹۸	■ ■ ■	محمود علی لاجپور
۹۹	■ ■ ■	محمود علی لاجپور
۱۰۰	■ ■ ■	محمود علی لاجپور

۸۰	در مسجد کاشی	الحق الحسین
۲۲	" " "	سید قربان دای
۹۱	برکت علی قادری	امیر دوزخ و دوزخیان
۲۸	ایچ پ علی دھوی	درج اولی حضرت علی اکبر اندون
۲۳	" " "	یاق فریدی
	محمد پرخان	دعوی احمدی
۶۰۹	ایم ای اسمن المصطفی	محمد سحر
۹۰	فضل رسول دای	سید احمد
۳۹	سیدی محمد احمد	نصیر احمد
۲۹	سید عالم	سنی کائنات
۵۶	امیر شرف دای	سنی مہانت علی
۲۸	ایچ علی قادری	قرآنی سائنس اور امریکا
۱۲۰	محمد علی کانداری	تغذیہ نظام دین
	دور سحر و علوم برقی	صد سار بخش
		۱۸۲
		<u>بروز و پست</u>
۲۳	کاشی محمد علی	سنگ نظام دین
۸۰	سید علی احمد سہانت پری	محمد نظام دین
۳۲۶	مسیح احمد علی	محمد نظام دین دوزخ و دوزخیان
۲۳	مسیح احمد علی	محمد نظام دین
۲۳	سید عالم کانداری	تغذیہ نظام
۱۲۸	محمد علی کانداری	تغذیہ نظام دین دوزخ و دوزخیان
۲۳	سید شرف علی قادری	محمد نظام دین دوزخ و دوزخیان
۱۲۳	ایم ای اسمن المصطفی	محمد نظام دین دوزخ و دوزخیان
۵۰۹	ایم ای اسمن المصطفی	محمد نظام دین دوزخ و دوزخیان
۵۶	ایم ای اسمن المصطفی	محمد نظام دین دوزخ و دوزخیان
۱۲۳	ایم ای اسمن المصطفی	محمد نظام دین دوزخ و دوزخیان
۱۲۳	ایم ای اسمن المصطفی	محمد نظام دین دوزخ و دوزخیان
۱۲۳	ایم ای اسمن المصطفی	محمد نظام دین دوزخ و دوزخیان

۸۵۶	گروہ پان چھٹی	قریبت و اہمیت
۳۶۴	بی مہاشہ چوں تیرا	چاندی لگا (سنہی)
۴۸۰	عظیم گرو سچائی	گورو گروہ پان چھٹی تیرا
۵۴	اندر کا شیر	برائی کار سے چارہ ناسی
۴۴	گاہکوں کی	حق کی جانی (سنہی)
۴۴	■ ■ ■	برائی جہت چاہی اور عقلی جانور
۴۵۶	گورو گروہ پان چھٹی	کچھ کی چھٹی
۴۴	■ ■ ■	لچہ اور گروہ پان
۱۱۱	انکر پانچویں	سچائی کے جہات ہے
۱۱۱	گورو گروہ پان	فہم کی جہات
۱۱۱	■ ■ ■	نار و ناکل فیہ پرانہات
۱۱۱	■ ■ ■	سچائی
۱۱۱	■ ■ ■	سچائی علم فیہ
۳۶۸	■ ■ ■	پانچویں (۱۱) ہے
۱۱۱	■ ■ ■	دین و شریعت
۸	■ ■ ■	روہ پانچویں انکر ۱۱۱
۱۱۱	■ ■ ■	قبول کیا ہے
۱۱۱	انکر پانچویں	انکر ۱۱۱ و قبول و سچائی
۱۱۱	■ ■ ■	ایک نظم سچ کا سچ
۱۱۱	■ ■ ■	سچ پانچویں و سچ کے خلاف کیں
۱۱۱	سچ پانچویں	دوست کیا ہے
۱۱۱	گورو گروہ پان	گورو گروہ پان اور پانچویں کے سچ
۱۱۱	سچ پانچویں	گورو گروہ پان ایک نظم سچ
۴۴	گورو گروہ پان	کتاب انکر (۱۱۱)
۱۱۱	سچ پانچویں	کچھ سچائی ہے
۱۱۱	سچ پانچویں	کچھ سچائی ہے (سنہی)
۴۸	سچ پانچویں	برائی کار (انگریزی انکر)
۴۴	سچ پانچویں	رہنما نہایت اور عقلی پانچویں
۸۰	■ ■ ■	حق سے دینی دوست کی چھٹی

	<p> با جواب به نود و نه سوال و اکثر نادر گوید تمام مردم به نام شخصی ■ ■ ■ معین الله بن ابی بکر و کرم شاه امین الله بن علی عظم شد </p>	<p> دائرة المعارف اسلامی (جلد دوم) خطبه و خطاست قرآن و اسلام در حد اوصولی و بی نهایت تجلیات انوار الهی تقدیر و تلاش برای تخریب به نیت تاریخ و عقاید <u>۱۳۶</u> </p>

بریلوئٹ حقائق کے آئینے میں

